رسائلِ میلادِ محبوب ﷺ

ترتیب و تدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

کتب خانہ امام احمد رضا ۰ لاہور

دوشنبے کا دن تھا سحر کا اجالا
کہ مکے میں پیدا ہوا کملی والا

رسائلِ میلادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب و تدوین
صلاح الدین سعیدی
ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ
دربار مارکیٹ لاہور

نام کتاب .... رسائل میلاد محبوب ﷺ

ترتیب .... صلاح الدین سعیدی

.... ڈائریکٹر تاریخِ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

پروف ریڈنگ .... صلاح الدین سعیدی

اشاعت اوّل .... ربیع الاوّل 1432ھ 2011ء

اشاعت دوم .... محرم الحرام 1433ھ 2012ء

سرورق .... فیضی گرافکس لاہور

صفحات 472

کمپوزنگ .... عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور 0344-4996495

ناشر .... کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

قیمت .... =/300 روپے

ملنے کے پتے

1	مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور	042-7213575
2	قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور	0333-4383766
3	علامہ فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور	0300-4798782
4	مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور	042-7226193
5	مکتبہ بابا فرید پاکپتن شریف	0301-7241723
6	مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
7	مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف	048-6691763
8	مکتبہ برکات مدینہ کراچی	0213-4219324
9	مکتبہ رضویہ کراچی	0213-2216464
10	مکتبہ عطاریہ صادق آباد	0333-7413467
11	مکتبہ رضائے مصطفیٰ کھاریاں	0321-5925326

فہرست رسائل

انتساب

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی قریشی اسدی المعروف

مخدوم رشید رحمۃ اللہ علیہ

کی اولاد امجاد میں سے ہمارے بزرگ دوست

حضرت مولانا مخدوم مشتاق احمد شاہ حفظہ اللہ

آستانہ عالیہ پنڈی راجپوتاں کوٹ لکھپت لاہور

جنہوں نے علمی کاموں میں ہمیشہ میری عملی راہنمائی اور مدد فرمائی۔

اور

تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے امیر

حضرت مولانا پیر سیّد محمد اجمل شاہ گیلانی

آستانہ عالیہ اکبر آباد شریف کوٹلی میانی مرید کے ضلع شیخوپورہ

کے نام

صلاح الدین سعیدی

مقدمہ

از حضرت علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

12 ربیع الاوّل کی سہانی صبح کو رحمت الٰہی جوش میں آئی اور روئے زمین پر ایک ایسی ہستی جلوہ گر ہوئی جس کی معجزانہ کوششوں سے ایک صدی نہیں، آدھی صدی نہیں، چوتھائی صدی سے بھی کم، صرف ۲۳ برس کی قلیل ترین مدت میں روئے زمین پر اتنا بڑا روحانی اور مذہبی انقلاب برپا ہوا کہ آج تک اس کی برکتیں آسمان کے بادل کی طرح برس رہی ہیں، سورج کی کرنوں کی طرح چمک رہی ہیں اور ہمیشہ شگفتہ رہنے والے پھولوں کی طرح مہک رہی ہیں۔ رسالت محمدی ﷺ کے دریائے ناپیدا کنار سے اٹھنے والی ان نورانی لہروں کو آپ گنتے رہیے، قیامت کی صبح ہو جائے گی اور گنتی پوری نہ ہو گی۔

عقل حیران ہے کہ مکہ کے تیرہ سال قید و بند اور مصائب و آلام کی صعوبتوں میں گزرے اور مدینہ کے دس سال قتل و خون کے معرکوں میں بسر ہوئے، لیکن انہی گنے چنے ایام میں دنیا کا اتنا بڑا انقلاب برپا ہوا کہ پوری تاریخ انسانی میں اتنا محیط، اتنا جامع، اتنا ہمہ گیر اور اتنا ہمہ جہت انقلاب نہ کبھی چشم فلک نے دیکھا اور نہ عقل اس کا تصور کر سکتی ہے۔ ایسا انقلاب! جس نے زمین کا جغرافیہ بدل دیا، ریاستوں کے نقشے بدل دیئے، قوموں کے ذہن بدل دیئے، اخلاق کی قدریں بدل دیں، مجد و شرف کے معیار بدل دیئے، فکر و نظر کے زاویے بدل دیئے، دلوں کے تقاضے بدل دیئے، طبیعتوں کی سرشتیں بدل دیں، معاشروں کے ڈھانچے بدل دیئے، لذت و مسرت اور خوف و غم

کے احساسات بدل دیئے...... یہاں تک کہ چشم زدن میں صدیوں کے بگڑے ہوئے انسانوں کو ایسا بدل دیا کہ وہ اپنے ظاہر سے بھی بدل گئے اور باطن سے بھی، وہ اپنے اندر سے بھی بدل گئے اور باہر سے بھی۔ بدلنے والے اس شان سے بدلے کہ جسے دیکھ لیا وہ بھی بدل گیا۔ جسے چھو دیا وہ مٹی تھا تو سونا ہو گیا، قطرہ تھا تو دریا ہو گیا، ذرہ تھا تو سورج کی طرح چمکنے لگا۔ جس آبادی سے گزر گئے وہ ایمان و یقین کی خوشبو سے معطر ہو گئی، جس ویرانے میں قدم رکھ دیا وہ شاد و آباد ہو گیا۔

اور انقلاب کی گہرائی میں اتریئے تو اتنا ہمہ گیر اور رنگا رنگ انقلاب کہ بیک وقت اسے مذہبی انقلاب بھی کہیے اور زرعی انقلاب بھی، خاندانی انقلاب بھی کہیے اور رنگ و نسل کا انقلاب بھی، علم و فکر کا انقلاب بھی کہیے اور آئین و دستور کا انقلاب بھی، تمدنی و تہذیبی انقلاب بھی کہیے اور انفرادی و اجتماعی انقلاب بھی، علاقائی انقلاب بھی کہیے اور عالمی انقلاب بھی، دنیوی و اخروی انقلاب بھی کہیے اور ابدی و سرمدی انقلاب بھی۔

عقل حیران ہے کہ اتنا بڑا انقلاب جو حیاتِ انسانی کے ہر شعبے پر حاوی ہو، تنہا ایک اُمی انسان کی ذات سے کیونکر وجود میں آ گیا؟...... ایسا عظیم انقلاب جو سارے بنی نوع انسان پر ابدی سعادتوں کے دروازے بھی کھولتا ہو اور دنیا کی فلاح کے ساتھ ساتھ اخروی نجات کا پروانہ بھی عطا کرتا ہو، ایک ایسے یتیم کے ہاتھ سے کیونکر سرانجام پایا، جس کا خدا کے سوا اس دنیا میں نہ کوئی معلم تھا نہ کوئی مربی، نہ کوئی محافظ تھا نہ نگہبان۔ سارا خاندان جس سے شاکی، سارا قبیلہ جس سے منحرف، سارا مکہ جس کے خون کا پیاسا اور سارا عرب جس کی جان کا دشمن۔

اور حیرت بالائے حیرت یہ امر ہے کہ ایک مختصر عرصہ میں برپا ہونے والا یہ انقلاب سو پچاس برس دو چار سو سال، یا دو چار صدی کیلئے نہیں تھا بلکہ چلانے والے نے اس اعلان کے ساتھ یہ سکہ چلایا تھا کہ وہ ایک ہی نرخ پر قیامت تک چلتا رہے گا۔

دنیا میں بیشمار تبدیلیاں آئیں گی، نسلیں پھلتی پھولتی رہیں گی، انسان آتے جاتے رہیں گے، آبادیوں کا نقشہ بنتا بگڑتا رہے گا، قوموں کی کشتی ڈوبتی ابھرتی رہے گی، لیکن اسلام کا سکہ ہر دور میں چلے گا، ہر ملک میں چلے گا، ہر قوم میں چلے گا، ہر حال میں چلے گا اور ایک ہی نرخ پر ہمیشہ چلتا رہے گا۔

پھر تاریخ کے جھروکوں سے عقل کا یہ مشاہدہ بھی جھٹلانے کے قابل نہیں کہ بسانے والے نے دین کا گھر اس شان سے بسایا کہ اقوام عالم کے درمیان اسلام کو مذہبی، سیاسی، روحانی، علمی، اخلاقی، معاشی، تمدنی اور فکری بالادستی کیلئے جس ساز وسامان کی ضرورت تھی، اس کا مکمل انتظام بھی اسی قلیل مدت میں کر دیا۔

چنانچہ عقل نے جب رسالت محمدی ﷺ کے دریائے ناپیدا کنار سے اٹھتی ہوئی ان لہروں کا جائزہ لیا جو پیغمبر اعظم ﷺ کے جلو میں مچل رہی تھیں، تو وہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اسلام کو قیامت تک زندہ و پائندہ رکھنے کیلئے اگر ایک طرف کشور کشا مجاہدین کا امنڈتا ہوا لشکر ہے تو دوسری طرف خلافت ارضی کا کاروبار سنبھالنے والے فرمانرواؤں کا گروہ۔ اگر ایک طرف اسلامی نظام حیات کا دستور اور شریعت محمدی ﷺ کے قوانین مرتب کرنے والے فقہاء و مجتہدین ہیں تو دوسری طرف قانون کا نفاذ اور حقوق کا تحفظ کرنے والے قاضیان اسلام۔ اگر ایک طرف معاشرہ کو اسلامی اخلاق و احکام کے سانچے میں ڈھالنے والے مصلحین ہیں تو دوسری طرف قلوب و ارواح کو تجلیات الٰہی کا گہوارہ بنانے والے اصحاب سلوک و احسان۔ اگر ایک طرف کلمۂ اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے مبلغین کا دستہ ہے تو دوسری طرف اسلام کے اندرونی نظام اعتقاد و عمل کو غیر اسلامی عناصر کی آمیزش سے پاک کرنیوالے مجددین کی جماعت۔ اگر ایک طرف باطنی دنیا کا کاروبار سنبھالنے والے اولیاء، اغوات، اقطاب، ابدال، اوتاد، نقباء اور نجباء کے نورانی طبقات ہیں تو دوسری طرف ظاہری احوال کو درست

رکھنے والے مقدس نائبین رسول ﷺ۔ اگر ایک طرف قرآن کریم سینوں میں محفوظ رکھنے والے حفاظ ہیں تو دوسری طرف قرآن حکیم کے حروف وکلمات کو صحیح تلفظ اور ترتیل وتجوید کے ساتھ پڑھنے والے قاری۔ اگر ایک طرف قرآن حکیم کے مفاہیم ومطالب اور اس کے علوم ومعارف سے قلوب واذہان کو منور کرنے والے مفسرین ہیں تو دوسری طرف قرآن حکیم کے دلائل وبراہین کے انوار سے عقول انسانی کو چراغ دکھانے والے محققین ...... اگر ایک طرف پیغمبر اعظم ﷺ کے اقوال وافعال کو افراد امت تک پہنچانے والے راوی ہیں تو دوسری طرف رجال حدیث کے احوال زندگی اور ان کے سلسلۂ روایت کا ریکارڈ رکھنے والے محدثین۔ اگر ایک طرف روایت ودرایت کی کسوٹی پر حدیثوں کو جانچنے والے ناقدین ہیں تو دوسری طرف تواریخ وواقعات سے دنیا کو باخبر رکھنے والے مؤرخین۔ اگر ایک طرف قرآن کی فقید المثال فصاحت وبلاغت کو ادبی اور فنی بنیادوں پر دنیا کے سامنے پیش کرنے والے اہل معانی ہیں تو دوسری طرف قرآن کے انداز بیان اور محاورات کی تفہیم کیلئے عرب کی قدیم زبان وادب اور لغات واشعار کے ماہرین۔ اگر ایک طرف رسول اعظم ﷺ کے شمائل وسیر اور معجزات وخصائص کی تفصیلات سے افراد امت کو سرشار کرنے والے اصحاب سیر ہیں تو دوسری طرف قلوب مومنین میں حب رسول ﷺ کی شمع روشن کرنے والے نعت گو شعراء ...... اگر ایک طرف دینی علوم کو آنے والی نسلوں میں منتقل کرنے والے اصحاب درس وتدریس ہیں تو دوسری طرف حکیمانہ دلائل سے عقائد اسلام کو مسلح کرنے والے حکماء ومتکلمین۔ اگر ایک طرف نبوت کے علوم ومعارف کو تحریر کے ذریعے محفوظ کرنے والے مصنفین ہیں تو دوسری طرف بحث واستدلال کے میدان میں اسلام کا دفاع کرنے والے مناظرین۔ اگر ایک طرف مساجد میں اجتماعی نظام عبادت کی قیادت کرنے والے ائمہ کرام ہیں تو دوسری طرف امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے واعظین۔

عقل حیران ہے کہ ایک جہانِ نو کی تخلیق کی طرح اسلام کی اشاعت و بقا کے یہ سارے انتظامات اتنی قلیل مدت میں کیونکر وجود میں آ گئے؟ سینکڑوں انواع واقسام کے خانوں میں تقسیم ہونے والے ان طبقات کا گہرا مطالعہ کیجئے تو آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ ایک نظام سلطنت کی طرح سارا ساز وسامان صرف اس لئے وجود میں آیا تاکہ دنیا میں اسلام کو ہمیشہ بالادستی حاصل رہے۔

اسباب وعلل کی بنیاد پر واقعات کو جانچنے والی عقل کیا اس گتھی کو سلجھا سکتی ہے کہ وہ خطہ عرب جو صدیوں سے کفر وشرک' فواحش ومنکرات اور طرح طرح کی وحشت و درندگی میں ڈوبا ہوا تھا' پلک جھپکتے ہی اندر سے باہر تک کیونکر بدل گیا؟ اخلاقی برائیوں سے کسی فرد یا جماعت کا تائب ہو جانا کوئی حیرت انگیز بات نہیں' اس طرح کے واقعات روزمرہ پیش آتے رہتے ہیں لیکن یہ بات ناقابل یقین ہے کہ ملک کا ملک اپنا آبائی مذہب بدل دے' قبیلے کا قبیلہ اپنی خاندانی روایات سے منحرف ہو جائے' قوم کی قوم اپنے اس عقیدے سے تائب ہو جائے جس پر وہ پیدا ہوئی تھی اور تبدیلی بھی ایسی کہ پرانے دین کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

اور کیا انسانی تاریخ میں اس واقعہ کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ ایک معصوم پیغمبر لگاتار تیرہ سال تک کفار مکہ کے لرزہ خیز مظالم کا سامنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن تنگ آ کر وہ مدینے کی طرف ہجرت کر جاتا ہے اور ابھی آٹھ سال بھی گزرنے نہیں پاتے کہ وہ پیغمبر اپنی قیادت میں 12 ہزار کا لشکر جرار لے کر شاہانہ سطوت وجلال اور فاتحانہ کروفر کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ مکہ کے وہی باشندے جو ساری زندگی اس پر مظالم کے پہاڑ توڑتے رہے اور ہجرت کی رات ننگی تلواریں اٹھائے اس کے قتل کا منصوبہ بنا کر آئے تھے۔ آج اس کے سامنے سر جھکائے ایک شرمسار مجرم کی طرح عفو ودرگزر کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

عقل اس سوال پر دم بخود ہے کہ جانے والا تو مکہ سے اکیلا ہی گیا تھا لیکن صرف آٹھ سال کے عرصہ میں یہ 12 ہزار کا لشکر جرار اس کے پاس کہاں سے آ گیا؟ آخر یہ کون لوگ تھے جو توحید کا پرچم اٹھائے اس مکہ میں داخل ہو رہے تھے' جہاں لا الٰہ الا اللہ کہنا سماج کا سب سے بڑا جرم تھا؟ کیا یہ کوئی آسمانی مخلوق تھی جو بادلوں کے راستے فرش خاک پر اتر آئی تھی یا زمین نے آدمیوں کا لشکر اُگل دیا تھا۔ آخر عشاق کی طرح اشارۂ ابرو پہ کٹ مرنے والے یہ دیوانے کہاں سے آ گئے تھے؟ اور انسانی فطرت کی یہ عجوبہ کاری تو دیکھنے والوں کو انگشت بدنداں کر دیتی ہے کہ وہی مکہ جہاں بتوں کے خلاف وعظ تک برداشت نہیں تھا' آج وہیں بتوں پر ہتھوڑے چل رہے تھے اور سارا مکہ خاموش تماشائی تھا۔ جن لوگوں نے اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں مسلمانوں کا خون بہایا تھا' ظلم کے پہاڑ توڑے تھے' پیغمبر کو زخمی کیا تھا' حق پرستوں کو بے گھر کیا تھا' آج وہی لوگ خانہ کعبہ سے اپنے فرضی خداؤں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے اور سر دھننے کی بات تو یہ ہے کہ صدیوں تک قلوب وارواح کی سرزمین پر حکمرانی کرنے والے مرکز عقیدت کو توڑتے ہوئے انہیں ذرا بھی قلق نہیں تھا بلکہ ان کے سینے جوش مسرت سے لبریز تھے کہ آج خدائے وحدہ لاشریک کے حرم کو انہوں نے معبودان باطلہ کی آلائش سے پاک کر دیا تھا۔

عقل کہتی ہے کہ یہ تلواروں کا برپا کیا ہوا انقلاب ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا حلیہ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یہ تو فکر و نظر کا انقلاب تھا۔ یہ تو فطرت انسانی کے اندر چھپی ہوئی قوتوں کا انقلاب تھا۔ یہ تو عقیدۂ توحید کے ساتھ روحوں کی گرویدگی کا انقلاب تھا' یہ تو بارگاہِ رسالت میں دلوں کی نیازمندی کا انقلاب تھا۔

پھر دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ فتح مکہ کے بعد سارے جزیرہ عرب سے بتوں کی مصنوعی ہیبت اور فرضی خدائی کا جنازہ اس طور پر اٹھا کہ اس کی حمایت میں تلوار

اٹھانا تو کجا آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ تھا۔ اب جزیرۂ عرب میں نہ تو بتوں کیلئے کوئی جگہ باقی رہ گئی تھی اور نہ ہی ان کے پرستاروں کیلئے...... سارا عرب نعرۂ توحید و رسالت کے غلغلے سے گونج رہا تھا' لوگ قلب و روح کی پوری بشاشت کے ساتھ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور اتنا ہی نہیں بلکہ عہد رسالت کے ۲۳ سال پورے ہو چکنے کے بعد جب پیغمبر اعظم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو نہ صرف یہ کہ سارا جزیرۂ عرب کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک ہو چکا تھا' بلکہ کئی لاکھ مربع میل وسعتوں میں پھیلی ہوئی اسلام کی ایک خود مختار اور مستحکم ریاست وجود میں آ چکی تھی اور بعد ازاں اسلام کا سیل رواں زمین کے طول و عرض میں اس تیزی کے ساتھ پھیلتا چلا گیا کہ خلفائے راشدین کے عہد میمون میں اسلامی اقتدار کا سورج خط نصف النہار پر جگمگانے لگا...... اور ابھی ایک صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اس کی شعاعیں ایشیا' یورپ اور افریقہ کے ہر خشک و تر پہ پڑنے لگیں۔

فکر کو جگا دینے والی اور عقل کو ہلا دینے والی یہی وہ منزل ہے جہاں ہم اپنا قلم روک کر دنیا کے دانشوروں سے پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں اس سے پہلے بھی اس طرح کا کوئی روحانی' اخلاقی اور سیاسی انقلاب انہوں نے دیکھا؟ طاقت کے ذریعے زمینوں' آبادیوں اور ملکوں پر قبضہ کرنے والے سینکڑوں ہزاروں کشور کشا دنیا میں آئے لیکن تاریخ میں ایک بھی ایسا فاتح نظر نہیں آتا جس نے آبادیوں پر قبضہ کرنے سے پہلے دلوں کی سرزمین فتح کر لی ہو۔ جس نے قلعوں پر علم لہرانے سے پہلے روحوں کی فصیلوں پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہو۔ جس نے آب و گل کی دنیا میں اپنا سکہ رائج کرنے سے پہلے عقل و خرد کے اقلیم میں اپنی عقیدت و محبت کا سکہ چلا دیا ہو۔

پس درود و سلام کی لگاتار بارش ہو اس جان رحمت پر جس کے تلوؤں کے دھوون سے آب حیات کو حیات جاوداں ملی۔ درود سلام کے مہکتے ہوئے پھولوں سے معطر رہے وہ

زینت کون ومکاں، جس نے اسلام کا گھر اس خوبی سے بسایا کہ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ جلے۔ ایک قطرہ اتنا پھیلا کہ دریاؤں کو بہالے گیا ایک ذرہ اتنا بلند ہوا کہ آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگا۔ ایک پھول کی خوشبو اس طرح پھیلی کہ چمن چمن مہک اٹھے۔

عقل حیران ہے کہ اس پیکر زیبا کے کس کس جلوہ کا تماشا دیکھے اور اس کے حسن و جمال کے کن کن نگارخانوں کا نظارہ کرے۔ یہاں تو عالم یہ ہے کہ جدھر دیکھئے اسی کے فیض کے چشمے لہرا رہے ہیں۔ جس طرف نظر اٹھایئے ایک ہی تجلی ہزاروں رنگ میں بکھری ہوئی ہے۔ جہاں جایئے پروانوں کا ہجوم، جس صحرا میں قدم رکھئے دیوانوں کا شور۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

(از افادات علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ)

ربیع الاوّل کی بہار

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

میلاد شریف منانا ایک عظیم سعادت اور بہترین عبادت ہے، اس سے محرومی سراسر بدبختی اور ازلی شقاوت ہے۔ ہر سال ماہ نور ربیع الاوّل شریف اپنی تمام تر عظمتوں، رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور خوش نصیب امتی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کے فیوض و برکات کو سمیٹتے ہیں۔

یاد رکھئے! ربیع الاوّل کوئی عام سا مہینہ نہیں ہے کہ جس کو سرسری طور پر گزار لیا جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں دین اسلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا، رب کائنات نے اپنی محبوب ترین ہستی کو عالم رنگ و بو میں انوار و تجلیات کیساتھ روانہ فرمایا، سسکتی انسانیت نے انگڑائی لی اور عالم کا رنگ نرالا ہوا، علم کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آئی، عمل کی

پژمردہ کلیوں کو شگفتگی ملی' سیاست کے خشک پتوں کو تازگی نصیب ہوئی۔ معیشت کے بندھن آزادی سے ہمکنار ہوئے۔ آسمانی ہدایات کے دروازے پھر کشادہ ہوئے۔ مشرق و مغرب اور عرب و عجم میں غلبہ حق کا پروانہ جاری ہوا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو ان کا رب مل گیا۔ الغرض ربیع الاوّل میں رنگ و نور کا ایسا سیلاب آیا کہ جس کا احاطہ کرنے سے دنیا بھر کے قلم عاجز آ گئے۔

جب سراجاً منیرا کی تنویر سے ریگزار عرب ضوفشاں بن گیا
ساری دنیا کی تاریکیاں چھٹ گئیں خار زار جہاں گلستاں بن گیا

کتنی احسان فراموش ہیں وہ طبیعتیں جواب بھی آمد مصطفیٰ ﷺ کی تواریخ میں جشن مسرت پر سیخ پا ہو جاتی ہیں۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ قلم جواب بھی پیارے آقا ﷺ کی عظمتوں کے اظہار پر مسلمانان عالم پہ شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں' کتنی بے لگام ہیں وہ زبانیں جواب بھی ثنائے مصطفیٰ ﷺ کو روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہیں۔ کتنی سیاہ بخت ہیں وہ روحیں جواب بھی محفل میلاد سجانے پر تلملا اٹھتی ہیں۔ کتنے تنگ دل ہیں وہ امتی جن کے سینے اب بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ سے گھٹن کا شکار ہو جاتے ہیں' کتنے بے ضمیر ہیں وہ لوگ جو اپنے اکابر اور مدارس کے ایام منانے کو تو سراسر سنت اور سالار کائنات ﷺ کی یاد منانے کو سرتاپا بدعت بتاتے ہیں۔ **فما اجهله و اجهل به۔**

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ دنیا جہان کی ہر تاریخ کو یاد رکھا جائے۔ لیکن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی تاریخ کو بھلا دیا جائے جبکہ دنیا نورٌ علی نور ہو گئی۔ جب لوگ ماہ ربیع الاوّل میں حضور اکرم ﷺ کی یاد منانے سے روکتے ہیں' دراصل وہ یہ چاہتے ہیں کہ حسن و جمال مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ بند کر دیا جائے' فضائل مصطفیٰ ﷺ کا بیان روک دیا جائے' رفعت و شان مصطفیٰ ﷺ کی بات ختم کر دی جائے' محبت و عشق مصطفیٰ

ﷺ کا چرچا نہ کیا جائے۔ نعت وثنائے مصطفیٰ ﷺ کا خاتمہ کردیا جائے' درود وسلام کے تحفے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش نہ کئے جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ در حقیقت ذکر مصطفیٰ ﷺ کو روکنا چاہتے ہیں۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

ہم نے کیا کیا؟

مگر پیارے دوستو! ایک لمحہ کیلئے ٹھہر کر سوچئے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی بعثت مبارکہ کے بعد فقط ۲۳ سال کے عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل کے رکھ دیا جبکہ آج ہماری زندگی کے سالہا سال گزر چکے ہیں مگر روئے زمین پر اسلام عروج کی بجائے زوال کی طرف جارہا ہے۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کے سچے آخری دین کیلئے کیا کیا؟ جس دین کی خاطر حضور ﷺ نے اپنا خون مبارک بھی پیش کردیا اس کیلئے ہم نے اپنا پسینہ بھی نہ بہایا۔ جس دین کی خاطر حضور اکرم ﷺ نے جان کی بازی لگادی اس کیلئے ہم نے انگلی بھی نہ ہلائی۔ جس دین کی خاطر حضور ﷺ نے اپنا کل مال صرف کردیا اس کیلئے ہم نے چند روپے بھی خرچ نہ کئے۔ جس دین کی خاطر حضور ﷺ نے اپنا وطن تک چھوڑ دیا اس کیلئے ہم نے ایک قدم بھی نہ اٹھایا۔ جس دین کی خاطر حضور ﷺ نے 27 غزوات میں ہتھیاروں سے مسلح ہوکر حصہ لیا اس کی بقاء کیلئے ہم نے احتجاج تک بھی نہ کیا۔ آخر یہ کیسی بے حسی ہے؟ یہ کیسی بے ضمیری ہے؟ یہ کیسی روگردانی ہے؟ اٹھئے اور اس ربیع الاوّل کو اس طریقہ سے منایئے کہ حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک ہم پہ راضی ہو جائے اور اسلام کا نام سربلند ہو جائے۔ آمین

عید میلاد النبی ﷺ منانے کا طریقہ

عید میلاد النبی ﷺ منانے کا طریقہ وہی بہتر ہے جس سے حضور ﷺ کی سنتیں زندہ ہو جائیں اور خلق خدا کی دعائیں حاصل ہوں۔ ہم ذیل میں میلاد شریف

منانے کے چند ایک طریقے لکھ رہے ہیں اگر ان سب پہ عمل کرنا ممکن ہو تو زہے نصیب ورنہ جتنے پر عمل فرما سکیں ان پر ٹک کر لیں اور فوراً سے پیشتر عمل کرنے کی نیت کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

(۱) پانچ وقت کی باجماعت نماز پڑھنے کا آغاز فرمایئے اور گذشتہ فوت شدہ نمازوں کی قضا کیجئے۔ (۲) اگر زکوٰۃ' عشر آپ کے ذمہ ہو تو اس کی فوری ادائیگی کا بندوبست فرمایئے۔ (۳) طلباء یا طالبات کیلئے ایک عدد مدرسہ کا آغاز فرمایئے۔ ورنہ کسی ایسے سنی مدرسہ کا بھرپور تعاون فرمایئے جہاں دین متین کا صحیح طور پر کام ہو رہا ہو۔ (۴) مولانا کوکب نورانی مدظلہ کی سی ڈی "آخر اختلاف کیوں" خود بھی سنیے اور دوستوں کو بھی سنایئے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کو بطور تحفہ پیش کیجئے۔ (۵) درج ذیل کتابیں خود بھی لیکر پڑھیں اور کم از کم ان کا ایک ایک سیٹ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تحفہ میں بھی دیں۔

☆ کنز الایمان' فتاویٰ رضویہ' حدائق بخشش (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ میلاد النبی ﷺ (علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ تفہیم المسائل (مولانا مفتی منیب الرحمٰن)

☆ ضیاء القرآن' ضیاء النبی (پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ فیضان شریعت (مولانا محمد ابراہیم آسی)

☆ جنتی زیور (مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ زلزلہ (مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ برطانوی مظالم کی کہانی (مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ بہار شریعت (مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ تاریخ نجد و حجاز (مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ سیرت مصطفیٰ ﷺ (مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ خلاصہ احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ فیضان سنت و دیگر کتب (مولانا محمد الیاس قادری)

☆ قابل رشک خواتین، باطنی گناہ اور ان کا علاج (مفتی محمد اکمل مدنی)

☆ میلاد النبی، المنہاج السوی، عرفان السنہ، عقیدہ ختم نبوت، (ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

☆ نعمۃ الباری، شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی)

☆ فہم دین (علامہ محمد اشرف آصف جلالی)

☆ صدیق اکبر نمبر، فاروق اعظم نمبر (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

کتب راقم الحروف ''کاروباری پیر اور زوال اہلسنت مع بزرگان دین کے عرسوں پر میلوں ٹھیلوں کا عذاب''

''نظام مصطفیٰ ﷺ اور اس کی ضرورت و اہمیت مع منہاج القرآن، دعوت اسلامی اور دیگر مشائخ اہلسنّت سے چند سوالات''

''فروغ علم میں مدارس دینیہ کا کردار مع دینی و عصری تعلیم کا باہمی موازنہ مع دینی مدارس اور ان پر خرچ کرنے کی اہمیت''

''اپنی محافل کا قبلہ درست کیجئے مع کاروباری محافل نعت اور زوال اہلسنّت''

''سچا مسلک، اہلسنّت''

''قل خوانی کیسے کریں؟''

''زوال دین کا بنیادی نقطہ: مروجہ نصاب درس نظامی مع مہتممین مدارس عربیہ و تنظیم المدارس کی خدمت میں چند سوالات'' (پروفیسر عون محمد سعیدی بہاولپور)

خصوصی نوٹ مکتبۃ المدینہ سے چھپنے والی کتاب ''سنتیں اور آداب'' نیز مکتبہ نظام مصطفیٰ کی کتاب ''سچا مسلک اہلسنّت'' کم از کم 12 عدد خرید کر ضرور تقسیم فرمائیں۔

(٦) اپنے گھر میں خواتین کی محفل میلاد منعقد کریں اور اس میں کسی مستند سنی

عالمہ کی تقریر کروایئے۔(۷) کسی ایک غریب مریض کا اپنے خرچ پر علاج کروایئے۔ (۸) کسی غریب گھرانے کو ایک ماہ کا غلہ مہیا کیجئے۔(۹) اگر آپ نے ایک مٹھی داڑھی شریف نہیں رکھی تو آج ہی اس کی نیت فرمالیں۔ مسلمان بہنیں مکمل پردہ کرنے کی نیت فرمائیں۔(۱۰) اپنی اولاد میں سے کم از کم ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو عالم دین بنانے کا عزم کرلیں۔(۱۱) اپنے گھر کی چھت اور اپنی سواری پر ایک عدد سبز جھنڈا لگایئے۔(۱۲) پورا مہینہ ہر روز کم از کم ایک سو مرتبہ درود شریف کا تحفہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیجئے۔(۱۳) میلاد النبی ﷺ کی محفل وقت کی پابندی کے ساتھ اس طرح سجایئے۔ایک تلاوت (قاری باعمل ہو) ایک نعت (نعت خواں باعمل ہو) ایک باعمل عالم دین کا خطاب (عالم مستند ہو) درود وسلام، دعائے خیر (محفل ڈیڑھ سے دو گھنٹے میں ختم کردیجئے)(۱۴) 12 ربیع الاوّل کے جلوس میں صاف ستھرا سفید لباس پہن کر ضرور بالضرور شرکت کیجئے۔(۱۵) روزانہ رات کو سوتے ہوئے صرف دس منٹ کیلئے اپنے دین و مسلک اور موت و آخرت کے متعلق سوچ بچار کیجئے۔(۱۶) اپنے ہاں میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں سالانہ چار دروس کا بندوبست فرمائیں جو تین ماہ کے وقفہ سے ہوں۔(۱) درس قرآن (۲) درس حدیث (۳) درس فقہ (۴) درس سیرت۔

میلاد النبی ﷺ منانے پر جلنا کیسا؟

بے شک ابلیس چار بار رویا۔اوّل جب لعنتی بنا۔دوسرا جب زمین پر اتارا گیا۔ تیسرا جب رسول اللہ ﷺ کا میلاد پاک ہوا۔چوتھا جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

(البدایہ والنہایہ، ابن کثیر ۲۔۳۶۶۔۳۶۷ طبع بیروت)

ہر سال بعض اسلام دشمن عناصر کی طرف سے ربیع الاوّل شریف کی آمد کے موقع پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے میلاد پاک کے خلاف کوئی نہ کوئی شرانگیز اور فتنہ پرور قسم کا غیر اسلامی پمفلٹ ضرور شائع کیا جاتا ہے، جس میں میلاد

النبی ﷺ کے خلاف بغض وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے زہر افشانی کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسے ہندوانہ رسم تک کہہ دیا جاتا ہے۔ فرزندان اسلام سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل معروضات پر خصوصی توجہ فرمائیں اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے والے ان میلاد دشمن عناصر کا محاسبہ ومواخذہ فرمائیں۔

میلاد شریف منانا سنت الٰہیہ سنت رسول ﷺ سنت انبیاء علیہم السلام ' سنت صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنت مومنین سے ثابت ہے۔ قرآن' حدیث اور سیرت کی کتابیں آمد مصطفیٰ کے تذکروں سے معمور ہیں۔ البتہ ان کے دکھائی دینے کیلئے عشق ومحبت کی نگاہ چاہیے۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ میلاد النبی ﷺ سنت الٰہیہ سے اس طرح ثابت ہے کہ قرآن کریم میں **واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم** کی آیت میں آمد مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے اور چرچے کئے گئے ہیں۔

☆ سنت رسول ﷺ سے اس طرح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھ کر اپنا میلاد شریف منایا کرتے تھے۔ آج بھی اہل مدینہ حضور پاک ﷺ کی یہ سنت ہر سوموار کو ادا کرتے ہیں۔ سبحان اللہ

☆ سنت انبیاء علیہم السلام سے اس طرح ثابت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی نے آپ ﷺ کی آمد کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی **ربنا وابعث فیھم رسولاً**۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**۔

☆ سنت صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس طرح ثابت ہے کہ صحابہ کرام آپس میں بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے میلاد کے تذکرے کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سیرت کی ہر کتاب کا آغاز حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد سے ہی ہوتا ہے۔ اگر صحابہ کرام یہ

تذکرے نہیں کرتے تھے تو کیا سیرت نگاروں نے میلاد کے واقعات خود سے ہی گھڑ کر اپنی کتابوں میں لکھ دیئے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عيني

واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب

كانك قد خلقت كما تشاء

سیرت و میلاد کا تو آپس میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ کوئی بھی سیرت کی کتاب ''تذکرہ میلاد'' کے بغیر مکمل نہیں ہوتی بلکہ ''تذکرہ میلاد'' سیرت النبی کا سرنامہ ہوتا ہے۔

سنت مومنین سے اس طرح ثابت ہے کہ آج تک تمام مسلمان ذکر میلاد سے اپنے قلوب کو سرشار کرتے چلے آئے ہیں جس کیلئے علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتاب ''میلاد النبی'' ملاحظہ ہو۔ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ بردہ شریف میں میلاد شریف کے بیسیوں اشعار ذکر کر کے حضور ﷺ کا میلاد منایا ہے۔

مخالفین میلاد کو یہ اعتراض ہے کہ ''عید میلاد النبی ﷺ کیلئے ''عید'' کے لفظ کا استعمال دین میں تحریف ہے'' ...... یاد رکھئے! ہمارے نزدیک عید میلاد النبی ﷺ اصطلاحی عید نہیں بلکہ عرفی عید ہے۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ عید کی اصطلاح کا مخصوص ہونا اور کسی دوسرے مقام پر اس کے استعمال کا حرام ہونا قرآن وسنت سے ثابت کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر خود رائے سے اس کو مخصوص کر دینا دین میں تحریف اور ارتکاب بدعت ہے۔

مسلمان عام طور پر عید کا لفظ اکثر مواقع پر بہت زیادہ بولتے ہیں حتیٰ کہ ''مخالفین عید میلاد'' خود بھی بولتے رہتے ہیں لیکن کسی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا کیونکہ عرفاً استعمال کیا جاتا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ بھی اسی طرح کی عید ہے نہ تو اس میں کوئی

نمازِ عید ادا کی جاتی ہے اور نہ ہی س میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ دیکھئے! لفظ ''جہاد'' کی اصطلاح امت مسلمہ میں کفار سے قتال کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے تو کیا جہاد بالقلم اور جہاد باللسان جیسی اصطلاحیں ایجاد کرنا بھی دین کی تحریف میں شامل ہیں؟ اسی طرح ''قیام'' کا لفظ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت کیلئے مخصوص ہے تو کیا نماز کے علاوہ کھڑے ہونے کی حالت پر ''قیام'' کا اطلاق کرنا بھی دین میں تحریف ہے؟ علاوہ ازیں دیگر سینکڑوں اصطلاحات ایسی ہیں جو ایک مقام پر حقیقتاً اور دوسرے مقام پر مجازاً استعمال ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے بارے میں تو آج تک آپ نے کوئی پمفلٹ شائع نہیں کیا۔ لگتا ہے کہ آپ کی مخالفت صرف ذات مصطفیٰ ﷺ سے ہے ورنہ آپ باقی مقامات پر بھی اسی طرح کے فتوے ضرور جاری کرتے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ''ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی'' (المائدہ ۱۱۴)...... یہ بات قابل توجہ ہے کہ خوان نعمت اترے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن عید منائیں اور جب جان نعمت اترے تو وہ دن عید کا دن نہ ہو۔ فتفکروا۔

آپ کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی میلاد نہیں منایا اور نہ ہی تاریخ میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے''۔ تو پھر سنیے! حضور اکرم ﷺ نے خود برسر منبر اپنا ذکر ولادت فرمایا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱) بعض صحابہ کرام کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کے فضائل و شمائل بیان کئے۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۷) آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۹ھ/۶۳۰ء میں غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ کے سامنے منظوم ذکر ولادت فرمایا۔

اگر تاریخ میں میلاد النبی ﷺ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر ترمذی شریف میں ''باب میلاد النبی ﷺ'' کہاں سے آیا؟ حضور ﷺ ہر سوموار اپنے میلاد کی خوشی

میں روزہ کیوں رکھتے تھے؟

مشہور تبع تابعین حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کی پیاری پیاری باتیں سناتے تو بھرپور اہتمام فرماتے تھے۔ (اقامۃ القیامہ ص ۴۴) صدیوں پہلے وقت کا عظیم بادشاہ سلطان اربل رحمۃ اللہ علیہ لاکھوں دینار خرچ کر کے عظیم الشان محفل میلاد سجاتا تھا اور اس میں ہزارہا علماء و مشائخ جاتے تھے۔ نیز شیخ اشرف علی تھانوی نے ''نشر الطیب'' میں حضور اکرم ﷺ کی نورانیت' اوّلیت اور میلاد کے واقعات درج کئے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی کی ''الشمامۃ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ'' پوری کی پوری کتاب میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم' حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہر سال 12 ربیع الاوّل کے دن لوگوں کو جمع کر کے میلاد مناتے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد کو ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے تھے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ مع تعلیقات ص ۱۱۱)

آپ نے سیرت و تاریخ کی (خواہ وہ مخالفین میلاد کی ہی کیوں نہ ہوں) کون سی کتابیں پڑھی ہیں جن میں میلاد کے واقعات موجود نہیں ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ سیرت و تاریخ کی کتابوں سے آپ نے میلاد النبی ﷺ کا باب نکال دیا ہو' جیسا کہ آپ لوگوں نے تبلیغی نصاب سے درود شریف کا باب نکال دیا ہے۔

اس ساری تحقیق کے بعد اب ہم نے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا میلاد پاک کی حدیثیں اور فضائل رسول ﷺ قلم سے لکھنا تو جائز ہے اور زبان سے بیان کرنا حرام ہے؟ کیا چند مسلمانوں کا اکٹھے ہو کر سیرت کی حدیثیں بیان کرنا تو جائز ہے اور میلاد شریف کی حدیثیں بیان کرنا حرام ہے؟ پھر تو یہ آپ کی من گھڑت شریعت ہوئی نہ کہ وہ جس کا قرآن' حدیث اور تاریخ سے ثبوت ملتا ہے۔ یہ ختم نبوت کانفرنسیں' ایام

خلفاء راشدین' یہ ہزار ہا قسم کی نوع بنوع کانفرنسیں منانے کا رواج تو بالکل ابھی شروع ہوا ہے۔ تاریخ میں ان کا کہیں نام ونشان تک نہیں ملتا۔ آپ ان پر بدعت کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے ؟ اگر محافل میلاد النبی ﷺ بدعت ہیں تو پھر یہ ساری کانفرنسیں بھی بدعت ہیں اور اس لحاظ سے آپ سب سے بڑے بدعتی ہیں۔

آپ کا اگلا اعتراض جلوس میلاد النبی ﷺ پر ہے۔ ارے یہ تو اظہار محبت و مسرت کا ایک جائز طریقہ ہے جس کو قرآن' سنت' اجماع امت اور قیاس میں کہیں بھی حرام قرار نہیں دیا گیا۔ آپ دنیا جہان کے کاموں کیلئے "ایک سوایک" اہتمام کرکے تو سڑکوں پر آسکتے ہیں مگر میلاد شریف کی خوشی میں گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے ؟ فالی اللہ المشتکی۔

یہ جو ہر سال آپ رائیونڈ وغیرہ میں اکٹھ کرتے ہیں اور جلوسوں کے جلوس نکال کر وہاں جاتے ہیں۔ بتائیے سیرت و تاریخ میں اس کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟ یا پھر آپ نے رائیونڈ میں نیا کعبہ تعمیر کر لیا ہے جہاں آپ کی قوم غول درغول پہنچتی ہے۔ مختلف مذہبی ایشوز پر آپ لوگ آئے روز بڑے اہتمام کے ساتھ جلوسوں کے جلوس نکالے پھرتے ہیں۔ ان کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟ گذشتہ کئی سالوں سے مخالفین خود بھی "ربوہ وغیرہ" میں میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکال رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "یہ دن منانے کی رسم ہم میں عیسائیوں اور ہندوؤں سے آئی ہے"۔ ابھی چند سطر پہلے جو ہم نے اسلاف سے میلاد شریف کا تاریخی تسلسل ثابت کیا ہے کیا یہ سب ہندوؤں اور عیسائیوں کے پیروکار تھے؟ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اچھا یہ بتائیے کہ جشن صد سالہ دیوبند منانے کی رسم بھلا کہاں

سے آئی جس میں ہندو وزیر اعظم اندرا گاندھی بنفس نفیس براجمان ہوئی تھی؟ جبکہ گولڈن جوبلی منانا تو ویسے ہی عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

اسی طرح آپ کے شیخ الاسلام مولانا ٹانڈوی نے منبر رسول پر جونہرو گاندھی کو بٹھا کر اس کی ''جے'' کے نعرے لگوائے تھے' یہ رسم انہوں نے کہاں سے ایجاد کی تھی؟

یہ قصورِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
تم الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

قرآن حکیم کی آیت ''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین '' کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام کے جوق در جوق تشریف لائے ہوئے عظیم اجتماع کا اہتمام کر کے آمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر فرمایا تھا تو کیا یہ بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کی اتباع میں تھا۔ والعیاذ باللّٰہ۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''جس حساب سے جشن ولادت پر چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی حساب سے ہمارے دلوں کی دنیا کیوں تاریک ہوتی جارہی ہے''۔ یہ تو آپ نے اپنے دلوں کے متعلق لکھا ہے کیونکہ جتنا عید میلاد کی خوشی میں دنیا بھر میں چراغاں ہوں آپ کے دلوں میں اندھیرا ہوتا ہے' ورنہ اہلسنّت کے دلوں کی دنیا تو اس چراغاں کو دیکھ کر بے حد و حساب روشن ہو جاتی ہے۔ بلکہ باطنی دنیا ظاہری دنیا سے ہزاروں گنا بڑھ کے روشن ہوتی ہے۔ اگر آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں جگمگاتے قمقموں کو دیکھ کر آپ کے دل تاریک ہو رہے ہیں تو خود اپنے دل کو روئیں اور جگر کو پیٹیں۔

آپ داڑھی شریف نہ رکھنے والوں کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''جس ذات (ﷺ) کی صورت مبارکہ سے دل میں نفرت ہو اس کے ساتھ محبت کا دعویٰ کس حد تک صحیح ہے'' ......توبہ کیجئے! یہ کس شیطان نے آپ سے کہہ دیا کہ جو داڑھی شریف منڈواتا ہے اس کے دل میں حضور ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت ہے۔ ایک

مسلمان خواہ کتنا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو حضور ﷺ کی من موہنی صورت مبارکہ سے نفرت کا تصور کر کے ہی کانپ اٹھتا ہے۔ داڑھی منڈوانا یقیناً بدعملی ہے لیکن یہ حضور ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت کی دلیل ہرگز نہیں۔ کیونکہ عمل کا تعلق ظاہر سے ہے اور محبت کا تعلق باطن سے ہے۔ کیا آپ نے کسی کا دل چیر کے دیکھا ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت ہے۔ پھر تو غازی علم الدین شہید اور غازی عامر چیمہ شہید بھی آپ کے نزدیک حضور ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت کرتے ہوں گے۔ (نعوذ باللہ) شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ تو آپ کے نزدیک یقیناً حضور ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت کرتے ہوں گے جو کہتے ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ ہمہ دیں اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ یہ عجمی لوگ ابھی تک رموز دین سے واقف نہیں ہو سکے۔ ورنہ دیوبند کا صدر المدرسین حسین احمد برسر منبر یہ نہ کہتا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں۔ یہ شخص محمد عربی ﷺ کے مقام سے کتنا بے خبر ہے! اے نادان، اپنے آپ کو در مصطفیٰ تک پہنچا دے کیونکہ دین سارے کا سارا یہی ہے۔ اگر تو در مصطفیٰ ﷺ تک نہیں پہنچ سکا تو پھر ساری کی ساری بولہبی ہے۔

سنیے سنیے! ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ جس نے انجانے میں بھی حضور اکرم ﷺ کی ذرہ برابر توہین کر دی وہ اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ذرا اپنی

کتابوں میں اپنے اکابرین کی بارگاہ الوہیت و رسالت میں گستاخیاں اٹھا کر دیکھئے اور پھر دوسروں پر حضور اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ سے نفرت کا الزام لگایئے۔ سچ کہتے ہیں۔ **کل مرء یقیس علی نفسہ۔**

مخالفین میلاد ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں! ان کا اپنا کردار تو یہ ہے کہ وہ انہی داڑھی منڈانے والوں کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور ان سے چندہ وصول کرنے کیلئے بار بار ان کے دروازوں پر چل کے جاتے ہیں۔ اب یہ لوگ خود اپنے متعلق اپنے ہی ضمیر سے فتویٰ لے لیں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آپ کو "لڈیوں، بھنگڑوں، ڈھول، بینڈ باجوں اور دھمالوں پر بھی اعتراض ہے" یقین جانیے! ہمیں بھی ان پر اعتراض ہے بلکہ بہت سخت اعتراض ہے، ناجائز کاموں سے ہم روکتے بھی ہیں اور روکنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔ جاہل لوگوں کا عمل ہمارے سر پر نہ تھوپیے ورنہ کوئی سرپھرا ملک میں ہونیوالے لاکھوں ناجائز کاموں کو آپکے سر تھوپ دے گا پھر آپ کیا جواب دیں گے، جو آپ کا جواب وہی ہمارا جواب۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "رنگ برنگ پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے قیمتی جبہ و دستار اور آرام دہ گاڑیوں میں بیٹھ کر جشن منانے والوں کو حضور اقدس ﷺ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟" اگر آپ کی آنکھوں میں بینائی موجود ہے تو متعدد جلسوں اور الیکشنوں کے موقع پر آپ نے اپنے فرقہ کے مولانا صاحبان کو بھی مذکورہ حالت میں دیکھا ہوگا، کیا ان کے متعلق بھی آپ یہی فرمائیں گے۔ اسی طرح آپ لوگوں کی تا حال شائع ہونے والی کتب نے گستاخانہ عبارات کے جو ہار اپنے گلے میں ڈال رکھے ہیں، ایک نظر ان کو بھی ملاحظہ فرمایئے۔ وہاں تو آپ کو سرکار دو عالم ﷺ کی نسبت یاد نہیں آتی، جبکہ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں مہکتے پھولوں، یادِ رسول ﷺ میں پہنے جبوں

دستاروں اور ذکر حبیب ﷺ میں چلتی گاڑیوں کو دیکھنا آپ کیلئے سوہان روح بن جاتا ہے۔(اور ہاں! یہ آپ نے نسبتوں کو کب سے ماننا شروع کر دیا ہے؟) دراصل بات یہ ہے کہ آپ کے نفس نے آپ کو یہی باور کرا رکھا ہے کہ جس نے میلاد النبی ﷺ کی ڈٹ کر دشمنی کر لی تو اس نے گویا کوہ ہمالیہ فتح کر لیا۔

نوٹ: آپ نے کچھ سوالات بھی لکھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان کے جوابات سے نئی نسل کو آگاہ کیا جائے۔(یہ نئی نسل کو آپ درمیان میں کیوں اٹھا لائے آپ صرف اپنی بات کیجئے) آپ کے سوال اور ان کے جواب حاضر ہیں۔

سوال: کیا گلی کوچوں اور چوکوں کی آرائش پر لاکھوں روپے لگا دینا کوئی اچھا کام ہے؟

جواب: جی ہاں دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اس پر بھی کچھ رقم خرچ کرنا اچھا کام ہے اور باعث اجر و ثواب ہے۔ یہ سارا خرچ مصطفیٰ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو اجاگر کرنے اور اس سے نئی نسل کو آگاہی بخشنے کیلئے ہوتا ہے۔ **ورفعنا لك ذكرك**۔ ایسا کرنے سے ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس سے حضور اکرم ﷺ کی یاد دلوں میں تازہ ہوتی ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اپنے بچوں کی پیدائش، اپنی شادی، اپنی ملازمت اور اپنے بزرگوں کی تاریخیں تو آپ ہر وقت یاد رکھتے ہیں اور ان کی یاد میں لاکھوں روپے بھی خرچ کر ڈالتے ہیں مگر آپ چاہتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے میلاد پاک کی تاریخ کو اصلاً فراموش کر دیا جائے اور اس پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہ کیا جائے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو...... لیکن ان شاء اللہ ہم اہلسنت کے ہوتے ہوئے آپ کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہلسنّت کو آباد رکھے محمد کا میلاد ہوتا رہے گا

یاد رکھئے! حضور اکرم ﷺ کے نام پر مال تو مال اگر جانیں بھی لٹانا پڑیں تو ہم انہیں بھی لاکھوں کی تعداد میں لٹائیں گے۔ آزمائش شرط ہے۔

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

غلامی رسول میں' موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ' تو زندگی فضول ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالك فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون**۔ اے حبیب ﷺ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل کے ملنے پر خوشیاں منایا کرو۔ (اس پر خرچ کرنا) یہ مال جمع کرنے سے بہتر ہے۔

یہ آیت واضح طور پر بتارہی ہے کہ لوگو! اللہ کے فضل ورحمت کے موقع پر مال کو سینت سینت کر رکھنے کی بجائے خرچ کر کے خوشیاں منایا کرو۔ اب حضور ﷺ سے بڑھ کر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل' نعمت اور رحمت کوئی ہوسکتی ہے؟ حضور ﷺ تو فضل عظیم ہیں' نعمت کبریٰ ہیں' رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس لئے یہ خوشیاں ہمیشہ منائی جاتی رہیں گی۔

کیونکہ جائز مال سے جائز طریقہ پر خوشی کا اظہار کرنا قرآن حکیم کی اس آیت کی رو سے قطعاً جائز ہے اور خوشی منانے کے کسی خاص طریقے کا مسلمانوں کو پابند بھی نہیں کیا گیا۔ وہ ہر مباح طریقے سے منائی جاسکتی ہے۔ جس طرح اپنے جائز مال سے باقی سب خوشیاں منانا جائز ہیں اسی طرح یہ خوشی منانا بھی ناجائز نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ آج کل قومی اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے معاشرہ میں جو باطل پرستی کا زہر گھولا جارہا ہے ایسے میں تو میلاد الرسول ﷺ منانے

کی اہمیت اور بھی دو چند ہو جاتی ہے۔ ضروری ہے کہ نئی نسل کو نت نئے طریقوں سے آگاہ کیا جائے کہ ان کا حقیقی راہبر و راہنما اور اصل مسیحا کون ہے۔ جب نئی نسل وسیع پیمانے پر ربیع الاوّل کی چھل پہل دیکھے گی تو فوراً اس کے ذہن میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کا خیال آئے گا۔ وہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے حالات پڑھنے اور ان پر عمل کرنے میں دلچسپی لے گی۔ (جبکہ آپ اس سے روکنا چاہتے ہیں) ذرا سوچئے! کہیں آپ میلاد النبی ﷺ سے روک کر آنے والی نسلوں کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے دور تو نہیں کرنے جا رہے؟

<u>سوال:</u> کیا بجلی کے قمقموں، رنگ برنگی لائٹوں سے رات کی تاریکی میں دن کا سا سماں پیدا کر دینا بھی باعث ثواب ہے؟

<u>جواب:</u> جی ہاں اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ قرآن کریم کے مطابق تو باعث ثواب ہے جیسا کہ ابھی اوپر کی آیت کریمہ میں بیان ہوا۔ (البتہ جو قرآن آپ پڑھتے ہیں اس کو آپ ہی بہتر جانتے ہیں)...... اسی طرح ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وامـا بـنـعمة ربك فحدث** (اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو) اگر کوئی شخص رزق حلال سے قیمتی لباس زیب تن کرے، اعلیٰ کھانا کھائے، اچھی گاڑی میں بیٹھے، اہم راتوں اور شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر چراغاں کا اہتمام کرے تو اس آیت کی روشنی میں وہ قطعاً درست ہے۔ لہٰذا سب سے بڑی نعمت (ذات مصطفیٰ ﷺ) جس کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا ہے، اگر کوئی اس پر خوشی کا اظہار کرے، چراغاں کرے، تو اس سے آپ کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ کیا مخالفت کرنے کیلئے صرف ذات مصطفیٰ ﷺ ہی باقی رہ گئی؟

<u>سوال:</u> کیا خانہ کعبہ اور روضۂ نبوی کے ماڈل بنا کر طواف کرنا بھی جائز ہے؟

<u>جواب:</u> ماڈلز بنانا تو جائز ہے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں کعبہ شریف اور روضۂ اقدس

کا تصور اوران کی محبت بیدار ہو۔آج دنیا میں ہر اہم عمارت کا ماڈل تیار ہوتا ہے' اس کے متعلق تو کبھی آپ دل میں شک کا کانٹا پیدا نہیں ہوا۔سعودی عرب میں بھی خانہ کعبہ اور روضہ شریف کے چھوٹے چھوٹے ماڈلز مل جاتے ہیں ان پر بھی آپ نے کبھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی وہاں کے کسی مفتی نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔اچھا تو کیا چھوٹے چھوٹے ماڈل بنانا جائز ہیں اور بڑے بڑے ماڈل بنانا حرام ہیں؟ ارے بھائی یہ کوئی جانداروں کی تصویریں ہیں کہ انہیں حرام قرار دیا جائے۔اگر ایسا ہے تو پھر خانہ کعبہ اور روضۂ اقدس کی تصویریں بھی حرام ہونی چاہئیں جو آپ لوگوں کے گھروں' کتابوں اور رسالوں پر بھی بنی ہوتی ہے۔ان کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟......
امید ہے کہ اب آپ کعبہ شریف اور روضۂ اقدس کے ماڈلز کی مخالفت ترک کر دیں گے۔باقی رہا طواف کرنا تو خانہ کعبہ کے علاوہ کسی بھی چیز یا جگہ کا طواف کرنا قطعاً حرام ہے۔اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کو منع کیا جائے گا۔باقی رہے اہل تشیع کے تعزیے تو ان کی حرمت دوسری وجوہات کی بناء پر ہے اس کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تعزیہ داری کا مطالعہ فرمایئے۔

سوال: کیا فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنا بھی عبادت ہے؟

جواب: علماء دیوبند کے فتویٰ کے مطابق غناء (یعنی طرز) بذات خود جائز ہے اور آج کل تو دیوبندی حضرات بھی خوب خوب نعتیں پڑھ رہے ہیں۔محافل بھی منعقد کرتے ہیں اور نذرانے بھی وصول کرتے ہیں' اس کے متعلق بھی غور فرمائیں۔لیکن یاد رہے کہ ہمارے نظریہ کے مطابق نعت شریف پڑھتے ہوئے بازاری گانوں کی طرز اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے آدمی کا ذہن گانوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جو کہ بری بات ہے۔ہم اس سے اپنے نعت خوانوں کو روکا کرتے ہیں اور اس اشتہار کے ذریعے بھی اس کو غلط قرار دیتے ہیں۔فاشهدوا انی معکم من الشاهدین۔

سوال: کیا محفل سماع کیلئے عورتوں کی خدمات حاصل کرنا باعث اجر ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک مروجہ محافل سماع جن میں طرح طرح کی خرابیاں جڑ پکڑ چکی ہیں' قطعاً ناجائز ہیں' البتہ نعت شریف پڑھتے ہوئے اگر چھوٹی معصوم بچیوں کی آوازیں ساتھ شامل ہوں تو ناجائز قرار نہیں دی جاسکتیں۔ لیکن مردوں کے درمیان نعت پڑھنے کیلئے عورتوں کی خدمات حاصل کرنا حرام اور قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی پر بھی عورتوں کا نعتیں پڑھنا ناجائز ہے۔ عورتیں فقط عورتوں کی محفل میں صرف اتنی اونچی آواز کے ساتھ نعت شریف پڑھ سکتی ہیں کہ ان کی آواز غیر مردوں تک نہ جائے ...... نعت شریف کے حوالے سے بقیہ معلومات حاصل کرنے کیلئے ہماری کتاب ''اپنی محافل کا قبلہ درست کیجئے'' ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: جب ملک کا بچہ بچہ قرضوں میں جکڑا ہو تو کیا اس قوم کو یہ کام زیبا دیتے ہیں؟

جواب: یہ سوال لاعلمی پر مبنی ہے۔ ملک کا بچہ بچہ تو قرض میں جکڑا ہوا تب ہوتا جب وہ قرض اس نے حاصل کیا ہوتا یا اس کے فائدے کیلئے خرچ ہوا ہوتا تو پھر بچہ بچہ کیسے مقروض ہوا؟ اور یہ جو میلاد شریف کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے یہ اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے رزق حلال سے ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بالکل درست ہے۔ اگر آپ کو قرض اتارنے کی اتنی ہی فکر ہے تو بتائیے کہ ملک کا کتنا قرض اتارنے کی ذمہ داری آپ لیتے ہیں؟

12 ربیع الاوّل' خوشیوں اور مسرتوں کا دن

اس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاوّل بروز سوموار ہوئی۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک ربیع الاوّل میں سوموار کے دن ہوا' البتہ تاریخ میں اختلاف ہے کہ 1 ربیع الاوّل کو ہوا یا دو ربیع الاوّل کو...... یہ بھی یاد رہے کہ نبی کا یوم ولادت ہو یا یوم وصال! دونوں سلامتی والے دن ہیں' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ (مریم ۱۵)

اور یحییٰ علیہ السلام پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول مبارک ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۔ (مریم ۳۳)

اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

مذکورہ دونوں آیات کریمہ کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے اس فرمان مبارک کا مفہوم بھی اچھی طرح سمجھ آ جاتا ہے، جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (الحدیث)

میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا یوم ولادت ہو یا یوم وصال! دونوں خیر ہی خیر ہیں۔ شریعت مطہرہ میں وفات کا غم منانے کی صرف تین دن اجازت ہے۔ جو تین دن گزر جانے کے بعد کسی کی وفات کا غم منائے وہ شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں میں کبھی بھی باقاعدہ اہتمام کے ساتھ حضور ﷺ کی وفات کا غم نہیں منایا گیا۔ (سوائے اس وقت کے جب حضور اکرم ﷺ کا وصال مباک ہوا)

بارہ ربیع الاوّل خوشی منانے کا دن ہے

اس دن حضور اکرم ﷺ کا میلاد شریف ہوا، نہ کہ وصال مبارک۔ جیسا کہ ہم ابھی بڑے بڑے ائمہ کی تحقیقات سے یہ بات ثابت کریں گے۔ لیکن اگر کوئی شخص

اصرار کرے کہ 12 ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کا وصال مبارک ہوا تب بھی قرآن و حدیث کے مطابق وہ دن ہمارے لئے خیر ہی خیر ہے۔اس دن حضور ﷺ کی یاد منانا ہرگز خلاف شریعت نہیں ہے۔ورنہ ان دو سوالوں کا جواب کیا ہوگا۔

۱) مخالفین میلاد کی طرف سے 12 ربیع الاوّل کو حضور اکرم ﷺ کا یوم غم کیوں نہیں منایا جاتا؟

۲) اگر حضور ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاوّل کو ہوئی تو پھر مخالفین 9 ربیع الاوّل کو یوم میلاد کیوں نہیں مناتے؟ (جبکہ ہم تو 9 ربیع الاوّل کو بھی میلاد مناتے ہیں)

معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا بنیادی مقصد دراصل حضور اکرم ﷺ کے ذکر خیر سے منع کرتا ہے۔انہیں میلاد یا وصال سے کوئی سروکار نہیں۔کتنی حیرت کی بات ہے کہ ساری دنیا تو 12 ربیع الاوّل کو حضور اکرم ﷺ کی آمد کی خوشیاں منا رہی ہو اور کچھ لوگوں کے چہروں پر 12 بج رہے ہوں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بارہ ربیع الاوّل حضور ﷺ کا یوم وصال نہیں ہے

چودہ صدیوں کے تمام بڑے بڑے محققین کا اتفاق ہے کہ 12 ربیع الاوّل حضور اکرم ﷺ کا یوم وصال نہیں ہے۔دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱) امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) لکھتے ہیں ”رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی ابتداء 19 صفر بروز بدھ 11 ہجری کو ہوئی۔آپ ﷺ 13 دن بیمار رہے اور آپ ﷺ کا وصال 2 ربیع الاوّل 11 ہجری پیر کے دن ہو“۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۲ص ۲۰۸،۲۰۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۲) امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) روایت کرتے ہیں ”رسول

اللہ ﷺ 19 صفر بروز بدھ 11 ہجری کو سخت بیمار ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ کی تمام ازواج وہاں جمع ہو گئیں۔ آپ 13 دن بیمار رہے اور 2 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کے دن وصال فرما گئے"۔ (دلائل النبوۃ ج ۷، ص ۲۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۳) امام ابوالقاسم بن الحسن بن العساکر (متوفی ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے 1 ربیع الاوّل کو پیر کے دن 11 ہجری کو وصال فرمایا"۔

(مختصر تاریخ دمشق ج ۲، ص ۳۸۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

۴) حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں "علامہ واقدی نے کہا کہ آپ ﷺ کا وصال 2 ربیع الاوّل پیر کے دن ہوا"۔

(البدایہ والنہایہ ج ۴، ص ۲۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

۵) حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں "آپ ﷺ کا وصال مبارک 2 ربیع الاوّل کو ہوا"۔

(فتح الباری ج ۸، ص ۴۷۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

٦) علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن 1 ربیع الاوّل کو وصال فرمایا اور ابراہیم زہری نے کہا کہ آپ ﷺ نے پیر کے دن 2 ربیع الاوّل کو وصال فرمایا"

(عمدۃ القاری ج ۱۸، ص ٦۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر)

۷) علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں "آپ ﷺ نے 1 ربیع الاوّل یا دو ربیع الاوّل کو وصال فرمایا"

(التوشیح ج ۴، ص ۱۴۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۸) علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں "ایک قول یہ ہے

کہ آپ ﷺ نے پیر کے دن دو ربیع الاوّل کو وصال فرمایا''

(المرقات ج۱۱، ص۲۳۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں ''آپ ﷺ کا وصال دو ربیع الاوّل پیر کے دن ہوا'' (اشعۃ اللمعات ج۴، ص۶۰۴، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنو)

۱۰) شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۴ھ) لکھتے ہیں ''اور بارھویں جو (وفات) مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحج کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (سوموار) ثابت ہے۔ پس جمعہ نویں ذی الحج ہوکر 12 ربیع الاوّل دوشنبہ کو کسی حساب سے نہیں ہوسکتی۔ (نشر الطیب ص۱۲۸، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹیڈ لاہور)

۱۱) علامہ شبلی نعمانی (متوفی ۱۹۱۴ء) لکھتے ہیں ''وفات نبوی ﷺ کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک 1 ربیع الاوّل ہے''۔

(سیرت النبی ج۲، ص۷، ۱۰۶، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا وصال مبارک بروز پیر 1 ربیع الاوّل یا دو ربیع الاوّل کو ہوا۔ 12 ربیع الاوّل کا یوم وصال ہونا عوام میں غلط مشہور کیا جارہا ہے، لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ 12 ربیع الاوّل کو اسلاف کے طریقے کے مطابق بھرپور طریقے سے یوم میلاد منائے۔ اسلاف کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہی چنے لوگوں میں تقسیم کردیئے۔ حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ کے سامنے پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور ہیں۔ (الدرالثمین)

۲) حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ''اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں

شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں'' (فیصلہ ہفت مسئلہ)

۳) شیخ رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی لکھتے ہیں۔حق یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے ذکر میں فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے۔(شفاء السائل)

حیرت انگیز

ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو سخت عذاب میں پایا۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے لیکن پیر کے روز عذاب میں کچھ کمی ہوتی ہے۔جس انگلی کے اشارے سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس انگلی سے پانی میسر ہوتا ہے' جس سے پیاس بجھتی ہے۔(بخاری)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں''جب ابولہب جیسے کافر کو' جس کی مذمت قرآن میں آئی ہے' میلاد کی خوشی کا صلہ ملا۔تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی امت میں ہو کر آپ کی پیدائش کی خوشی کرتا ہے اور آپ کی محبت میں جتنا ہو سکے خرچ کرتا ہے۔مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ اسے اپنے عام فضل وکرم سے جنت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔

سلف صالحین اور مشاہیر ملت کے نادر و نایاب رسائل کا بے مثال مجموعہ

رسائل میلاد النبی ﷺ

ترتیب و تدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 576 ہدیہ -/280

سعید البیان

فی مولد سیّد الانس والجان ﷺ

شاہ احمد سعید مجددی فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد رشید نقشبندی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ 37 سے 63 تک

جمیع محامد۔ازل سے تا ابد ثابت ہیں اس ذات پاک کو۔کہ کوئی شریک اس کا نہیں۔اور صلوٰۃ کاملہ نازل ہو اوپر رسول مقبول ہمارے کے کہ......اسم شریف ان کا محمد ہے اور آل اور اصحاب اور ازواج اور اتباع ان کے پر۔

اِلٰهِیْ وَمَوْلَائِیْ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ
اَنْتَ کَمَا ثَنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

اے اللہ جس طرح تو نے خود اپنی تعریف وثناء کی ہے۔ہم ایسی تعریف کرنے سے عاجز ہیں۔

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا
حقہ کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اور ایسی ہی تعریف حبیب تیرے کی ہم سے نہیں ہوسکتی جیسے آپ نے تعریف فرمائی ہے' بیچ کلام مبارک اپنے کے۔

محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ گر اس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ (پ۱۱سورۃ توبہ ۱۲۸)

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا۔مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

بتا دیا اللہ تعالیٰ نے سب کو کہ ہم نے بھیجا رسول انہیں میں سے کہ جانتے ہیں اس کے مرتبہ کو کہ سچا اور امین ہے یا سب سے بہتر او پر قرأت فتح کے اور دو نام ایسے ناموں سے دیئے ایک رؤف دوسرا رحیم کہ کسی اور کو نہیں دیئے اور فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَّسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

بیشک احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

اور فرمایا:

كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

جیسا کہ بھیجا ہم نے تمہارے پاس رسول تم میں سے پڑھ کر سناتا ہے تمہیں ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تمہیں اور سکھاتا ہے تمہیں کتاب اور حکمت اور تعلیم دیتا ہے تمہیں ایسی باتوں کی جنہیں تم جانتے ہی نہ تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تفسیر ''مِنْ اَنْفُسِكُمْ'' میں منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آباء ہمارے میں نکاح کی سنت جاری ہے اور ''سفاح'' نہیں ہوا۔

کہا ابن کلبی نے لکھیں میں نے نبی ﷺ کی پانچ سومائیں۔ نہیں پائے میں نے ان پر رسوم جاہلیت کے۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ تفسیر وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ

منتقل ہونا آپ کے نور کا' ایک ساجد کی پشت سے دوسرے ساجد کی پشت تک

میں ایک نبی سے دوسرے نبی تک...... یہاں تک کہ نکالا تم کو نبی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ جانا اللہ تعالیٰ نے عاجز ہونا خلق کا

فرمانبرداری اپنی سے

اس واسطے مقرر کیا رسول جنس ان کے سے،

پہنایا اس کو اوصاف اپنے سے خِلْعَت رَأْفَتْ اور رحمت کا

اور کی فرمانبرداری اس کی فرمانبرداری اپنی

چنانچہ فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے اطاعت کی رسول کی، تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

اور فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

ہم نے سارے جہانوں کیلئے، آپ کو سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

کہا ابو بکر ابن طاہر نے

مزین کیا اللہ تعالیٰ نے...... محمد ﷺ کو

ساتھ زینت رحمت کے

پس ہوا وجود اور صفات ان کی، رحمت واسطے خلق کے۔

☆ مسلمانوں کی ہدایت حاصل ہوئی۔

☆ منافق کو امن قتل سے۔

☆ کافر کو تاخیر عذاب کی۔

حضرت سرور عالم ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو بھی پہنچا

کچھ رحمت میری سے؟

عرض کیا۔ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہ (ہاں! یارسول اللہ)

میں متردد تھا اپنی عاقبت سے

پس امن میں ہو گیا آپ کے سبب سے۔

کہ تعریف کی اللہ تعالیٰ نے' میری ساتھ قول اپنے کے۔

ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ

جو قوت والا ہے' مالک عرش کے ہاں عزت والا' سب فرشتوں کا سردار اور وہاں کا امین (یعنی جبرئیل)

اور نام رکھا حضرت کا اللہ تعالیٰ نے بہت جائے ......نور اور سراج منیر چنانچہ فرمایا:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور۔

اور فرمایا:

یٰٓاَیُّھا النَّبی اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھداً وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُنِیْرًا

اے نبی (مکرم) ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف' اس کے اذن سے' اور آفتاب روشن کر دینے والا' بنا کر بھیجا ہے۔

اور اَلَمْ نَشْرَحْ

کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کا صدر مبارک؟

میں کمالِ تعریف حضرت کی فرمائی اس طرح سے کہ

کھول دیا دل ان کا واسطے ایمان اور ہدایت کے' اور وسیع کر دیا واسطے اٹھانے علم اور حکمت کے' اور دور کر دیا بوجھ کاموں جاہلیت کا' اور پاس کر دیا نام ان کا ساتھ نام اپنے کے' کلمہ میں اور اذان میں' اور خطبہ میں' اور نماز میں' کیا عام مسلمان' کیا مؤذن' کیا خطیب' کیا نمازی...... ہر ایک کہتا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

روایت کی ہے ابو سعید خدری نے حضرت سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس جبرئیل۔ پس عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جانتے ہو تم کس طرح بلند کیا میں نے ذکر تمہارا

کہا میں نے اللہ اس کا داناتر ہے۔

کہا جبرئیل نے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے کہ...... جب ذکر کیا جاؤں میں' ذکر کیا جائے تمہارا ساتھ میرے اور جس نے تمہارا ذکر کیا' اس نے میرا ذکر کیا اور کیا ایمان میں پورا ساتھ ذکر اپنے اور تمہارے کے۔ چنانچہ فرمایا:

اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر۔

جمع کیا اپنے میں اور رسول میں ساتھ واؤ عطف کے' کہ شرکت کے واسطے ہے اور یہ اور کسی کو جائز نہیں۔

حضرت ﷺ نے فرمایا:

نہ کہے کوئی مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فَلَانٌ

جو اللہ چاہے' اور فلاں چاہے'

ولاکن بلکہ کہے مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فَلَانٌ۔

جو اللہ چاہے' پھر فلاں چاہے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے فضیلت میں حضرت کی۔

اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو دوست بنائے گا۔

توریت میں بیچ شان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یہ لکھا ہے۔

"اے نبی ہم نے بھیجا تم کو گواہ اوپر سب کے۔ اور بشارت دینے والے مومنین کو ساتھ جنت کے اور ڈرانے والے کافروں کو ساتھ نار کے، اور پشت پناہ واسطے ناخواندوں کے، تم بندے میرے، اور رسول میرے، نام رکھا میں نے تمہارا متوکل، نہیں ہو سخت خو، اور نہ سخت گو، اور نہ شور و شغب کرنے والے بازاروں میں۔

اور نہ بدلا لینے والے برائی کا ساتھ برائی کے۔

لیکن معاف کرنیوالے، اور بخشنے والے قصور لوگوں کے۔ اور ہرگز انتقال نہ فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ درست ہو جائیگا دین کہ پہلے تھا نادرست۔ سب کہیں گے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

اور کھول دے گا اللہ تعالیٰ بسبب ان کے آنکھیں اندھی۔ اور کان بہرے، اور دل غافل، اور اسلام دین ان کا اور احمد اسم شریف ان کا ہوگا۔

اور دوسری روایت میں یوں ہے۔

بندہ میرا احمد اچھا ہے، اور جگہ پیدائش ان کی مکہ اور مکان ہجرت کا مدینہ، امت ان کی تعریف کرنے والے خدا کی سب حال میں

اور بعض خصوصیتوں حضرت سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا۔

انبیاء کو...... ساتھ ناموں ان کے

یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا داوٗد، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحییٰ، یا زکریا۔

اور ہمارے حضرت کو، ساتھ اوصاف کے خطاب کیا۔

یَاۤاَیُّھَا الرُّسُلِ، یَاۤاَیُّھَا النَّبِی، یَاۤاَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ، یَاۤاَیُّھَا الۡمُدَّثِّرُ

خلق عظیم کی تفسیر حدیث شریف میں فرمائی ہے۔اس طرح سے' کہ

۱) مِل قطع کرنے والے سے اور

۲) نیکی کر برائی کرنے والے سے

سب انبیاء سے عہد لیا ہے حق تعالیٰ نے' بیچ حق حضرت ﷺ ہمارے کے' ساتھ قول اپنے کے

وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'

جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عہد۔کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دُوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں۔تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی۔

فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے' نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور بعد ان کے۔مگر لیا اوپر ان کے عہد بیچ شان محمد ﷺ کے اگر مبعوث ہو نبی آخر زمان ﷺ' اور تم سے جو زندہ ہو تو ایمان لانا ان پر اور مدد کرنا' اور لینا یہ عہد اپنی قوم سے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ

اور جب لیا ہم نے انبیاء سے ان کا پختہ وعدہ اور تجھ سے اور نوح سے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔یارسول اللہ۔قربان ہوں باپ ماں میرے آپ پر۔تحقیق پہنچی بزرگی آپ کی۔نزدیک اللہ تعالیٰ کے اس مرتبہ کو کہ باوجودیکہ بھیجا آپ کو سب انبیاء کے بعد' اور ذکر کیا آپ کا پہلے سب کے

پیش از ہمہ شاہانِ غیور آمدہ ہرچند کہ آخر بظہور آمدۂ

اے ختمِ رسل قربِ تو معلوم شد دیر آمدۂ زراہ دُور آمدۂ

اور اہلِ نارعین عذاب میں آرزو کریں گے۔

کاش کہ اطاعت کی ہوتی ہم نے اللہ اور رسول کی

اور مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۔()

ان میں سے بعض کے (بیشمار) درجات بلند فرمائے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کہ دعوت آپ کی عام ہے اور حلال ہوئیں آپ کے واسطے غنیمتیں۔ اور ظاہر ہوئے اوپر ہاتھ ان کے معجزات بیشمار۔ اور نہیں دیا گیا کوئی پیغمبر بزرگی اور مرتبہ' مگر حضرت ﷺ دی گئی مانند اس کی۔

اور فضیلت میں آپ کی ارشاد کیا دور ہونا عذاب کا۔ آپ کے سبب سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ۔()

آپ کے ہوتے ہوئے' اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہیں دے گا۔

جب تک حضرت ﷺ اور سنت آپ کی باقی ہے امان اعظم ہے۔ اور سنت مرجائے پس انتظار کرو بَلا اور فِتَنُ کو

فرمایا اللہ سبحانہ نے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ' يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرو۔

ظاہر کی فضیلت حضرت ﷺ کی ساتھ صلوٰۃ اپنی کے پھر ساتھ صلوٰۃ ملائکہ کے اور امر کیا مومنین کو ساتھ صلوٰۃ اور سلام کے، چاہیے جاننا کہ مراد اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے بزرگی اور مرتبہ ہے۔ اور صلوٰۃ ملائکہ سے مراد دعا ہے۔ اور مومنین پر واجب کیا ساتھ امر فرمانے اپنے کے۔ اور امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

پس درود شریف پڑھنا واجب ہے مسلمانوں پر، جب ذکر کیا جائے اسم شریف حضرت ﷺ کا۔

اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔ سوال کئے گئے حضرت ﷺ، معنی اس آیۃ سے۔ فرمایا حضرت ﷺ نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیئے ہیں ساتھ میرے دو فرشتے۔

پس نہیں ذکر کیا جاتا ہوں نزدیک بندۂ مسلمان کے پھر درود پڑھتا ہے اوپر میرے۔ مگر کہتے ہیں وہ فرشتے بخشا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو۔ اور فرماتا ہے اللہ سبحانہ اور فرشتے اس کے جواب میں ان دونوں فرشتوں کے آمین۔ اور اگر میرا ذکر سن کر درود مجھ پر نہیں پڑھتا ہے تو دونوں فرشتے کہتے ہیں نہ بخشے اللہ تجھ کو۔ اور فرماتا ہے اللہ سبحانہ اور فرشتے جواب میں ان کے آمین

اور مشکوٰۃ شریف میں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ عرض کیا ابی نے کہ یارسول اللہ میں بہت پڑھتا ہوں درود شریف آپ پر، پس کتنا پڑھوں اپنی دعا میں؟ فرمایا جتنا چاہے۔ عرض کیا چوتھائی۔ فرمایا جتنا چاہے تو اگر زیادہ پڑھے گا بہتر ہے واسطے تیرے۔ عرض کیا آدھا فرمایا۔

جس قدر خواہش تیری ہو، اگر زیادہ کرے گا بہتر ہے واسطے تیرے۔ عرض کیا، دو حصہ؟ فرمایا...... زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا، سب اوقات میں، درود شریف آپ پر پڑھوں گا۔

فرمایا حضرت ﷺ نے اب کفایت کرے گا درود شریف پڑھنا مقصد تیرے

کو‘ اور دور کرے گا گناہ تیرے کو۔

اس میں یہ نکتہ ہے کہ درود شریف میں دو امر جمع ہیں۔

۱) ایک ذکر اللہ تعالیٰ کا

۲) دوسرے تعظیم نبی کریم کی‘ اور ادا حق شریف حضرت ﷺ کا۔

اور پھر حدیث شریف دلیل ہے اس امر پر کہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ مسلمان کو اپنے واسطے دعا کرنے سے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جو شخص درود پڑھے گا اوپر میرے‘ ایک بار رحمت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار‘ اور دور کرے گا اس سے دس گناہ‘ اور بلند کر دے گا واسطے اس کے دس درجے‘ روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے

اور عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جو کوئی درود پڑھے گا‘ اوپر رسول ﷺ کے ایک بار‘ رحمت فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے اس پر ستر مرتبہ۔ (روایت کیا ہے اس حدیث کو امام احمد نے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا نہیں جاتی‘ آسمان پر جب تک کہ درود شریف نہ پڑھے گا دعا کرنے والا (روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے)

اور سورۃ فتح میں فضائل بیشمار رسول خدا ﷺ کے مذکور ہیں۔

۱) اوّل آیۃ میں ذکر غلبہ کا اوپر اعداء کے

۲) اور ظہور شریعت مصطفویہ کا بروجہ کمال

۳) اور غیر مواخذہ ہونا ساتھ بما کان وما یکون کے

۴) اور تمام نعمت اور ہدایت طرف صراط مستقیم کے

۵) اور نزول سکینہ کا قلوب مومنین میں

پھر فرمایا تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تم سے وہ حقیقت میں بیعت کرتے ہیں اللہ جل جلالہ سے

جب ثابت ہوا ان آیات سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ہمارے مخصوص بایں مرتبہ ہیں کہ ان سے بیعت کرنا حضرت حق سے بیعت ہے اور ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کا ذکر ذکر رب العالمین کا ہے۔ پس جو کوئی ان کے ذکر شریف سے منع کرے وہ حقیقت میں مانع ذکر الٰہی سبحانہ کا ہے۔ جائے تعجب بلکہ محل افسوس ان مسلمانوں سے کہ آنحضرت کے ذکر شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ اور حرام کہتے ہیں۔

ابولہب سا کافر کہ جس کے حق میں وعید قرآن کریم میں وارد ہے اس کو بسبب فرحت ولادت حضرت ﷺ کی سے تخفیف عذاب ہر دوشنبہ کو ہوئی اور جن انگلیوں سے کہ بسبب اس خوشی کے اشارہ آزادی اپنی لونڈی کا کیا تھا ان سے پانی اس کو دوزخ میں ملے۔

اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ جو شخص مسلمان آپ کی خوشی ولادت کرے دار آخرت میں اس کو کتنا ثواب اور مرتبہ قرب جنت میں حاصل ہوگا؟ جائے غور و محل انصاف ہے کہ تمام اہل جہاں اپنی ذات اور اولاد عزیز و اقارب کی خوشی میں بلکہ فرقہ لامذہب اور وہابی بھی کس قدر دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ کی خوشی ولادت کریں تو اس خوشی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے۔ جو مسلمان کامل ایمان ہوگا آنحضرت کی ولادت کی خوشی سب خوشیوں سے بہتر جائے گا۔ اور جو اس خوشی کو بہتر نہ جانے گا اس کا ایمان ناقص ہے۔ فی الحقیقت مسلمانوں کو اس خوشی سے زیادہ کوئی خوشی نہیں اور اس میں جس قدر خوشی کریں وہ کم ہے۔ کس کی خوشی ہے؟ بہترین خلائق، محبوب خدا کی ولادت کی خوشی ہے! ہزار افسوس اس شخص پر کہ جو یہ خوشی نہ کرے اور لاکھ حسرت اس پر کہ اس خوشی کا مانع ہو۔

خدا پناہ میں رکھے ایسے لوگوں سے' ان کے واسطے رسوائی ہے دنیا اور آخرت میں عذاب عظیم ہے اور حدیث قدسی میں وارد ہے...... کہ "اگر تم نہ ہوتے اے حبیب میرے نہ پیدا کرتا میں آسمانوں کو اور نہ ظاہر کرتا خدائی کو"۔

یعنی مبداء خلقت تمام مخلوقات' وجود سرور کائنات کا ہے۔

یَـا رَبِّ صَـلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلـٰی حَبِیْبِكَ خَیْـرِ الْـخَلْـقِ كُـلِّهِمٖ

الٰہی درود وسلام بے نہایت نازل فرما اوپر سیّد المرسلین محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان کے (یہاں تک حضرت ﷺ نے اپنا نسب ذکر فرمایا ہے اور ارشاد کیا اسمٰعیل اور ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام آباءواجداد میرے سے ہیں)۔

اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ پیدا ہوا' میں بہترین قرنوں میں قَرناً بَعْدَ قَرْنٍ یہاں تک کہ جس "قرن" میں' پیدا ہوا وہ بہتر قرن ہے' سب قرنوں سے۔ اور واقع نہیں ہوئی میرے نسب میں سفاح جاہلیت کی اور فرمایا حضرت ﷺ نے' کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو...... اور پسند کیا اولادِ اسماعیل سے بنی کنانہ کو۔ اور پسند کیا بنی کنانہ سے قریش کو اور پسند کیا قریش سے بنی ہاشم کو اور پسند کیا مجھ کو بنی ہاشم سے۔ (کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے)۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق نور تھا سامنے اللہ تعالیٰ کے قبل پیدا کرنے آدم کے دو ہزار برس پہلے تسبیح کرتا تھا۔ یہ نور اور تسبیح کرتے تھے فرشتے ساتھ اس کے۔ جب پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو ڈالا اس نور کو پشت آدم میں' پس فرمایا

حضرت ﷺ نے، کہ نازل کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو طرف زمین کے پشت آدم میں اور کیا مجھ کو پشت نوح میں پھر کیا مجھ کو پشت ابراہیم میں۔ پھر ہمیشہ انتقال کرتا رہا میں پشتوں پاک سے طرف رحموں پاک کے، یہاں تک کہ نکالا مجھ کو میرے ماں باپ سے کہ نہیں جمع ہوئے اوپر سفاح کے ہرگز۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

جب حق تعالیٰ کنز مخفی میں تھا، چاہا کہ اپنے کمالات اسمائی وصفاتی جلوہ گر کیجئے! تعین اول جو اس ذات میں ہوا، حقیقت احمدی ہے۔ درود اس پہ ازل سے ابد تک ہو کہ نور منظور وجود میں آیا۔ عالم وجود نے آواز کی ...... کہ اے سونے والو عدم کے! جاگو کہ نور ساقی نے جلوہ دکھایا، ایک مدت وہ نور عالم غیب میں، سیر کرتا رہا، پھر اس سے دس چیزیں بنائیں۔

ایک عرش
دوسرا قلم
تیسرا لوح
چوتھا ماہتاب
پانچواں آفتاب
چھٹا بہشت
ساتواں دن
آٹھواں ملائکہ
نویں کرسی
دسویں ...... روح پاک محمدی کو خلعت خلقت کے پہنائے ...... اور چار ہزار

برس اپنی تسبیح میں عرش پر مشغول رکھا۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نور پر ظہور سے چار حصہ لے کر چار چیز کو پیدا کیا۔

پہلے عرش، دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم بعد ازاں قلم کو حکم ہوا......
اُكْتُبْ يَا قَلَمُ (لکھ اے قلم!)

قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ اے رب میرے! فرمایا لکھ توحید میری قلم نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" لکھا۔

پھر حکم ہوا، لکھ سب چیزیں ...... قلم نے کہا، کیونکر؟ فرمایا لکھ دستور العمل اور روزنامچہ سب امتوں کا اس طرح سے ' امت آدم ...... مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ اَدْخَلَهُ النَّارَ۔

اُمت نوح، اُمت ابراہیم، اُمت موسیٰ، اُمت عیسیٰ، اُمت محمد۔ قلم نے ارادہ کیا کہ موافق سابق کے لکھوں حکم ہوا۔

"ادب کر، اے قلم، ادب کر اے قلم"

قلم یہ سن کر شق ہوا، اور ہزار برس کانپا کیا شرمندگی سے۔ پھر دست قدرت سے قط لگا، اور رم ہوا۔

لکھ امت گناہ گار ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

ایک دن جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا...... کہ قدرے خاک پاک مقام کے روضہ منورہ سے لاؤ، جبرئیل نے امتثال امر کیا، پھر ارادۂ الٰہی سبحانہٗ ہوا کہ کوئی خازن اس کا ہو، عالم ملکوت میں، کوئی قابل اس امانت کے نہ پایا۔

چاہا کہ آدم خلیفہ اپنے کو ترکیب دیجئے اور یہ امانت اس کو سپرد کیجئے پس پتلا آدم کا بنا کر ساتھ خلعت اس امانت کے سرفراز کیا۔

پھر ارشاد کیا روح کو کہ رگ وریشہ میں آدم کے در آئے۔روح نے اپنی لطافت اور بدن کی کثافت دیکھ کر انکار کیا۔

جب نور جمال باکمال محمدی پر نگاہ پڑی...... کہ پیشانی آدم سے جلوہ گر تھا...... روح لاکھ تمنا سے، زیب دہ قالب کی ہوئی۔

قفس تن میں پھنس گئی جو روح
جلوہ فرما تمہیں کو دیکھا تھا

پہلے نظر آدم کی عرش مجید پر پڑی......لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه مرقوم دیکھا۔ پوچھا یا رب یہ کون ہے؟ کہ نام اس کا تیرے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ فرمایا: یہ پیغمبر ہے خاص، میرے پیغمبروں سے، اور سردار تیری اولاد میں ہے۔

رافت یہ محبت کی بھی کیا ہے تاثیر
محبوب و محبّ کی یک جا ہے تصویر
نام اپنے کے پاس بے نشاں ذات نے، واہ
محبوب کا نام کیا ہے تحریر

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت کی...... کہ جب ذکر کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کا پس ذکر کرو ساتھ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ میں نے دیکھا ہے نام ان کا، جنت کے ہر مکان پر اور فرشتوں کی پیشانی اور حوروں کی آنکھوں پر۔اور فرشتے ذکر کرتے ہیں اسم شریف محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وقت!

جب حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ کیا قربت کا ساتھ حوا کے، طلب کیا حوا نے، مہر اپنا۔ آدم نے جناب الٰہی میں عرض کیا، حکم ہوا...... کہ دس مرتبہ درود شریف اُوپر حبیب میرے کے پڑھ اور مہر ادا کر۔

کیوں نہ چھُٹے وہ رنج سے، تجھ کو سلام، جو کرے
کیا اُسے خوف حشر کا تجھ کو امام جو کرے

جبکہ آدم بہشت سے نکالے گئے، دعا کی اپنے عفو جرم کے واسطے بایں مضمون۔

یا رب! گناہ بخش، پیغمبر کے واسطے
کر رحم مجھ پر اس شہ کوثر کے واسطے

جناب الٰہی سے ارشاد ہوا، کہ اے آدم ...... سارے آسمان والے، زمین والے تو نے محمد کو شفیع کیا، واسطے ایک گناہ اپنے کے۔ اگر برائے گناہان اہل آسمان و زمین کے، حبیب میرے کو شفیع لاتا، میں عفو کرتا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

عاشورہ کے دن وہ نور کہ مادۂ صورتِ محمد یہ تھا، عبداللہ کی صلب سے ۱۰ محرم کو رحم آمنہ بی بی میں منتقل ہوا۔

اس دن جتنے بت روئے زمین پر تھے اور تمام تخت شاہوں کے سرنگوں ہوئے، اور جتنے شیطان تھے، گمراہ کرنے سے باز رہے۔ فرشتوں نے، ابلیس کے تخت کو دریا میں ڈبو دیا اور شیطان جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْس پر جا چھپا اور رویا۔

باطل نہ کیونکر جاوے، کہ یہاں حق نمود ہے
وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و درود ہے

اس سال بسبب کرامت حضرت (ﷺ) کے تمام مستورات روئے زمین کی بیٹوں سے حاملہ ہوئیں۔

جادو، مشرکوں اور کاہنوں کا دور ہوا۔ اور آواز غیب سے آئی کہ نزدیک وقت ظہور نبی آخرالزمان کا ہوا۔ قحط کا وہ سال تھا اور قریش پر کمال کال تھا۔ رازق مطلق نے

برکت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سے قحط دور فرمایا۔ قریش نہایت خوش ہوئے۔ نام رکھا اس سال کا۔

سَنَةُ الفَرَحِ وَالْاِبْتِهَاجُ (خوشحالی اور فروانی کا سال) اور آواز غیب سے ہوئی بی بی آمنہ کو، ''کہ بشارت ہو تجھ کو آج پیٹ میں تیرے، نبی آخرالزمان ہے، صاحب کتاب ومعراج''

برج حمل میں مہر مبیں جلوہ گر ہے آج
مت شبہ لاؤ اس میں کہ ظاہر اثر ہے آج

شب جمعہ پنجم جمادی الاخریٰ، وقت سحر کے عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ خانۂ عبداللہ سے، ستارۂ سرخ اوپر چڑھتا ہے۔ ہر چند بالاتر جاتا ہے، بزرگ تر ہوتا ہے۔ جب قریب آسمان کے پہنچا، مقدار تمام دنیا کی ہوا۔ ماہتاب اور ستارۂ تمام، نور اس کے سے پوشیدہ ہوئے۔

عبدالمطلب نے اس خواب کو عبدالرحمٰن معبر سے پوچھا، عبدالرحمٰن معبر نے کہا ......''بشارت ہو جیو، تمہیں اوپر اس کے، کہ خانۂ عبداللہ میں پیغمبر متولد ہو کہ دین اسی کا ناسخ ادیان اور نور اس کا روشن تر ماہ تاباں سے ہو، اور تمام عالم کو گھیر لے، قیامت تک باقی رہے''۔

کیوں نہ ہو دن بدن زیادہ وہ نور
جس کے ناخن کا ماہ نو ہے ظہور

دیکھا خواب میں والدہ شریفہ حضرت ﷺ کی نے۔ جبکہ ساتھ حضرت ﷺ کے حاملہ ہوئیں کہ ایک نور شکم سے میرے نکلا کہ روشن ہو گئے ساتھ اس کے محل بصرا کے کہ شہر شام کا ہے۔

بشب یاں جلوہ فرما کون سا شعلہ شرارہ ہے
کہ جس کے نور سے از صبح تا شام آشکارا ہے

حق تعالیٰ نے جب ارادہ پیدا کرنے اپنے حبیب کا کیا۔ امر فرمایا اس رات خازن جنان کو کہ ''کھول دو' دروازے عرش بریں کے اور سرنو سے تیار کرو واسطے تعظیم سیّد المرسلین کے''

بہار روضۂ رضوان تمہارا جلوہ رو ہے
کہ فخر گل ہے عارض رشک سنبل جعد گیسو ہے

اور آواز آئی غیب سے' اے اہل جہاں! وہ نور مخزن کہ اس سے پیغمبر آخر الزمان' وجود میں آئے گا۔ آج کی رات شکم میں بی بی آمنہ کے قرار پکڑے گا۔

نہ باقی رہا اس شب کوئی گھر مگر وہ روشن ہو گیا تھا اور ہر جانور نے کہا کہ امشت حمل رہا رسول رب العالمین کا' قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امام اہل دنیا کا ہوگا۔

خاکِ پا ہوں میں ایسے حضرت کا
تاج ہے جو سرِ رسالت کا
تخت پیغمبری کی زینت ہے
زیب ہے افسر نبوت کا
اس کی باعث ظہور عالم ہے
ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا
ماہ ہے چرخ اصطفا کا وہ
مہر ہے آسمانِ رفعت کا
حق ہے صانع' جہاں ہے مصنوع
پر سبب وہ ہوا ہے' صنعت کا

در بخشش جو ہے اسی سے ہے
بحرِ مواج ہے وہ رحمت کا

واہ ری صاجبی کہ ہے گا وہ
ہر جگہ خیر خواہ امت کا

اس کا میدانِ نعت ہو کیا طے
کہ قدم یہاں قلم ہے طاقت کا

رافتاؔ ہو خموش، ادب سے بیٹھ
یہ نہیں ہے، مقام جرأت کا

ہاں مگر "غرض" طلب اس سے کر
کہ وہ دریا ہے اک سخاوت کا

یا امام رسل بنے اور
جام دے مجھ کو اپنی الفت کا

ہے توئی ساقیٔ شراب طہور
مست کر بادۂ محبت کا

ساتھ اپنے بلا حساب و کتاب
کچھو سایہ ریاض جنت کا

دو جہاں میں عزیز رکھ مجھ کو
دینے والا توئی ہے عزت کا

تیرا فدوی ہوں رکھ نگاہ کرم
میرے والی توئی ہے رافتؔ کا

اور حضرت جبرائیل نے بامر رب الجلیل علم سبز محمدی لاکر فوق بیت اللہ منصوب کیا اور کہا یہ نشان پیغمبر آخر زمان کا ہے کہ روز قیامت میں شفیع سب کا۔

شکر خدا ہے اپنے پیغمبر کا وہ مقام
جس کی شفاعت ایسی قیامت میں ہوگی عام

ہیں وقت خوش انہوں کے کیا عیش ہے میسر
جن کے نبی ہیں ایسے سردار روز محشر

جب حمل بی بی آمنہ کا دو ماہیہ ہوا' وفات پائی والد ماجد آپ کے نے' کہ جو عبداللہ نام رکھتے تھے۔ جب گذرے چھ مہینے دیکھا والدہ شریفہ آپ کی نے خواب میں فرشتے کو کہ کہتا ہے اے آمنہ! بشارت ہو تجھے' کہ حاملہ ہوئی ساتھ خیر العالمین کے' جب وہ پیدا ہوں نام ان کا محمد رکھنا!

جب نو مہینے حمل شریف کے پورے ہوئے' آسیا اور مریم شب تولد میں حوروں کو لے کر حاضر ہوئیں۔

بارہویں تاریخ ربیع الاوّل روز دوشنبہ' وقت فجر کے سال فیل میں۔ بعد نوشیرواں' چھ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

اس مہر نبوت ماہ سمآءِ رسالت نے' مطالع فلک سعادت' سے نور شہود کا دکھایا اور قدوم میمنت لزوم' برج حمل سے باہر لا کر' نور ظہور اپنے سے زمین وزمان کو مشرف فرمایا

ہے غلط کہئے اگر پیدا' وہ مہ پارہ ہوا
ماہ شرمندہ ہوا' جب جلوہ گر پیارا ہوا

یَـا رَبِّ صَـلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلـٰی حَبِیْبِكَ خَیْـرِ الْـخَلْـقِ كُلِّهِمِ

عربی نعت

وَلِدَ الْحَبِیْبُ وَمِثْلُہٗ لَمْ یُوْلَدُ
وُلِدَ الْحَبِیْبُ وَخَدُّہٗ یَتَوَرَّدُ

حضور علیہ السلام پیدا ہوئے اور آپ جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

حضور علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے رخسار گلاب کی طرح مہک رہے تھے۔

وَلِدَ الْحَبِیْبُ مُطَھَّرًا وَّمُکَمَّلاً
وَالنُّوْرُ مِنْ جَنَاتِہٖ یَتَوَقَّدُ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (وقت ولادت کے لوازمات سے بالکل) صاف، ستھرا اور سرمگین آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوئے۔ آپ کا نورانی چہرہ چمک رہا تھا۔

وَلِدَ الَّذِیْ لَوْلَاہُ مَا ذُکِرَ التُّقَا
کَلَّا وَلَا ذُکِرَ الْحِمٰی وَالْمَعْبَدُ

اگر آپ کی تشریف آوری نہ ہوتی تو ہرگز تقویٰ و پرہیز گاری کا ذکر تک نہ ہوتا۔ اور نہ حرم اور عبادت گاہ کا تصور ہوتا۔

ھٰذَا الَّذِیْ لَوْلَاہُ مَا ذُکِرًا لْقُبَا
کَلَّا وَلَا کَانَ الْمُحَصَّبُ یُقْصَدُ

اور نہ (مسجد) قبا کا ذکر ہوتا۔ اور نہ (وادی) محصب کا ذکر ہوتا۔

ھٰذَا الَّذِیْ جَآءَتْ اِلَیْہِ غَزَالَۃٌ
وَالْجِزْعُ حَقًّا قَالَ اَنْتَ مُحَمَّدُ

آپ کی بارگاہ میں ہرنی اور ''جزع'' نے گواہی دی ''بیشک آپ محمد'' ہیں۔

هَـذَا اِمَـامُ الْـمُـرْسَلِيْـنَ حَـقِيْـقَة
هَـذَا اِخْتِـمَـامُ الْاَنْبِيَـآءِ وَسَيِّـدُ

یہ حقیقت ہے کہ آپ رسولوں کے امام، خاتم النبیین اور سیّد المرسلین ہیں۔

اِنْ كَـانَ يُـوْسُفُ قَـدْ اَفَـاقَ جَـمَـالُـهُ
فَـوَالـلّٰـهِ ذَا لْـمَـحْبُـوْبُ مِـنْـهُ اَزْيَـدُ

بلاشبہ جمال یوسف بہت بلند حقیقت ہے لیکن محبوب مصطفیٰ زیادہ حسین ہیں۔

لَـوْ كَـانَ اِبْـرَاهِيْـمُ اُعْـطِـىَ رُشْـدُه
بِـاالـلّٰـهِ الْـمَـوْلَـوْدِ مِـنْـهُ اَرْشَـدُ

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہدایت فطری پر تھے، تو قسم بخدا محبوب مصطفیٰ ان سے زیادہ ہدایت پر پیدا ہوئے۔

اِذْ كَـانَ قَـدْ اُعْـطِـىَ الْـمَسِيْـحُ عِبَـا دَةً
فَـمُـحَـمَّـدُ مِـنْـهُ اَجَـلُّ وَاَعْـبَـدُ

اگر حضرت عیسیٰ عبادت گزار تھے تو محمد مصطفیٰ ان سے بڑے عابد و زاہد ہیں۔

هَـذَا الَّـذِىْ خُـلِـعَـتْ عَـلَيْـهِ مَلَا بِـسْ
وَنَـفَـائِـسْ فَـنَـظِيْـرَه لَا يُـوْجَـدُ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''ملابس'' کا تاج عطا ہوا۔ اور آپ ایسی اعلیٰ خوبیوں کے مالک ہیں کہ آپ کی نظیر ممکن نہیں۔

جِبْـرِيْـلَ نَـادىٰ فِـىْ مِـنَصَّـةٍ حُـسْـنِهٖ
هٰـذَا مَـدِيْـحَ الْـكَـوْنَ هٰـذَا اَحْـمَـدُ

جبرئیل نے آپ کے حسن و جمال کو یوں بیان کیا۔

یہ ساری کائنات کے ممدوح اور سب سے بڑے مدح کرنے والے ہیں۔

یَا عَاشِقِیْنَ تَوَلَّھُوْا فِیْ حُبِّہٖ
ھٰذَا ھُوَ الْحُسْنُ الْجَمِیْلُ الْمُفْرَدُ

عاشقو! حضور ﷺ کی محبت میں گم ہو جاؤ۔ آپ حسن و جمال میں یکتا ہیں۔

وَیَقُوْلُ یَا عُشَّاقُ ھٰذَا الْمُصْطَفٰے
وَیَقُوْلُ یَا مُشْتَاقُ ھٰذَا اَحْمَدُ

اور جبرئیل کہتے ہیں کہ اے عاشقو! یہ ہیں مصطفیٰ
اور جبرئیل کہتے ہیں کہ اے شوق رکھنے والے! یہ ہیں احمد۔

لَمْ یَاْتِ فِیْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مِثْلُہٗ
فِیْمَا مَضٰی ھٰذَا حَدِیْثٌ مُسْنَدُ

اولادِ آدم میں کوئی ان جیسا نہ ہوا۔ یہ مستند بات ہے۔

قَالَتْ مَلَائِکَۃُ السَّمَآءِ بِاَسْرِھِمْ
وُلِدَ الْحَبِیْبُ وَمِثْلُہٗ لَا یُوْلَدُ

فرشتوں نے کہا! حبیب مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ اور ان جیسا پیدا نہ ہوگا۔

صَلُّوْا عَلَیْہِ بُکْرَۃً وَّعَشِیَّۃً
اَلْفَ الصَّلٰوۃِ مَعَ السَّلَامِ وَاَزْیَدُ

صبح و شام ہزاروں درود و سلام بارگاہ مصطفیٰ میں پیش کرو۔

مرحبا کہ ایسا آفتاب خوشنما، مطلع غیب سے طلوع ہوا اور حبذا کہ ایسا ماہتاب جہاں تاب، افق غیب سے شیوع ہوا۔ ظلمت کفر کی ساتھ نور اسلام کے مبدل ہوئی اور کدورت دل کی ساتھ شعلہ عرفان کے مشتعل ہوئی۔

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا، کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ......

سب جگہ اُجالا تھا۔ شقاوت ایام کی اور نحوست زمانہ کی ساتھ سعادت اور برکت کے مبدل ہوئی۔

آپ نے جب ہاں قدم رنجہ کیا
اپنے چہرہ سے طلوع ایک مہ کیا
دفع کی ظلمت کدورت یہ کہ واہ
سب کا سب دفتر ہی پچھلا تہ کیا
کیونکر کہوں وہ ماہ ہے، ماہ میں کب یہ نور ہے؟
اور ہی کچھ شان ہے، اور ہی کچھ ظہور ہے

جتنے جن اور شیاطین تھے آسمان کے جانے سے باز رہے۔ اور ستارہ زمین سے ایسے دکھلائی دیتے تھے کہ گویا زمین پر گرے۔ بالکل زمین حرم کی روشن ہوئی اور آگ اہل فارس کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی، کسریٰ اور اہل فارس مشک و عنبر اس میں ڈال کر پوجتے تھے، بجھ گئی۔

جس دم حضرت ﷺ، نے اس گلزار ارواح سے اس پار بازار اشباح میں گزر فرمایا...... پہلے سجدہ کیا اور انگشت شہادت اٹھا کر فرمایا۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اِنِّـی رَسُولُ اللّٰـه

عبدالمطلب نے اس مژدۂ جاں نثار کو سن کر بہت شادی کی۔

ابولہب نے ثویبہ اپنی لونڈی کو کہ اس نے خبر تولد شریف کی پہنچائی تھی آزاد کیا۔ اسی خوشی کا یہ اثر ہے کہ ابولہب کو ہر دوشنبہ کو تخفیف عذاب میں ہوتی ہے اور شب ولادت حضرت محمد ﷺ کی سے تین روز تک کعبہ معظمہ خوشی ولادت بابرکت حضرت کی سے ہلتا رہا۔

اور حرکت کی محل کسریٰ نے ہیبت جمال باجلال حضرت ﷺ کے سے، ملک

فارس میں...... باوجودیکہ سنگ اورسرب سے بنا تھا' تا حدیکہ گر پڑا آواز اس کی ستر فرسخ سے سنی گئی۔

ہوئے مکہ میں پیدا اور کیا شق قلعہ کسریٰ
سمجھ رافت ظہور ہیبت حق اس کو کہتے ہیں

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو دیکھا جگر پارہ اپنے کو قباء نور زبان ساتھ حمد حق تعالیٰ کے کھولی۔ اسی دم اوپر سر مبارک کے ابر سایہ گستر ہوا اور حضرت کو اٹھا کر لے گیا۔

اور آواز سنی گئی کہ حضرت محمد ﷺ کو گرد عالم پھیراؤ۔

تاسب لوگ پہچان لیں اور اوصاف تمام پیغمبروں کے مع فضائل مخصوص' ہمارے حضرت ﷺ کو عنایت ہوئے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

خوبی بوجہ وصف و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری
ہر چند وصف می کنم در حسن زاں بالاتری

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

سلف صالحین اور مشاہیر ملت کے نادر ونایاب رسائل کا بے مثال مجموعہ

رسائل میلادالرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 496 ہدیہ -/280

رسول الکلام من کلام سیّد الانام

فی

بیان مولد و القیام

حضرت علامہ سیّد محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ 65 سے 189 تک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَاَشْرَفَنَا بِاِتِّبَاعِ سُنَّتِہِ السَّنِيَّةِ الْمُرْتَضٰی فَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ وَلَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ یا اهل النهی والصلوٰة والسلام علی سید الوری امام الانبیاء بدر الدجی و کهف الوری الذی حرمته میتا کحرمته حیا کیف وقد احیاہ اللّٰہ بعد ما اماته اللّٰہ فَقَالَ الْاَنْبِیَآءُ لَایُتْرَكُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃَ وَلٰكِنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وقال عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ كَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یَا اهل الهدٰی و اولی الفضل والتقی وعلی اٰله واهل بیته الذین طهرهم اللّٰہ تطهیرا واصحابه الذین هم نجوم السماء الهدٰی قامعو البدعة السیئة التی لانور فیها وعلی جمیع المومنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات اتبعهما واحبهما۔ اَمَّا بَعْدُ

حمد وصلوٰۃ وتحیات زاکیات فقیر حقیر درماندۂ نفس شریر بندۂ شرمندہ راجی مراحم لم یزلی ابومحمد سیّد احمد المدعو بہ محمد دیدار علی بن سیّد نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری خدمت جمیع مومنین حق بین اور علماء دین متین حق گزین میں بہمہ عجز ونیاز التماس پرواز ہے کہ چونکہ فقیر نے درباب محفل مولد شریف متعاملہ ومتعارفہ حرمین شریفین وجمیع بلاد عرب وغرب کے کہ جن کی شان میں یہ حدیث صحیح مرویہ صحیح مسلم لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق حتی تقوم الساعة وارد ہے درمیان بعض علماء ہند خصوصاً مسلمین شہر الور میں اختلاف نہایت پایا اور جو بقصد تحقیق کتب معتبرہ سیر اور حدیث وفقہ میں غور کیا تو طرفین کو خالی افراط وتفریط سے نہ دیکھا لاجرم بموجب حدیث صحیح اَلدِّیْنُ

نَصِیْحَۃ' لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ اور نیز بتائید استدعاء بعض احبا واصدقا یہ ہیچمدان ناقص البیان تحقیق وتنقیح جمیع امور متعاملہ اس بزم شریف میں مشغول ہوا اور بعد تحقیق اور تنقیح اور جمع کرنے جمیع دلائل امور متعاملہ حرمین مکرمین کی بزم شریف میں اس مجموعہ کو مشتمل اوپر تین باب کے کیا۔

باب اوّل

بیان معنی بدعت اور تحقیق تقسیم اور عدم تقسیم بدعت اور تطابق اقوال قائلین بتقسیم اور غیر قائلین بتقسیم میں اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت میں اوپر اس بزم شریف اور امور متعارفہ حرمین میں در بیان اس محفل منیف کے اور

باب ثانی

بیان آداب اس محفل منیف میں اور

باب ثالث

بیان دلائل امور متعاملہ ومتعارفہ اس بزم شریف میں۔

اور حسب الارشاد مولانا و معظمنا خلیفہ ارشد سیّدنا ومولانا قطب الارشاد استادی ومولائی مولانا ارشاد حسین قدس اللہ سرہ' رامپوری نام اس کا ''رسول الکلام من کلام سیّد الانام فی بیان المولد والقیام'' رکھا گیا۔

امید کہ ناظرین با انصاف بلا تعصب و اعتناف اگر مضامین مندرجہ کو مقترن بحق پاویں بلا تامل امر حق کو قبول فرمادیں اور لفظ بدعت سیۂ محرمہ مکروہہ یا مکفرہ کہ مستحل اس کا نزدیک جمہور اہلسنّت و جماعت کافر ہے یا فاسق بہ نسبت اس بزم شریف متعاملہ و متعارفہ حرمین مکرمین زنہار زنہار زبان پر نہ لائیں۔

مگر امید کہ اثناء ملاحظہ رسالہ ہذا میں یہ چند مقدمات ضرور پیش نظر رکھیں۔تا کہ

بلا تامل سائل دلیل وجوب و فرضیت و سنیت نہ ہو بیٹھیں۔

مقدمہ اوّل

جمہور اہلسنّت کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے لہٰذا اثبات حرمت یا کراہت کسی امر کیلئے بدعت محرمہ یا مکروہہ کہنے والے پر دلیل حرمت یا کراہت کا پیش کرنا ضروری ہے نہ کہ کسی شے کے جائز و مباح کہنے والے پر کہ ہر اس شے کا جس کی ممانعت کسی دلیل سے نہ ثابت ہو مباح او معفو عنہ ہونا نصوص صریحہ سے ظاہر ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَی اللّٰهُ عَنْهَا۔

ترجمہ اے ایمان والو مت پوچھ گچھ کرو تم بہت سی چیزوں سے اگر ان کا حکم ظاہر کر دیا جائے گا تو تم کو برا معلوم ہوگا اور اگر اس زمانہ میں کہ قرآن مجید نازل کیا جارہا ہے تم ان بہت سی چیزوں سے سوال کرو گے تو اس کا حکم تمہارے مخالف ظاہر کر ہی دیا جائے گا۔ ان چیزوں کا ذکر اللہ نے اسی واسطے چھوڑا ہے کہ ان کا کرنا تمہارے واسطے معاف کیا گیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔

ترجمہ فرمادیجئے کون ہے وہ شخص جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کی چیزوں کو جن کو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہے اور پاک چیزوں کو رزق سے

اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔

وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا اس نے واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ۔

(اور زیادہ توضیح اس امر کی ہمارے رسالہ مسلک الحنفیہ میں ہے)۔

مقدمہ دوم

چونکہ تعریف مستحب کتب معتبرہ فقہ میں بدیں طور مسطور ہے۔

ترجمہ مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا اور جس کو سلف نے دوست رکھا ہو۔ حکم اس کا ثواب ہے کرنے پر اور نہ ہونا عذاب کا ہے چھوڑنے پر۔ اسی طرح کیدانی میں ہے اور میر سیّد شریف شرح کیدانی مسمیٰ شرح میر سیّد شریف میں اس قول کی شرح اس طرح فرماتے ہیں کہ مراد سلف سے صحابہ اور تابعین اور چاروں مذہبوں کے امام اور ان اماموں کے شاگرد اور ان کے شاگردوں کے شاگرد اور صالحین امت رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ص ۱۶۷ نور الانوار میں تو فقط یہی ہے کہ مستحب اس کو کہتے ہیں جس کو علماء امت پسند فرمائیں۔

اور در مختار میں ہے کہ مستحب جس کا مندوب ادب اور فضیلت بھی نام ہے وہ ہے جسے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ کر کے چھوڑ دیا ہو اور وہ کہ جسے سلف نے پسند کیا ہو اور مراد سلف سے وہ ہے جو قہستانی میں نقل کی گئی ہے کہ لغت میں سلف ان کو کہتے ہیں جو پہلے گذر گئے اور شریعت میں ان کو جن کے مذہب کی تقلید کی جاتی ہے، مثل ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام شاگردوں کی اور ایسے ہی تمام اصحاب مذہب وہ بلاشبہ ہمارے سلف ہیں اور صحابہ اور تابعین ان کے سلف اور اصحاب مذہب جو ہمارے سلف ہیں ان سے مراد مجتہدین متاخرین فی المذہب ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ تیسرے قسم کے مسئلہ وہ ہیں جن کو پچھلے مجتہدین نے پہلے مجتہدین کے اقوال سے استنباط فرمایا جب وہ ان مسئلوں سے سوال کئے گئے اور اس کے متعلق ان کو کوئی روایت نہ ملی اور وہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں کے شاگرد علی ہذا القیاس جہاں تک بھی ان کے شاگردوں کا سلسلہ باقی رہے۔ اور ان کی سندوں کی تحقیق جو چاہے

وہ ہمارے ''مقدمہ تفسیر میزان الادیان'' کو مطالعہ کرے جس میں ہم نے کتب فقہ کی سندوں کو رسول اللہ ﷺ تک نقل کر دیا ہے۔

لہٰذا ثبوت استحباب کسی امر کا امور دین سے کچھ قرون ثلاثہ پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بموجب حدیث صحیح مرویہ مسلم کے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَه، كُتِبَ لَه، مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ کہ ان شاء اللہ تفصیل اس کی باب ثالث میں آوے گی۔

ثبوت استحباب کسی امر کا کسی وقت اور زمانہ کے ساتھ محدود نہیں نہ قرون ثلاثہ کے ساتھ مخصوص چنانچہ بموجب اسی حدیث کے بہت سے مسائل ہیں کہ زمانہ نبوت میں وجود ان کا نہ تھا اور کتب معتبرہ فقہ میں ان کو مستحب اور مستحسن لکھا ہے اور بعد زمانہ نبوت بحسب مصلحت وقت اور بمقتضاء اختلاف احوال مؤمنین و مسلمین احداث ان امور کا بموجب حدیث مذکور زمانہ صحابہ کرام ہی سے شروع ہو گیا تھا اور ابتداء امر میں اگرچہ ان کا انکار بھی بعض سے پایا گیا مگر جب آخر الامر خیریت اور حسن ان امور کا ان کو معلوم ہوا تو وہ بھی مقر خیریت ان امور کے ہو گئے اور اگر وہ بعض قبل ظہور خیریت امور مذکور راہی ملک بقا ہوئے تو انکار ان کا بمقابلہ استحسان اکثر علماء کے غیر معتبر رہا۔

کما هو الظاهر من صحيح البخاری وغيرها من كتب الحديث والفقه۔

ترجمہ بخاری شریف میں ہے زہری سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابن سباق سے کہ تحقیق زید ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی تھے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مسیلمہ کذاب یمامہ والے سے جنگ چھڑ رہی تھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا جب میں حاضر ہوا حضرت عمر کو میں نے آپ کے پاس پایا حضرت صدیق نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہے کہ جنگ یمامہ گرمی پر ہے میں خوف کرتا ہوں کہ

کبھی ان لڑائیوں میں اکثر قاریان قرآن شہید نہ ہو جائیں اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو قرآن کا بہت حصہ گم ہو جائے گا لہٰذا میری یہ رائے ہے کہ گو حفاظ قرآن بہت ہیں مگر تمام قاریوں کے اتفاق سے قرآن مجید لکھ کر بھی ایک جگہ جمع کر دیا جائے یہ سن کر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو فعل رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا میں اس کو کس طرح کروں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ کو بھی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پسند آئی اس واسطے تم کو تکلیف دی جاتی ہے کہ تم تمام قرآن مجید کو (جو لوگوں کے حفظ یاد ہے اور بعض نے بکری کے شانے کھجوروں کے پٹھے یا کاغذ اور پتھر وغیرہ پر لکھ رکھا ہے) سب جگہ سے تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر دو کیونکہ تم جوان سمجھدار ہو اور تم کاتب وحی بھی تھے اور کبھی کسی خیانت کے ساتھ تم متہم نہیں ہوئے۔ اس فرمان صدیق کو حضرت عمر بھی چپکے بیٹھے سن رہے تھے مگر قسم ہے اللہ کی (چونکہ یہ کام نیا تھا) لہٰذا مجھ پر یہ امر (بخیال بدعت ہونے کے) اتنا گراں گزرا کہ اگر مجھ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دینے کا حکم فرماتے تو مجھ پر اتنا گراں نہ گزرتا اس واسطے میں نے عرض کیا کہ تم دونوں وہ کام کیوں کرتے ہو جس کو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے اور میں اسی طرح جواب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ جیسے اللہ نے ان دونوں کے سینہ کو کھول دیا تھا میرے سینہ کو بھی کھول دیا اور میں جمع کرنے قرآن پر آمادہ ہو گیا اور کاغذوں اور بکری کے شانوں اور کھجور کے پٹھوں اور حافظوں کے سینوں سے تلاش کر کے میں نے ایک جگہ لکھ کر جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی اخیر کی دو آیتیں (جو میرے یاد تھیں) مجھ کو سوا حضرت حذیمہ انصاری کے کسی کے پاس نہیں ملیں وہ دونوں آیتیں یہ ہیں۔ ''لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ''

دیکھو بموجب حدیث ہذا جمعیت قرآن شریف پر ابتداء امر میں چونکہ بدیں ہیئت کذائی یہ جمعیت زمان رسالت میں نہ پائی گئی تھی کس قدر انکار صحابہؓ کبار ظاہر و باہر ہے مگر آخر الامر بعد ظہور حسن و خیریت یہ امر مستحب و مستحسن عند الجمہور رہا اور داخل افراد بدعت حسنہ۔

ترجمہ چنانچہ لمعات میں ہے کہ حضرت ابوبکر کے اس قول سے کہ قسم ہے اللہ کی جمع کرنا قرآن کا اگرچہ نیا کام ہے مگر بہتر ہے ثابت ہوتا ہے کہ یہی جمع کرنا بدعت حسنہ تھا اور بعض بدعتوں سے وہ ہیں کہ جن کا کرنا جمہور کے نزدیک واجب ہے جیسے سیکھنا علم صرف و نحو کا اور بعض ان سے مستحب ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن سے ہے کہ میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف رمضان شریف میں گزرا اور دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ ایک جماعت پڑھ رہی ہے۔ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری کے ساتھ جماعت کا حکم دے دوں تو بہتر معلوم ہوتا ہے پھر قصد پختہ کر کے سب کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جو حافظ قرآن تھے) جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دے دیا پھر جب دوسری رات میں آپ کے ساتھ اس طرف نکلا تو دیکھا کہ سب آدمی حضرت ابی کے ساتھ قیام رمضان کر رہے ہیں یعنی ان نوافل کو جو علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے جماعت سے پڑھ رہے ہیں یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے یعنی کیا اچھا نیا کام ہے۔

اور درمختار میں ہے بعد اذان کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا رواج ۷۸۱ ماہ ربیع الاوّل پیر کی رات کو اذان عشاء کے بعد شروع ہوا پھر جمعہ کی اذان کے بعد پڑھنے لگے پھر دس برس بعد تمام نمازوں کی اذان کے بعد سوا مغرب کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے

لگے پھر ہر اذان کے بعد دو دو دفعہ پڑھنے لگے اور یہ امر بدعت حسنہ سمجھا گیا۔ چنانچہ شرح درالمختار مشہور بالشامی میں ہے کہ یہ رواج بدعت حسنہ ہے اور نہر الفائق میں ہے قول البدیع سے صلوٰۃ وسلام جو بعد اذان پنجگانہ سوا مغرب کے حرمین شریفین میں مروج ہے اس کی نسبت جس قدر اقوال علماء منقول ہیں سب قولوں میں بہتر قول یہی ہے کہ یہ عمل بدعت حسنہ ہے۔

اور بعض مالکیہ سے اس تسبیح وتہلیل میں بھی جو اخیر تہائی رات میں مؤذن پڑھتے رہتے ہیں اختلاف منقول ہے چنانچہ بعض نے اس سے بھی منع کیا ہے مگر ان کا منع کرنا قابل نظر اور (قابل رد) ہے اور شرح وقایہ میں ہے کہ مستحسن ہے تمام متاخرین فقہاء کے نزدیک پانچوں نمازوں میں تثویب کرنا اور تثویب بعد اذان کے بعض معین الفاظ کے ساتھ تیاری نماز سے لوگوں کو مطلع کر دینے کا نام ہے (مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ایک دوبار پکار دینا یا الصلوٰۃ جامعۃ کے ساتھ لوگوں کو جو اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں خصوصاً دینی کاموں میں خبردار کرنا تاکہ دینی کاموں میں بھی حرج نہ ہو اور نماز جماعت کی تکبیر اولیٰ سے بھی محروم نہ رہیں)

اسی طرح ہدایہ میں ہے کہ تمام نمازوں میں متاخرین کے نزدیک تثویب مستحسن ہے بسبب سستی لوگوں کے دینی کاموں میں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر مؤذن پانچوں وقت بعد اذان اس طرح پکار دیا کرے تو کوئی حرج نہیں السلام علیك ایھا الامیر ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ حیّ علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح الصلوٰۃ یرحمك اللّٰہ

اور جامع صغیر قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ اس امر کی اجازت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے امراء کیلئے اس واسطے دی تھی کہ وہ رعیت کے کاموں کی خیر خواہی میں مشغول رہتے تھے لہٰذا ان کے حق میں اذان سے زیادہ آگاہی کو مستحسن

رکھا۔ بخلاف ہمارے زمانہ کے امراء کے کہ جو لغویات میں مشغول رہتے ہیں۔

اور اسی طرح درمختار اور اس کے حاشیہ ردالمحتار میں ہے اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ متاخرین فقہاء نے سواء مغرب کے تمام نمازوں میں اذان اور تکبیر کے درمیان تھویب کو جائز رکھا ان لفظوں کے ساتھ جن کو وہ اپنے عرف میں مقرر کرلیں مع باقی رکھنے اصل تھویب کے صبح کی نماز میں جو الصلوٰۃُ خیرٌ من النوم ہے اور حدیث حسن سے ثابت ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے"۔

ان جمیع روایات سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ابتداء امر میں بحسب اختلاف احوال مسلمین اس امر یعنی تھویب میں درمیان علماء کے اختلاف رہا یہاں تک کہ زمانہ صحابہ میں چونکہ صحابہ کرام بسبب قرب زمان نبوت امور دین میں سست نہ تھے اور اس وقت تھویب کی کچھ حاجت نہ تھی۔ اوّل امر میں تو اس میں بھی صحابہ سے نہایت انکار پایا گیا۔

چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مؤذن کو عشاء کی نماز میں تھویب کہتا دیکھ کر فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکالو اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا اور انہوں نے اس مسجد میں نماز ظہر پڑھنا شروع کی۔ ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے مؤذن کو تھویب کہتا سنا۔ لہٰذا غصے ہوئے اور فرمایا اٹھو تاکہ ہم اس بدعتی کے پاس سے باہر نکلیں"۔

مگر جب اسلام سست ہوا بحسب مصلحت وقت باستحسان فقہاء متاخرین مستحسنات و مستحبات سے ہو گئے۔ بموجب حدیث مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ کے اور علٰی ہذا وقت وجود تشتت احوال مسلمین اور پراگندہ حالی مومنین بہ نیت مع عمل قلب باستحسان و استحباب فقہاء و علماء بموجب حدیث ہذا مستحبات و مستحسنات سے ٹھہرا۔ حالانکہ وجود اس کا زمان

تابعین تک نہ تھا۔

ترجمہ چنانچہ درمختار میں ہے اور منہ سے نیت کرنا وقت ارادہ نماز کے مستحب ہے اور یہی قول مختار ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ سنت ہے یعنی سنت سلف کی اور ہمارے علماء کرام کی اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے زبان سے نیت کرنا منقول نہیں اور بعض نے کہا کہ بدعت ہے مگر اس کی شرح ردالمحتار میں حلیہ سے منقول ہے کہ مراد بدعت سے بدعت حسنہ ہے اس واسطے کہ آدمی پر بعض اوقات پراگندہ حالی غالب ہوتی ہے مگر زبان سے نیت کر لینے کے بعد دلجمعی حاصل ہو جاتی ہے کہ فلاں وقت کی نماز فرض یا سنت پڑھ رہا ہوں اس واسطے زمانہ ہائے کثیر سے عام شہروں میں زبان سے نیت کرنے کا عمل شائع وذائع ہے۔

اور مبسوط اور ہدایہ اور کافی میں جمعیت قلب کے واسطے زبان سے نیت کرنے کو فعل حسن لکھا ہے اور بعض نے جو مکروہ لکھا ہے عبارت کافی وغیرہ سے ظاہر ہو گیا کہ مکروہ جب ہے جب بغیر زبان سے کہنے کے بھی دلجمعی حاصل ہو ورنہ دلجمعی حاصل کرنے کیلئے بالاتفاق مستحسن ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اور امر ضروری ہے کہ وقت تکبیر تحریمہ اتنا دل میں ضرور جانے کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں یا سنت اور ظہر کی نماز ہے یا عصر کی اور مجرد زبان سے کہہ لینے کا کچھ اعتبار نہیں لیکن دلجمعی حاصل کر لینے کو مستحسن ہے۔

اور سعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ زبان سے نیت کرنے کے متعلق ہمارے فقہاء سے مختلف روایتیں منقول ہیں۔ بعض نے کہا مکروہ ہے اور بدعت اور بعض فرماتے ہیں کہ سنت ہے یا مستحب اور ایک جماعت کا قول ہے کہ حسن چنانچہ صاحب ہدایہ اور اس کے تمام شراح نے اسی قول کو معتبر رکھا اور صاحب وقایہ اور شرح وقایہ اور قاضی خان اور علامہ نسفی نے کافی میں اسی قول کو مختار رکھا ہے اور مجتبیٰ میں علامہ زاہدی

نے اسی قول کی تصحیح کی ہے اور منیۃ المصلّی میں ہے کہ یہی قول مختار ہے اور غرر اور تنویر میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے اور شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

اور بعض نے کہا کہ مکروہ ہے اس واسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو زبان سے نیت کرتا دیکھ کر جھڑ کا تھا چنانچہ یہ روایت عینی جامع کردری سے اور شرنبلالی مجمع الروایات سے نقل فرماتے ہیں اور یہی مذہب ہے مالکیہ کا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں منقول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا یہ جواب ہے کہ آپ نے پکار کر نیت کرنے پر جھڑ کا تھا نہ کہ مجرد زبان سے نیت کرنے پر۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پکار کر نیت کرنے کی کراہت پر اجماع نقل فرماتے ہیں۔ لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کے جھڑ کنے سے پوشیدہ، زبان سے نیت کرنے کی کراہت نہیں ثابت ہوتی۔

اور اسی طرح درمختار میں ہے کہ قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے آراستہ کرنا اور نقطے لگانا اور دس دس آیتوں پر نشان دینا اور اعراب لگانا جائز ہے اس واسطے کہ امور مذکورہ کے ساتھ قرآن پڑھنے میں دل لگتا ہے خصوصاً عجمیوں کو بہت آسانی ہو جاتی ہے لہٰذا امور مذکورہ عندالجمہور مستحسن رہے۔ اسی طرح مستحسن یا بدعت حسنہ ہے سورتوں کا نام اور آیتوں کی تعداد اور وقف کی علامتوں کا لکھنا اور اس کی شرح ردالمحتار میں ہے یہ جو درمختار میں ہے کہ قرآن مجید کو اعراب وغیرہ کے ساتھ مزین کرنے سے پڑھنے والوں کو دلچسپی ہوتی ہے خصوصاً علاوہ عرب کے دوسرے ملکوں کے رہنے والوں کو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید کو سورتوں کے نام لکھنے اور زیر وزبر وغیرہ لگانے سے خالی رکھو۔ یہ حکم مخصوص ان کے زمانہ کے ساتھ تھا حالانکہ بہت مختلف شرعی حکم ہیں جو شرعاً باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بدلتے رہتے ہیں۔

چنانچہ زیلعی وغیرہ نے بہت بسط سے اس بحث کو لکھا ہے اور مستخلص شرح کنز

میں ہے۔ جائز ہے قرآن مجید میں دس دس آیتوں پر نشان بنانا اور زیر وزبر لگانا اس واسطے کہ بسبب اس کے قرآن پڑھنے میں اس طریق پر بہت آسانی ہوتی ہے خاص کر علاوہ عرب کے دوسرے ملک والے بغیر زیر وزبر کے نہ قرآن مجید کو صحیح پڑھ سکتے ہیں نہ صحیح حفظ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ امور باتفاق علماء مستحسن سمجھتے جاتے ہیں اور وہ جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کو زیر وزبر سے خالی رکھنے کا حکم منقول ہے وہ ان کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا اس واسطے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے اسی طرح یاد کر لیتے تھے جس طرح آپ پر نازل ہوتا تھا اور اسی طرح دوسروں کو پڑھ سناتے تھے اور ان پر بغیر زیر وزبر کے پڑھنا آسان تھا برخلاف اس زمانہ والوں کے اور اسی طرح مستحسن ہے لکھنا سورتوں کے نام اور آیتوں کے شمار کا اگرچہ باعتبار زمانہ صحابہ کے نیا کام ہے اور بہت سے حکم ایسی ضرورتوں سے باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بموجب قواعد شرع شریف کے بدلتے رہتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس چونکہ بہ سبب بعد زمان نبوت فقہاء محققین و محدثین نے دیکھا کہ عامۂ اہل اسلام حقوق مصطفوی اور فضائل و معجزات وارہاصات نبوی سے غافل ہو گئے جو موجب ازدیاد حب نبی اور استحکام محبت مصطفوی تھے حالانکہ محبت نبی ﷺ عین ایمان ہے۔

ترجمہ فرمایا نبی ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میرے ساتھ اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ محبت نہ ہو اور دوسری روایت میں ہے کہ کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔ یہ دونوں حدیثیں بخاری شریف کی ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے۔

ترجمہ چنانچہ شفاء قاضی عیاض میں نبی ﷺ سے ہے کہ جو شخص کسی شے سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

اور نیز کثرت ذکر محبوب باعث ظہور و اظہار عظمت شان نبوی ہے جو مامور بھا ہے ساتھ حکم قرآن کے۔

ترجمہ چنانچہ شفاء میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک بھیجا ہم نے تم کو اے ہمارے محبوب گواہی دینے والا اپنی امت کے حالات اور پیغمبروں کی تبلیغ احکامات پر حشر کے دن اور بشارت سنانے والا جنت کی مومنوں کو اور ڈرانے والا کافروں کو دوزخ سے تاکہ ایمان لائیں لوگ اللہ اور رسول پر اور تعظیم و توقیر کریں اس کے رسول کی۔

اس آیت میں اللہ نے اپنے حبیب کی تعظیم و تکریم مومنوں پر واجب و لازم کر دی۔ چنانچہ علامہ مبرد تعزروہ کے معنی یہی فرماتے ہیں کہ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرو یعنی حد سے بڑھ جاؤ''۔ لہٰذا وقت ظہور غفلت یہ بزم شریف بہماں ہیئت کذائی مع القیام کہ جس کا ذکر ان شاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام کیا جائے گا۔ بعد قرون ثلثہ فاضلہ ترتیب فرمائی۔

ترجمہ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ المشائخ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل مجلس بدیں ہیئت کذائی اگرچہ قرون ثلاثہ میں سلف صالحین سے نہیں پائی جاتی مگر بلاشک بہت سے نیک ارادوں اور خالص نیتوں کے ساتھ یہ مجلس منعقد کی گئی۔

حالانکہ استحباب و اباحت ہر ہر فرد امور متعاملہ بزم ہذا علیحدہ علیحدہ تو بکتاب و سنت اور اقوال فقہاء ملت ثابت ہی تھا۔ کما سیظہر ان شاء اللہ تعالیٰ من باب الثالث تاکہ بواسطہ اس بزم شریف اور اس محفل منیف کے عوام اہل اسلام کبھی کبھی سنیں فضائل فضائل شان نبوت اور رویت امور دالہ علیٰ عظمت شان ختم الرسالۃ سے کہ جو ذریعہ

استحکام حب نبی اور ظہور عظمت شان مصطفوی سے مشرف ہوتے رہا کریں اور پھر رفتہ رفتہ چند روز میں تو اس بزم نے اس قدر رواج پایا کہ کوئی عالم علماء بلاد عرب وغرب حجاز وشام سے منکر اس بزم شریف کا باقی نہ رہا اور سب اس کے استحباب وخیریت کے قائل ہو گئے حالانکہ ان شہر ہا مذکورہ کے رہنے والوں کے یہ حدیث صحیح وارد ہے۔

ترجمہ مسلم شریف میں ہے ساتھ سند قوی کے ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ رہیں گے غرب والے غلبہ کرنے والے حق پر یہاں تک کہ قائم ہو جائے قیامت علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ علی ابن مدینی نقاد حدیث فرماتے تھے کہ مراد غرب سے بڑے ڈول والے ہیں یعنی اہل عرب اس واسطے کہ بڑے ڈھول کھینچے کے ساتھ حضور ﷺ کے زمانہ میں یہی لوگ خصوصیت رکھتے تھے اور دوسرے محدث فرماتے ہیں کہ اہل الغرب سے مراد ملک مغرب کے رہنے والے ہیں آپ کے زمانہ سے اب تک

اور بفضلہٖ تعالیٰ اہل عرب وغرب سے تو کوئی شخص عمل اس بزم شریف سے خالی نہیں رہا۔ ہاں البتہ اگر کسی زمانہ میں یہ محفل شریف مشتمل بدعات ومنکرات چند در چند مثل ڈھولک ستار تال مہر وغیرہ پائی گئی تو البتہ اکثر علماء مثل ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ خصوصاً علماء حنفیہ مثل ابن نقطہ بغدادی حنفی اور ملا علی قاری اور حضرت احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم سے انہیں امور محرمہ کا اشد انکار پایا گیا تھا نہ کہ انکار نفس بزم شریف مع القیام وغیرہ کا۔ تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ فی باب الثالث۔

مقدمہ سوم

کوئی امر مستحب ومسنون فی نفسہٖ اشتمال کسی امر مباح سے بدوں اعتقاد سنیت واستحباب اس امر کے بدعت نہیں ہو جاتا جیسے کہ تسبیح کہ وجود اس کا بھمیں ہیئت کذائی زمان صحابہ میں نہیں پایا گیا تھا بلکہ زمان حضور ﷺ میں تو فقط دانہ ہائے منتشرہ پر

پڑھنا ثابت ہے اور یہ ہیئت کذائی بادخال رشتہ وغیرہ کہ یہ ایک امر مباح تھا بعد زمانہ صحابہ وتابعین ظہور میں آئی اور اس سے یہ امر کسی کے نزدیک بدعت نہیں ٹھہرایا گیا۔

ترجمہ چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ تسبیح رکھنے میں شمار کیلئے کوئی حرج نہیں اور دلیل جواز کی وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایسی عورت کے گھر داخل ہوا کہ اس کے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھی آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جو اس قدر سبحان اللہ پڑھنے سے آسان ہے یا یہ فرمایا کہ افضل ہے اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ وَاللّٰهُ اَكْبَرَ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ ۔(اس واسطے کہ حضور نے گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس سے آسان اور افضل طریقہ بتادیا اگر ناجائز ہوتا تو حضور کا فرض تھا کہ آپ ضرور گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع فرمادیتے اور تسبیح میں شمار دانوں کو بلاعقیدہ استحباب یا سنت بنظر حفاظت دھاگے میں پرولیا جاتا ہے کہ جو امر مباح ہے اس سے کسی امر کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اور جب امر مستحب یا مسنون فی نفسہٖ اشتمال کسی امر مباح سے بھی عند الفقہاء بدعت نہیں ہوتا تو وہ امر مذکور اشتمال کسی امر مستحب آخر سے یا اجتماع اس کے ساتھ کتنے امور مستحسنہ کے بدوں اعتقاد وجوب وفرضیت ان امور کے ہرگز بدعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص امر جائز یا مستحب کو فرض یا واجب اعتقاداً سمجھ لے گا تو

گنہگار ہوگا۔

ترجمہ جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت میں فرمایا ہے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز سے شیطان کا حصہ نہ بنا دے یعنی یہ عقیدہ کرلے کہ بعد نماز فرض داھنی طرف ہی پھر کر بیٹھنا امام پر لازم ہے۔ میں نے بسا اوقات رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف بھی پھر کر بیٹھتے تھے اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو کوئی امر مستحب پر جیسے بعد نماز داہنی طرف پھر کر بیٹھنا مستحب ہے اصرار کرے اور اس کو واجب سمجھے وہ بیشک شیطان سے گمراہی کا حصہ لینے والا ہے پھر جو کوئی بدعت سیئہ پر اصرار کرے اس کی کیا حالت ہوگی۔

مگر اہل اسلام سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ جو سوائے فرائض شرعیہ مقررہ صوم و صلوٰۃ حج وزکوٰۃ وغیرہا کے کسی اور امر کو امور سے فرض یا واجب جانتا ہو۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بجواب مطاعن مولانا عبدالحکیم پنجابی کہ جو زبدۃ النصائح میں مع جوابات مولانا محرر و مسطور ہیں بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔قولہٗ عرس بزرگان خود را) ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ راہیچ کس فرض نمیداند'' اور مداومت کرنے سے کسی امر مستحب پر مثل مداومت کرنے کی امور مفروضہ پر۔ فرض یا واجب جاننا اس امر کا اعتقاد أز نہار لازم نہیں آتا اور بلا اعتقاد فرضیت اور وجوب مداومت کرنے کو امور مستحباب اور جملہ خیرات پر خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں بدیں طور کہ اس امر مستحب کو چند روز کر کے پھر ترک کر دینا مذموم معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ چنانچہ ابن ماجہ میں ہے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس

ایک عورت رہتی تھی جب حضور تشریف لائے تو مجھ سے پوچھا یہ کون ہے میں نے عرض کیا حضور یہ رات کو نہیں سوتی اور اتنی نماز پڑھتی ہے کہ جس کا چرچا عام طور سے ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ چاہیے تم کو چاہیے کہ اتنے نیک عمل کو لازم پکڑو جس کے ادا کرنے کی تم میں طاقت ہو قسم ہے اللہ کی اللہ کسی کو رنج میں نہیں ڈالتا یہاں تک کہ تم خود رنج میں پڑنا اختیار نہ کرو (یعنی سوائے فرائض خمسہ کے کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جس کے نہ کرنے پر تم سے مواخذہ ہو مگر جب کسی امر جائز یا مستحب کو تم اپنے اوپر لازم کرلو تو نذر کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ترک واجب پر استحقاق عذاب) بعد روایت کرنے حدیث مذکور کے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حضور کو وہ نیک عمل پیارا تھا جس کا کرنے والا اس کو ہمیشہ نبھائے۔ علامہ کرمانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ نبھانے کے معنی یہ ہیں کہ ہر دن یا ہر مہینے میں جس عمل نیک کو مقرر کرلیا اس کو حسب معمول ہمیشہ کرتا رہے نہ یہ کہ ہر وقت اس واسطے کہ ہمیشہ نبھانے سے تھوڑا عمل اس بہت سے عمل پر چند در چند بڑھ جاتا ہے جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

مقدمہ چہارم

جو امر کہ ثابت ہو نصاً لاریب مرتبہ اس کا عملاً و اعتقاداً اعلیٰ و افضل ہے بہ نسبت اس امر مستحب کے جس کو علماء نے مستحسن رکھا ہو۔

ترجمہ جیسا کہ الحاج الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں ہے یعنی واجب ثابت بنص افضل ہے بدعۃ واجبہ سے وعلیٰ ہذہ القیاس گو بسبب کسی مصلحت کے وہ بدعۃ واجبہ اہم مہمات سے ہو جائے جیسے علم نحو اور قائم کرنا دلائل کے واسطے رد کرنے فرق ضالہ کے کہ اہم مہمات دینی سے ہے بسبب مصلحت صیانت دین کے گو مرتبہ واجب ثابت نبص سے کم ہی ہو۔

مگر امر متنازعہ فیہ ہمارا تو یعنی بزم میلاد شریف وہ امر ہے کہ جو ثابت ہے بنص اعنی نفس ذکر فضائل شریف و حالات ولادت لیکن وہ مشتمل ہے چند امور مستحسنہ ثابتہ

بدلالۃ النص پر چنانچہ مدعا سے ہذا ان شاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام بیان کیا جائے گا اور بموجب مقدمہ سوم یہ امر واضح ہو ہی چکا ہے کہ امر مسنون اشتمال کسی امر مباح و مستحب سے بدعت نہیں ہو جاتا۔

مقدمہ پنجم

بموجب مضمون باب اوّل کہ عنقریب آتا ہے اطلاق اسم بدعت سیئہ تو ہر ہر فرد امور متعاملہ اس بزم شریف پر ہر ایک اہل اسلام سے بغایت بعید ہے مگر کوئی صاحب بدیں صورت اگر کسی امر کو ان امور سے مباح جانیں تو یہ سمجھ لیں کہ وقت اختلاف اقوال کے کرنا اس کا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے اور مناع خیر نہ بنیں۔

ترجمہ چنانچہ کبیری میں ہے۔علامہ قاضی خان اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسح گردن کا نہ مستحب ہے نہ سنت اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ سنت ہے اور وقت پائے جانے ایسے اختلاف کے کرنا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے"۔

باب اوّل

اِعْلَمْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ سُبُلَ الرَّشَادِ وَطُرُقَ الْهِدَايَةِ وَالْاِرْشَادِ کہ چونکہ جاننا استحباب جمیع امور متعاملہ بزم ہذا موقوف ہے پہچاننے معنی بدعت اور اقسام اس کے پر۔ لہٰذا اوّلاً معنی بدعت باقسامہا معہ تطابق اقوال قائلین بتقسیم بدعت اور غیر قائلین بتقسیم بدعت اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت کے اوپر جمیع اور متعاملہ حرمین منورین کے اس بزم شریف میں بیان کئے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ معنی بدعت کے لغت میں احداث کسی ایسی نئی شے کے ہیں کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہ پائی جائے۔

ترجمہ جیسا کہ فتح المبین شرح اربعین نووی میں شیخ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ بدعت لغت میں وہ نو ایجاد امر ہے جس کی مثال پہلے موجود نہ ہو اور اسی سے ہے پیدا کرنے والا زمین و آسمانوں کا یعنی ایجاد کرنے والا ان کا بغیر کسی پہلی مثال کے۔

اور اصطلاح شرع میں معنی اس کے احداث کسی ایسے امر نو کے ہیں کہ جو زمان رسول مقبول ﷺ میں بنایا گیا ہو۔

ترجمہ چنانچہ نووی سے علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں بدعت شریعت میں اس فعل کو کہتے ہیں جس کی اصل زمان رسول اللہ ﷺ میں نہ پائی جائے۔

اور وہ منقسم ہے اوپر دو قسم کے۔ قسم اوّل بدعت سیئہ کہ جو مردود ہے بقول رسول مقبول ﷺ۔

ترجمہ جس کسی نے نئی بات پیدا کی ہمارے اس دین میں جس کی اصل دین میں نہ

تھی تو وہ رد ہے۔

اور وہ وہ بدعت ہے جو مخالف ہو ساتھ کتاب وسنت واجماع امت کے اور قواعد دین کے۔

ترجمہ چنانچہ بحرالرائق میں ہے اور بدعت وہ امر ہے اور جو نیا پیدا کیا جائے مخالف اس حق کے کہ جو حاصل کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے خواہ وہ جنس علم سے ہو یا جنس عمل سے اور کسی شبہ اور بھلائی کی وجہ سے داخل دین کر لیا جائے اور فتح المبین میں ہے شریعت میں بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جو مخالف ہو شارع علیہ السلام کے حکم سے اور دلیل خاص یا عام شرعی سے

اور شرح سنت امام بغوی میں ہے بدعت وہ چیز ہے جو نئی بات پیدا کی جائے مخالف قیاس کسی قاعدے کے قواعد دین سے

اور درمختار میں ہے بدعت اس عقیدے کا نام ہے جو مخالفت ہو ان امور کے جو رسول اللہ ﷺ سے معروف ومشہور ہیں کسی شبہ سے نہ کہ بطریق عناد۔ علامہ شامی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ حاشیہ خزائن میں اس تعریف کو حافظ ابن حجر مکی کی طرف منسوب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اعتقاد شامل ہے اس امر کو کہ جس کے ساتھ عمل بھی ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے کہ جو شخص کوئی عمل بہ نیت ثواب کرے گا ضرور اس کو اعتقاداً موجب ثواب سمجھے گا جیسے شیعہ پاؤں کے مسح کو موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ تعریف شمنی کی اس تعریف کے مساوی ہوئی جو شمنی نے لکھا ہے کہ بدعت وہ ہے جو نیا کام مخالف اس حق کے کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہوا ہے کسی شبہ کے ساتھ خواہ وہ جنس علم سے ہو یا جنس عمل سے''۔

اور قول رسول اللہ ﷺ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ بھی مخصوص ساتھ اس ہی قسم کی بدعت کے ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے نہ کہ بدعت حسنہ بھی۔

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہذا کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر بدعت گمراہی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب ازہار میں ہے مراد اس بدعۃ سے جو گمراہی ہے بدعت سیئہ ہے اس واسطے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی نئے طریقہ کی جس کا ظہور زمانہ رسول اللہ ﷺ میں نہ تھا بنیاد ڈالے اس کو اس بنیاد ڈالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے مگر جس قدر لوگ اس پر عمل کریں ان سب کے عملوں کی برابر اللہ جل شانہٗ اپنے پاس سے اس بانئ خیر کو ثواب عطا فرماتا ہے۔

چنانچہ بعد زمانہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کو اس ہیئت موجودہ کے ساتھ جمع کرایا اور حضرت زید نے اس کو صحیفوں میں لکھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی بات نئی زیادہ کی کہ اس قرآن کی نقلیں عالم اسلام میں شائع کر دیں حالانکہ زجاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں علامہ سیوطی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ بدعۃ ہر وہ عمل ہے جس کی مثال پہلے نہ پائی جائے اور شریعت میں اس فعل کو کہتے ہیں جس کا وجود زمانہ رسول اللہ ﷺ میں نہ پایا جائے۔

اور یہ ہی بدعت ہے کہ جس کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت لامرضیہ کر کے تعبیر فرمایا ہے نہ کہ بدعت حسنہ کس واسطے کہ جس بدعت کو قائلین بہ نفسہم بدعت بدعت حسنہ واجبہ ومستحبہ کہتے ہیں جیسے صرف ونحو اور اشغال طریقہ مجددیہ اور مراقبات وغیرہ وہ امور کہ جن کا وجود زمان رسول مقبول ﷺ اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ تھا اور بعدہ بحسب مصلحت وقت علماء ومشائخین وقت نے واسطے اصلاح طالبین کے بحسب استعداد ہر طالب کے ان کو نکالا تھا حضرت مجدد ممدوح ان کو داخل سنت جانتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ امور داخل ہیں ماتحت کلیہ حدیث صحیح مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ

حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اور حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً کی کہ بیان اس کا ان شاء اللہ عنقریب آئے گا اور اطلاق لفظ حسن کو بدعت پر بغایت قبیح پہچانتے ہیں اور جو لوگ کہ ان امور کو بدعت حسنہ کہتے ہیں ان کو نہایت مطعون رکھ کر فرماتے ہیں کہ بدعت جو مراد ہے اس امر محدث سے کہ مخالف ہو کتاب وسنت واجماع امت کے اور نہ داخل ہو ماتحت کلیہ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ۔ وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً کے لاریب یا رافع سنت ہوگی یا ساکت عن السنۃ اور ساکت عن السنۃ لاریب زائد ہوگی سنت پر کہ اسی کا نام نسخ ہے اور بدنی صورت یہ بات لازم آئے گی کہ بدعت ناسخ سنت ہے اور یہ امر بغایت محال ہے لہٰذا ان امور کو کہ جو داخل سنت اعنی کلیہ حدیث صحیح مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ اور حدیث صحیح مَنْ سَنَّ ہیں ان کو بدعت کیوں کہتے ہو اور بدعت لکھ کر یہ محذور اپنے اوپر کیوں رکھتے ہو۔ چنانچہ مدعاء ہذا ظاہر و باہر ہے دیکھئے اشغال ومراقبات و دیگر طرق سلوک حضرت ممدوح اور قول حضرت موصوف منقولہ الحاج الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ سے بذیل حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ کے جو یہ ہے۔

ترجمہ حدیث صحیح میں جو آیا ہے کہ جس شخص نے ہمارے دین اسلام میں ایسا نیا کام پیدا کیا کہ جس کی اصل اسلام میں نہ تھی یعنی وہ اسلام کی کسی باتوں کے وسیلوں سے بھی نہ تھا اس واسطے کہ وسیلہ تو اسی شے کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی واسطے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو علم وسیلہ ہیں امر دین یعنی فقہ وحدیث کے سمجھنے کا جیسے صرف ونحو وہ تو داخل سنت ہی ہیں ان کو بدعت کہنا ہرگز جائز نہیں۔

اس واسطے کہ آپ کے نزدیک کوئی بدعت علاوہ ان نئے کاموں کے جو وسائل دین سے ہیں اچھی نہیں ہوتی اسی واسطے فرماتے ہیں کہ جو بدعت اچھی معلوم ہو اگرچہ اس کا نور مثل صبح صادق کی ظاہر ہو چھوڑ دی جائے۔

اور اس عبارت سے کہ جو حضرت ممدوح اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ اور پرہیز کرنا بدعت سیۂ ناپسندیدہ سے اگرچہ بظاہر وہ نورانی مثل صبح کی ہو ضروری ہے اس واسطے کہ فی الحقیقت بدعت سیۂ میں نہ نور ہے نہ روشنی نہ کسی بیمار اور درد کی وہ دوا ہے نہ اس میں شفاء اس واسطے کہ بدعت یا سنت کو اٹھانے والی ہوگی یا امر مسنون پر کوئی زائد بات کہ اسی کا نام نسخ ہے اور جب دین بموجب آیۂ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کامل اور تمام ہو چکا۔ دین میں کوئی بے اصل بات نکالنا بجز گمراہی کے اور کیا ہے۔ اور اگر یہ لوگ جانتے کہ بدعت سیۂ کو بدعت حسنہ کہنا مستلزم عدم کمال دین اور عدم اتمام نعمت سے خبر دیتا ہے تو ایسے فعل کے ارتکاب پر دلیری نہ کرتے۔ اے رب ہمارے ہماری بھول چوک پر ہمیں ماخوذ نہ کر اور نہ ماخوذ کر ہم کو اگر ہم خطا کر بیٹھیں اور اے رب ہمارے ہمارے پہلوں کا سا بوجھ ہم پر نہ ڈال۔ واضح ہو کہ مستلزم عدم کمال دین بھی استحسان بدعت سیۂ ہی ہے نہ کہ استحسان بدعت حسنہ کے جس کو حضرت ممدوح سنت کہتے ہیں کس واسطے کہ وہ تو داخل قول رسول ﷺ من سن سنة حسنة اور کلیہ ما راہ المسلمون ہے ہی گو ظہور اس کا بعد زمان نبوت ہوا ہو اور ظہور اس کا بعد زمان رسالت بسبب داخل ہونے اس کے کے تحت فرمان ما راہ المسلمون مستلزم زیادت فی الحدیث۔

اس واسطے اس قسم کی بدعت باقسامہا اعنی بدعت محرمہ و مکروہہ بسبب اطلاق نہی کے منہی عنہ ہے باحادیث صحیحہ۔

جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے ہمارے اس اسلام میں ایسی نئی بات پیدا کی جس کی اصل اسلام میں نہ تھی تو وہ بات قابل رد کردینے کے ہے۔

اور مشکوٰۃ میں ہے بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے زندہ کیا میری کسی سنت کو جو میرے بعد مٹادی گئی تھی اس کو اس قدر ثواب ملے گا جس

قدر لوگ اس پر عمل کریں بغیر اس کے کہ کسی عمل کرنے والے کے عمل سے کچھ گھٹایا جائے اور جس نے کوئی گمراہی کا ایسا نیا کام نکالا جس سے اللہ اور رسول راضی نہ تھے جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے گناہوں کی برابر بسبب اس بدعت کے اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جائیں گے بغیر اس کے کہ اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہوں سے کم کیا جائے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابن ماجہ میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں قبول کرتا اللہ بدعتی کا روزہ نماز اور صدقہ اور حج وعمرہ اور جہاد نہ نفل نہ فرض اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے میں سے بال۔

اور ادنیٰ مرتبہ اس قسم کی بدعت اعنی بدعت مکروہہ کا گناہ صغیرہ ہے اگرچہ قسم اعلیٰ اس کی کفر ہے اس واسطے کہ گناہ صغیرہ وہی امر ہے جو شرعاً ممنوع ہو اور منہی عنہ۔

جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ رسالہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں۔ صغیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کی ممانعت شریعت سے ثابت ہو یا کسی شرعی امر کے مخالف ہو یا وہ کسی شرعی امر کا مٹانے والا ہو"۔

اور چونکہ گناہ صغیرہ ہونا ادنیٰ قسم بدعت اعنی بدعت مکروہہ کا بموجب احادیث صحیحہ قطعی الثبوت ہے۔ لاریب مستحل اس بدعت کا نزدیک اہلسنّت و جماعت کے کافر ہے۔ بخلاف مرتکب اس کے کے بلا استحلال کہ وہ فاسق ہے نہ کافر مثل مرتکب دیگر کبائر وصغائر زنا و شراب خوری ولباس ریشمی واستعمال زیور زر وسیم کے۔ اس واسطے کہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

ترجمہ اور حلال سمجھنا ایسے گناہ کا جس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو کفر ہے خواہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ"۔

اور لاریب مکروہ ہے نماز پڑھنا پیچھے مرتکب ان بدعات کے ماسوائے مرتکب

بدعت مکفرہ کے۔

ترجمہ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ جو بعض سلف سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت منقول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کلام مکروہ ہے اور اگر وہ بدعت مکفرہ ہے تو قطعاً ادا کرنا نماز کا اس کے پیچھے جائز نہیں اور بموجب روایات فقہیہ نماز مکروہ واجب الاعادہ معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ جیسا کہ درمختار سے ظاہر ہے جہاں کہا ہے کہ اور نہ زیادہ کرے تشہد پر قعدہ اولیٰ میں بالاتفاق پس اگر عمداً زیادہ کیا تو مکروہ ہے پس واجب ہے لوٹانا نماز کا۔ اگرچہ فاسق کے پیچھے پڑی ہوئی نماز کا لوٹانا مشروط ہے ساتھ عدم خوف فتنہ کے۔

اور جبکہ روایات منقولہ ہذا سے واضح ہو چکا کہ لاریب مستحل بدعت کا فاسق یا کافر ہے اور نماز پڑھنا پیچھے مرتکب بدعت مکفرہ کے باطل اور بدعت محرمہ مکروہہ کے مکروہ واجب الاعادہ۔ تو جان لینا چاہیے کہ بیشک بدعت کہنے والا قیام وغیرہ دیگر امور متعاملہ علماء حرمین کا بزم ہذا میں فاسق یا کفر کہنے والا ہے۔ جملہ علماء حرمین بلکہ ملا علی قاری وابن حجر مکی وغیرہ دیگر علماء متقدمین کا جن کے اقوال ان شاء اللہ العزیز عنقریب نقل کئے جائیں گے۔ اور اگر بدعت مکروہہ جانتا ہے تو لاریب نماز جملہ حجاج جمیع بلاد کے جو ایام حج میں پیچھے ائمہ حرمین شریفین پڑھی گئی ہیں نزدیک قائل ہذا مکروہ تحریمہ ادا ہوں گی۔

ترجمہ اور یہ بڑا بہتان ہے حالانکہ نبی ﷺ فرماتے ہیں ہمیشہ رہیں گے اہل غرب غلبہ کرنے والے حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

اور صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں مراد اہل الغرب سے اہل شام ہیں اس واسطے کہ حجاز سے شام مغرب کی جانب ہے اور بعض کا قول ہے کہ معنی غرب کے بڑے ڈول کے ہیں اور چونکہ اہل عرب سب سے زیادہ بڑے ڈول رکھنے کے عادی ہیں لہٰذا مراد اہل عرب ہیں اور باب قُلْ جَآءَ الْحَقُّ بخاری شریف

میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ اس حالت میں تشریف لائے کہ کعبہ شریف کے گرد مشرکوں نے تین سوساٹھ بت قائم کرر کھے تھے۔(اسی طرح سے کہ ان کے پاؤں کو سیسہ پگھلا کر زمین سے وصل کر دیا تھا) اور آپ کے دست مبارک میں جو چھڑی تھی اس سے آپ بتوں کے کونچہ مارتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے آ گیا حق اور نکل گیا باطل بیشک باطل (یعنی کفر و شرک و بدعت) ہو گیا گیا گزرا۔اور نہیں ظاہر ہو کر رہے گا باطل اور نہ عود کر آئے گا۔(بامید دوام)

اور ظاہر ہے ارتکاب معاصی بلا استحلال نہ کفر ہے نہ شرک نہ بدعت۔

اور قسم دوم۔نزدیک قائلین بتقسیم بدعت کے جو امور نزدیک غیر قائلیں بتقسیم بدعت سنت ہیں یا واجب یا مستحب وہ تمام بدعت حسنہ ہیں جو موجب اجر عظیم ہے بموجب قول آنخضرت ﷺ کے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً کے اور وہ وہ بدعت ہے جو موافق ہو ساتھ کتاب وسنت اور اجماع امت کے اور داخل ہو نیچے کسی قاعدہ کے قواعد دین سے۔

ترجمہ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ نیا کام جو مخالف کتاب وسنت اور آثار صحابہ اور اجماع امت کے پیدا کیا جائے وہ گمراہی ہے اور جو نیا کام بھلا جو کہ وہ مخالف ان چاروں کے نہ ہو وہ برا اور مذموم نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت تراویح کو رمضان میں ہوتا دیکھ کر چونکہ یہ جماعت باعتبار زمانہ رسول ﷺ اور زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نئی بات تھی اور غیر مخالف کتاب وسنت وغیرہ کے فرمایا یہ کیا اچھی بدعت ہے۔

یہ وہ آخر فیصلہ ہے جس کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا ہے اور علامہ ابن اثیر اپنی کتاب جامع الاصول میں تحریر فرماتے ہیں

بدعت یعنی نیا کام ایسے امر کو کہتے ہیں جو کتاب اور سنت اور اجماع سے معروف ومشہور طور پر نہ پایا جائے اور بدعت من جانب اللہ کسی بے مثل شے کو پردہ عدم سے مرتبہ ظہور میں لانے کو کہتے ہیں اور بدعت یعنی نیا کام جو مخلوق سے ظہور میں آئے اگر وہ مخالف اللہ ورسول کے حکم کے ہو تو بیشک قابل انکار ہے اگر وہ داخل ہو ان احکام کے نیچے جن پر اللہ ورسول نے اپنے بندوں کو آمادہ فرمایا تو وہ نیا کام قابل مدح وتعریف ہے اگرچہ اس کی مثال پہلے نہ پائی جائے مثل بعض طریقوں بخشش اور سخاوت اور امر بالمعروف کے (جیسے مثل غرباواحباب کے کھلانے اور پلانے کے عرسوں اور تقریبات سویم وچہلم و برسی وغیرہ میں بغیر فرض واجب سنت موکدہ سمجھنے ان امور کے بغرض ایصال ثواب کے حضور اولیاء اللہ اور رسول اللہ ﷺ میں اور نیز بغرض ثواب پہنچانے عام مردوں کے) ان امور کی خوبی بوجہ عدم مخالفت خدا اور رسول کے حکموں کے ظاہر ہے گو ان کی مانند کسی امر کا ظہور پہلے زمانوں (یعنی قرون ثلاثہ میں پایا جائے یا نہ پایا جائے بلکہ ایسے امور پر اپنی امت کو آنحضرت ﷺ نے امیدوار ثواب بنایا ہے۔

چنانچہ مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی نیک نیا طریقہ نکالے اور اس کو جاری کرے اس کو اس نکالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے مگر جتنے لوگ قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔ جتنا ثواب ان کو ملے ان سب کے برابر اس بانی خیر کو اپنے پاس سے دیتا ہے۔ اسی طرح فرمایا برے کام کے نکالنے والے کو اس نکالنے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں گناہ درج کراتا ہے۔ یہ وعید جب ہی ہے جب وہ کام مخالف احکام خدا اور رسول ہو اور اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

بدعت حسنہ کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا جماعت تراویح کو اس واسطے کہ اگرچہ جماعت سے نوافل کا پڑھنا آنحضرت ﷺ سے منقول تھا مگر اس محافظت کے ساتھ جماعت

تراویح پر مداومت کرنا اور لوگوں کو اس جماعت پر آمادہ فرمانا بلاشبہ بدعت اور نیا کام تھا مگر بدعت محمودہ۔ اور اسی طرح ہے مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں۔

اور نیز قائلین بتقسیم بدعت کے نزدیک مطلق بدعت منقسم ہے اوپر پانچ قسم کے ترجمہ چنانچہ مصباح الزجاجہ میں ہے امام محمد عبدالعزیز ابن عبدالسلام اپنی کتاب القواعد کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں بدعت پانچ قسم پر منقسم ہے۔

اوّل بدعت واجبہ جیسے علم صرف ونحو کا پڑھنا پڑھانا محض کلام خدا وکلام رسول اللہ کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے ہوتا ہے جس کا سمجھنا اور سمجھانا واجب ہے مگر چونکہ یہ واجب عوام الناس خصوصاً عجمیوں سے بغیر صرف نحو کے ادا نہیں ہوسکتا لہٰذا صرف ونحو کا پڑھنا بھی واجب ہوا اور مثل یاد کرنے قرآتوں غیر مشہود قرآن کے اور حدیثوں غریب کے اور مثل مرتب کرنے اصول فقہ کے اور مثل کلام کرنے کے بیچ معتبر اور غیر معتبر ہونے راویوں حدیث کے اور مثل پرکھنے صحیح حدیث کے حدیث غیر صحیح اور سقیم ہے۔

دوم بدعت محرمہ مثل مذہبوں اہل بدعت قدریہ جبریہ مرجیہ وغیرہ کے کہ جن کا رد کرنا قسم اوّل بدعت واجبہ سے ہے اس واسطے کہ محافظت کرنا شریعت کی ان بدعتی فرقوں کے اقوال سے فرض کفایہ ہے۔

سویم بدعت مستحبہ ہے مثل بنانے رباطوں یعنی مسافر خانوں اور مدرسوں اور تمام ان نیک کاموں کی جن کا ظہور قرن اوّل میں نہیں ہوا تھا اور مانند تراویح کی اور کلام کرنے کی نکات اور باریک مسئلوں تصوف میں اور مثل منعقد کرنے محفلوں کے بیان کرنے دلائل کیلئے مسائل دینی پر اگر ان امور سے خاص رضامندی خدا مطلوب ہے۔

چوتھی بدعت مکروہہ ہے مثل زائد عن الحاجۃ مزین کرنے مسجدوں کے اور اوراق قرآن مجید کے۔

پانچویں بدعت مباحہ ہے مثل مصافحہ کرنے کی عصر اور صبح کے بعد اور فراخی کرنے کی لذت دار کھانے اور پینے اور پہننے اور رہنے کی چیزوں میں اور مثل فراخ آستین رکھنے کے اور بعینہٖ یہی مضمون ردالمحتار شرح درمختار اور طریقہ محمدیہ برکلی رحمہ اللہ کا ہے۔

علامہ شیخ علی متقی رحمہ اللہ جوامع الکلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت چند قسم پر منقسم ہے بدعت واجبہ بدعت محرمہ بدعت مکروہہ بدعت مباحہ بدعت مستحبہ اور طریقہ پہچاننے ان قسموں کا یہ ہے کہ ہر بدعت یعنی نئے کام کو قواعد شریعت پر پیش کیا جائے پھر جو جس قاعدے کے نیچے داخل ہو اس کا وہی حکم ہے ایسا ہی طیبی اور لمعات وغیرہ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

باب دوم بیان آداب اس بزم شریف میں

اِعْلَمْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ سُبُلَ الْهُدٰى وَهَدَاكَ اللّٰهُ طُرُقَ الصِّدْقِ وَالتُّقٰى چونکہ یہ محفل شریف اور یہ بزم منیف منعقد کی جاتی ہے خاصۃً لحب رسول اللہ و تعظیماً لسید الورا کما ھو ظاہر من مقدمۃ الاولٰی اور محبت اور تعظیم شان نبوت بجز دذکر و تعظیم پوری نہیں ہوتی مگر ساتھ جز واوّل و اعلٰی علامات محبت کے کہ وہ اتباع سنت سنیہ اور ملت مرتضویہ سیّد الانبیاء ﷺ ہے۔

ترجمہ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک دن نبی ﷺ وضو فرما رہے تھے اور اصحاب کرام آپ کے وضو کے گرتے ہوئے پانی کو لے کر اپنے (مونھوں اور سینوں پر) ملتے تھے آپ نے فرمایا اس حرکت پر تم کو کس چیز نے آمادہ کیا۔ سب نے عرض کیا اللہ اور رسول کی محبت نے۔ آپ نے فرمایا جس شخص کو یہ امر خوش آئے کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھے اور اللہ اور رسول اس سے۔ اس کو چاہیے کہ سچ بولے امانت ادا کرے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے

اور ترمذی شریف میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے دوست رکھا میری پیروی کو بیشک وہ میرا دوست ہے اور جو مجھ سے محبت رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

لٰہذا علماء دین متین پر واجب و لازم ہے کہ اس محفل شریف میں بطور آداب محفل ضرور بالضرور قبائح منکرات اور فضائل اتباع سنت سید الموجودات بھی بیان کر دیا کریں اور جو کوئی امر منکر اس بزم شریف میں دیکھیں ضرور اس سے لوگوں کو منع کرتے

رہا کریں۔ تا کہ عوام کالانعام منکرات سے بچ کر متبع سنن نبوی بن کر پورے پورے محب نبی اور عاشق جمال مصطفوی بن جائیں اور بسبب ارتکاب منہیات کے اس بزم میں بموجب مثل مشہور "نیکی برباد گناہ لازم" کے مورد عتاب خدا اور سول نہ ہو جائیں۔

ترجمہ چنانچہ بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری کل امت جنت میں داخل ہوگی مگر انکار کرنے والا امتی عرض کیا گیا ایسا وہ کون ہے فرمایا جس نے میری تابعداری کی جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے وہی منکر ہے۔

اور جو قبائح کہ محفل ہذا میں فی زمانناا بعض بلاد ہندوستان میں بجہت غفلت علماء کے اس بزم سے پائی جاتی ہیں بحسب مصلحت بعلت مذکورہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔رَاجِیًا مِّنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَنْ یَّھْدِیَ بِہٖ جَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُرْشِدَ بِہٖ کَافَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ اور وہ یہ ہیں کہ اس بزم شریف میں اکثر لوگ ریش وبردت بریدہ پائجامہ ٹخنے سے نیچے رکھنے والے زیور زر وسیم پہننے والے تارک الصلوٰۃ اور تارک الجمعہ و الجماعت آتے ہیں۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے ہی لوگ اکثر اس محفل شریف کا تو اس قدر اہتمام والتزام کرتے ہیں کہ اگر ایک بار بھی ترک ہو جائے یا مثلاً اگر کسی شخص سے کوئی امر ان امور سے مع اچھا جانتے اس امر کے محض مستحب جان کر ترک ہو جائے موجب گناہ عظیم اور عقاب الیم سمجھتے ہیں حالانکہ امر مستحب کے ترک سے کسی کے نزدیک کوئی گنہگار نہیں ہوتا اور ترک جمعہ و جماعت اور کٹوانے ریش سے خلاف سنت اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھنے اور زیور زر وسیم اور لباس ریشمین پہننے سے زنہار زنہار بالکل نہیں ڈرتے اور احکام شریعت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے باآنکہ ارتکاب ان امور کا لاریب گناہ عظیم اور موجب عقاب الیم ہے اور ناراضگی رسول مقبول ﷺ امور مذکور سے اظہر مِنَ الشمس اور بین من الامس ہے۔

ترجمہ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے یہ دونوں

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے منبر پر یہ ارشاد فرمارہے تھے' چاہیے کہ باز رہیں لوگ جمعہ اور جماعت کے چھوڑنے سے ورنہ اللہ ان کے دلوں پر غفلت کی مہر لگادے گا اور وہ غافلوں کی جماعت سے ہوجائیں گے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

اور صحیح مسلم ہی میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے اس قوم کو جو نماز جمعہ سے بچھڑ جاتی تھی وہ قصد کرتا ہوں اس امر کا کہ کسی کو نماز پڑھانے کھڑا کر جاؤں اور جو جمعہ کی نماز کو نہیں آئے میں ان کے اوپر ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔

اور بخاری شریف میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو نماز پڑھانے پر قائم کر کے ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز کو نہیں آئے' ان کے گھروں میں آگ لگادوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو اس بات کا علم ہوجائے کہ ایک موٹی ہڈی یا دو اچھی کھری بکری کی ہم کو مل جائیں گی تو ضرور عشاء کی نماز تک میں حاضر ہوں۔

اور مشکوٰۃ میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے مخالفت کرو مشرکوں کی اور پست کرو مونچھوں کو اور دوسری روایت' میں ہے بہت پست کرو مونچھوں کو اور چھٹکاؤ ڈاڑھیوں کو۔ یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ بخاری و مسلم ہیں۔

اور اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قسم ہے رب تیرے کی اے ہمارے محبوب نہیں مومن کامل ہوں گے یہ لوگ جب تک نہ منصف بنالیں وہ آپ کو اپنے تمام معاملات کا جن میں باہم جھگڑا واقع ہو اور پھر آپ کے حکم پر عمل کرنے میں دل میں بھی تنگی نہ پائیں اور اس پر گردن تسلیم جھکاتے نظر آئیں

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو اسوۂ حسنہ رسول ﷺ پر عمل کرنا کافی ہے۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنا

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے تہبند مومنوں کے آدھی پنڈلی تک ہونی چاہیں اور اگر ٹخنے سے اوپر تک رہیں تو کوئی گناہ نہیں اور جس قدر ٹخنے سے نیچا ہو وہ مستحق عذاب جہنم ہے۔ یہ وعید آپ نے تین دفعہ بیان فرمائی۔

پھر فرمایا کہ جو شخص اترا کر اپنے تہبندوں کو گھسیٹتا رکھے قیامت کے دن اللہ اس کو نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے حضرت ثعلب اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے آدھی پنڈلی سے نیچا رکھنے اور ٹخنے سے نیچا چھٹکانے کا حکم تہبند اور کرتہ اور عمامہ میں یکساں ہے جو شخص بطریق تکبر کسی بھی کپڑے کو ٹخنے سے نیچا چھٹکائے رکھے اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نگاہ بھر کر نہ دیکھے گا۔

ابوداؤد میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دوست رکھے کہ اپنے پیارے کو ہار یا کنگن جہنم کی آگ سے پہنائے۔ اس کو چاہیے کہ سونے کی چیزیں اپنے پیارے کو پہنائے (خواہ وہ پیارا مرد ہفتاد سالہ ہو خواہ جوان خواہ لڑکا شیر خوار)

اور مشکوٰۃ میں ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیور اور ریشم پہننے والوں کو منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور ریشم پہننے کو دوست رکھتے ہو تو دنیا میں نہ پہنو روایت کیا اس کو نسائی نے۔

اور نسائی و ابوداؤد میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے داہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو لے کر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

اور ترمذی میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو جس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بُو پاتا ہوں اس نے اس کو پھینک دیا اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ آپ نے فرمایا کیا وجہ

ہے کہ میں تیرے اوپر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس نے اس کو بھی پھینک دیا اور عرض کیا کہ پھر میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی جو ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ نہ ہو۔

اور مسلم شریف میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سونے یا چاندی کے برتن سے یا برتن میں کھائے پئے اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ جوش مارے گی۔

لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس بزم شریف سے کہ جو خاصۃً لحب رسول اللہ ﷺ منعقد کی جاتی ہے مشرف ہوں اگر کوئی امر منکران امور مذکور سے یا سوا ان کے اس محفل شریف میں پائیں بمقتضائے محبت رسول اللہ اور اتباع سنت نبی اللہ برائی اس کی سب کو کہہ سنائیں اور اگر خود مرتکب کسی امر کے ان امور مذکورہ سے ہوں تو باقتضائے محبت اللہ اور رسول کے تائب ہو کر پورے پورے محبّ نبی اور پیرو سنت مصطفوی بن جائیں اور نیز جملہ متعاملین بزم ہذا پر واجب ہے کہ اگر کسی کے دل میں اعتقاد وجوب یا فرضیت کسی امر کا ان امور مذکور سے یا ان جملہ امور کا بہ ایں ہیئت کذائی ہو۔ تائب ہو کر اپنے عقیدہ کو مطابق ساتھ عقائد اہل تسنن خصوصاً ساتھ عقیدہ علماء حرمین مکرمین کے جو پیشوا جملہ اہل تسنن ہیں کر کے پورے پورے سنی متبع سنن نبی الامی ﷺ بن جائیں اور افراط و تفریط کو چھوڑ کر طریق متوسط اور صراط مستقیم پر استقامت فرمائیں اور ساتھ اختیار کرنے عقیدہ وجوب و فرضیت امور مذکور عند اللہ و عند الرسول آثم و گنہگار نہ ہوں اس واسطے کہ فقہاء محققین نے لکھا ہے کہ امر مستحب کو فرض یا واجب عقیدہ کرنے سے وہ امر مستحب موجب گناہ عظیم ہو جاتا ہے۔ کما ہو ظاہر من آخر مقدمۃ الثالث۔

باب سوم

بیان دلائل امور متعاملہ حرمین شریفین میں درمیان اس بزم شریف کے

اِعْلَمْ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ عَلَى السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ ۔ محفل مولود شریف جو عبارت ہے بیان احوال ولادت باسعادت آنحضرت ﷺ سے بموجب روایات صحیحہ کے بلا ارتکاب منہیات شرعیہ و بدعات نامرضیہ اور بیان حلیہ شریف اور حالات رضاعت اور معجزات سے نظماً ونثراً اور نعت و مدح خوانی حضور صلی علیہ رب غفور سے بیان شان نبوت میں درمیان جماعت کثیرہ کے بالحان خوش بلا رعایت الحان موسیقی تال سر کٹکری وغیرہ کے معہ اطعام طعام یا تقسیم شیرینی وغیرہ بغرض بھیجنے ہدیہ ثواب کے حضور ﷺ میں اور نیز ساتھ اظہار فرح وسرور ولادت سیّد الانبیاء ﷺ کے ساتھ مہیا کرنے سامان فرحت ونشاط مثل فرش فروش وانتشار اور چھڑکنے گل وگلاب وعطریات وغیرہ کے معہ تعیین قیام کے بوقت ذکر ولادت سیّد الانام ثابت ہے۔

ہر ہر فرد اس کا بعض بکتاب وسنت وبعض باجماع امت لیکن سنت ہونا ذکر احوال ولادت باسعادت اور احوال رضاعت ومعجزات وغیرہ احوال آنحضرت ﷺ۔

پس ثابت ہے کتاب سے اس واسطے کہ خداوند کریم جل جلالہ وعم نوالہ اپنے حبیب کو فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ مذکور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اوپر اور اپنے وابستوں پر ہوں ان کو ظاہر کرنا اور کہہ سنانا سنت ہے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

ترجمہ ذکر کرو نعمتوں اللہ کا تاکہ تم فلاح پاؤ اور تفسیر بیضاوی میں ہے اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ ذکر باعث ہو ادا شکر کا جو سبب ہے، حاصل کرنے بھلائی اور نجات کا۔

اور چونکہ سب نعمتوں سے بڑی نعمت مومنوں کے واسطے ظہور نور حضور صلی علیہ رب غفور ہے جس کا سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہونا کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں لہٰذا بموجب آیۃ مذکور ذکر کرنا احوال ولادت باسعادت حضور صلی علیہ رب غفور کا معہ دیگر حالات متعلقہ حضور اعظم سنت ہوا اور بیان کرنا احوال اس نعمت کا بسبب غایت عظمت اس نعمت کے بیان حالات تمام نعمتوں پر مقدم۔ اور نیز ثابت ہے ذکر کرنا حالات حضور کا بموجب احادیث صحیحہ۔ دیکھو بخاری شریف میں ہے۔

ترجمہ فرمایا نبی ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو اپنے ماں اور باپ اور اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔ اور نیز بخاری شریف میں ہے بروایت دیگر فرمایا نبی ﷺ نے نہیں ایماندار ہو سکتا تم میں سے کوئی جب تک ماں باپ و اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ اس کو مجھ سے محبت نہ ہو اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی کثرت محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے اور اطمینان پکڑنا ساتھ کثرت سنے سنانے ذکر حبیب کے۔

ترجمہ چنانچہ شفاء میں ہے فرمایا نبی ﷺ نے جس شخص کو کسی سے زیادہ محبت ہو تو وہ اس کا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے اور حضرت مجاہد اور صاحب تفسیر حسینی بحوالہ فصول ابن عتیبہ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ کے یہ معنی ہیں کہ ذکر محمد رسول اللہ کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

نیز ثابت ہے ذکر کرنا جمیع احوال متعلقہ آنحضرت ﷺ کا درمیان جمع کثیر کے خود آنحضرت ﷺ سے بموجب حدیث صحیح۔

ترجمہ چنانچہ مشکوۃ میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ فرمایا انہوں نے

بہت سے آدمی اصحاب رسول اللہ ﷺ سے بیٹھے ہوئے تھے یکا یک ان میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور آپ نے سنا کہ بعض صحابہ کہہ رہے ہیں کہ بیشک اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا اور بعض کی زبان پر یہ تذکرہ تھا کہ اللہ جل شانہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور کچھ سرگرم اس مقولہ کے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ میں اور بعض کی زبان پر یہ لفظ تھے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنا پسندیدہ اور برگزیدہ بنالیا تھا۔

آپ نے فرمایا میں نے تمہارے کلام کو جو تعجب سے کر رہے ہو سنا بیشک ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ اور عیسیٰ اور آدم علیہم السلام ایسے ہی تھے جیسا تم کہہ رہے ہو مگر میں بلافخر کہتا ہوں کہ میں حبیب اللہ ہوں اور میں اٹھانے والا قیامت کے دن لواء حمد کا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا تمام پیغمبر کھڑے ہوں گے اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں بلافخر وہ ہوں کہ سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میں بلافخر کہتا ہوں کہ جو سب سے اوّل کنڈی جنت کی کھڑ کھڑائے اور اس کے واسطے دروازہ جنت کھول دیا جائے وہ میں ہی ہوں پھر مجھ کو اللہ جل شانہ جنت میں اس شان سے داخل کرے کہ میرے ساتھ تمام مومن محتاج ہوں اور میں تمام پہلے اور پچھلوں سے اللہ کے نزدیک بزرگ زیادہ ہوں۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے

اور مشکوٰۃ ہی میں ہے شرح السنۃ سے حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے کیچڑ میں گندھے ہوئے تھے اور میرا خطاب اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور میں تم کو خبر دیتا ہوں اپنی ابتداء سے میں ہی ہوں نتیجہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اور وہ میں ہی ہوں جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے سنائی اور میں ہی ہوں اس خواب کا جو میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔

قسطلانی میں ہے کہ ان سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس کی روشنی سے شام تک کے محفل روشن ہو گئے۔

اور اسی حدیث کو سَاُخبِرُکُمْ سے اخیر تک حضرت امام احمد بن حنبل اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

دیکھو حدیث ہذا صاف دال ہے اس امر پر کہ آپ نے خود اپنا ذکر ولادت صحابہ کے سامنے بیان فرمایا اور جب بموجب احادیث منقولہ ثابت ہو چکا ذکر کرنا آنحضرت ﷺ کا خود بنفس نفیس احوال کرامت مآل اپنی ولادت وغیرہ کا پس لاریب ذکر کرنا حالات کرامت آیات حضرت ﷺ کا امت کے واسطے بھی سنت ہوگا۔

اس واسطے کہ سنت شئے ثابت بقول وفعل رسول اللہ ﷺ کا ہی تو نام ہے کما فی الدر المختار وعرفہا الشمنی اے عرف السنۃ اصطلاحاً بما ثبت بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او بفعلہٖ۔

حالانکہ بموجب حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صراحۃً بدلالت قرینہ حال وقال امر آنحضرت ﷺ معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ کو واسطے ذکر کرنے حالات شان نبوت و عظمت شان رسالت کے۔ چنانچہ مصرح امر ہذا یہ روایات موجود ہیں۔

ترجمہ بخاری شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھیجا گیا ہوں بہترین زمانوں میں زمانوں بنی آدم سے جو ایک سے ایک بہتر تھا یہاں تک کہ ظاہر ہوا میں سب سے بہتر زمانہ میں اور مسلم شریف میں ہے واثلۃ ابن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے بیشک اللہ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے پسند فرمالیا اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے پسند فرمالیا بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے پسند فرمالیا قریش کو اور قریش میں سے پسند فرمالیا بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے پسند فرمالیا مجھ کو اسی طرح یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

التنویر فی مولد البشیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن ایک قوم کے سامنے اپنے گھر میں حضور کے واقعات ولادت بیان فرما رہے تھے اور اظہار مسرت اور خوشی کر کر کے اللہ کا شکر بجالا رہے تھے اور آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہے تھے ناگاہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا حضور ﷺ کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف گزر ہوا ہم نے دیکھا کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو آنحضرت ﷺ کے واقعات ولادت سکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی دن تھا یہی دن تھا (یعنی پیر کا دن جس میں حضور اس عالم دنیا میں رونق افروز ہوئے) آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے واسطے دروازے رحمت کے کھول دیئے اور کل فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور جو شخص تمہارا سا کام کرے گا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پائے گا۔

علاوہ بریں ذکر کرنا ان جملہ اذکار حضور صلی علیہ رب غفور کا ثابت ہے زمان صحابہ کرام سے درمیان جماعت کے الیٰ یومنا ہذا رضی اللہ عنہم کس واسطے کہ اگر صحابہ کرام ذکر ان اذکار کا نہ فرماتے تو یہ اذکار کرامت آثار ہم تک کیوں کر پہنچتے اور عظمت بیان نبوی کہ دار مدار ایمان ہے ہمارے دلوں میں کیوں کر جائے گیر ہوتی۔

چنانچہ دیکھ لو کہ جمیع کتب حدیث وسیر بیان حالات حضور میں زمان ولادت سے زمان وفات تک نظماً ونثراً مملو ومستحوں میں اور محدثین سلف وخلف جماعۃ فجماعۃ ان حالات کو بطور وعظ اور بطور تدریس درمیان جمع کثیر کے بیان کرتے چلے آئے ہیں و لیکن نعت اور مدح خوانی حضور صلی علیہ رب غفور کا بیان شان نبوت وغیرہ میں بآواز خوش بلا رعایت الحان موسیقی تردید صوت وتال سر کٹگڑی کے واسطے اظہار فرحت و

مسرت وعظمت شان نبوت ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ اوراقوال علماء ملت مرتضویہ کے اس واسطے کہ صحاح میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے فضائل اور کفار کے قبائح درمیان جمع کثیر کے منبر پر اشعار میں درمیان مسجد کے پڑھا کرتے تھے اور حضور ﷺ ان سے بہت خوش ہوا کرتے تھے بلکہ بار ہا امر فرما کر پڑھوایا کرتے تھے۔

ترجمہ چنانچہ مسلم شریف میں ہے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ حضرت حسان سے فرما رہے تھے کہ بیشک روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید کرتے رہتے ہیں جب تک تم اللہ اور رسول کی جانب سے جواب دیتے رہتے ہو اور ایک بار حضور فرما رہے تھے کہ حسان نے کافروں کی ہجو کر کر شفا پائی اور شفاء حاصل کی۔ منجملہ نعتوں حسان رضی اللہ عنہ کے ایک یہ نعت ہے۔ ترجمہ منظوم

ہجو کی تو نے شہ دیں کی دیا میں نے جواب
جس میں اللہ کی جانب سے ملا مجھ کو ثواب
کہا اللہ نے لشکر ہے نبی کا خوش رو
جنگجو لشکر انصار کریم و خوش خو
ہم نے بھیجا ہے وہ بندہ کہ جو حق کہتا ہے
راہ حق میں وہ سدا رنج و محن سہتا ہے
میں نے اور قوم نے میری کی تصدیق ان کی
تم نے اے کافرو جس وقت کی تکذیب ان کی
ہم میں جبریل ہیں وہ جو کہ امین اللہ ہیں
روح قدسی ہیں وہ بے کفو و کلیم اللہ ہیں

اور حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا جہاد ہی شعروں کے

ساتھ تھا۔

اور چند اشعار بھی منجملہ اُن اشعار کے کہ جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت رسول مقبول ﷺ اور بیان توحید خدا تعالیٰ میں پڑھتے تھے شاہد بر مدعا نقل کئے جاتے ہیں۔

ترجمہ حضرت حسان بن ثابت اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

نام سے اپنے خدا نے رکھا نام اس شہ کا
وہ ہے محمود محمد ہیں میرے بدر دجیٰ
جب نہ تھی آس ہدایت کی وہ آئے ہم میں
پوجے جاتے تھے بہت بت تھے موحد غم میں
وہ ہدایت کے چراغ اور وہ ہادی رہبر
ہندی تلوار کی مانند چمکتے یکسر
ہم کو دوزخ سے ڈرایا اور سکھایا اسلام
مژدۂ خلد سنایا فلہ الحمد مدام
شکر ہے تیرا میرے خالق و سب عالم
جب تلک زندہ ہوں میں اور رہے نسل آدم
کافر اور مشرکوں کی تہمتوں سے پاک ہے تو
ساری مخلوق سے ہاں برتر و بے باک ہے تو

اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے کہ یکایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ نکلے اور نظر عتاب یا تعجب سے حضرت حسان کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت حسان نے عرض کیا کہ میں اس مسجد میں ان شعروں کو ان کے سامنے پڑھا کرتا تھا جو تم سے بہت بہتر تھے اور پھر میری

طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ ابو ہریرہ تم کو خدا کی قسم ہے کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ فرماتے تھے کہ کافروں کو میری طرف سے جواب دو۔ پھر فرماتے اے میرے اللہ! میرے حسان کی روح القدس کے ساتھ مدد کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا بیشک سنا ہے۔

اور نیز مسلم میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے انجشہ نامی ایک خوش آواز حدی پڑھنے والے تھے۔ ایک رات وہ سفر میں اونٹوں کے ساتھ جس قافلہ میں عورتیں بھی ساتھ تھیں اشعار بطریق حدی کے پڑھتے جاتے تھے۔ آپ نے ان کو ارشاد فرمایا اے انجشہ بس کرو اور اپنے درد آمیز شعروں سے عورتوں کے دل جو ضعیف مثل شیشوں کے ہوتے ہیں نہ توڑو۔

اسی طرح یہ حدیث بخاری شریف میں ہے اور نیز بخاری شریف میں ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات خیبر کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم جا رہے تھے۔ ایک شخص نے میرے بھائی عامر ابن اکوع سے کہ جو بڑے شاعر تھے کہا کہ کچھ اپنے شعر نہیں سناتے وہ اونٹ سے اترے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔ ترجمہ منظوم

نہ پاتے ہم ہدایت جو نہ ہوتے تم میرے مولا
نہ ہم تصدیق کرتے اور نہ پڑھتے ہم نماز اصلا
میں قرباں تجھ پہ ہم کو بخش دے جب تک ہیں ہم پیرو
نبی کے اور رکھ ثابت قدوم وقت جہاد اللہ
تسلی اور سکون دل عطا کر ہم کو اے خالق
بلائے تو نے جب حاضر تھے ہم رہ میں تیری مولا
کہ جب آتے ہیں چڑھ کر ہم پہ وہ روتے ہی آتے ہیں

ان کے اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے عرض

کیا عامر بن اکوع ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ ان پر رحمت کی جھڑی لگادے۔

اور ردمختار میں ہے فتاویٰ تاتارخانیہ سے۔ کہ اگر شعروں میں فسق وفجور اور خط وخال لڑکوں کا ذکر نہ ہو تو ان کا پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہترویں مکتوب جلد سوم اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است''۔ ''خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید اور نعت اور منقبت اور قصائد وغیرہ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں''

ولیکن تقسیم طعام وشیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب الی حضرۃ المصطفٰے ﷺ بلکہ ایصالاً للثواب لجمیع المومنین معہ ایصال ثواب تلاوت قرآن مع اجتماع مردم وتقریر یوم بلانیت وجوب تعیین یوم پس مستحب ومستحسن ہونا اس کا ثابت ہے باجماع علماء بموجب تحریر مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر فقہاء کے۔ چنانچہ مولانا ممدوح بجواب اعتراض مولوی عبدالحکیم پنجابی مرحوم۔ کہ تقریر اس کی یہ ہے۔ ''عرس بزرگان خود برخود مثل فرض دانستہ سال بسال برمقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی درانجا تقسیم کردہ مقابر راوثنا یعبد میکنند''۔ افتاد بحرمت بقرۂ مذکور بسیار تعجب بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ ''قولہ عرس بزرگان خود۔ ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ راہیچ کس فرض نمیداند آرے تبرک بقبور صالحین وامداد ایشاں بامداد ثواب وتلاوت قرآن ودعاء خیر وتقسیم طعام شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعیین روز عرس برائے آنست کہ آنروز مذکر انتقال ایشاں میباشد۔ از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ونجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را بایں نوع بر واحسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح یدعو لہ وتلاوت قرآن واہدائے ثواب راعبادت قراردادن

مبنی بر کمال بلادت وافراط جہل است۔ آرے اگر کسے سجدہ وطواف ودعا بخو یا ''فلاں افعل کذا''، بعمل آرد مشابہت بعبدۃ الاوثان کردہ باشد وچوں چنیں نیست پس چرا محل طعن باشد۔

اور مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی بھی اپنے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں'' اتا سائرند وراز قسم حلویات واطعمہ پس دراں تفصیل است یکے آنکہ برائے اولیاء اللہ باشد کہ حق تعالیٰ احسان بایشاں وایصال ثواب بانیہا پسندیدہ میدارد وازاں جماعۃ اصید مکافات بہتر ازیں متوقع است کہ عنداللہ قرب دارند ومورد عنایت اویند۔ دوم برائے عامہ مومنین کہ استغفار برائے ایشان وتصدق برائے ایشان ولباس وطعام دادن برائے ثواب ایشاں نیز در جناب الٰہی پسندیدہ است چنانچہ درباب تصدق عن المیۃ حدیثے چند وارد شدہ اند''۔

اور یہ تمام مضامین مذکور یعنی جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی معہ اعتراضات مولانا عبدالحکیم پنجابی مرحوم وفتویٰ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رسالہ ''زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح'' میں بہ بسط تمام مسطور ہیں اور بموجب تحریر مولانا اسحٰق علیہ الرحمۃ بھی جو اس قسم کا اجتماع کا معہ تقسیم شیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب ثابت ہے۔ چنانچہ مائۃ مسائل میں مولانا ممدوح بدینساں تحریر فرماتے ہیں۔

''وقیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ﷺ است وآں موجب فرحت وسرور است ودر شرع اجتماع برائے فرحت وسرور کہ خالی از بدعات ومنکرات باشد آمدہ واجتماع برائے حزن وسرور ثابت نشدہ وفی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت ﷺ در دیگر امر نیست پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نخواہد شد۔ اور اصرار مولانا شاہ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب تو درباب ایصال ثواب طعام الی حضرت سیّد الانبیاء ﷺ مطالعہ رسالہ دُرِّ ثمین فی

مبشرات سیّدالامین اور رسالہ انتباہ سے بغایت وضوح کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ مذکور میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ خبر دی مجھ کو میرے والد ماجد نے کہ میں زمانہ ذکر ولادت میں بغرض ثواب پہنچانے کے ہدیۃً خدمت میں جناب رسالت مآب ﷺ کے کھانا کھلایا کرتا تھا ایک سال مجھ کو بجز بھنے ہوئے چنوں کے اور کچھ میسر نہ ہوا میں نے بہ نیت ایصال ثواب حضور نبی ﷺ میں ان چنوں ہی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کے حضور میں وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ نہایت خوش ہو رہے ہیں۔

ردمحتار میں ہے کہ فتاویٰ فقیہہ میں حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے جو لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ میں سوائے درود اور سلام اور سوال وسیلہ کے قرآن شریف وغیرہ کے ثواب پہنچانے کے ساتھ جرأت نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ آپ کی جناب کسی کے ثواب پہنچانے کی محتاج نہیں۔ علامہ سبکی وغیرہ رحمہم اللہ علماء کرام نے اس قول کی تردید میں بے حد مبالغہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کیا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ بغیر وصیت حضور کے آپ کی طرف سے عمرہ نہیں کیا کرتے تھے اور حضرت ابن الموفق رضی اللہ عنہ نے جو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں بلاشک آپ کی طرف سے ستر حج کئے تھے اور حضرت ابن سراج رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں ہدیہ ثواب پہنچانے کی غرض سے دس ہزار سے زیادہ قرآن ختم کئے اور اس قدر آپ کی طرف سے قربانیاں کیں ابن حجر رحمہ اللہ اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ شہاب احمد ابن شبلی صاحب بحر الرائق کے استاد مفتی احناف کی تحریر میں نے دیکھی کہ وہ شرح طیبہ نویری سے نقل فرماتے تھے کہ جو کچھ روایتیں اس امر کے متعلق علامہ نویری نے نقل فرمائی ہیں۔

منجملہ ان کے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابن عقیل حنبلی فرماتے ہیں مستحب ہے ہدیۂ ثواب عبادات مالی و بدنی کا پیش کرنا جناب رسول اللہ ﷺ میں اور ہمارے علماء شافعی جوتحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا ثواب بخشنے کا ہر شخص کیلئے اختیار ہے اس میں بلاشبہ حضور ﷺ بھی داخل ہیں بلکہ آپ وہ مستحق ہیں کہ مختلف اعمال کے ثواب پہنچانے کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کیا جائے اور وہ جو بعض مانعین نے لکھا ہے کہ تمام امت کے عمل جب آپ کے عمل نامہ میں پہلے ہی سے درج ہیں تو پھر ہمارا ثواب پہنچانا تحصیل حاصل ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ یعنی اللہ اپنے محبوب پر رحمت بھیجتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں پھر ہم کو کیوں فرمایا کہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی اے مومنو تم بھی رسول اللہ ﷺ کیلئے دعاء نزول رحمت اور سلامتی کی کرتے رہو پھر کیا تمہارے نزدیک یہ بھی تحصیل حاصل ہے۔

اور وجہ تقسیم شیرینی کی اکثر اوقات اس محفل میں یہ ہے کہ چونکہ یہ محفل محبت الرسول اللہ ﷺ میں منعقد کی جاتی ہے لہٰذا اس میں مہیا کرنا اشیاء محبوبہ حضور صلی علیہ رب الغفور اولیٰ ہے بہ نسبت دیگر اشیاء کے۔اور شیرینی آپ کو بغایت محبوب تھی۔

ترجمہ بخاری شریف اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کو میٹھی چیز سے خواہ وہ حلوا ہو یا اور کچھ اور شہد سے محبت تھی علامہ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

علاوہ بریں اتباعاً للنبی الکریم شیرینی ہر ایک مومن کو محبوب ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے فرمایا نبی ﷺ نے مومن خود میٹھا ہے اور میٹھی چیز کو ہی دوست رکھتا ہے۔

بناء علیہ لاریب ہدیۃ للنبی الکریم وہی چیز اولیٰ ہے کہ جو محبوب حضور و جمیع مومنین

ہو کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (ہرگز تم بھلائی حاصل نہ کرو گے جب تک نہ خرچ کرو اس چیز سے جس کو دوست رکھتے ہو)

اسی طرح چونکہ خوشبو آپ کو بغایت محبوب تھی اس واسطے ہم بھی اس محفل شریف میں عودسوزی وگلاب پاشی وغیرہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

ترجمہ منبہات ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں ہے فرمایا نبی ﷺ نے مجھ کو تمہاری دنیا سے تین چیزیں مرغوب ہیں خوشبو کی چیزیں اور بیویاں اور آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب خوشبو کیلئے کچھ سلگاتے عود خالص اور کافور ہی سلگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ سلگایا کرتے تھے۔ ترمذی میں ہے حضرت ابوعثمان ہندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کسی کو تم میں سے ریحان یعنی خوشبو کا پھول دیا جائے تو وہ اس کو واپس نہ دے اس واسطے کہ وہ جنت کے نکلے ہوئے ہیں۔

علاوہ بریں یہ تمام لوازمات عودسوزی وغیرہ ثابت ہیں بوقت ذکر احادیث رسول کریم ﷺ مجتہدان امت سے۔

ترجمہ شفاء میں ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمایا مطرف رحمہ اللہ نے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کچھ پوچھنے کو آتا آپ لونڈی سے فرماتے دریافت کرو کہ کوئی مسئلہ پوچھتا ہے یا حدیث رسول اللہ ﷺ سننا چاہتا ہے۔ اگر وہ مسئلہ پوچھتا تو آپ باہر تشریف لا کر بتا دیتے اور اگر حدیث سننا چاہتا غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے عبا زیب تن فرما کر عمامہ باندھتے اور اس پر چادر اوڑھ کر نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ خاص منبر پر رونق افروز ہوتے اور عود اور عنبر سلگاتے جاتے اور حدیث رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے۔

لہٰذا بوقت خاص ذکر رسول کریم ﷺ یہ لوازم یعنی خوشبو سلگانا اور چھڑکنا مستحب ہوا

کہ بجہت استحباب سلف و پسند کرنے رسول اللہ ﷺ کے خوشبو کو اور اباحت فرش و فروش و دیگر اسباب عیش ونشاط ثابت ہے بعبارۃ النص قرآن مجید سے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ترجمہ! فرما دیجئے کون ہے وہ جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کو جن کو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا۔ اور پاک چیزوں کو جو کھانے پینے کی ہیں فرما دیجئے یہ سب نعمتیں حلال ہیں ایمان والوں کے واسطے زندگی دنیا میں اور فقط ایمان والوں ہی کیلئے قیامت کے دن ایسی ہی بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کے واسطے جو عالم ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ مراد زینت سے تمام زینت کے کپڑے ہیں خواہ وہ سوتی ہوں یا صوف وغیرہ کے اور خواہ وہ قسم زرہ سے اور پاک رزقوں سے مراد تمام کھانے پینے کی لذتدار چیزیں ہیں اور مفصل بیان اس آیۃ کریمہ کا مقدمہ اوّل اور کچھ بحث بدعت حسنہ میں ہو چکا۔

اور بہت ظاہر ہے کہ تعظیم ذکر آنحضرت ﷺ اعظم شعائر اسلام و دلائل محبت خیر الانام سے ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر حضرت امام ابوشامہ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب موسوم ''الباعث علیٰ انکار البدع والحوادث'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ اور چونکہ اس دن میں جو حضور کی ولادت کے دن خیرات اور صدقات سے کیا جاتا ہے آپ کے حضور میں ثواب پیش کرنے کی نیت سے اور جو کچھ زینت وخوشی اس دن میں کی جاتی ہے علاوہ اس کے کہ اس میں بہت سے نیک کام ہوتے ہیں اس میں تعظیم اور محبت رسول اللہ ﷺ کا بھی اظہار ہے مومن کے دل سے اور ادائے شکر ہے آپ کی پیدائش کا جو بہت بڑی نعمت ہے مومنوں کے حق میں۔

اور قیام تعظیم سیّد الانام برائے اظہار سرور بجوش شادمانی میلاد شریف محفل میلاد میں خصوصاً بوقت ذکر ولادت خاتم الانبیاء علیہ السلام۔ پس ثابت ہے کتاب اللہ سے اس

واسطے کہ یہ قیام بلاشبہ مبالغہ ہے آپ کی تعظیم واکرام میں۔

ترجمہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء میں تحریر فرماتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے بیشک گواہ بنا کر بھیجا ہم نے تم کو حالات امت کا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر اور مبالغہ کرو تم تعظیم اور توقیر رسول اللہ ﷺ میں اس آیۃ میں اللہ نے اپنے محبوب کی اُمتیوں پر تعظیم و توقیر واجب اور لازم فرمادی۔ علامہ مبرد فرماتے ہیں کہ معنی تُبَالِغُوْا کے یہ ہیں کہ اے اُمتیو تم پر لازم ہے کہ ہمارے محبوب کی بے حد تعظیم کرو۔

یعنی تعزیر لغت اضداد سے ہے کما فی القاموس والتعزیر ضرب دون الحدا وھو اشد الضرب والتفخیم والتعظیم ضدٌ اور یہاں اس کے معنی تعظیم و توقیر کے مراد ہیں اور اختیار باب تفصیل اس جگہ بدلالت سیاق کلام وقرینہ مقام واسطے مبالغہ کے ہے اس واسطے کہ وہ اکثر واسطے مبالغہ کے آتا ہے کما ھو مشروح فی متون الصرف و فعل للتکثیر غالبًا شاطیہ یعنی مبالغہ را کر بلائی پس ثابت ہوا اس آیۃ کریمہ سے کہ رسول مقبول ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی تعظیم میں مبالغہ مطلوب و محبوب ہے۔ چنانچہ موافق اسی آیت کے بجہت امتثال امر الٰہی تعظیم حضرت رسالت پناہی میں مبالغہ صحابہ کرام اور سلف صالحین بیش از حد اظہر من الشمس ہے جیسا کہ ان شاء اللہ العزیز روایات شفا وغیرہ کتب سیر سے عنقریب معرض بیان میں آئے گا خاص کر روایت آیۃ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو یہی مضمون ہے کہ جس قدر صحابہ کرام آپ کی تعظیم واکرام کرتے تھے نہ کسریٰ کی یہ تعظیم ہوتی دیکھی نہ قیصر کی نہ نجاشی کی اور نہ کسی بادشاہ کی بادشاہوں میں سے اور جب ثابت ہوا مبالغہ تعظیم و تکریم رسول کریم میں نص کتاب اللہ اور قول و فعل صحابہ رسول خدا سے اور یہ کہ مبالغہ تعظیم رسول مقبول ﷺ میں مطلوب و محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو اور ہوا قیام خواص و عوام محفل میلاد

خیر الانام میں خاص کر وقت ذکر ولادت شریف کے بوقت غایت فرحت وسرور اور نہایت خوش وشادمانی مومور کے مبالغہ فی التعظیم تو ثابت ہوا مستحب اور مستحسن ہونا اس قیام کا کتاب اللہ اور آثار صحابہ رسول اللہ سے بلکہ اگر نظر کریں طرف صیغہ امر کی آیۃ کریمہ میں جو موضوع ہے اصل میں واسطے وجوب اور التزام کے وَقَدْ اَشَارَ اِلَیْہِ الْقَاضِیْ اور اشارہ کیا ہے اس طرف قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اور طرف حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ کی یعنی لازم پکڑو تم میری اور میرے خلفاء کی سنت کو بلکہ خلفاء کی سنت پر اپنی کچلی گاڑھ دو تو یہ قیام تعظیمی محفل میلاد جو مروج ہے ہر بلاد اسلام میں واجب وسنت ہوا اور اگر واجب و سنت نہیں تو کم از کم مستحب اور موجب اجر عظیم تو بمقتضاء صیغہ امر ضرور ہے اور ادنیٰ درجہ اباحت میں تو کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا۔

دلیل ثانی

اللہ تعالیٰ امر ارشاد فرماتا ہے فرحت اور سرور کا ساتھ آنے آنحضرت ﷺ کے اس دار دنیا میں اور ساتھ ظہور ذات مطہر اس رحمۃ العالمین کے

ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے لوگو تحقیق آ گئی تمہاری طرف مجسم نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور موجب شفاء سینہ کی بیماریوں کیلئے اور ہدایت اور رحمت مجسم مومنوں کے واسطے فرمادیجئے اے ہمارے حبیب کہ اللہ کے فضل اور رحمت کے ظاہر ہونے پر جو ذات مقدس رسول اللہ ہے خوب خوشی کرو۔ وہ خوشی تمہارے لئے جس قدر بھی مال ودولت جمع کرو اس سے بہتر ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت مجسم بنا کر عالم کے لوگوں کے واسطے اور مشکوٰۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوا اس کے نہیں کہ میں رحمت ہوں سراپا ہدایت۔ علامہ کاشفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں فضل

سے مراد قرآن ہے اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہم کو پیرو قرآن کا بنایا یا مراد رحمت سے ذات مقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

پس حاصل معنی اس آیۃ کریمہ کے یہ ہوئے کہ کہہ دو مومنین و مسلمین سے کہ خوشی کریں اور مفرح و مسرور ہوں ساتھ ظہور ذات مطہر آنحضرت ﷺ کے کہ وہ عین رحمت ہیں واسطے عالم کے اور ساتھ اس بات کے کہ ایسی مجسم رحمت کو تم پر نبی کر کے بھیجا اور ساتھ قرآن مجید کے۔ اور جب اس آیۃ میں اظہار فرح و سرور وقت حصول امور موجب فرحت و سرور اور مژدۂ بشارت ثابت ہوا تو اب جان لو کہ وقت حصول امور موجب فرحت و سرور و مژدۂ بشارت واسطے اظہار فرحت و سرور کے قیام کرنا اور کھڑا ہونا اور اس قیام کا سامان اظہار فرح و سرور سے ہونا ثابت ہے حدیث صحیح بخاری سے۔

ترجمہ بخاری شریف کی حدیث افک میں ہے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب منافقوں کی تہمت سے میرے بری کرنے کے واسطے اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب پر وحی نازل کی جب کیفیت نازل ہونے وحی سے آپ نے فرصت پائی آپ نے ہنستے ہوئے جو اوّل کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ اے عائشہ اللہ نے تم کو بری کر دیا۔ یہ سن کر میری ماں نے کہا کہ حضور کی بشارت رسانی کے شکریہ کیلئے حضور کی طرف کھڑی ہو جاؤ۔

پس قیام بجہت حصول بشارت کے جب اسباب اظہار فرح و سرور سے ہوا اور وقت حصول بشارت اور سرور کے قیام کرنا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ قیام کرنا محفل میلاد شریف میں نہیں ہے مگر واسطے اظہار فرحت و سرور کے اور بسبب حصول خوشخبری اور بشارت ولادت سرور عالم ﷺ کے اور جب خوشی کرنا اور اظہار فرح و سرور کرنا وقت حصول ایسی خوشخبری کے جو موجب فرح و سرور ہو آیت سے مامور بہ ہوا۔ اور قیام کرنا ایسے وقت میں جملہ اسباب اظہار فرح و سرور سے بموجب اس حدیث صحیح مذکورہ کے ثابت اور قیام کرنا محفل میلاد میں نہ ہوا مگر اسی غرض سے یعنی

بغرض اظہار فرح وسرور تو ثابت ہوا اس قیام کا مستحسن ومحبوب بلکہ مامور بہ ہونا اس آیت مذکورہ اور اس حدیث نبوی ﷺ سے۔

دلیل ثالث

اور نیز قیام ہذا کا مستحب و مستحسن ہونا ثابت ہے احادیث صحیحہ سے

ترجمہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ کسی کے ثواب میں کمی کی جائے اللہ اپنے پاس سے اس نیک طریقہ نکالنے والے کو ان سب کے برابر ثواب دیتا ہے اور یہی حال ہے برا طریقہ نکالنے والے کا۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سندوں سے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ان حدیثوں کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں آنحضرت ﷺ نے آمادہ فرمایا ہے اپنے امتیوں کو نیک طریقہ کے نکالنے کے استحباب پر اور برے طریقہ کے نکالنے کی حرمت پر خواہ وہ نیک طریقہ بالکل نیا ہو یا مٹے ہوئے کو پھر جاری کیا ہو۔ خواہ وہ تعلیم علم کا طریقہ ہو یا عبادت کا یا کسی ادب کا یا اس کے سوا کچھ اور ہو۔

اور ایسا ہی تحریر فرمایا ہے جناب مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ "مائۃ مسائل" کے بجواب سوال: (پنجاہ ونہم) ۵۹ بدعت حسنہ محدود است بوقت من الاقات یا غیر محدود است الی یوم قیامۃ۔

جواب: غیر محدود است عند القائل بتقسیم ہا بحدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً۔ اسی طرح جو قائل تقسیم کے نہیں ہیں بلکہ مطلقاً ہر بدعت کو گمراہی اور ضلالت کہتے ہیں اور جن امور کو وہ بدعت حسنہ واجبہ یا مستحبہ یہ ان کو مطلقا واجب یا سنت یا مستحب کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی ایسے نئے کاموں کا جاری کرنا غیر محدود ہے ساتھ کسی زمانہ کے زمانوں

سے خواہ وہ قرون ثلاثہ سے ہوں یا علاوہ ان کے۔ لہٰذا مجلس میلاد اور قیام بوقت ذکر ولادت باسعادت کسی بھی زمانہ میں متعارف علماء صلحاء عرب وغرب روم و شام ہند و سندھ ہو بدعت مستحبہ ہوگا یا مستحب (اس واسطے کہ حدیث حسن ہے مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَهُوَ عِنْدَانه حَسَنٌ اور ''اشباہ والنظائر'' میں ہے۔

ترجمہ فرمایا نبی ﷺ نے جس امر کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے عادت وعرف اہل اسلام معتبر ہے اور اصل اس کی وہی حدیث مذکورہ ہے مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ اور ردمحتار میں ہے کہ تعامل اور عرف اہل اسلام کا اعتبار حدیث ظاہر الدلالت کے ساتھ ہے جو حدیث ابھی گزر چکی ہے۔

اور پوری بحث بدعت حسنہ کی معہ بیان احادیث فضائل اہل عرب وغرب باب اوّل میں گزر چکی۔

دلیل رابع

استحباب اور استحسان صورت بنانے اور مشابہت واقعہ مرویہ حسن کا وقت مماثل اور مشابہ اس وقت خیر و برکت میں بہمان نیت وقصد ثابت ہے زمانہ صحابہ کرام سے اب تک نزدیک جمہور سلف وخلف کے۔

ترجمہ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ ایک طویل حدیث موسیٰ بن ابو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں مجھ سے حدیث کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۃ کریمہ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے متعلق کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وقت نازل ہونے وحی کے۔ وحی یاد کرنے میں حضور کو تکلیف ہوتی تھی اور آپ یاد کرنے کی غرض سے دونوں لب مبارک ہلاتے جاتے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تم کو اپنے ہونٹ ہلا کر دکھا دیتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ اپنے لب مبارک ہلایا کرتے تھے اور حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید نے یہ حدیث بیان کر کے

فرمایا میں اسی طرح ہونٹ ہلا کر دکھلائے دیتا ہوں جیسے میں نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا تھا کہ انہوں نے یہ حدیث بیان فرما کر مجھ کو اپنے ہونٹ ہلا کر دکھلائے اور رسالہ مسلسلات مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اوّل حدیث مسلسل بحرف العین میں ہے۔ فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ میں اپنا نام عبداللہ رکھ کر بیان کرتا ہوں کہ مجھ سے بیان کیا میرے استاد سیّد عمر نے (اور میرے عبداللہ نام رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ میری اس سند میں جتنے راوی ہیں سب کے اوّل نام میں حرف عین ہے) اور پھر دوسری حدیث مسلسل بروز عید میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے روایت کی میرے استاد ابوطاہر مدنی نے اس طرح کہ میں تم کو اس حدیث کے بیان کرنے کی اجازت عید کے دن کے ساتھ دیتا ہوں اگرچہ فی الواقع آج عید کا دن نہیں ہے جیسے مجھ کو اجازت دی تھی میرے شیخ احمد نجلی نے عید کا دن فرضی مقرر کر کے اگرچہ واقع میں عید کا دن نہ تھا۔ پھر فرمایا سنا میں نے اپنے شیخ محمد ابن علی بابلی سے مسجد حرام میں عید الفطر کے دن۔ اسی طرح ساری سند بیان کر کے بعد میں حدیث بیان کی۔

اب منجملہ دیگر احادیث مسلسلات جس کی کوئی سند صوفیوں کے ساتھ مسلسل ہے کسی میں تسلسل علماء شافعیہ کے ساتھ ہے کسی میں علماء اشاعرہ کے ساتھ علیٰ ہذا القیاس۔

اب میں وہ اپنی سند خاص لکھتا ہوں جو مسلسل ہے ساتھ دعوت کھجور اور پانی کے۔

ترجمہ کہتا ہے عبدالضعیف ابو محمد محمد دیدار علی مشہدی حنفی نقشبندی قادری کہ حدیث کی مجھ سے مولانا عبدالغنی بہاری مہاجر مدنی نے اور ضیافت کی میری ساتھ پانی اور کھجور کے۔

پھر فرمایا اسی طرح قبل حدیث بیان کرنے کے ضیافت کی تھی میری ساتھ کھجور اور پانی کے مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے

اور فرمایا انہوں نے اسی طرح ضیافت کی تھی میری مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی ثم المکی نے ساتھ کھجور اور پانی کے

اور فرمایا انہوں نے اسی طرح ضیافت کی تھی میری مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ساتھ کھجور اور پانی کے فرمایا انہوں نے اسی طرح ضیافت کی تھی میری کھجور اور پانی کے ساتھ شیخ ابو طاہر مدنی نے اسی طرح اخیر سند تک سب راوی اپنے استادوں سے حدیث سننے سے پہلے ذکر ضیافت کھجور اور پانی کرتے چلے گئے ہیں یہاں تک کہ اخیر سند میں بعد ذکر ضیافت حضرت علی بن حسین ابن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضیافت کی میرے والد حسین رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور پانی کے پھر فرمایا اسی طرح ضیافت کی تھی میری میرے والد ماجد علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا اسی طرح ضیافت کی تھی میری رسول اللہ ﷺ نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا تھا جس شخص نے ضیافت کی کسی مومن کی گویا ضیافت کی اس نے آدم علیہ السلام کی اور جس نے ضیافت کی دو مومنوں کی گویا ضیافت کی اس نے حضرت آدم اور حواء علیہما السلام کی اور جس نے ضیافت کی تین کی گویا ضیافت کی اس نے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کی اور جس نے ضیافت کی چار کی گویا ختم کیا اس نے تورۃ اور انجیل اور زبور اور قرآن کو اور جس نے ضیافت کی پانچ کی گویا نماز پنجگانہ باجماعت پڑھی اس نے روز ازل سے قیامت تک اور جس نے ضیافت کی چھ کی گویا آزاد کئے اس نے ساٹھ غلام اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور جس نے ضیافت کی سات کی بند کر دیئے جاتے ہیں اس سے ساتوں دروازے دوزخ کے اور جس نے ضیافت کی آٹھ کی کھول دیئے جاتے ہیں واسطے اس کے آٹھوں دروازے جنت کے اور جس نے ضیافت کی نو کی لکھی جاتی ہیں واسطے اس کے نیکیاں بقدر گنتی تمام دنیا کے گنہگاروں کی ازل سے قیامت تک جو گزرے اور گزریں گے اور جس نے ضیافت کی دس کی اس کو اللہ ازل سے قیامت تک کے نمازیوں اور روزے داروں اور حاجیوں اور عمرہ گزاروں کے نماز روزہ حج اور عمرہ کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

اور علی ہذا تمام رسالہ مسلسلات شیخ ممدوح اسی قسم کی احادیث سے کہ اسانید ان کے بنانے صورت واقعہ مرویہ پر زمانہ صحابہ کرام سے الیٰ یومنا ہذا بغایت مراتب وضوح دال ہیں مملوو مشحون مگر بخوف تطویل اس جگہ بطور مشتے نمونہ خروارے نقل کردیئے۔ اسی قدر ایک دو اسناد احادیث مذکور بلکہ دو سہ اسامی رواۃ اسانید مذکور ہی پر کفایت کی گئی ورنہ تمام اسامی اسانید مسطورہ آنحضرت ﷺ تک اسی طرح مسلسل بیوم عید وغیرہ چلے جاتے ہیں جس کو زیادہ تحقیق منظور ہو رسالہ مذکور کو مطالعہ کرے اور چونکہ بمجرد اطلاع قرب ساعت ولادت باسعادت سے پہلے یا ظہور نور پر سرور حضور تک تمام ملائکہ اور حوران بہشت اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور مریم رضی اللہ عنہا بغرض تعظیم رسول کریم ﷺ باادب تمام کھڑے ہوئے تھے۔ تمام اہل اسلام بلاد ہند اور عرب اور شام بھی ان کی مشابہت اس امر کا کہ ملائکہ علیہم السلام اور حوران بہشتی بوقت ولادت باسعادت بغرض اظہار تعظیم ومسرت کھڑے ہوئے تھے یہ ہے۔

ترجمہ سیرۃ محمدیہ وطریقہ احمدیہ مؤلف مولانا کرامت علی جونپوری اور مواہب لدنیہ اور کتاب السعادت والبشریٰ میں ہے کہ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری اپنی کتاب کبیر میں حدیث طویل میں نقل فرماتے ہیں

اور اس حدیث کو ابونعیم نے بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے تھے کہ حضرت آمنہ والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ فرماتی تھیں کہ جب میرے حمل کی مدت چھ مہینے کو پہنچی تو ایک غیبی آنے والے نے مجھ سے آ کر کہا کہ تم ان کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جو بہتر ہیں تمام عالم سے۔ جب تم ان کو جنو تو ان کا نام نامی محمد ﷺ رکھنا۔ پھر جب مدت حمل ختم ہوئی اور دردزہ پیدا ہوا تو میں نے بہت سی لمبی قد کی عورتیں مثل کھجور کے درخت کی جولڑکیوں عبد مناف سے مشابہ تھیں دیکھیں کہ میری طرف دیکھ رہی ہیں اور میں تعجب سے کہہ رہی تھی کہ ان کو میری خبر کہاں سے ہوگئی۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ ان عورتوں نے کہا کہ یہ آسیہ فرعون کی بیوی ہیں اور یہ مریم بیٹی عمران کی اور ہم سب حوران بہشت ہیں۔ یہ دیکھتے دیکھتے درد بڑھا اور بار بار ایک سے ایک بڑھ کر میں آوازیں سن ہی رہی تھی کہ یکا یک زمین اور آسمان کے درمیان میں سفید کپڑا دیبا کا دور تک تن گیا اور میں نے سنا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اس پیدا ہونے والے بچے کو اجنبی آدمیوں کی نگاہ سے چھپائے رکھو۔ اور میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ چاندی کی چھاگلیں لئے ہوئے معلق درمیان زمین و آسمان کے کھڑے ہوئے تھے۔

اور یہی مضمون مدارج النبوۃ اور معارج النبوۃ میں بھی منقول ہے۔

اور استحباب صورت بنانے اور مشابہت حاصل کرنے کا نیکوں کے ساتھ علاوہ تعامل صحابۂ کرام اور محدثین کے ثابت ہے۔

ان احادیث صحیحہ سے بھی۔ ابن ماجہ میں ہے بَـاكُوْا وَاِلَّا فَتَبَـاكُوْا یعنی روؤ اور رونا نہ آئے تو خوف خدا یا محبت خدا اور رسول میں رونے والوں کی صورت ہی بنالو۔ کہ صراحۃً امر ہے واسطے تشابہ وصورت بنانے کیساتھ افعال حسنہ محسنین ومومنین کے وقت تعذر استحصال ان امور حسنہ کے بھماں کیفیت تحدیث ومعنی، اور حدیث مشتمل ذکر ولادت شریف حضور محدثین سلف وخلف مثل ابن حجر مکی وملا علی قاری وامام جعفر برزنجی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے کہ اقوال ان کے ان شاء اللہ العزیز عنقریب اس باب میں نقل کئے جائیں گے۔

اور نیز جملہ محدثین حرمین شریفین عرب وغرب زمانہ ہذا سے جن کے فتوؤں کی نقل آخر رسالہ ہذا میں ان شاء اللہ العزیز درج کی جائے گی مسلسل بقیام بجمر داستماع و اطلاع ذکر ولادت خیر الانام ﷺ تا اختتام ذکر ولادت خیر و برکت التیام بوقت اجتماع ہر خاص وعام باستماع فضائل سیّد الانام باحسن وجوہ ثابت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ احادیث مسلسل میں اتباع اور تشابہ اس واقعہ کا ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام سے روایت کیا جائے اور قیام معہ دیگر لوازم نہ مشابہ قیام مرویہ کا ہے آنحضرت ﷺ سے نہ صحابہ کرام سے اور تسلسل تشابہ اس واقعہ کا جو فرشتوں سے وقوع میں آئے اہلحدیث میں نہیں پایا جاتا تو جواب اس کا یہ ہے کہ کتب اصول حدیث میں بیان تعریف مسلسل عام ہے کہ تسلسل زمانہ صحابہ سے ہو یا بعد زمان صحابہ تابعین سے یا بعد زمان تابعین اور تسلسل تشابہ شئ مرویہ عن الملائکہ ہو یا عن الصحابہ یا عن غیرہم۔

ترجمہ چنانچہ نزہۃ النظر شرح نخبہ میں ہے کبھی تسلسل اوپر کی جانب سند میں ہوتا ہے جیسے حدیث مسلسل بالاولیت میں سلسلہ اوّل بیان کرنے حدیث مسلسل بالاولیت کا حضرت عبداللہ ابن السلام رضی اللہ عنہ سے حضرت سفیان بن عینیہ تک ختم ہو جاتا ہے اور جس کسی نے اس حدیث کو مسلسل بالاوّلیت آخیر تک نقل کیا ہے اس کا وہ وہم ہے۔(مترجم کہتا ہے ممکن ہے کہ بیچ میں منقطع ہو گیا ہو اور اخیر میں ہمارے سلسلہ کے محدثوں نے پھر اختیار کر لیا ہو۔ چنانچہ ہم کو ہمارے بعض اساتذہ سے یہ حدیث مسلسل بالاولیت ہی پہنچی ہے جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہ حدیث جو اوّل میں نے حضور ﷺ سے سنی وہ یہ تھی اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نیام یعنی سلام کو خوب پھیلاؤ اور آپس میں السلام علیک کرتے رہو اور ہر ایک کو کھانا کھلاتے رہو اور صلہ رحمی اختیار کرو اور جب لوگ سوتے ہوں راتوں کو تو نماز پڑھو)

اور شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے علاومہ سخاوی فرماتے ہیں بعض مسلسل حدیث وہ ہے جس میں تسلسل اوّل میں نہیں ہوتا ہے اور بعض وہ ہے جس کے اوسط

میں نہیں ہوتا ہے اور بعض کے آخر میں اسی میں بعد چند سطروں کے ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مسلسل حدیث وہ ہے کہ جس کے استاد کے چند راوی یکے بعد دیگرے وقت بیان حدیث ایک حالت پر گزرے ہیں خواہ وہ حالت راوی کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہو خواہ زمانہ بیان حدیث کے ساتھ خواہ طریقہ بیان کے ساتھ خواہ کسی مکان خاص کے ساتھ اور خواہ وہ صفت راوی کے قول و فعل کے ساتھ تعلق رکھتی ہو یا دونوں (قول یا فعل) میں سے ایک کے ساتھ۔

دلیل خامس

اور نیز استحباب قیام ہذا ثابت ہے باستحسان و استحباب فقہاء معتبرین و محدثین سلف و خلف کہ بعض نے تو ان میں سے تصریح قیام ہذا بغایت تصریح کی ہے۔

ترجمہ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی اپنے مولد کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے افراد سے ایک قیام کرنا بھی ہے وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت ﷺ کے اور اپنی کتاب جواہر المنتظم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی تعظیم آنحضرت ﷺ کی جس میں شرک فی الالوہیت نہ لازم آئے مستحب و مستحسن ہے نزدیک ان لوگوں کے جن کی اللہ نے آنکھیں کھول دی ہیں۔

علامہ سیّد امام جعفر برزنجی اپنے رسالہ عقد الجواہر میں مستحسن فرماتے ہیں کہ بیشک قیام وقت ذکر ولادت مستحسن ہے نزدیک بہت سے اماموں دین متین کے جو صاحب روایات و درایات گزرے ہیں خوشخبری ہو اس شخص کو جس کا نہایت مقصود دل کا تعظیم رسول ﷺ ہو۔ اور علامہ محدث محمد غرب اپنے مولد میں تحریر فرماتے ہیں۔ منظوم ترجمہ

کھڑا ہونا بوقت ذکر مولد خاص سنت ہے
طریقہ عالموں کا ہے یہ راہ اہل ملت ہے

علامہ محمد رفاعی مدنی اپنی کتاب عقد المفرد میں لکھتے ہیں۔ منظوم ترجمہ

قیام ذکر مولد گرچہ سنت عالموں کی ہے
مگر ہے فرض اہل عشق کے مذہب میں بے حجت

علامہ مدالقی فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ جب مداح ذکر ولادت تک پہنچے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں یہ امر بدعت مستحبہ ہے اس واسطے کہ اس قیام سے حضور کی ولادت کی خوشی ظاہر کرنا ہوتا ہے اور آپ کی تعظیم

اور سیرۃ محمد یہ مصنفہ مولانا کرامت علی دہلوی ثم جونپوری میں ہے کہ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوگئی ہے جب آپ کا ذکر ولادت سنتے ہیں بطریق تعظیم کھڑے ہو جاتے ہیں اور اوّل میں یہ قیام وقت سننے نام نامی کے امام تقی الدین سبکی سے ظہور میں آیا اور پھر ان کے زمانہ کے بہت سے مشائخ اسلام نے ان کی اس امر میں پیروی کی اس واسطے امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہترین ان کاموں سے جو ہمارے زمانہ میں جاری ہوئے وہ نیک کام ہے جو ہر برس حضور کی ولادت کے دن آپ کی ولادت کی خوشی میں بغرض اظہار ولادت کی خوشی کے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دن بہت سی خیر وخیرات کی جاتی ہے اور آپ کی محبت میں بہت سے محتاجوں کے ساتھ کھانے کھلانے وغیرہ کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔

اور ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس خوشی کی خاصیت سے ہے کہ وہ خوشی کرنے والا اس برس امن وامان میں رہتا ہے اور سیرۃ حلبی میں ہے کہ بہت سے آدمیوں کی عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب ذکر ولادت سنتے ہیں تو بہ نیت تعظیم رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس قیام کی اگرچہ سلف میں اصل نہیں پائی جاتی مگر یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر نیا کام بدعت سیۂ نہیں ہوتا حالانکہ اس قسم کا قیام وقت ذکر نام نامی آنحضرت علیہ السلام ایک ایسے عالم امت سے پایا گیا جو باعتبار دینداری اور پرہیزگاری کے پیشوا تھے بڑے بڑے اماموں کے۔ جن کا نام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

ہے اور ان کے زمانہ کے تمام علماء نے ان کی پیروی کی اس واسطے کہ بعض علماء سے مروی ہے کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے زمانہ کے تمام علماء جمع تھے اسی حالت میں ایک نعت خوان نے حضرت صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔

قلیل المدح المصطفیٰ ان خط بالذھب
علی ورق من خطٗ احسن من کتب

☆منظوم ترجمہ

تھوڑی ہے مدح مصطفیٰ سونے سے لکھے گر قلم
یاقوت کی تختی پہ گر کوئی بہت نیکو رقم

جو نعت رسول اللہ ﷺ میں تھے اور حضور کی عظمت کا بہت اظہار کیا وقت پڑھنے شعر۔

وان تھض الاشراف عند سماعہ
قیاما صفوفا او بعیثا علی الرکب

☆منظوم ترجمہ

اور سن کر اس کو ہوں کھڑے صف باندھ کر اہل کرم
یا بیٹھ کر گھٹنوں کے بل عشاق شاہ محترم

مذکور کے امام سبکی مع تمام علماء کرام وحاضرین مجلس کے کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت انس ومحبت حاصل ہوا اور اتنی بات پیروی کو کافی ہے۔

کلام بعض آخر میں اگر چہ تصریح نہیں ہے مگر چونکہ کلام ان کی سے نہی قیام ہذا نہیں پائی جاتی لہذا بموجب اَلسُّکُوْتُ فِیْ مَعْرِضِ الْبَیَانِ بَیَانٌ کے کلام ان کا بھی بمنزلہ تصریح بلکہ کلام ان کا چونکہ سرتا پا مشتمل ہے استحباب واستحسان جمیع امور متعاملہ اہل حرمین شریفین وغیرہما پر محفل ہذا میں کہ منجملہ ان کے قیام ہذا بھی ہے۔ کلام ان کا احسن

من التصریح اور چونکہ خوف تطویل رسالہ ہذادامن گیر حال ہے لہٰذا بحسب گنجائش وقت نقل اقوال چند علماء معتبرین مشہورین پر ہی اثبات مدعا کو مقام ہذا میں اکتفا کیا جاتا ہے۔

ترجمہ علامہ قسطلانی شارح بخاری جو اکابر اہل حدیث سے ہیں اور جلیل القدر شافعی ہیں مقصد اوّل مواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے بھی دودھ پلایا تھا جن کو ابولہب نے اس خوشی میں آزاد کیا تھا کہ انہوں نے حضور کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی اور مروی ہے کہ بعد مرجانے ابولہب کے جب حضرت عباس نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کیا حال ہے۔ کہا کہ جہنم میں جل رہا ہوں مگر چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت کی خوشخبری حضرت ثویبہ سے سن کر پیر کے دن میں نے ان کو آزاد کر دیا تھا پیر کی رات مجھ سے عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور جتنا ان دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کی گھاٹی میں پانی آجائے چوسنے کو ٹھنڈا پانی مل جاتا ہے۔

ابن جزری فرماتے ہیں کہ جب ابولہب جیسے کافر کو جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا بوجہ آپ کی خوشی ولادت کے جہنم میں اتنا بدلہ دیا گیا تو اس مومن موحد کو جو حضور کی ولادت کی خوشی کرے اور بحسب قدرت آپ کی محبت میں لوگوں کو کھانا کھلائے یا مٹھائی تقسیم کرے کس قدر ثواب ہوگا۔ بلاشبہ اس کو اللہ کریم سے یہی بدلہ ملے گا کہ اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اور ہمیشہ اہل اسلام ربیع الاوّل میں جو آپ کی ولادت کا مہینہ ہے محفل میلاد کرتے رہتے ہیں اور بہت کچھ خیر وخیرات آپ کی ولادت کی خوشی میں کرتے ہیں اور بوجہ ذکر میلاد مبارک ان پر بہت سی برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اور منجملہ دوسری برکتوں کے اس مجلس کی ایک یہ بھی خاصیت تجربہ میں آئی ہے کہ اس سال مجلس کرنے والا امن و امان میں رہتا ہے اللہ رحم کرو اس شخص پر جو آپ کی ولادت کی راتوں کو عید بنادے۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں فرمایا ہمارے شیخ المشائخ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیشک اس طریقہ معمول پر مجلس میلاد کی اصل قرون ثلاثہ میں نہیں پائی جاتی اور بعد قرون ثلاثہ نیک ارادوں اور خالص نیتوں سے یہ مجلس شروع ہوئی پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام دنیا اور بڑے بڑے شہروں میں اس مجلس کو بہت کچھ خیر و خیرات کے ساتھ کرنے لگے اور آپ کے ذکر میلاد کی بہت کچھ خوشی مناتے ہیں اور بوجہ اس کے ان پر بہت کچھ برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے (اور بعینہٖ اسی قول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں نقل کیا ہے)

اور مولانا محدث مفسر اسمٰعیل حقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں بیچ تفسیر سورۃ الفتح کے زیب قلم فرماتے ہیں کہ منجملہ آپ کی تعظیم کے مجلس میلاد کا منعقد کرنا بھی ہے۔ اور شیخ المشائخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ زیارت شہدائے بدر اور احد سے پہلے حضور کی ولادت کے دن مکہ معظمہ میں تھا وہاں کے لوگ کثرت سے درود پڑھ رہے تھے اور آپ کے ان معجزوں کا ذکر ہو رہا تھا جو وقت ولادت رسول اللہ ﷺ اور قبل نبوت آپ سے ظہور میں آئے تھے جس کو اصطلاح میں ارہاص کہتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے روح کی آنکھوں سے یا جسم کی آنکھوں سے بہت سے نور اچانک چمکتے دیکھے جب میں نے سوچا تو معلوم ہوا کہ وہ نوران فرشتوں کے تھے جو ایسی متبرک مجلسوں میں حاضر رہنے پر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان فرشتوں کے گرد میں نے رحمت کے فرشتوں کے انوار کو دیکھا۔

اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ مکہ معظمہ میں ایسی کوئی مجلس مولد شریف نہیں ہوتی کہ جو قیام تعظیمی اور نعت خوانی اور عود سوزی وغیرہ دیگر اوضاع محفل شریف سے کہ جن کے استحباب پر فتویٰ جمیع علماء و فضلاء مکہ معظمہ اور مفتیان مذاہب اربعہ کہ جو درج آخر

رسالہ ہذا ہے شاہد عادل ہیں خالی ہو۔ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول استحباب اس مجلس متعاملہ حرمین مکرمین میں گزر ہی چکا۔

اب یہاں سے غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر یہ قیام وغیرہ کہ جو محفل ہذا میں ہونا ہی بدعت ہوتا تو ایسی محفل میں نزول ملائکہ اور انوار رحمت کا کیا کام تھا۔

اور کلام شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ الاصفیاء والمحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی استحباب واستحسان جمیع اوضاع واطوار متعاملہ اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً پر محفل میلاد شریف میں کہ منجملہ ان کے قیام بھی ہے صراحۃً اوّل ہے۔

چنانچہ علاوہ عبارات سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ممدوح اپنی کتاب مدارج النبوۃ کی دوسری جلد میں بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ ''وعمل اہل مکہ برین است درزیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود وآنچہ از آداب واوضاع آنست درشب دوازدہم۔

پھر جب استحباب مجلس مذکور میں استحباب جمیع اوضاع ثابت تو استحباب قیام میں کیا شک باقی رہا۔

ہاں البتہ اگر محفل ہذا میں ارتکاب ان امور کا کہ جو شرعاً مطلقاً ممنوع وناروا ہیں مثل استعمال آلات محرمہ ڈھولک ستار وغیرہ بارتکاب افعال محرمہ مکروہہ مثل تال سر گنگری اور مانند نذاعی ہر کس وناکس ریش وبروت بریدہ تارکان جماعت وصلوٰت جمعہ واستماع نغمات اطفال امارد موجب شرور وفتنہ بلا ارادہ ہدایت کیا جائے تو علماء دین متین پر بدین صورت واجب ہے کہ عوام کالانعام کو محفل ہذا میں حاضر ہو کر اور خود متکفل امور مشروعہ محفل مستحبہ ہذا بن کر ان امور مکروہہ سے بطور بیان کرنے آداب مجلس ہذا کے بیان ذکر ولادت شریف سے پہلے بتدریج تام برفق وملاطفت تمام منع کر دے نہ کہ برائیہ افعال مستحبہ متعاملہ بزم شریف کو بھی۔ کس واسطے کہ چونکہ برائی ان افعال

کی اظہر من الشمس ہے۔

چنانچہ باب دوئم میں در بیان آداب محفل شریف قبائح ان امور مذکور کی بموجب احادیث صحاح بتفصیل تمام مذکور ہو چکے اور نیز توجہ فرمائی حضور پرنور صلی علیہ رب الغفور بھی بسمت بزم ہذا مظنون و محتمل چنانچہ تحقیق اس مدعا کی بتفصیل تام ان شاء اللہ عنقریب بیان کی جائے گی لہٰذا بدیں صورت نہ منع کرنا علماء دین کا عوام الناس کو محفل ہذا میں ارتکاب ان امور سے گویا پسند کرنا ناراضگی حضور صلی علیہ رب الغفور کا ہے' نعوذ باللہ منہ' چنانچہ کتب علماء متقدمین سے بھی چونکہ انہوں نے کہیں بعض جہال کو محفل ہذا میں مرتکب ان قبائح کا دیکھا ہے انکار انہی قبائح کا پایا جاتا ہے نہ برأسہٖ انکار جملہ امور مستحبہ متعاملہ محفل شریف و بزم لطیف مولد رحمۃ للعلمین ﷺ کا

ترجمہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ موردالروی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر میلاد میں سماع لہو وغیرہ امور حرام و مکروہ سے بچنا لازم ہے اور جو امور مباح اور موجب فرحت و سرور ہیں ان کا کوئی حرج نہیں چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابن الحاج محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل میں ان بدعتوں پر سخت انکار کیا ہے جو لوگوں نے مجلس ذکر میلاد میں داخل کر لی ہیں جیسے آلات محرمہ کے ساتھ وقت ذکر ولادت گانا بجانا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

اور فرمایا مولانا المحقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ مدارج النبوۃ کے۔

دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند۔ یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور بمیلاد آنحضرت ﷺ و بذل شیر جاریہ وے بجہت آں حضرت ﷺ جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان

از طریقہ اتباع نگردد۔

ترجمہ اور جلد ثانی شامی میں ہے کہ قبیح تر نذر مجلس مولود شریف کی ہے منبروں پر مع سامان گانے بجانے اور کھیل کود کے اور پھر اس سے مقصود ہدیۂ ثواب پہنچانا ہوتا ہے خدمت حضور میں ﷺ۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی انکار انہیں امور قبیحہ مصرحہ قرآن و حدیث اور مذہب علماء و مجتہدان ملت یعنی تال و سرو گنگرے وغیرہ امور متشابہ انہیں امور ردیہ کا پایا جاتا ہے نہ کہ انکار نفس مولد شریف اور قیام تعظیمی وغیرہ امور ثابتہ بقرآن و حدیث و تعامل و تعارف علماء ملت اور اصحاب مذہب کا۔

چنانچہ مضمون ہذا مکتوب ہفتاد و دوم جلد سوم مکتوبات حضرت ممدوح سے واضح اور لائح ہے کہ مکتوب مذکور میں حضرت موصوف بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود۔ در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت باآں بطریق الحان یا تصفیق مناسب آنکہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر بر نہجے خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔

اور مکتوب ۲۷۳ جلد اوّل میں بھی حضرت مجدد الف ثانی نے نہ اہل مولد کو مشرک لکھا ہے نہ مبتدع بلکہ ایک ایسی طرز خاص پر بحسب مقتضاء وقت مصلحۃً انکار فرمایا ہے کہ جس کے سبب سے رنگ ڈھنگ سماع و آلات واوضاع موسیقی اس محفل شریف سے مطلقاً اٹھ جائے تا کہ جہال کبائر و محرمات کے مرتکب ہو کر مستحل کبائر کے نہ ہو جائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"ومبالغہ فقیر دریں باب بجہت مخالفت طریق خود است"۔ اور نیز یہ امر مطالعہ

دیگر رقعات شیخ ممدوح سے زیادہ تر واضح ہے کہ شیخ موصوف سماع سے کس قدر متنفر ہیں۔ نہ کہ انکار نفس مولد چنانچہ یہ بات عبارت رفعہ منقولہ سابقہ حضرت ممدوح سے بغایت درجہ وضوح کس واسطے کہ فرماتے ہیں در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد و نعت خواندن چہ مضائقہ است"۔

مطالعہ ہر دو مکتوب مذکور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھیں نہج قبیح یعنے برعایت تال و سرگنگری معہ ڈھولک ستار اس امر شریف کو کسی گروہ ناشائستہ نے زمانہ حضرت موصوف میں رواج دیا ہوگا اور باوجود سمجھانے علماء کے ارتکاب ان امور سے باز نہ آیا ہوگا کہ اس کے ڈر یا خوف اور خوف زدہ ہو کر بحسب کثرت محبت سنت و فقہ حنیفہ آگے عبارت مذکور کے بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ "مخدوما بخاطر فقیر میرسد تا سد ایں باب مطلقا بکنند۔ بوالہوساں ممنوع نمیگر دند اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ تقضی الی کثیرہ قول مشہور است۔ والسلام"۔ اور بیشک جس وقت عوام کالانعام امور محرمہ مکروہہ کو بوسیلہ کسی امر نیک کے حلال یا مباح جاننے لگیں یا خوف استحلال محرمات و مکروہات یا ارتکاب محرمات و مکروہات مثل ڈھولک ستار تال سرگنگری ان کی عادات سے مفہوم ہو اس وقت علماء پر ضروری ہے کہ طبیب باطنی اور حکماء روحانی ہیں مانند طبیب بدنی کی کہ بعض اوقات بخوف ترقی و شدت مرض بعضے اعضاء کو کہ جن کے ساتھ امور ضروری اور حاجات لابدی متعلق ہیں کاٹ ڈالتا ہے۔

لاریب برائسہ ان امور مستحبہ و مستحسنہ اور مباحہ سے بھی مع ان امور قبیحہ کے منع کریں مگر اس وقت کہ جب ازالہ ان محرمات و مکروہات سے بغیر ترک کرنے ان امور مستحبہ مستحسنہ کے بالکل مایوس ہو جائے نہ کہ ابتدأ مثل طبیب بدنی کے کہ ازالہ مرض سے ساتھ دیگر معالجات کے جب مطلقا مایوس ہو جاتا ہے جب لاچار آخر الامر کاٹنے اس عضو فاسدہ کا مرتکب ہوتا ہے نہ کہ ابتدأ اقتدا کرنے کو ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

کہ انہوں نے جب عورتوں کا جماعت کے واسطے مساجد میں آنا موجب فساد اور استحلال محرمات دیکھا ایک طرز خاص پر ان کو حضور جماعت سے منع فرما دیا تھا۔

ترجمہ چنانچہ بخاری شریف مین ہے حضرت یحییٰ فرماتے ہیں فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر دیکھتے رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو جو عورتوں نے اب اختیار کی ہیں البتہ بتاکید ان کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد سے منع کر دیا تھا۔ حضرت یحییٰ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئی تھیں۔ فرمایا ہاں!

کرمانی شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح اس طرح فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ وقت خوف فتنہ وفساد اہل زمانہ عورتیں مسجد میں نہ آئیں۔

چنانچہ بموجب اسی حدیث اور دیگر احادیث کے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ عورتیں نماز کو مسجد میں نہ آئیں۔

ترجمہ کنز میں ہے اور عورتیں جماعت سے نماز پڑھنے کو نہ آئیں اور ہدایہ میں ہے کہ مکروہ تحریمہ ہے عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنے کو مسجد میں آنا۔ اور کفایہ میں سب کچھ لکھ کر آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتویٰ اس زمانہ میں اسی پر ہے کہ تمام نمازوں کیلئے عورتوں کو مسجد میں آنا مکروہ تحریمہ ہے بوجہ فساد اہل زمانہ کے۔

اور بصورت عدم وجود ارتکاب محرمات ڈھولک ستار وغیرہ اور معدومیت خوف استحلال محرمات ایسے امور شریفہ ثابتہ بقرآن وحدیث بعضہا بعبارت النص وبعضہا باشارۃ النص سے بدعت سیئہ قرار دے کر منع کرنا لاریب مانع خیر بننا ہے اور مانع خیر سے بڑھ کر اور کون سا شقی ہوگا کہ جس کے بیان برائی میں معہ بیان بھلائی صاحب خیر سیّد الانبیاء ﷺ یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ ابن ماجہ میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بعض آدمی کھولنے والے ہیں دروازوں بھلائی کے اور بند کرنے والے دروازوں برائی کے اور بعض اس کے برخلاف۔ خوشخبری ہو جو اس شخص کو جس کے ہاتھوں کو اللہ بھلائی کا کھولنے والا بنادے اور ویل ہو اس شخص کو جس کے ہاتھوں کو برائی کا کھولنے والا بنایا جائے اور اسی کے ہم معنی دوسری حدیث حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دیکھو صحابہ اور فقہا نے تو خیر کثیر کے ساتھ میں اگر کوئی برائی بھی دیکھی ہے تو بخوف لزوم انکار خیر اس برائی کے منع کرنے میں بھی تامل کیا ہے۔

ترجمہ باب العیدین مضمرات میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ عید کے دن سوار تشریف لے جارہے تھے اور آپ کے ساتھ ساٹھ یا ستر بزرگ رؤسائے عرب سے تھے اور سب تکبیروں کے ساتھ رطب اللساں اسی حالت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو قبل نماز عید نماز پڑھتا دیکھ کر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ تو نماز عید سے پہلے کوئی نماز نفل نہیں پڑھا کرتے تھے عرض کیا گیا پھر آپ کیوں نہیں منع فرماتے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں اس آیت کا مصداق نہ بن جاؤں اَرَاَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡھٰی عَبۡداً اِذَا صَلّٰی یعنی اے ہمارے محبوب تو نے اس شخص کو دیکھا کہ جو نماز پڑھتے کو منع کرتا ہے۔

اور درمختار میں ہے کہ عید کے دن قبل نماز عید کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے اور عید گاہ میں بعد نماز عید عام علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے ہاں گھر آکر اگر چار رکعت پڑھے تو مستحب ہے مگر یہ حکم خاص لوگوں کے واسطے ہے عوام اگر پڑھیں یا راستہ میں آواز سے تکبیر کہیں تو ان کو منع نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منع فرمانے سے احتراز کیا تھا۔

اور تجنیس میں ہے شمس العلماء حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں نماز میں سستی

کرنے والے لوگوں کو اگر وہ طلوع آفتاب کے وقت بھی پڑھیں منع نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ پھر وہ مطلقاً نماز صبح کو چھوڑ ہی دیں گے۔

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ کے بیان خلق اڑتالیسویں میں جس کا نام فتنہ رکھا ہے۔ اخلاق یہود و نصاریٰ سے جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منجملہ ان فتنوں کے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ خوبی اور عمدگی کے ساتھ عبادت نہیں ادا کر سکتے ان پر ایسی سختی کرنا کہ سرے سے عبادت کو ہی چھوڑ بیٹھیں۔

بعدہٗ اس کی مثال میں علامہ شمس الدین حلوائی رحمۃ اللہ علیہ روایت جو تجنیس سے نقل ہو چکی بحوالہ مصطفیٰ شرح نسفیہ علامہ امام اجل زاہد بے بدل جمال الدین محبوبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ اور اسی قسم سے ہے جماعت سے صلوٰۃ رغائب اور صلوٰۃ لیلۃ القدر اور مثل اس کی دوسری نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے منع کرنا اس واسطے کہ اگرچہ جماعت سے نوافل پڑھنے کو (خصوصاً عام بلاوے اور شہرت کے ساتھ) علماء نے مکروہ لکھا ہے مگر اگر بلاتداعی و شہرت اگر لوگ باجماعت پڑھیں اس زمانہ میں ممانعت کا فتویٰ دینا مناسب نہیں۔ تاکہ ان کی رغبت بھلائی سے کم نہ ہو جائے۔ اس واسطے کہ بغیر اذان و تکبیر اور عام بلاوے کے علاوہ تراویح جماعت سے سنت نفل پڑھنا مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

ابن صلاح جو اکابرین محدثین شافعیہ سے ہیں بلا کرامت جائز فرماتے ہیں۔ اور جواز جماعت نوافل میں متاخرین حنفیہ نے بہت سے رسالے لکھے ہیں۔ لہٰذا عوام کو نوافل کے جماعت سے روکنا اور ان کو ایسے کار خیر سے نفرت دلانا مناسب نہیں۔ اس واسطے کہ بسا اوقات دیکھا ہے جب شبینہ اور جماعت نفل سے روکے جاتے ہیں تو نہ علیحدہ نوافل پڑھتے ہیں نہ ورد و وظیفہ یا تلاوت قرآن اور پھر شب شعبان یا لیلۃ القدر اور

ستائیسویں شب رجب اور اوّل شب جمعہ رجب کو مسجدوں میں اکٹھے ہوکر دینوی باتوں میں مشغول ہو جاتے یا آتش بازی چلانے میں۔ اور اسی قسم سے ہے لوگوں کو ذکر جہر اور نعت خوانی کی مجلسوں سے روکنا اس واسطے کہ اگرچہ فقہاء حنفیہ نے بلند آواز سے ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے۔ اس واسطے کہ ائمہ شافعیہ مثل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کی (اور نیز بعض حنفیہ) ذکر جہر اور مجلس نعت خوانی کو مستحب جانتے ہیں بوجہ ثابت ہونے ذکر جہر اور نعت خوانی کے مساجد میں بموجب احادیث صحیحہ۔

اسی طرح مصافحہ کرنے سے بعد نماز فجر و عصر عوام کو روکنا ہے اس واسطے کہ اگرچہ بعض حنفیہ نے اس کو خصوصیت کے ساتھ بدعت سمجھ کر مکروہ لکھا ہے مگر مطلقاً مصافحہ کرنا جو سنت ہے اگر عقیدۃً ان دو وقتوں کی قید کو عادت سمجھا جائے نہ مستحب تو پھر اس مصافحہ کے بھی سنت ہونے میں کیا کلام ہے۔ حالانکہ امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء نے دونوں وقتوں کی تخصیص کو بھی بدعت مباحہ قرار دیا ہے لہٰذا ایسے امور خیر سے جن کو بعض ائمہ اسلام نے جائز رکھا ہے واعظوں کو روکنا مناسب نہیں۔

اور اسی قسم سے ہے مزارات اولیاء اللہ اور صالحین کی زیارت کو جانا اور ان کے مزارات سے برکت حاصل کرنا اور اس طرح نذر ماننا کہ اگر فلاں مریض کو شفا ہوگی یا فلاں آدمی جو غائب ہے اگر آ گیا تو اس قدر کھانا یا شیرینی آپ کی نذر کروں گا اس کو بطریق مجاز نذر کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت مراد نذر ماننے والے کی یہ ہوتی ہے کہ اگر اللہ آپ کی دعا سے یہ کام کر دے گا تو میں آپ کے مزار کے خادموں کو اس قدر کھانا یا شیرینی کھلا کر اس کا ثواب آپ کو پہنچاؤں گا۔

اس واسطے فقہائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی فقیر کو بطریق قرض کچھ دیا اور نیت یہ رکھی کہ میں اس کو زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اس واسطے اعتبار معنی کا ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا (اسی طرح گیارہویں وغیرہ میں جو کھانا یا شیرینی

دولتمندوں پر تقسیم کی جاتی ہے اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دولت مندوں پر ہبہ کیا جاتا ہے اور فقراء پر بطریق صدقہ۔ اور اس ہبہ اور صدقہ کا ثواب پہنچایا جاتا ہے) لہٰذا صدقہ غنی پر ہبہ کے معنی میں بولا جاتا ہے اور ہبہ فقیروں پر صدقہ کے معنی میں۔

چنانچہ شیخ ابن حجر مکی جو ائمہ شافعیہ سے ہیں اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں نذر اولیاء اللہ جو انتقال فرما گئے اگر اس نذر میں ناذر یہ دوسری نذر مان لے کہ جس کھانے یا مال کا بلفظ نذر میں آپ کو ثواب پہنچاؤں گا وہ مال آپ کی اولاد یا آپ کے خلیفہ یا آپ کے مزار کے خادموں ہی پر خرچ کیا جائے گا تو یہ نذر صحیح ہے اور انہی پر خرچ کرنا ناذر پر واجب ہو جاتا ہے اور اس امر کے بیان میں بہت بسط فرمایا ہے اور اس زمانہ میں اکثر لوگوں کی مراد یہی ہوتی ہے لہٰذا وہ ہی معنی مراد لینے چاہئیں جو ان کی نیت کے موافق ہیں نہ یہ کہ مخالف ان کی نیت کے معنی قرار دے کر ان کو اس کار خیر سے منع کرنا۔

البتہ ایسے کاموں سے منع کرنا ضروری ہے کہ جن کی ممانعت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ جیسے زنا' بیاج' ریا کاری' شراب پینا' اہل اسلام خوش عقیدوں کے ساتھ بدگمانی کرنا' ظلم اور چنگی کی ملازمت' جو سرتا پا ظلم ہے۔ ظلم کرنا' لوگوں کا مال چھیننا' مالی جرمانہ کرنا' اور بیع اور اجارہ میں خیانت کرنا' قاضیوں اور امیروں کا رشوت لینا' غرور اور خود پسندی' اور حسد' سرکشی اور بہتان بندی اور جھوٹ اور فریب اور اپنے نفس کے عیبوں کو بھول کر دوسرے کے عیبوں کی تلاش' اور فحش تہمت لگانے مسلمان مرد اور عورتوں کے سے' اور پردہ دری گنہگاروں سے' اور فحش باتوں کے پھیلانے کی محبت' اور غیبت اور چغل خوری' اور محتاجوں کے ساتھ ٹھٹھا کرنے' اور مسکینوں اور ضعیفوں کے ساتھ مسخرہ پن سے' اور اولیاء اللہ پر طعن کرنے سے' ان کے دین اور اعتقاد میں بوجہ اپنی جہالت اور نافہمی کے ان کے کلام سے' اور انکار کرنے ان کی کرامتوں سے' بعد الوفات اور اس اعتقاد سے کہ بعد الوفات ولی کی ولایت منقطع ہو جاتی ہے' اور منع کرنے لوگوں کے برکت پکڑنے

سے ساتھ اولیاء اللہ کے، اور ماسوا اس کے جو جو قباحتیں ہمارے زمانہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے کہ اپنے زمانہ کے آدمیوں کی حالت اور ضرورتوں کو دیکھ کر ایسی طرز پر نصیحت کرے جس سے وہ فائدہ اٹھائیں۔

بموجب اس قاعدہ کے ہمارے زمانہ میں سب سے اوّل واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے کہ علاوہ امور مذکورہ اس جماعت سے نفرت دلائیں کہ جن کی زبان اور قلم سے توہین رسول اللہ ﷺ نکلی ہے اور نکلتی رہتی ہے حالانکہ علاوہ جمہور علماء سلف وخلف مذاہب اربعہ وہ خود بھی توہین رسول اللہ ﷺ کو کفر جانتے ہیں مگر جو ان کے بزرگوں کی قلم یا ان کی قلم سے کلمات توہین نکل گئے ہیں اور ایک عالم ان کلمات توہین کو توہین انبیاء سمجھتا ہے مگر وہ اپنے کلمات کو کلمات توہین نہیں کہتے اور ان کی بڑی بڑی تاویلات کر کے لوگوں کو خرابی میں ڈالتے ہیں یا منکر احادیث رسول ﷺ ہیں جیسے چکڑالوی یا مدعی نبوت کو بعد رسول اللہ ﷺ سچا جانتے ہیں یا باوجود ثابت ہو جانے دعویٰ نبوت کے اس مدعی نبوت کو مسلمان سمجھتے ہیں یا اس کی تصدیق کرنے والوں کو مسلمان جانتے ہیں۔مثل متعدد فرقوں مرزائیوں کے۔

دلیل ششم

اور نیز تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت ﷺ ثابت ہے ساتھ اشارۃ النص کے کتاب سے بتصریح ملا علی قاری بھی۔

ترجمہ چنانچہ رسالہ مورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں ہے اور فرمان خداوندی میں کہ البتہ آچکے تمہارے پاس ایک رسول مطلق تمہاری جنس سے گراں ہے نیز وہ بات جو تجھ کو رنج میں ڈالے حریص ہیں تمہاری بہتری کے اور مومنوں پر بہت شیفتے اور مہربان یعنی لَقَدْ جَآءَ كُمْ من اشارہ اور آگاہی ہے طرف تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت ﷺ کے اس دار ناپائیدار میں اگر کوئی کہے کہ یہ تعظیم مثبتہ بقول ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ بآیۃ کریمہ اسی وقت کے ساتھ خاص تھی کہ جس وقت آپ رونق افروز اس دار ناپائیدار میں ہوئے تھے اور اب ہر سال تو آنحضرت ﷺ نہیں پیدا ہوتے بلکہ بعضہم بعد ازیں گستاخانہ بے ادبانہ لفظ جنم اشٹمی زبان پر لا کر یہ حدیث شریف پڑھتے ہیں۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ تو جواب اس کا یہ ہے کہ التزام تمام لوازمات تعظیم و سرور کا ہر سال بروز معینہ ہم جنس نزول وظہور اس شئے موجب تعظیم وانشراح کے مثل لوازمات تعظیم وسرور روز نزول وظہور اس شئے باعث فرحت و تعظیم کے کرنا ثابت ہے صراحۃً نص قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ اقوال مجتہدین وسلف صالحین سے۔

ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت کرتے ہوئے۔ اے رب ہمارے اتار تو ہم پر دستر خوان رزق کا آسمان سے کہ ہو وہ دن عید ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے حق میں اور باقی رہے تیری رزاقیت کی نشانی۔ اس کی تفسیر میں صاحب جلالین تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ' تَكُوْنُ عِيْداً سے مراد یہ ہے کہ اس دستر خوان کے اترنے کا دن بسبب عظمت اور شرف کے عید بنا لیا جائے۔

اور یہی مضمون تفسیر مدارک کا ہے اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں رونق افروز ہو کر یہود کو دیکھا کہ دسویں تاریخ محرم کو روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کیسا روزہ ہے یہود نے عرض کیا کہ یہ نیک دن ہے اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ یہ اس کے شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھ پر تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حق ہے لہٰذا آپ نے خود روزہ رکھا اور سب کو روزہ کا حکم فرمایا اور مسلم شریف میں ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ پیر کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ دن میری ولادت کا اور شروع ہونے نزول قرآن کا ہے۔

اور نجات بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام اور نزول قرآن فرقان بین الحق والبطلان اور ولادت باسعادت سیّد دو جہان ﷺ تو ہر سال نہیں ہوتی تھی پھر باوجود اس کے روزہ رکھنا آپ کا ہر سال بروز عاشورہ فقط بدیں جہت بمقتضائے سیاق حدیث اور علیٰ ہذا روزہ آپ کا ہر ہفتہ میں بروز پیر بجہت ولادت سعید و نزول قرآن حمید صاف دال ہے تجدید تعظیم و سرور ہر یوم ہم جنس یوم تعظیم و سرور پر۔

ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مولد کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تعین روز میلاد شریف کی یہ دلیل ہے جو حدیث شریف صحیحین میں ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور یہود کو عاشورہ کے دن موسیٰ علیہ السلام کی خوشی میں نجات ظلم فرعون سے روزہ رکھتے دیکھا آپ نے بھی روزہ رکھا۔اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ خوشی مولود شریف کی بھی ولادت کے دن اسی قسم کی خوشی ہے جس میں شکر ادا کیا جاتا ہے مختلف عبادتوں کے ساتھ اس نعمت پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنے رسول کو پیدا کیا اور ان کے ساتھ ظلمت کفر و شرک سے ہم کو نجات عطا فرمائی اور ردمحتار میں ہے بعض شافعیہ کا قول ہے کہ تمام راتوں میں افضل آپ کی ولادت کی رات ہے۔پھر لیلۃ القدر پھر معراج کی رات۔

اور مدارج النبوۃ میں ہے۔بدانکہ استقرار نطفۂ زکیہ مصطفویہ در صدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا در ایام حج برقول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود ازیں جہت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ لیلۃ الجمعہ را افضل تر از لیلۃ القدر داشتہ کہ خیرات و برکات و سعادات کہ در جنس ایں شب بر عالمیان و مومنان مفاز شدہ در ہیچ شبے نشدہ تا روز قیامت بلکہ تا ابد و اگر ہمیں جہت شب میلاد را افضل از شب قدر دارند نیز مے سزد وقد صرح بہ العلماء رحمہم اللہ

اور اسی میں ہے۔وعمل اہل مکہ معظمہ در زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را در آنچہ از آداب و اوضاع آن است در شب دوازدہم ربیع الاوّل روز دوشنبہ بودہ۔

پس بااین ہمہ ثبوت تام انکار کرنے تجدید تعظیم وسرور میان ایام ہم جنس یوم تعظیم و سرور کو بجز کتمان حق یا عدم وقوف دلائل موثقہ کے اور کیا کہا جائے۔ حالانکہ بااین ہمہ تعیین یوم کو عاملین محفل ہذا سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو تعیین یوم وغیرہ کو فرض یا واجب جانتا ہوتا کہ مورد قباحت ہو بلکہ بلا تعیین یوم بھی یہ عمل شریف اکثر ہوتا رہتا ہے اور علیٰ ہذا ایسے فعل مستحسنہ علماء ومحدثین سلف وخلف کو مشابہ افعال قبیحہ کفار نابکار ٹھہرا کر حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پڑھنے کو بجز تعصب کس بات پر محمول کہا جائے۔ کس واسطے کہ اگر بنظر انصاف معنی تشابہ ممنوعہ کتب فقہ واقوال محدثین سے بغور تمام سمجھ لئے جاتے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ یہ الفاظ کبھی زبان پر نہ آتے اور وہ یہ ہیں جو درمختار میں مذکور ہیں۔

ترجمہ درمختار میں اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے کہ التحیات میں کلمہ کی انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ اشارہ میں رافضیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے سے ایسے امور میں منع کیا گیا ہے جس کو خاص انہوں نے نکالا ہو اور وہ ان کی علامت اور شعار ہو گیا ہو نہ ان امور میں جو فی نفسہٖ سنت یا مستحب یا مستحسن ہوں ورنہ بہت سی سنت جس میں ہماری ان کی شرکت ہے چھوڑنی پڑیگی جس کا کوئی بھی اہل علم سے قائل نہیں اور اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ قول علامہ تورپشتی سے شرح مصابیح میں شرح حدیث بیان اہل بدعت میں منقول ہے کہ جب صحابہ کرام نے خارجیوں کی علامت دریافت فرمائی آپ نے فرمایا سر منڈوانا ہے یہ فرمانا آپ کا اس بناء پر ہے کہ وہ سر منڈوانے میں مبالغہ کریں گے اور ان کے زمانہ امارت میں سر منڈوانا ان کا شعار ہو جائے گا نہ یہ کہ جو سر منڈوائے وہ ہی خارجی قرار دیا جائے اور گمراہ کیا جائے۔ حالانکہ ان کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز روزہ کا اہتمام تم سے زیادہ اور بہتر کریں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اچھی بات کسی بدعتی کے اختیار کر لینے سے بری نہیں ہو جاتی۔

بری وہ ہی باتیں ہوتی ہیں کہ جن سے وہ کج رو اور بدعتی کہلائے جائیں اور اسی کتاب کے باب ''مایفسد الصلوٰۃ'' میں ہے کہ بیشک تشبہ اہل کتاب کے ساتھ ہر بات میں مکروہ نہیں ہے بلکہ انہیں باتوں میں مکروہ ہے جو شرعاً فی الواقع مکروہ ہیں۔ یا جب مکروہ ہے جب مقصود ان کی صورت بنانا ہو۔

ایسے ہی بحر الرائق میں ہے درمختار کی شرح ردالمحتار میں ہے کہ یہ جو درمختار میں ہے کہ ہر بات میں ان کے ساتھ مشابہت مکروہ نہیں ہے اس واسطے فرمایا کہ جیسے وہ کھاتے اور پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے ہیں (البتہ ان کے کھانے پینے کا طریق مکروہ ہے) ایسا ہی بحر الرائق میں ہے شرح جامع صغیر قاضی خان سے۔

اور کتاب التحری سے پہلے ذخیرہ میں ہے۔ حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ جوتیں کوکوں سے سلی ہوئی پہنے ہوئے ہیں' میں نے عرض کیا آپ کے نزدیک کیا ایسی جوتیوں کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سفیان ثوری اور ثور ابن یزید رحمہما اللہ تو مکروہ سمجھتے تھے اس واسطے کہ ایسی جوتیوں میں مشابہت لازم آتی ہے۔ راہبوں کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ رسول ﷺ بالدار جوتی پہنتے تھے حالانکہ وہ بھی راہبوں کے لباس سے ہے۔ حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانے میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ جن امور میں آدمیوں کی بہتری ہو اور بغیر ایسی جوتیوں کے سفر بعید طے کرنا مشکل ہو صورتاً مشابہت لازم آنے میں کوئی حرج نہیں۔

پس جبکہ روایات ہذا سے منصفوں پر باحسن وجوہ واضح ہو چکا کہ تشبہ ممنوع افعال مختصہ کفار اور شعار فرق ضالہ بدعتیان نابکار میں ہے اور افعال مستحسنہ اور امور مندوبہ فی نفسہ لزوم مشابہت کسی فرقہ ضالہ سے زنہار مذموم نہیں ہو سکتی بلکہ مشابہت ممنوع اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کفار یا بدعتیوں سے مشابہت مقصود نہ ہو

تو اب جان لینا چاہیے کہ محفل تجدید تعظیم وسرور ولادت باسعادت سیّدالانبیاء کو مشابہ فعل ناشائستہ کفار شرار بمشابہت مذموم وممنوع خیال کرنا محض خیال خام ہے کس واسطے کہ کسی کا اہل اسلام سے محفل ہذا میں ذرا بھی خیال نیت وقصد مشابہت فعل قبیحہ کفار نہیں ہوتا (نعوذ باللہ من ذالک)

علاوہ بریں لزوم مشابہت کو شرکت بعض افعال قبیحہ میں ضرور ہے حالانکہ یہاں ایک امر میں بھی مشارکت نہیں پائی جاتی کس واسطے کہ فعل کفار الا اعتبار سراسر مشتمل ہوتا ہے افعال کفر وشرک پر بخلاف فعل تقرر بزم ہذا سیّدالانبیاء کے کہ استحباب ہر ایک امر کا امور متعاملہ بزم ہذا سے ثابت ہے بموجب احادیث واقوال فقہاومحدثین کے

اور برتقدیر ثبوت استحباب ہر یک امور مذکور مشابہت بھی لازم آجاتی تو بھی ممنوع ومذموم نہیں ہوسکتا تھا۔ کس واسطے کہ روایات مذکورہ میں گزر چکا ہے کہ امور مستحسنہ ومستحبہ فی نفسہٖ نفس مشابہت کسی کی فرق ضالہ سے بلانیت مشابہت ہرگز مذموم نہیں ہوسکتی بلکہ بعض افعال کفار کا تو بعض اوقات بجہت کسی عمدگی خاص کے خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطلوب ہونا ثابت ہے مثل امر روزہ یوم عاشورہ کے بجہت روزہ رکھنے یہود کے اس دن میں بسبب نجات موسیٰ علیہ السلام کے

اور مانند سیدھے رکھنے آنحضرت ﷺ کے بالوں کو مثل اہل کتاب کی قبل نزول حکم مانگ رکھنے کے ہاں البتہ یہ فعل تعظیم وغیرہ فرحت ونشاط مشابہ فعل ملائکہ تو ہے کس واسطے کہ ملائکہ باستماع خبر ولادت شریف کھڑے تھے اور بہماں صورت ہم بھی وقت ذکر خیر ولادت حضرت رحمۃ للعالمین قبل از ولادت باسعادت وظہور نور نبوت بادشاہ انام بجہت اظہار تعظیم سیّدالانام وذکر ظہور نور رسالت دست بستہ کھڑے ہوجاتے ہیں اور دیگر لوازم محفل شریف مثل عود سوزی واہتمام فرش وغیرہ مشابہ ہیں ساتھ افعال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے چنانچہ روایت شاہد بریں مدعا گزر ہی چکی۔

بریں تقدیر اب حدیث مذکور بدیں طور پڑھنا لازم ہوا کہ بجہت قیام ملائکہ ہم بھی کھڑے ہوتے ہیں اور حصول مشابہت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جملہ اتہام کیا جاتا ہے۔ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ با ایں ہمہ اگر کوئی کہے کہ بموجب روایات ہذا تجدید تعظیم وسرور کا ہر سال تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے مگر مراد تعظیم سے قول مذکورہ ملا علی قاری مستدلہ بآیۃ کریمہ میں فقط ذکر ولادت آنحضرت ﷺ ساتھ کمال خشوع و خضوع معہ تقسیم شیرینی وغیرہ اسباب مسرت ونشاط ہے نہ بہ قیام متعارف اہل اسلام تو سنئے کہ علاوہ برآں کہ مراد لفظ تعظیم مذکورہ قول ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی قیام تعظیمی ہونا ثابت ہے۔ بمقتضائے مقام ہذا بجہت تعارف قیام مذکور کے زمان قدیم سے اور پیش از زمانہ ملا علی قاری نیز ثابت ہے بدیں دلیل کہ تعظیم ہر وقت اور ہر شئے کی جداگانہ ہوتی ہے جیسی کہ عادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ کی حین حیات اور بعد وفات و نیز جملہ سلف صالح کی تعظیم ہر وقت و ہر شئے متعلقہ بآنحضرت ﷺ میں مختلف تھی جیسا کہ شفاء سے قاضی عیاض مین مروی و ماثور ہے اور اس کے مطالعہ کرنیوالے پر اظہر الظہور ہے اور نیز دیگر کتب سیر میں چنانچہ اولاً مختصراً بعض روایات مبالغہ فی التعظیم صحابہ مختلف بحین حیات کہ جس کا سابق میں وعدہ بھی کیا گیا تھا شفاء قاضی عیاض سے بطور نمونہ بیان ہوتی ہے۔

بیان تعظیم صحابہ کا بوقت حضوری حضور اور محبت صحابہ کا آپ کے کھنکار۔ تھوک اور غسالہ کے ساتھ

ترجمہ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں جب جناب رسالت مآب ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا میں نے آپ کے اصحاب کو بمقتضائے ادب آپ کے گرد گردن جھکائے اس طرح بیٹھا دیکھا کہ گویا ان کے سروں پر پرند بیٹھے ہیں (اور وہ ڈرتے ہیں

کہ حرکت کرنے سے اڑ نہ جائیں) اور فرماتے ہیں عروۃ بن مسعود کو حدیبیہ میں جب قریش نے آپ کی خدمت میں بھیجا اور اس نے آپ کے اصحاب کو آپ کی بے حد تعظیم کرتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ کا وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے پاتا اور نہ تھوک اور نہ سنک مگر اس کے لینے کو اتنا جھپٹتے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے پر گر پڑتا ہے۔

اور آپ کے کھنکار تھوک سنک آب وضو کو ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور جسموں پر ملتے ہیں اور جب کوئی آپ کا موئے مبارک گرتا ہے تو آپس میں لینے کو جھپٹتے ہیں اور جب آپ کوئی امر فرماتے ہیں اس کی اطاعت میں ایک پر ایک گرتا ہے اور جب آپ سے بات کرتے ہیں نہایت پست آواز سے بات کرتے ہیں اور بوجہ تعظیم آپ کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ عروہ نے آپ کی خدمت سے لوٹ کر قریش سے جا کر کہا کہ میں کسریٰ کے ملک میں کسریٰ کے پاس او قیصر کے ملک میں قیصر کے پاس اور نجاشی کے ملک میں نجاشی کے پاس گیا ہوں مگر میں نے خدا کی قسم کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اس شان و عظمت کے ساتھ نہیں دیکھا جس شان کے ساتھ میں نے محمد ﷺ کو آپ کے اصحاب کے درمیان میں دیکھا اور کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جتنی آپ کی تعظیم آپ کے اصحاب کرتے تھے۔

دیکھو اس روایت سے مبالغہ فی تعظیم النبی ﷺ صحابہ کا کس قدر ظاہر و باہر ہے۔

بیان تعظیم صحابہ کا وقت تشریف بری حضور ﷺ دولت خانہ کی طرف

ترجمہ ابوداؤد میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ ہمارے درمیان میں نصیحت فرماتے رہتے جب آپ بارادہ تشریف بری کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور جب تک آپ اپنے بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل نہ ہو جاتے اور ہم کو نظر آتے رہتے اس وقت تک ہم کھڑے رہتے۔

اور قسطلانی شرح بخاری کی جلد نہم میں ہے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے بسند قوی

کہ کھڑے ہوئے ہم واسطے رسول اللہ ﷺ کے اور بوسہ دیا ہم نے آپ کے ہاتھ کو اور آپ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو قیام کیا کرتی تھیں اور بموجب آیۃ کریمہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ جس کے معنی تُبَالِغُوْ فِيْ تَعْظِيْمِهٖ ہیں۔ انصار سے وقت سننے خبر تشریف آوری حضور اس قدر مبالغہ قیام تعظیمی میں منقول ہے کہ خبر تشریف آوری رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ کی طرف سن کر محض امید آمد آمد پر بلاناغہ صبح سے دو پہر ڈھلنے تک حضور کے انتظار میں بمقتضاء محبت و تعظیم جس طرف سے مکہ کے قافلے آیا کرتے تھے مدینہ طیبہ سے باہر کھڑے رہتے تھے جسکی تفصیل عنقریب آئے گی۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

بیان بے ایمان ہوجانے کا۔ آپ کے سامنے بلند کرنے آواز یا آپ کے احکام میں دخل دینے سے

ترجمہ باب سوئم شفاء میں ہے فرمایا اللہ جل شانہ نے اے ایمان والومت آگے بڑھوتم اللہ ورسول سے اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور اے ایمان والومت بلند کروتم اپنی آوازوں کو رسول ﷺ کی آواز پر اور نام لے کر مت پکارو آپ کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو ورنہ تمہارے تمام عمل نیست و نابود اور حبط ہوجائیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ مفسرین فرماتے ہیں کہ آیۃ اوّل میں آپ کے آگے چلنے سے ممانعت ہے اور آپ کے کلام میں دخل دینے سے اور یہی قول ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ علامہ سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد آیۃ لَا تُقَدِّمُوْا کے جو فرمایا اِتَّقُوا اللّٰهَ اس کے معنی یہ ہیں کہ ڈرو اللہ سے سستی سے آپ کے حق ادا کرنے میں اور آپ کی تعظیم اور حرمت میں کوتاہی کرنے سے بیشک اللہ سننے والا ہے تمہارے

اقوال کو اور جاننے والا ہے تمہارے افعال کو بعد اس کے تفصیلا بیان فرمادیا کہ آپ کے حضور میں تمہاری آواز تک بلند نہ ہونے پائے۔

ایسا ہی علامہ ابومحمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مروی ہے کہ اس آیت کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قسم ہے اللہ کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک اب میں کبھی حضور کے سامنے ذرا بھی اونچی آواز سے بات نہ کروں گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور میں ایسی پوشیدہ طور پر بات کرتے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی۔

اور جس کسی کو زیادہ توضیح منظور ہو تو چاہیے کہ رجوع کرے طرف شفاء وغیرہ دیگر کتب سیر و حدیث کی۔ جب تعظیم صحابہ بحین حیات بیان ہو چکی تو اب سنیے بیان تعظیم صحابہ وسلف صالح اہل زمانہ مشہور و بالخیر کا اور اقوال ان کے درباره تعظیم بعد وفات آنحضرت ﷺ کے وقت ذکر اسم مبارک اور وقت بیان کلمات معجز سمات اور وقت حضوری مسجد تشریف اور ساتھ اماکن قیام وقعود آنحضرت ﷺ کے اور کیوں نہ ہو حالانکہ تمام اہلسنّت و جماعت متفق ہیں اس بات پر کہ حرمت وتوقیر و تعظیم آپ کی بعد وفات بعینہٖ مثل تعظیم حین حیات ہی ہے۔ چنانچہ شفاء میں ہے۔

ترجمہ جان لینا چاہیے کہ بعد وفات کے بھی آنحضرت ﷺ کی حرمت اور توقیر و تعظیم ویسی ہی لازم ہے جیسی وقت ظاہری حیات کے لازم تھی۔ آپ کا نام آپ کی حدیث آپ کا ذکر آپ کی خصلتیں آپ کے معاملات آپ کی آل واولاد کے ذکر سننے کے وقت جیسے کہ شفاء وغیرہ کتب سیر میں منقول ہے۔

اور نیز شفاء میں ہے حضرت ابوابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہر مومن پر واجب ہے کہ جب آپ کا نام یا آپ کا ذکر سنے بے حس و حرکت ہو کر اس قدر ہیبت اور عظمت آپ کی ظاہر کرے جیسی آپ کی حضوری میں ظاہر کرنا واجب تھا۔

قاضی ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی خصلت تھی ہمارے سلف صالح اور

ہمارے ائمہ کرام کی اور شفاء ہی میں بعد ذکر کرنے لمبی سند کے ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حمید سے روایت ہے کہ

ابو جعفر امیر المومنین نے مسجد رسول اللہ ﷺ میں جب کسی امر میں مناظرہ کیا (ابو جعفر بلند آواز سے بات کرنے لگے) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امیر المومنین کو مسجد رسول اللہ ﷺ میں آواز بلند کرنا روا نہیں اللہ جل شانہ مومنین کو ادب رسول ﷺ سکھلاتا ہے اور فرماتا ہے مت بلند کرو تم اپنی آوازوں کو ہمارے نبی کی آواز پر اور جو لوگ آپ کے حضور میں پست آواز سے باتیں کرتے تھے ان کی اس طرح تعریف فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور آپ کو بلند آواز سے پکارنے والوں کی شان میں بطریق مذمت فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اور خبردار رہو کہ آپ کی حرمت و تعظیم ویسی ہی لازم ہے جیسی حین حیات میں تھی۔ یہ سن کر امیر المومنین ابو جعفر نے نہایت عجز و نیاز سے گردن جھکالی اور عرض کیا کہ اے امام مدینہ ابو عبداللہ امام مالک میں قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ فرمایا آپ کی طرف سے منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ آپ تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن۔

لہٰذا آپ کی طرف منہ کر اور آپ ہی سے شفاعت طلب کر۔ اللہ آپ کی شفاعت تمہارے حق میں قبول کرتا ہے۔ مصعب ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ وقت سننے ذکر رسول اللہ ﷺ کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور اتنا جھکتے تھے کہ اہل مجلس پر شاق گزرتا تھا۔ جب اس معاملہ میں آپ سے عرض کیا گیا فرمایا اگر تم ان لوگوں کو دیکھتے جن کو میں نے دیکھا ہے تو تم پر میرا یہ فعل شاق نہ گزرتا۔ میں نے حضرت حمید بن منکدر کو جو عالموں اور قاریوں کے سردار تھے دیکھا ہے کبھی ان سے کوئی حدیث نہیں

پوچھی گئی مگر آپ کا نام سنتے ہی اس قدر روتے تھے کہ جو دیکھتا ان پر رحم کرتا۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابن المصعب رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے کسی نے آپ سے آ کر حدیث رسول ﷺ پوچھی۔ آپ فوراً ادب سے بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی۔ سائل نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں فرمائی کہ بیٹھ گئے آپ نے فرمایا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ حدیث رسول ﷺ لیٹے لیٹے بیان کروں۔

حضرت ابو مصعب ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث رسول ﷺ بیان فرماتے تو اوّل وضو کرتے پھر حاضری دربار کا سامان کر کے کپڑے پہنتے پھر حدیث بیان فرماتے جب آپ سے اس اہتمام کا سوال کیا گیا تو فرمایا حدیث بیان کرنا حضور ﷺ سے بات کرنا ہے۔

حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لوگ آتے آپ لونڈی کی معرفت دریافت فرماتے کہ حدیث سننے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے۔ اگر وہ کہتے مسئلہ دریافت کرنے تو آپ باہر تشریف لا کر مسئلہ کا جواب دے دیتے اور اگر وہ کہتے حدیث رسول ﷺ سننے کو تو آپ غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے عمامہ زیب سر فرماتے اس کے اوپر چادر اوڑھتے پھر خاص چوکی پر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے اور جب تک حدیث بیان فرماتے عود وغیرہ خوشبو کی چیز جلاتے رہتے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ چوکی خاص بیان کرنے احادیث ہی کے واسطے تھی۔

جریر ابن عبدالحمید ابن عبداللہ قاضی نے کھڑے کھڑے جو آپ سے ایک بار حدیث پوچھی آپ نے فرمایا اس بے ادب کو قید کر دو' لوگوں نے عرض کیا یہ قاضی ہے فرمایا قاضی ادب دیئے جانے کا زیادہ حق دار ہے۔

اسی طرح ہشام ابن غازی نے جو کھڑے کھڑے ایک دن آپ سے حدیث

دریافت کی اس کے بیس درے لگوائے اور پھر رحم کر کر بیس ہی حدیث اس کو ادب سے سنائیں بعد سننے احادیث کے حضرت ہشام نے عرض کیا کہ کاش آپ اس سے زیادہ چابک لگاتے اوراس سے زیادہ احادیث سنادیتے تو بہتر ہوتا۔

اور شفاء ہی میں ہے کہ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سو بار بلکہ اس سے زیادہ قبر مبارک پر حاضر ہوتے تھے اور اس طرح عرض کیا کرتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ حَفْصٍ اور ایک دن آپ کو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھ رکھ کر اپنے منہ پر پھیرتے تھے"۔

سبحان اللہ صحابہ کا تو یہ حال تھا مگر آج کل اگر کوئی ایسا کرے تو نزد وہابیہ تو بالکل مشرک یا بدعتی ہو جائے۔ استغفر اللہ من ذالک اور ابو عبداللہ بوصری رضی اللہ عنہ آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِىْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

کیوں نہ پکڑوں پناہ میں تم سے وقت آنے بلا کے اے شاہا

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر النبی ﷺ فرماتے ہیں بعد وفات آپ کی کے۔

مَا لِعَيْنِىْ لَاتَنَامُ كَاَنَّمَا
كُحِلَتْ مَآ فِىْ بِكُحْلِ الْاَرْمَدِ
جَزْعًا عَلَى الْهُدٰى اَصْبَحَ تَاوِيًا
يٰاخَيْرَ مَنْ وُطِىَ الْحَصَا لَا تَبْعَدِ

☆ منظوم ترجمہ

اُڑ گیا کیوں میری آنکھوں سے ہے خواب راحت
کیوں ہیں بے خوابی کے سرمہ سے مکحل آنکھیں
ہے فراق شہ بطحا میں یہ میری حالت
کاش ہر لحظہ تمہیں دیکھتی رہتی آنکھیں

اور نیز جذب القلوب میں قصہ بلال رضی اللہ عنہ میں ہے۔ ''چوں بقبر شریف رسید گریہ کردوروئے بخاک نیاز مالید''۔ پس جب روایات گذشتہ سے ثابت ہو چکا کہ تعظیم کلام اور ہے اور تکریم سماع اسم ذوی الاکرام اور توقیر حضوری مسجد ملائک قیام اور ہے اور تعظیم اماکن متبرکہ متعلقہ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور

پس علیٰ ہذا القیاس جان لینا چاہیے کہ تعظیم وقت تشریف آوری کے قیام متعاملہ متعارفہ اہل اسلام ہے کس واسطے کہ تعظیم سیّد الانبیاء ﷺ کی وقت رونق افروزی کے اس دار فنا میں مسلمین و مومنین حاضرین اس وقت سے کہ بجز ملائکہ کرام کے اس وقت فیض و برکت میں اور کوئی نہ تھا بہمیں نہج ثابت ہے کہ ملائکہ وطائفہ حوران بہشت وحضرت آسیہ و مریم قبل از ولادت تا ظہور نور حضور کھڑے تھے۔

دلیل خامس

جملہ اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے اور حقوق متبوع حقوق تابع پر مقدم اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تعظیم ذکر احادیث اور اسم مبارک و دیگر اشیاء متعلقہ بآنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وفات حضوری و غیبت میں مثل تعظیم احادیث بوقت حضور حین حیات میں ہے اور حدیث وغیرہ تابع ذات ہیں۔ جب ذکر تابع کی تعظیم وہی بلکہ زیادہ تر اس سے جو کہ حین حیات میں تھی ثابت ہو چکی وذکر متبوع یعنی ظہور نور ذات اقدس کے تعظیم بدرجہ اولی ثابت ہوگئی اور وہ یہی قیام ہے جو بغرض اظہار فرحت صحابہ سے اور کھڑے رہنے ملائکہ سے پے تعظیم ذکر ولادت سیّد الانام اس

وقت میں ثابت ہے۔

پھراب بھی باوصف ایں ہمہ دلائل واضح اگر کسی صاحب کو یہ شک مشکوک وہم میں ڈالے کہ مطلق تجدید قیام میں تو بدیں مناسبت مذکورہ کچھ حرج نہیں بلکہ امور مستحسنہ سے ہے لیکن منع تو ہم بدیں جہت کرتے ہیں کہ فی زماننا ہذا عامۃ الناس اس وقت میں آنحضرت ﷺ کو حاضر وناظر سمجھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر وناظر سمجھنا غیر خدا کو شرک ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ حاضر ناظر سے اگر حضور ونظور بالذات مثل حضور ونظور باری تعالیٰ بہر وقت ولحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط ومفضی الی الشرک ہے الا اہل اسلام میں یہ عقیدہ کسی جاہل اجہل کا بھی نہ ہوگا۔ استغفر اللہ من ذالک

اور اگر معنے حاضر وناظر یہ ہی ہیں کہ روح پرفتوح آنحضرت ﷺ بوقت ذکر ولادت شریف رونق افروز محفل ہوتی ہے یا اس وقت خاص میں بسبب کثرت درود وسلام آپ کو اس محفل مقدس کی طرف ایک توجہ خاص کہ موجب کشف جملہ احوال قائمین ہو ہو جاتی ہے تو عامۃ الناس نہیں بلکہ خاصۃ الناس بعض علماء سلف سے بھی خاص یہ عقیدہ ثابت ہے۔ چنانچہ فتاویٰ علماء اہل حرمین شریفین مندرجہ رسالہ احسن الکلام فی جواز المولد والقیام میں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آخر میں بطور سند نقل کیا جائے گا۔ یہ عقیدہ علماء سلف کا ہونا فتویٰ محمد بن یحییٰ مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ سے یہی ثابت ہے مگر اوّلاً از روئے تفاسیر وکتب عقائد معنی شرک سمجھ لینا چاہیے تا کہ پھر ایراد شبہ لزوم شرک کا وہم بھی خاطر منصفین میں خطور نہ کرے اور وہ غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا ہے' ساتھ اللہ جل مجدہ' کے وجوب وجود یا مستحق عبادت ہونے میں۔

ترجمہ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے شرک اللہ کے واسطے ساجھی بنانا ہے کسی غیر کو مثل اللہ کی واجب الوجود سمجھ کر جیسے مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ (بھلائیوں کے پیدا کرنے والے کو واجب الوجود اور ایزد کہتے ہیں اور برائیوں کے پیدا کرنے والے کو واجب

الوجود وراہرمن) یا شرک نام غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھ لینے کا نام ہے (یعنی غیر اللہ کے سامنے عجز ونیاز اور سر جھکائیں گے ساتھ اس عقیدہ سے پیش آئے کہ میرے جسم و جان اور موت وزندگی کا غیر خدا ایسا ہی مالک ہے جیسا اللہ مثل بت پرستوں کے)

اور ایسا ہی تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ آیۃ کریمہ اِنَّ اللّٰـهَ لَایَغْفِرُاَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں۔

اور یا معنی شرک یہ ہیں کہ اللہ کی صفات میں کہ جملہ صفات اس کی قدیم ہیں یعنی ہمیشہ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور ہر وقت اور ہر لحظہ میں وہ متصف ہے ساتھ ان صفات مقدسہ کے اور معدوم ہونا یک صفت کا بھی اس ذات پاک سے یک آن میں بھی محال ہے۔

ترجمہ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے اور اللہ کی صفتیں سب ازلی ہیں جو بغیر حاصل کرنے کے ہمیشہ سے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور قصیدہ لامیہ میں ہے۔

صفات الذات والافعال طرا

قدیمات مصوفات الزوال

☆ منظوم ترجمہ

سب اس کے فعل اور سب اس کی صفات پاک

ساری قدیم ہیں کہ زوال ان کا ہے محال

غیر اللہ کو شریک کرنا اور مثل صفات قدیم باری تعالیٰ غیر اللہ کے واسطے صفات قدیمہ ثابت کرنا چنانچہ تفسیر ابو سعود میں تحت آیۃ کریمہ سبحان اللّٰہ عما یشرکون کے ہے یہ بیان پاکی اللہ کا ہے شرک سے اور غیر اللہ کے واسطے جو انہوں نے اللہ کی صفات ثابت کی تھیں ان سے جن میں کوئی اس کا شریک (یعنی ساجھی) نہیں ہوسکتا۔

اور یہ سمجھنا قائمین بوقت ذکر ولادت شریف کا کہ اسوقت خاص میں آنحضرت

ﷺ رونق افروز محفل شریف ہوتے ہیں یا آپ کو اس وقت خاص ہیں بسبب کثرت درود وسلام کے اس محفل مقدس کی طرف ایک توجہ خاص کہ بموجب کشف جملہ احوال قائمین درود خوان ہو ہوتی ہے۔ زنہار زنہار شرک نہیں ہوسکتا کس واسطے کہ اس وقت کوئی نہ آپ کی ذات مقدس کو واجب الوجود سمجھتا ہے نہ مستحق عبادت اور نہ کوئی کسی صفت قدیمہ واجب تعالیٰ کو ثابت کرتا ہے ذات نبوی ﷺ کے واسطے کہ یہ قول قائل کہ اس وقت خاص میں ذات محمدی ﷺ کو بسبب کثرت درود وسلام حاضر یا ناظر سمجھتے ہیں نہ دیگر اوقات میں صراحۃً دلالت حدوث پر کرتا ہے اور صفات حادثہ بندہ کو ثابت کرنا کسی کے نزدیک شرک نہیں۔

بلکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تو شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ روح پرفتوح ﷺ ہر وقت مومنوں کے گھروں میں مثل آفتاب کے جلوہ گر رہتی ہے خدا کی دی ہوئی قوت کے ساتھ نہ کہ بالذات عاشقوں کا ہی عقیدہ ہے۔

پس دریں صورت بلا تحقیق لفظ شرک زبان پر لا کر اکثر مسلمین ومومنین خاصہ علماء حرمین مکرمین کو کہ ان کا یہ عقیدہ ہونا ثابت ہے بموجب فتویٰ محمد بن یحییٰ مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ کے کہ عنقریب ان شاء اللہ نقل کیا جائے گا مشرک وکافر ٹھہرا کر مورد اس حدیث صحیح مرویہ مسلم کا بنتا ہے۔

ترجمہ جس نے کہا اپنے بھائی مسلمان کو اے کافر تو دونوں میں سے اس کفر کے ساتھ ایک ضرور ٹھکانا پکڑے۔ گا اگر فی الواقع جس کو کافر کہا ہے وہ کافر ہے جب تو وہ۔ ورنہ کہنے والا۔ با آنکہ بوقت قیام ہذا توجہ خاص فرمانا آپ کا بجانب قائمین مصلین محفل ہذا ایسی توجہ کہ موجب کشت احوال مصلین قائمین ہو بسبب کثرت درود وسلام کے ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ اور اجنار قویہ کے مثل توجہ خاص دیگر اوقات درود خوانی اور سلام رسانی کے۔

ترجمہ شفاء میں ہے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر کثرت سے درود بھیجو کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو میرے اوپر درود بھیجے مگر اس کے درود کو فرشتہ میرے سامنے لاکر پیش کرتا ہے اور نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا آپ پر اس طرح درود بھیج رہا ہے اور تفسیر آیۂ کریمہ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا در منثور میں ہے۔ بسند صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اوپر درود بہترین صیغوں کے ساتھ بھیجا کرو اس واسطے کہ تمہارے درود میرے اوپر مع تمہارے ناموں اور جسم اور صورتوں کے پیش کئے جاتے ہیں۔

اور نیز بدیں عنوان کہ فلان ابن فلان مثل کمترین بندگان ابو محمد سیّد احمد المعروف بہ دیدار علی بن سیّد نجف علی یسلم علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک پہنچانا ملائکہ کا درود کو حضور اقدس میں ثابت ہے۔ بموجب روایت ہذا۔

جذب القلوب مذکورہ باب فضائل و آداب صلوٰۃ بر سرور کائنات کے کہ از اتم و اعظم رغائب صلوٰۃ عرض اسم مصلی است در حضور فائض النور سرور انبیاء ﷺ

☆ منظوم ترجمہ

مژدہ باد اے دل کہ تیرا ذکر اور وہ جناب پاک
کج روی سے پاک ہوجا اور خودی سے صاف و پاک

در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما میرود و تبلیغ ملائکہ سیاحین صلوٰۃ او بحضرت رسالت پناہ ﷺ بایں عنوان کہ فلاں بن فلاں مثل کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ اور نیز بموجب ان احادیث کے۔

ترجمہ چنانچہ دیلمی اور شفاء قاضی عیاض میں ہے بسند مرفوع حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب درود بھیجو تم اوپر میرے پس اچھے

لفظوں سے درود بھیجو اس واسطے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ میرے اوپر پیش کی جاتی ہے۔
لہٰذا اس طرح کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتِمَ النَّبِیِّیْنَ

اور سیرۃ احمدیہ طریقہ محمدیہ میں ہے ابن ماجہ سے ساتھ سند جید کے حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم جمعہ کے دن بہت کثرت سے میرے اوپر درود بھیجا کرو اس واسطے کہ جمعہ وہ دن ہے کہ جس میں خاص ملائکہ مقربین حاضر ہوتے ہیں اور بیشک کوئی میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر جب تک وہ درود سے فارغ ہو مجھ پر اس کی درود پیش ہوتی رہتی ہے۔

حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور بعد وفات کے درود پیش ہونے کی کیا صورت ہوگی فرمایا بیشک اللہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر یہ کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔

بعد نقل حدیث ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر میں رزق دیئے جاتے ہیں اور طبرانی کے لفظوں کے یہ معنی ہیں کہ کوئی بندہ میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے جہاں کہیں بھی ہو راوی ان دونوں حدیثوں کے ثقہ ہیں مگر منقطع ہے اور مقدمہ شیخ میں ہے کہ منقطع جس کو مرسل بھی کہتے ہیں نزدیک امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے مطلقاً مقبول ہے۔

اور دیباچہ دلائل الخیرات میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ خبر دیجئے ان درود پڑھنے والوں کے درود سے جو آپ سے غائب ہیں اور ان کے حدود سے جو آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود کا آپ کے حضور میں کیا حال ہے اور ہوگا۔ فرمایا میں اہل محبت کے درود تو خود سنتا ہوں اور سنتا رہوں گا اور ان کو پہچانتا ہوں ان کے علاوہ دوسروں کے درود میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں اور

پیش ہوتے رہیں گے۔

اگر کوئی کہے کہ ان احادیث مذکورہ سے اثبات توجہ خاص محمدی ﷺ کا بیچ جمیع اوقات درودخوانی کے ہے پھر قیام بجہت توجہ احمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام وقت درودخوانی ذکر ولادت شریف ہی مخصوص رکھنا تحکم ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مقصود ہمارا نقل روایات ہذا سے تو فقط اتنا ہی تھا کہ اس وقت خاص میں بھی آپ کو بوجہ کثرت صلوٰۃ وسلام بجانب حاضرین بزم شریف چونکہ ایک نہج کی توجہ خاص ہوتی ہے اگر معہ دیگر وجوہات مذکورہ مؤیدہ تخصیص قیام بوقت خاص درودخوانی ذکر ولادت سیّدالانام بوجہ توجہ فرمائی سیّد الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام بجانب محفل ہذا بھی قیام کیا جائے تو بھی کچھ حرج نہیں بلکہ بجہت استحباب سلف بدیں نیت نیز مستحب ہے نہ یہ کہ فقط بوجہ نفس توجہ شریف ہی کے قیام کیا جاتا ہے بلکہ وجوہات قیام تو علاوہ بریں سابق ازیں بتفصیل تمام مذکور ہو چکی ہیں حالانکہ فقط بوجہ نفس توجہ شریف ہی اگر قیام ہذا بدیں نیت کیا جائے کہ بعد حصول توجہ خاص چونکہ بموجب کشف آپ کا تشریف لانا بزم ہذا میں ثابت ہے لہٰذا تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں جب بھی کیا ہرج ہے۔ دیکھو فتویٰ محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ میں ہے۔

ترجمہ ہاں مستحب ہے قیام وقت ذکر ولادت آنخضرت ﷺ کے اس واسطے کہ مستحسن رکھا ہے اس کو بہت سے علماء دین اور پیشوایان اسلام نے وہ فرماتے ہیں وقت ذکر ولادت آپ کی روح مبارک رونق افروز مجلس ہوتی رہتی ہے۔

اور نیز بموجب بیان کرامت ترجمان آنخضرت ﷺ کے رویائے صادقہ مومنین ہیں۔

ترجمہ رسالہ ترویح الجنان مولانا عبدالحی مرحوم میں ہے کتاب النصیحۃ سے کہ ایک آدمی نعت خوان تھا اور حقہ بھی پیتا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم مولد شریف پڑھتے ہو تو ہم رونق افزائے مجلس ہوتے ہیں۔ مگر جب حقہ

آ جاتا ہے تو ہم فوراً مجلس سے واپس ہو جاتے ہیں۔

دلیل سادس

رونق افروز ہونا حضور اکرم ﷺ کا بوقت ذکر ولادت شریف ہر اس محفل ذکر ولادت شریف میں کہ بموجب کثرت محبت حبیبنا ﷺ کہ وہ نشانی ہے ایمان کی منعقد کی جائے مظنون ہے۔

ترجمہ فرمایا نبی ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے کبھی تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کو مجھ سے محبت ماں باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔ یہ حدیث بخاری کی ہے۔

لہٰذا برائے استقبال بانتظاری تشریف آوری حضور صلی علیہ رب الغفور بحسب امکان معہ اشتمال نیت تعظیم قدوم ممیت لزوم قیام ہذا کرتے ہیں تو بھی زنہار خالی استحباب سے نہ ہوگا بجہت صحت ظن مذکور اور اباحت نیت مسطور کے اس واسطے کہ اس قسم کا قیام برائے استقبال و تعظیم سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آپ جہاد سے تشریف لاتے تھے اور نیز برائے تعظیم قدوم بانتظار تشریف آوری سیّد الانبیاء باوصف مظنون ہونے تشریف آوری حضور کے صحابہ کرام اٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ چند روز تک صحابہ کا بانتظار رسول اکرم بیرون حد مدینہ منورہ جا جا کر واپس پھر پھر آنا صاف دال بریں مدعا ہے اور ثابت ہے صحابہ کرام سے معہ تقریر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بحسب اشارۃ النص کہ وہ قطعی الدلالت ہے ایجاب حکم میں مثل عبارۃ النص کی۔

ترجمہ نور الانوار میں ہے کہ بلاشک عبارت اور اشارۃ ثبات مدعا میں قطعی الدلالت ہوتی ہے اس واسطے کہ باب استقبال الغزاۃ بخاری شریف میں ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ حضرت سائب ابن یزید فرماتے تھے کہ وقت تشریف آوری رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر سے ہم تمام لڑکوں کیساتھ ثنیۃ الوداع تک مدینہ طیبہ سے حضور کے استقبال

کو جایا کرتے تھے۔

اور ایک حدیث طویل بخاری شریف میں ہے کہ جب مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کی خبر پہنچی اور انہوں نے سنا کہ آپ مکہ معظمہ سے روانہ ہو چکے روز علی الصباح تمام مسلمان مقام حرہ تک پہنچ کر آپ کی انتظار کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت غالب آنے دو پہر کی گرمی کے واپس لوٹتے چنانچہ ایک دن واپس لوٹ کر اپنے گھروں میں پہنچ گئے تھے کہ ناگاہ ایک یہودی اپنے ٹیلوں سے ایک ٹیلہ پر آ کر آپ کو دیکھنے لگا کہ اس کی نگاہ رسول اللہ ﷺ پر پڑی کہ آپ نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پھر بلند آواز سے بے اختیار پکارا کہ اے اہل عرب یہ تمہارے مقصود ہیں جن کی تم کو انتظار تھی، یہ سنتے ہی تمام مسلمان مسلح ہو کر مقام الحرہ میں آپ سے جا ملے۔ حضور سب سے داہنی طرف ہو کر بنی عمرا بن عوف میں ماہ ربیع الاوّل کے پیر کے دن جا رونق افروز ہوئے۔

اور محض گمان آمد آمد پر جب استقبال کو نکلنا بعبارۃ النص ثابت ہے، تو محض گمان آمد پر قیام کرنا بغرض تعظیم بموجب کشف ورؤیاء صالحین دلالۃ النص سے ثابت ہے اگر کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ یہ تقریر تمہاری مورد چند شکوک ہے کہ ارتفاع ان کا ضرور ہے۔ اوّل یہ کہ قیام صحابۂ کرام برائے تعظیم واستقبال بظن تشریف آوری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسبب سننے خبر رونق افروزی آپ کی کے زبانی مردمان آئندہ مدینہ منورہ کے تھا اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل ہذا میں مظنون ہے باستماع رویائے مومنین اور الہام علماء ربانی وقدوۂ فضلاء حقانی کے کہ وہ شرع شریف میں قابل اعتماد نہیں۔

ترجمہ چنانچہ ملا علی قاری رسالہ مقدمۃ السالمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سوائے پیغمبروں کے خواب کے کسی کے خواب پر اعتماد نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ اس کو کسی امر کے کرنے کو یا نہ کرنے کو مخالف قواعد اسلام فرماتے ہیں تو

باجماع علماء اس کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور حرز الثمین میں ہے کہ خواب کے حکم اور کشفی باتوں پر شرعی احکام میں اعتبار نہیں کیا جاتا۔

شک دوم

یہ کہ قیام ہذا بحسب احادیث مذکورہ ثابت ہے۔ بدلالۃ النص یا اقتضاء النص اور خروج برائے استقبال ثابت ہے بعبارۃ النص۔ پھر اس کی کیا وجہ کہ امر ثابت بدلالۃ یا اقتضا النص کو عمل میں لاتے ہو اور امر ثابت بعبارۃ النص پر کہ وہ خروج برائے استقبال ہے عمل نہیں کرتے۔

شک سوم

یہ کہ قیام تعظیمی صحابہ بعزم استقبال حین حیات آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھا کہ آنکھوں سے دیکھ کر تعظیم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قرین قیاس تھی اور بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کسی شخص معظم کی تعظیم شرع میں نہیں آئی اور نہ قرین قیاس۔

شک چہارم

یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو باوصف آنکھوں سے دیکھنے کے بھی کھڑے ہونے کو برائے تعظیم کہ جو قرین قیاس ہے منع فرما دیا تھا اور بسبب مکروہ جاننے حضور ﷺ کے قیام تعظیمی کو کوئی برائے تعظیم نہیں کھڑا ہوتا تھا۔

ترجمہ چنانچہ ابوداؤد میں ہے حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار عصائے مبارک پر تکیہ لگائے ہوئے باہر تشریف لائے ہم آپ کے واسطے کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا ایسے مت کھڑے رہو جیسے عجمی کھڑے رہتے ہیں اور ان کا بعض بعض کی تعظیم کرتا ہے اور ترمذی شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کوئی شخص رسول ﷺ سے زیادہ صحابہ کرام کو پیارا نہ تھا مگر باوجود اس کے جب آپ کو

دیکھتے کھڑے نہ ہوتے کس واسطے کہ جانتے تھے کہ آپ کو اسی طرح کھڑے ہونے سے کراہیت ہے۔

شک پنجم

یہ کہ چونکہ قیام ہذا بدوں دیکھنے شخص معظم کے دست بستہ وقوع میں آتا ہے لاریب مشابہ ہے ساتھ قیام مخصوصہ نماز کے کہ وہ مخصوص عبادۃ ہے لہٰذا بدیں جہت بیشک موہم شرک ہے۔

شک ششم

یہ کہ قیام ہذا بظن رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر یک بزم ذکر ولادت شریف میں ہوتا ہے اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر یک بزم ذکر ولادت شریف میں ممنوع ہے بجہت منعقد ہونے لاکھوں محافل متبرکہ ذکر ولادت شریف کے یک وقت خاص میں کہ یک ذات مقدس آنحضرت ﷺ کا یک وقت خاص میں درمیان جملہ محافل ہذا کے رونق افروز ہونا ہی محال ہے عند العقل والنقل با آنکہ اطراف زمین سے یک جگہ بھی سیر کرنا افعال مخصوصہ حیات ہیں چہ جائیکہ لاکھوں جگہ لہٰذا بلاشبہ قیام ہذا بھی ممنوع اور ہفتم یہ کہ اتنے یوں بعید سے آپ کو ہر یک محفل کی خبر ہونا محال ہے کہ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ پھر بغیر حصول خبر آپ رونق افروز ہر یک محفل کیوں کر ہو سکتے ہیں تو امید کہ اجوبہ جملہ شکوک بنظر انصاف بغور تمام ملاحظہ فرما کر ہرگز انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں تعصب کو کام نہ فرمائیں کہ اَلدِّيْنُ نَصِيْحَةٌ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ اور وہ یہ ہیں۔

جواب شک اوّل

بیشک الہام اولیاء اللہ اور امر آنحضرت سیّد الانبیاء ﷺ میان رویائے صالحہ مومنین اثبات کسی حکم میں احکام حلت وحرمت سے اگر وہ حکم مخالف ہو ساتھ قواعد اسلام

کے زنہار زنہار قابل اعتبار نہیں چنانچہ قول مذکورہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جو اثبات شک اوّل میں ذکر کیا گیا ہے صاف دال بریں مدعا ہے۔ لیکن الہام اولیاء اللہ اور امر سیّد الانبیاء ﷺ میان رویائے علماء صلحا کے اگر موافق شرع شریف ہو تو بیشک سزاوار ہے ہم کو عمل کرنا اس پر اور جائز ہے اخذ کرنا ساتھ اس کے۔

ترجمہ چنانچہ نور الانوار میں ہے الہام اولیاء اللہ کا اگر شریعت کے موافق ہو اس کے حق میں حجت ہے اور دوسروں کو اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہوتا۔ لیکن بطریق ادب دوسرے اس پر عمل کریں تو کوئی حرج نہیں اور عارف ابن جمرہ اندلسی بہجۃ النفوس شرح مختصر بخاری میں فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت ﷺ کی خوبصورت شکل میں زیارت کرے وہ دلیل اس کے دین کی خوبی کی ہے۔ اور اگر آپ کے کسی اعضاء میں عیب یا نقصان پائے تو وہ دلیل ہے اس کے دین کے نقصان کی ایسے ہی اگر خواب میں آپ کچھ فرمائیں اس کو آپ کی سنت پر پیش کر کے دیکھنا چاہیے پھر اگر وہ موافق سنت ہے تو حق ہے اور اگر مخالف سنت تو دیکھنے والے کی سماعت کا قصور ہے اور حضور کی زیارت بلاشبہ حق ہے، بعدہٗ حضرت عارف فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ کی زیارت کے متعلق سنا ان سب قولوں میں بہتر یہی قول ہے۔ اور نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے کہ حضرت امام نووی سے جب سوال کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ خواب میں جو کچھ حکم فرمائیں اس کی اطاعت واجب ہے کہ نہیں۔ جواب دیا کہ اگر مخالف شریعت کے نہ ہو اور اپنے دل میں اس کا اثر پائے تو ضرور اس پر عمل کرے اور واجب العمل اس واسطے نہیں کہا جاتا کہ سونے والے کو پوری بات یاد نہیں رہتی اور کبھی خواب میں اشارہ قابل تاویل ہوتا ہے اور بعض اوقات مضمون خواب یاد نہیں رہتا۔

خاصۃ الہام اولیاء اللہ اور امر شریف سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ المہتدی درمیان رویائے صلحاء در بارہ کسی ایسی چیز کے کہ وہ بھی مطابق ہو ساتھ روایات معتبرہ

علماء دین اور مضامین احادیث رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المہدیین کے اور عمل کرنا موافق اس کے کوئی عمل مستحب کہ وہ نہ مستلزم حلت حرام ہو نہ مستوجب حرمت حلال بیشک قابل الاعتماد اور واجب الیقین ہوگا اور عمل کرنا موافق اس کے کوئی عمل مستحب لاریب موجب اجر عظیم اور رضائے رسول رب العالمین ﷺ اس واسطے کہ واجب الیقین اور حق ہونا زیارت آنحضرت ﷺ کا خواب میں اور نہ متمثل ہونا شیطان کا ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاکہ نہ جھوٹ بول سکے مشابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر کہ موجب غوایت اہل اسلام ہو ثابت ہے ساتھ روایات قویہ اور احادیث صحیحہ کے تا آنکہ غیر معتمد ہونا امور رویائے زیارت نبوی ﷺ کا اثبات احکام حلت اور حرمت میں بھی بجہت احتمال بھول چوک خواب دیکھنے والے کے ہے اس واسطے کہ احادیث خواب اکثر کم یاد رہتی ہیں اور کبھی امورات خواب اشارات محتاجہ الی التاویل ہوتی ہیں نہ کہ بجہت عدم حقیت زیارت کے خواب میں چنانچہ روایات بہجۃ النفوس ونسیم الریاض مصرح مدعا ہذا گزر ہی چکیں اور احادیث صحیحہ اور روایات قویہ دالہ حقیقت خواب زیارت رسول ﷺ اور عدم تکذیب شیطان کے زبان حق ترجمان صلی علیہ الرحمٰن پر یہ ہیں۔

ترجمہ بخاری ومسلم شریف میں ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا بلاشبہ سچ ہی دیکھا۔

اور فقط مسلم میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا بلاشبہ مجھ ہی کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان خواب میں بھی میری شکل بنا کر نہیں دکھا سکتا۔

اور بخاری شریف میں ہے حضرت انس فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا بلاشبہ مجھ کو ہی دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری شکل میں وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا اور مومن کی خواب ایک جزو ہے چھیالیس

جزوں نبوت کی سے۔

اور نووی شرح مسلم میں ہے کہ فَقَدْ رَاٰنِیْ کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے علامہ باقلانی فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ مجھ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہوتا ہے نہ کہ شیطانی خیال اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث مذکور جس میں فَقَدْ رَاءَ الْحَقَّ کا لفظ ہے اور کبھی دیکھنے والا آپ کی زیارت مختلف حلیہ میں کرتا ہے اور کبھی دو شخص ایک آن میں مختلف جگہ مشرق اور مغرب میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ ہر شخص اپنے مکان ہی پر موجود ہوتا ہے اور مازوی رحمۃ اللہ علیہ باقلانی سے قول مذکور نقل کر کے بعد میں فرماتے ہیں کہ بعض اہل حدیث ظاہر معنی حدیث پر عمل کر کے فرماتے ہیں کہ مراد آپ کو صحیح طور پر دیکھنے کی یہ ہے کہ فی الواقع ذات مقدس رسول اللہ ﷺ سے ہی ملاقات ہوتی ہے نہ کہ صورت مثالی سے یہ امر مخالف عقل نہیں تاکہ ظاہر معنی سے پھیر کر اور صورت مثالی مرادلیں اور بعض اوقات ذات مقدس کی زیارت فی الواقع ہوتی ہے اور صفات میں تغیر دیکھنے والے کے خیالات منتشرہ سے ہو جاتا ہے اور خواب میں نہ ان آنکھوں کے سامنے ہونا ضروری ہوتا ہے نہ باعتبار مسافت کے نزدیک ہونا اور نہ اس امر کی ضرورت ہے کہ جس کی زیارت ہو وہ مدفون زمین میں ہو یا نہ ہو بلکہ جس کو خواب میں دیکھے اس کا موجود فی الواقع ہونا ضروری ہے اور آپ کا جسم مبارک فنا ہونے پر تو کوئی دلیل پائی ہی نہیں جاتی البتہ باقی رہنے جسم مطہر پر بہت سی حدیثیں موجود ہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے کہ اگر زیارت حلیہ کے مطابق ہو تو بعینہٖ آپ ہی کی زیارت ہے ورنہ وہ خواب قابل تاویل ہوتا ہے۔ یہ قول نہایت ضعیف ہے۔ قول صحیح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں بموجب تحقیق مذکورۂ مازری رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً حضور ہی کی زیارت ہوتی ہے۔ صفت معروفہ مشہورہ پر ہوں یا کسی اور صورت پر۔

اور مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

تنبیہ

"اگر چہ رویت آنحضرت ﷺ درخواب حق وثابت است بیشک وشبہہ و لیکن گفتہ اند کہ آنچہ رای بشنود از احکام عمل باں انکنتد نہ از برائے شک در رویت بلکہ از برائے آنکہ از رائے ضبط مفقود است در حالت نوم کذا قالوا۔ ومراد آں احکام شرعیہ است کہ قرار داد دین است والا بعضے علوم کہ نہ ازیں قبیل باشد در قبول آں وعمل بداں خلافی نخواہد بود بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ مروی است از حضرت وے ﷺ نمودہ وعرض کردہ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک فلاں ایں حدیث از حضرت تو روایت کردہ است پس فرمود آنحضرت ﷺ نعم۔ والا در رویت کہ در یقظہ است بعض مشائخ نیز ہم چنیں استفادۂ علوم نمودہ اند۔ واللہ اعلم۔

اور علی ہذا حقیقت الہام اولیاء اللہ اور نیز خواب صالح پر ناطق ہے قرآن اور روایات علماء حق تبیان۔

ترجمہ چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ آیۂ کریمہ **لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** میں بشارت سے مراد نیک خواب ہیں جن کو مومن دیکھتے رہتے ہیں اور مکاشفات اولیاء اور قمر الاقمار میں ہے یہ جو بعض نے کہا ہے کہ الہام دل کے خیالات کا نام ہے جو قابل اعتبار نہیں ہوتا یہ قول بالکل لغو ہے اس واسطے کہ الہام ولی کو مثل ہمارے خطروں اور خیالوں کے نہیں ہوتا بلکہ ان کے قلب پر من جانب اللہ ایسی بات ڈالی جاتی ہے جس کی حقانیت کا ان کو بالبداہت یقین ہوتا ہے۔

اور جبکہ حقیقت خبر سیّد البشر کی بیان رویائے صلحاء اور نیز حقیقت الہام اولیاء ثابت ہو چکی تو بیشک عمل کرنا موافق اس کے کوئی عمل خاصۃ وہ عمل کہ جو مستحب ہو فی نفسہٖ بیشک موجب اجر عظیم ہوگا۔

اور چونکہ الہام اور خواب مذکور بھی کہ جو دلالت کرنے والا ہے رونق افروزی

سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر محفل ذکر ولادت شریف میں خبر ہے اور حق جاننا اس کا نہ موجب حلت حرام ہے اور نہ مستوجب حرمت حلال بیشک قابل یقین اور واجب التصدیق ہوگا اس واسطے کہ الہام اور خواب مذکورہ موافق ہیں ساتھ روایات قویہ علماء معتبرہ کے بدیں جہت کہ خواب اور الہام مذکور دال ہے سیر کرنے آنحضرت ﷺ پر اطراف زمین میں اور وہ ثابت ہے ساتھ اقوال علماء معتبرین دین متین کے

چنانچہ شیخ الامام جلال الدین سیوطی مصنف تفسیر جلالین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''انتباہ الاذکیا فی حیوۃ الانبیاء'' میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر کرنا اعمال امت میں اور امت کی برائیوں کے واسطے استغفار کرنا اور بلیات دور ہونے کی دعا کرنا اور اطراف زمین میں آمد رفت کرنا برکت کے ساتھ اور جو کوئی نیک بندہ امتی مر جائے اس کے جناز پر آنا یہ حضرت کے بعض شغل ہیں عالم برزخ میں منجملہ اور اشغال کے چنانچہ اس میں حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں۔

اور اسی میں ہے کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادات سے اور غمگین ہوتے ہیں ان کی نافرمانیوں سے اور انبیاء کا مر جانا اتنا ہی ہے۔ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے اور واقع میں زندہ موجود ہیں مثل فرشتوں کی مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلاوے وہ دیکھ لیتے ہیں۔

چنانچہ مدارج النبوۃ مصنفہ شیخ الشیوخ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ ''وعلماء اور رؤیت آنحضرت ﷺ در یقظہ بعد از موت خلاف است وصاحب مواہب لدنیہ از شیخ خود نقل کردہ است کہ گفت نرسیدہ است بما ازیں از ہیچ یکے از صحابہ ومن بعدہم وتحقیق سخت شد اندوہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بر فوت آنحضرت ﷺ تا مردوے رضی اللہ عنہا باندوہ نہانی بعد از آنحضرت ﷺ بہ شش ماہ بقول صحیح دخانہ وے ہمسایۂ قبر شریف بود ونقل کردہ نشدہ از وے رؤیت آنحضرت ﷺ دریں مدت فراق لیکن از بعضے

صالحین حکایات از نفس خود منقولست چنانکہ در توثیق عبری الایمان مازری وبہجۃ النفوس ابن ابی حمیرہ وروض الریاحین عفیف یافعی ودیگر تصنیفات ویست وشیخ صفی الدین بن منصور در رسالہ خود وہم در مواہب عبارت ایں حمیرہ را نقل کردہ است کہ گفت تحقیق ذکر کردہ است از سلف وخلف از جماعہ کہ تصدیق کردہ اند بایں حدیث یعنی قولہ ﷺ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیُقْظَۃِ کہ دیدند آنحضرت ﷺ را در منام پس ازاں دیدند در یقظہ وپرسیدند از حضرت وے ﷺ از اشیا کہ مشوش بودند پس خبر داد آنحضرت ﷺ ایشاں را بکشادے نیمود طریقہ ہاراہ ازاں کشاد حاصل شد ہم چنیں آمد بے زیادۃ ونقصان وگفت کہ منکر اما تصدیق دارو بکرامات اولیا یا نہ اگر ندارد باوے بحث نتواند کرد بہر چہ اثبات کنند وے تکذیب خواہد کرد واگر تصدیق دارد باید گفت ایں از انجملہ است زیرا کہ کشف کردہ میشود مر اولیا را بخرق عادت از اشیاء عدید وغریب بر عالم علوی وسفلی کہ سائر ناس را بآں راہ نیست وہم صاحب مواہب گفتہ کہ شیخ ابو منصور در رسالہ خود گفتہ کے میگویند کہ شیخ ابو العباس قسطلانی درآمد یکبارے بر حضرت رسول ﷺ پس فرمود آنحضرت ﷺ مرا ورا اَخَذَ اللّٰہُ بِیَدَیْكَ یَا اَحْمَدُ دستگیری فرمائی اللہ نے تیری اے احمد۔ واز شیخ ابی السعود آوردہ کہ گفت زیارت میکردم شیخ مرا کہ ابو العباس است ومشائخ دیگر را از صلحاء عصر پس مشغول شدم ومنقطع گشتم از ہمہ وفتح کردہ شد بر من پس نبود مرا شیخ مگر حضرت پیغمبر علیہ السلام ومصافحہ میکردم مر آنحضرت بعد از ہر کار وامام حجۃ الاسلام در کتاب خود المنقذ من الضلال میگوید کہ ارباب قلوب مشاہدہ میکنند در بیداری ملائکہ را وارواح انبیاء وے شنوند از ایشاں آوازہا واقتباس میکنند از ایشاں انوار واستفادہ میکنند فوائد وبدانکہ صاحب مواہب بعد از نقل اقوال مشائخ در رؤیت شریف آنحضرت ﷺ در یقظہ بر قاعدہ علم واقوال علماء رفتہ از شیخ بدر الدین حسن بن الاہدل نقل کردہ کہ وقوع رویت شریف در یقظہ مراورا متواتر شدہ

بداں اخبار و حاصل باآں علم قوی است و منتفی است ازاں شک وشبہہ۔

اور الدر الثمین فی مبشرات سیّد الامین مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

ترجمہ خبر دی مجھ کو میرے والد ماجد نے فرماتے تھے کہ میرے شیخ عبد القادر قاری فرماتے تھے کہ میں نے قاری زاہد سے جو جنگل میں رہا کرتے تھے قرآن مجید حفظ کیا۔ ایک دن ہم استاد شاگرد قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک جماعت عرب کی آئی جن کے آگے آگے ان کے سردار تھے۔ انہوں نے ہمارا قرآن سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو قرآن میں برکت دے تم نے قرآن کا حق ادا کر دیا یہ فرما کر وہ روانہ ہوگئے ان کے بعد ایک اور شخص (جو ہر شب عالم مکاشفہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے تھے) نمودار ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ آج رات کو آپ نے فرمایا تھا کہ کل فلاں جنگل میں فلاں قاری کا قرآن سننے ہم جائیں گے۔ جب ہم کو معلوم ہوا کہ پہلے جماعت عرب کی جو آئی تھی ان کے سردار حضور ﷺ ہی تھے۔ یہ واقعہ بیان کر کے سیّد عبد اللہ فرمانے لگے کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے زیارت کی۔

اور نیز قول اور خواب مذکور مطابق ہے ساتھ مضمون احادیث صحیحہ کے۔ بدیں جہت کہ چلنا پھرنا آپ کا اطراف زمیں میں کہ مقتضی ہے۔ اس کو خواب مذکور بداہۃً خواص زندگی اور عادات زندوں سے ہے اور آپ کا زندہ رہنا مثل زندگی دنیا کے بلکہ با فضل حیات۔ حیات دنیوی سے معہ ترتیب بعض احکام حیات مثل عدم جواز نکاح بہ ازواج مطہرات اور عدم تقسیم ورثہ ثابت ہے ساتھ احادیث قویہ اور روایات واضحہ کے چنانچہ جذب القلوب میں ہے۔

ترجمہ اور ابو یعلیٰ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں'' اور نیز جذب القلوب میں ہے۔

ترجمہ اور فرمایا رسول ﷺ نے جیسے میرے علم کی حالت زندگی میں ہے ویسی ہی بعد وفات باقی رہے گی۔ روایت کیا اس کو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل ہیں''۔

اور بھی اسی میں ہے وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ارواح انبیاء علیہم السلام بعد از قبض باز فرستادہ میشود برایشاں وایشاں زندہ اند پیش خدا مثل شہداز یرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ المرتضیٰ با جماعتے از ایشاں در شب معراج اجتماع نمود و ملاقات کرد صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ است تعالی کہ از آں حضرت ﷺ ماندہ است ہم بر ملک وے ﷺ باقی است چنانکہ در حالت حیات بود انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانکہ اموات را باشد وسبیل او آنست کہ بر اہل وعیال اور انفاق نمودہ شود بے اعتبار قسمتے کہ میراث را کنند وایں را از خصائص آنحضرت ﷺ شمردہ وامام الحرمین ایں قول را تصحیح نمود وفرمودہ کہ موافق سیرت صدیق است رضی اللہ عنہ در آنچہ آنحضرت ﷺ از اموال گذاشتہ بود۔ وکلام ایں ائمہ اعلام اقتضائے اثبات در احکام دنیا نیز میکند پس حیات ایشاں علیہم السلام اخص واکمل واتم از حیات شہداء باشد چنانچہ مذہب مختار ومنصور است و ظاہر کلام بیہقی در بعضی مواضع ناظر دراں است کہ آں حیات مثل حیات شہداء است بلکہ مراد وے تشبیہہ است در اصل حیات ورفع استبعاد نہ در جمیع خصوصیات پس وارد نشود آنچہ بعضے علماء ودریں جانزاع کردہ وگفتہ اند کہ اگر مراد بایں حیات آں حالت است کہ حق سبحانہ تعالیٰ شہداء اثبات نمودہ است بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ صحیح است ولیکن خلافے نیست در آں کہ بر شہداء حکام موت از انقطاع ملک وغیرہ جاریست وگفتہ کہ عجب است از امام کہ خود میگوید مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَذَا اِنْسُوَة وَمَاتَ وَهُوَ رَاضٍ مِنَ الْعَشْرَةِ نسبت موت بآنحضرت ﷺ میکند باز اثبات حیات چگونہ باشد وزرکشی میگوید کہ ہیچ محل تعجب نیست مَاتَ فَاَحْيَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ چنانچہ سابق ازیں کتاب ہذا میں اس

باب میں حدیث بھی گذر چکی ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ اور ابو یعلیٰ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں و بیہقی از روایت انس مے آرد و تصحیح میکند کہ

ترجمہ تمام انبیاء چالیس روز کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے مگر وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اللہ کے حضور میں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے''۔

بیہقی گوید کہ اگر بصحت رسد کہ لفظ حدیث ہمیں است مراد آں بود کہ حیات ایشاں در قبر دائم و مستمر است ولیکن در مدت اربعین مجال نماز و عبادت ظاہر نبود۔

ترجمہ اور سیرۃ محمدیہ میں ہے' علامہ شیخ عفیف الدین یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسی حالت میں کہ تمام حالات آسمانوں اور زمینوں کے دیکھتے رہتے ہیں جیسے رسول اکرم ﷺ تمام عالم کو اپنی قبر مبارک سے دیکھتے رہتے ہیں۔

اور یہ ثابت ہو چکا کہ جو امور بطریق معجزہ کے پیغمبروں سے ممکن ہیں بطریق کرامت اولیاء اللہ سے ان کا ظہور ممکن بغیر دعویٰ نبوت کے اور اس کا انکار بجز جاہل کے کوئی نہیں کر سکتا اور زندگی انبیاء علیہم السلام میں بہت علماء کے اقوال صریح موجود ہیں۔

اور سیرۃ محمدیہ میں ہے قرطبی تذکرہ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں کہ موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ حالت کے بدلنے کا نام ہے اور دلیل اس امر کی یہ ہے کہ شہید بعد قتل اور موت کے نزدیک اللہ کے زندہ رہتے ہیں رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہوتے ہیں خوشخبریاں سنتے ہیں اور یہ صفتیں زندگی دنیا کی ہیں۔ جب شہیدوں کی یہ حالت ہو تو انبیاء علیہم السلام تو ان سے بہت کچھ اعلیٰ و بالا ہیں اور یہ حدیث صحت کو پہنچ چکی ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی اور معراج کی رات بیت المقدس میں

رسول اللہ ﷺ نے تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور ان کی امامت کی اور پھر آسمانوں پر اکثر پیغمبروں سے کلام اور سلام ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کو تو آپ نے اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھتا بھی دیکھا اور آپ نے یہ بھی خبر دی کہ جو کوئی موسیٰ علیہ السلام پر سلام کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔

ان ساری روایتوں سے یہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ موت پیغمبروں کی فقط اتنی ہے کہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے مگر فی الواقع وہ زندہ موجود ہیں جیسے فرشتے فی الواقعہ زندہ موجود ہیں اور بنی نوع انسان سے ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر جس کو اللہ اپنے کرم کے ساتھ ان کے دیکھنے کی خصوصیت عطا فرمائے"۔

اور تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی تحت تفسیر قَوْلِہٖ تَعَالیٰ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ میں بعد تھوڑی عبارت کے ہے۔

ترجمہ ایک جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ ایسی زندگی جس میں رزق بھی دیئے جائیں اور خوش بھی ہوں اور خوشخبری اور بشارت بھی سنتے رہیں فقط شہیدوں کے ساتھ خاص ہے۔ مگر میرے نزدیک حق یہ ہے کہ ان کی زندگی سے پیغمبروں کی زندگی زیادہ قوی ہے یہاں تک کہ پیغمبروں کی زندگی کے آثار دنیا میں بھی ظاہر ہیں۔ چنانچہ ان کی بیویوں سے بعد وفات پیغمبروں کے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور صدیق بھی درجے میں شہیدوں سے افضل ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ ان کے ہم پایہ۔ چنانچہ اس آیت کی ترتیب سے یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ پارہ پنجم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے "اور جو لوگ تابعداری کریں اللہ اور اس کے رسول کی وہ ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے کہ وہ نبی ہیں اور صدیق اور شہید اور نیکو کار اس واسطے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسم کا کام دیتی ہیں اور جسم ہمارے روح کا اور بہت سے اولیاء اللہ سے یہ خبر تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں

اور دشمنوں کو ہلاک اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اس کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ انہی کی شان میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشک یہ لوگ بواسطے پیروی رسول اکرم ﷺ کے صاحب کمالات نبوۃ ہوتے ہیں انہی کو اصطلاح شریعت میں صدیق اور مقرب کہتے ہیں۔

اور اللہ ان کو وجود خاص بخشش فرماتا ہے اور دلیل اس امر پر یہ ہے کہ انبیاء اللہ اور شہداء اور بعض صالحین کے جسم کو زمین نہیں کھاتی۔ چنانچہ صحیح حاکم اور سنن ابوداؤد میں ہے حضرت اوس بن اوس فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ نے حرام کر دیا زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو اور ابن ماجہ میں حضرت ابوالدرداء سے مثل اسی کے مروی ہے۔

اور نیز منجملہ احادیث والہ سے حیات صلحا پر یہ حدیث ہے۔

ترجمہ اور ابواب فضائل قرآن ترمذی شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ناواقفی سے ایک مقام پر جنگل میں اپنا خیمہ قائم کر لیا۔ حالانکہ فی الواقع وہاں زمین دوز ایک قبر تھی ناگاہ اس قبر سے سورۃ تبارک الذی پڑھنے کی آواز آنے لگی صحابہ کرام نے واپس آکر جب یہ واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر سے محفوظ رکھنے والی ہے اور جو مبتلائے عذاب ہو اس کو نجات دلوانے والی ہے عذاب قبر سے۔

جواب شک ثانی

دلالۃ النص یا اقتضاء النص احادیث مذکورہ پر عمل کرنے سے اعتراض جب واقع ہوتا جب دلالت یا اقتضاء پر عمل کرنے سے مخالفت عبارت النص لازم آتی اور ما نحن فیہ میں تو بصورت استقبال عبارۃ النص احادیث مذکورہ پر جو تعظیماً استقبال کو بیرون شہر تک جانا ہے عمل ہی جب ہو سکتا ہے جب اوّل تعظیماً قیام کیا جائے جو دلالۃ النص، حدیث

سے ثابت ہوتا ہے اس واسطے کہ علت استقبال کی اظہار تعظیم ہے تمام افراد تعظیم کے ساتھ جن افراد سے ایک فرد قیام تعظیمی بھی ہے اور اس کو دلالۃ النص کہتے ہیں۔

یا یوں کہو کہ استقبال بغیر قیام کے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا احادیث مذکورہ سے قیام تعظیمی باقتضاء النص ثابت ہوتا ہے اور استقبال جو بعبارۃ النص ثابت ہے اس پر عمل اس وجہ سے نہیں کیا جاتا کہ مجلس میلاد میں تشریف آوری رسول ﷺ جو مظنون ہے بعد وفات اس عالم کے زندوں کے واسطے آمد ورفت کی کوئی جہت معین نہیں ہوتی جیسے انصار کیلئے جہت تشریف آوری رسول ﷺ جانب حرہ اور ثنیۃ الوداع سے معین تھی۔

جواب شک ثالث

اگر چہ کلام ہمارا مورد اس شک کا مطلقاً نہیں ہے کس واسطے کہ قیام مذکورہ مثبتہ باحادیث مسطورہ وہ قیام نہیں ہے کہ کسی کو اہل فضل وکمال سے دیکھ کر تعظیماً قیام کیا کرتے ہیں اور غالباً وجہ ایراد شک شاک کو شاید یہ ہی ہوئی ہو بلکہ قیام مذکورہ مثبتہ باحادیث مسطورہ وہ قیام ہے کہ بمجرد استماع خبر آمد آمد کسی کے اہل فضل وکمال سے بارادۂ استقبال اور اظہار تعظیم آنے والے معظم کے کھڑے ہو جایا کرتے ہیں اور بعدہٗ واسطے لینے کے بیرون شہر تک جایا کرتے ہیں اور یہ قیام لاریب بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے شخص معظم کے ہوتا ہے مگر تاہم دفع کرنا شک کنندہ کا چونکہ وہ مخالف ہے ساتھ شرع شریف کے ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ دعویٰ شک کنندہ کا عدم ثبوت تعظیم شخص معظم میں بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے گو وہ سامنے ہی آموجود ہو لاریب ممنوع اس واسطے کہ بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے تعظیم شخص معظم کی اگر وہ وہاں موجود ثابت ہے عقلاً جیسے نابینا اہل بصارت کیساتھ تعظیماً بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ اور نیز باحادیث صحیحہ ترمذی ابوداؤد وابن ماجہ میں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ لے جارہے تھے آپ نے

جنازے کے ہمراہ چند آدمیوں کو سوار دیکھ کر فرمایا کیا تم نہیں شرماتے کہ تم سوار ہو اور اللہ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں ایسا ہی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن سمرہ سے منقول ہے۔

لمعات میں ہے اس حدیث سے جنازے کے ساتھ تعظیم فرشتوں کے لحاظ سے سوار ہو کر چلنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور مرقاۃ میں ہے اسی حدیث کی شرح میں ازہار کے حوالہ سے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ فرشتے جنازے کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے جنازے میں شان رحمت کے ساتھ اور کافروں کے جنازے کے ہمراہ ساتھ لعنت کے۔

چنانچہ نسائی میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب حضرت رسول اللہ ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک جنازے کو دیکھ کر آپ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا ہم تو ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں جو اس جنازے کے ہمراہ ہیں۔ اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کھڑے ہو جانا واسطے تعظیم اہل فضل و کمال کے مستحب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تعظیم ملائکہ کی نسبت جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں امر بھی وارد ہوا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول ﷺ نے جب تمہارے قریب سے جنازہ یہودی یا نصرانی کا نکلے تو تم اس کے واسطے کھڑے ہو جایا کرو۔ اس واسطے کہ تم اس جنازے کے واسطے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہو جو جنازے کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل اپنی مسند میں نقل فرماتے ہیں۔ (اگرچہ عندالحنفیہ یہ حدیث منسوخ ہے)

جواب شک چہارم

چونکہ بجواب شک سوم دفع شک کر دیا گیا کہ مراد قیام مذکورہ سے وہ قیام نہیں

ہے کہ کسی کو اہل فضل و کمال سے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے ہیں لہٰذا کلام مذکور مورد شک ہذا بھی مطلقاً نہیں رہا مگر چونکہ یہ شک بھی مخالف تھا ساتھ احادیث صحیحہ اور روایات قویہ فقہیہ کے اور دونوں حدیثیں مذکورہ شک قابل حجت نہیں ہیں۔اس واسطے کہ اوّل تو ان میں سے حدیث مرویہ ابوداؤد۔

ترجمہ روایت ہے ابی بکر بن ابی شیبہ سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن نمیر نے مسعر سے انہوں نے ابی الانیس سے انہوں نے ابی العدلس سے انہوں نے ابی مرزوق سے انہوں نے ابی غالب سے انہوں نے ابی امامہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ ﷺ درآں حال کہ آپ تیکہ لگائے ہوئے تھے عصا پر۔

ترجمہ چنانچہ مرقاۃ الصعود میں ہے کہا طبرانی نے کہ یہ حدیث ضعیف مضطرب السند ہے اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

اور نیز بعض رجال اس کے لین الحدیث اور مخطی۔

ترجمہ چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ ابوالعدلس کوفی مجهول الحال ہے اور ابو مرزوق جو ابی غالب سے روایت کرتا ہے اور وہ ابی امامہ سے لین الحدیث ہے اور اس کا نام تک معلوم نہیں اور ابو غالب صاحب ابی امامہ کسی نے کہا کہ وہ بصرہ میں رہا۔اس کا نام خرور ہے اور کسی نے سعید بن الخرور بتایا اور کسی نے کہا نافع اگر چہ سچے ہیں مگر بیان حدیث میں بہت خطا کرتے ہیں۔

علاوہ بریں معنی اس کے اور ہیں نہ وہ معنی جو معترض نے سمجھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ قیام منہی عنہ مذکورہ حدیث ہذا وہ قیام نہیں ہے کہ کسی کو اہل فضل و کمال سے دیکھ کر تعظیماً و محبۃً کھڑے ہو جایا کرتے ہیں۔اس واسطے کہ یہ قیام تو مخصوص اہل عجم نہ تھا بلکہ اہل عرب میں بھی مروج و معمول تھا چنانچہ احادیث مثبتہ قیام آنحضرت ﷺ کے واسطے بعض صحابہ کرام کے اور قیام صحابہ کرام کے واسطے آنحضرت ﷺ کے اور نیز

احادیث متضمنہ امر کرامت اثر آنحضرت ﷺ کے واسطے اس قسم کے قیام کے جوان شاء اللہ عنقریب نقل کی جائے گی صاف دال بریں مدعا بلکہ قیام منہی عنہ بحدیث ہذا بدلالت لَاتَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ کے وہ قیام ہے کہ شخص معظم آکر بیٹھ جائے اور تعظیم کنندگان دست بستہ کھڑے رہیں اس واسطے کہ قیام مخصوصہ اہل عجم یہ ہی قیام تھا کہ بعض ان کا تعظیم کرتا تھا بعض کی بایں نہج یعنی بعض لوگ جو مرتبہ میں چھوٹے ہوتے تھے تعظیم کرتے تھے ان لوگوں کی جو مرتبہ میں بڑے ہوتے تھے اور چھوٹے بڑوں کے سامنے ہرگز نہیں بیٹھتے تھے لہٰذا آنحضرت ﷺ نے جب بقرینہ حال قصد صحابہ کا بمقتضائے کثرت شوق ان کے کے مبالغہ تعظیم نبوی ﷺ میں کہ وہ ظاہر و باہر ہے حدیث مذکورہ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بعد قیام تعظیم کے اس قسم کے کھڑے رہنے کی طرف دیکھا فرمادیا کہ نہ کھڑے رہو تم جیسے کہ عجمی کھڑے رہتے ہیں۔

ترجمہ چنانچہ اس حدیث مذکورہ ابوداوٗد کی شرح میں صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً اس حدیث کی عمدہ توجیہ یہ ہے کہ وہ لوگ کھڑے ہو کر کھڑے رہ گئے ہوں گے لہٰذا حضور نے فرمایا کہ عجمیوں کی طرح سے مت کھڑے رہو نہ یہ معنی کہ مطلقاً تعظیم کو نہ کھڑے ہو۔ ایسا ہی مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن معانی سے کام لیا جاتا ہے نبی ﷺ کا مطلب جدا ہے اس لئے کہ عجمیوں کا دستور تھا کہ خدمت گزار اپنے سرداروں کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور یہ بدرجہ غایت تعظیم میں ان کی زیادتی تھی پس ہدایت فرمائی اس سے اور اسی کی طرف اشارہ ہے فرمان حضور اکرم ﷺ میں کما یقوم الاعاجم۔

ترجمہ چنانچہ ترمذی اور ابوداوٗد میں ہے کہ ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کھڑے

ہو گئے (اور غالباً بعد بیٹھ جانے حضرت معاویہ کے کھڑے ہی رہے) لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس شخص کو یہ بات خوش آئے کہ لوگ اس کے سامنے تعظیماً کھڑے رہیں اس کو چاہیے کہ اپنی جگہ جہنم سے ڈھونڈ لے۔

مضمون اس کا بھی متفق ہے ساتھ مضمون حدیث مذکور کے اس واسطے کہ جس طرح حدیث سابق میں آنحضرت ﷺ کا صحابہ کو کھڑا دیکھ کر منع کرنا قیام سے ثابت ہے اسی طرح منع کرنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیام سے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کو بمتابعت نبوی ﷺ حدیث ہذا سے ثابت ہے کہ قیام منہی یہی قیام مخصوصہ اہل عجم معلوم ہوتا ہے یا حرمت محبت قیام بتصریح شارحین معتبرین نہ وہ قیام کہ جو کسی کو اہل فضل وکمال سے آتے ہوئے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ چنانچہ فتح الودود شرح ابوداؤد میں ہے۔ فرمان رسول ﷺ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَثَّلَ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دوست رکھے اس بات کو کوئی اس کے سامنے یا اس کے پیچھے تعظیماً کھڑا رہے اور بعض فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو دوست رکھے اس کی دونوں طرف یا اس کے سامنے لوگ کھڑے رہیں جیسا کہ امراء عجم کے ہاں مروج ہے بطریق تکبر کے دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھ کر اور غالباً یہی معنی سمجھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیام حضرت زبیر وصفوان سے کراہت ظاہر فرمائی ڈر کر عزت حاصل کرنے سے اس قیام کے ساتھ جو شرعاً ممنوع ہے۔

اور ایسا ہی مرقات الصعود شرح ابوداؤد میں ہے علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نہی اس امر سے ہے کہ لوگوں کے قیام سے شخص معظم اظہار مسرت کرے نہ اس سے کہ لوگ تعظیماً اس کے واسطے کھڑے ہوں۔

اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مستحق وعید وہ شخص ہے جو اس

امر کا خواہش مند ہو کہ میرے حضور میں لوگ کھڑے رہیں جیسے شاہان عجم کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اس قیام کی نہی نہیں ہے جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی تعظیم کو کھڑا ہو جائے جب وہ السلام علیک کہے اور علامہ طبری ہی کے قول کو علامہ نووی نے ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے سوا اور معنی کرنے کی حاجت نہیں بیشک اس کے معنی یہی ہیں کہ لوگوں کو تعظیمی قیام سے بطریق تکبر جھڑکا گیا ہے اور روکا ہے اور حدیث میں قیام تعظیمی سے مطلقاً نہی نہیں ہے اور یہ متفق علیہ ہے البتہ نہی اس امر کی ہے کہ دوسروں سے قیام تعظیمی کی خواہش کی جائے اور بلا خواہش اگر لوگ کھڑے ہوں کوئی محل ملامت نہیں ہے اور اگر خواہش مند قیام ہے بلا شبہ مرتکب فعل حرام ہے خواہ کوئی کھڑا ہو یا نہ ہو۔

حضرت عبداللہ عفان سے اور عفان حماد سے اور حماد حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے زیادہ صحابہ کرام کو کوئی پیارا نہ تھا۔ مگر جب آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے جانتے تھے کہ ایسے کھڑے رہنے سے آپ کراہت کرتے ہیں"۔

علاوہ برآں کہ بعض روایۃ اس کے بھی فی الجملہ متکلم فیہ ہیں۔

ترجمہ چنانچہ تقریب میں ہے عفان بن مسلم اگر چہ ثقہ ہیں مگر وہمی ہیں اور ابن معین فرماتے ہیں کہ ماہ صفر ۱۹ میں بوجہ وہم ہم نے اس سے حدیث سننا چھوڑ دیا۔ ایسے ہی حماد بن سلمہ ثقہ اور عابد ہیں مگر اخیر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ یہ مخصوص ہے ساتھ ان اصحاب کے کہ جو ہر وقت حاضر خدمت والا رہتے تھے مثل انس رضی اللہ عنہ روائے حدیث ہذا کے بموجب قواعد اصول اس واسطے کہ ضمیر جمیع غائب لفظ الیہم مذکورۂ حدیث ہذا الفاظ کنایہ سے ہے اور معنی مراد بہا الفاظ کنایہ سے نہیں مفہوم ہوتے مگر بقرینہ۔

ترجمہ چنانچہ منار میں ہے کہ کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر قرینہ کے مراد متکلم کو نہ سمجھا سکے۔ مثل الفاظ ضمیر کے خاص کر جس وقت کہ مرجع بھی ضمیر کا نہ مذکور ہو جیسا کہ یہاں

ہے۔لہٰذا بالقرینہ حال راوی حدیث ہذا اعنی انس رضی اللہ عنہ کے مرجع الیہم کا بجز ان اصحاب کے کہ جو ہر وقت ملازم خدمت شریف رہتے تھے مثل راوی حدیث ہذا کی کہ دس برس تک یہاں تک ملازم خدمت والا رہے کہ خادم رسول اللہ ﷺ مشہور ہو گئے۔

ترجمہ چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو دس برس تک حضور کی خدمت میں رہے۔ جملہ صحابہ اور عامہ مومنین نہیں ہو سکتے بدلالت دیگر احادیث آئندہ مثبتہ قیام اور یا مخصوص ہے ساتھ ان اوقات کے کہ جب آنحضرت ﷺ رونق افروز محفل صحابہ ہو کر حدیث فرماتے۔ اگر کسی حاجت ضروری کے واسطے اٹھتے تو صحابہ ہر بار نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ مشیر ہے طرف اس معنی کے مضمون حدیث دیگر مرویہ مشکوٰۃ۔

ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور بیٹھ جاتے تو ہم سب آپ کے گرد بیٹھ جاتے پھر جب آپ لوٹنے کے ارادہ سے (تھوکنے یا کسی اور کام کو) اٹھتے اور اپنی نعلین مبارک یا اور کوئی چیز چھوڑ دیتے جس سے اصحاب کرام جان لیتے کہ آپ واپس تشریف لائیں گے اپنی حالت بدستور بیٹھے رہتے اور کھڑے نہ ہوتے۔

ورنہ بوقت قدوم تو ثابت ہے قیام صحابہ کا واسطے آنحضرت ﷺ کے تعظیماً و محبۃً اور نیز قیام آنحضرت ﷺ کا واسطے بعض صحابہ کے محبۃً واجلالاً بموجب احادیث صحیحہ صحاح کے۔

ترجمہ ابوداؤد میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بات چیت اور طرز انداز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ تر مشابہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ جب آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور حضرت خاتون جنت کا ہاتھ پکڑ کر پیشانی پر بوسہ دیکر بمقتضائے

محبت اپنی جگہ بٹھلا لیتے اور جب حضور ﷺ حضرت خاتون جنت کے ہاں تشریف لاتے بغرض تعظیم حضرت خاتون جنت کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیکر آپ کو اپنی جگہ پر بٹھلا لیتیں۔

اور ترمذی شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے جناب رسالتمآب ﷺ اس وقت میرے گھر میں تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا آپ بمقتضائے محبت چادر کھینچتے ہوئے برہنہ کھڑے ہو گئے قسم ہے اللہ کی اس سے پہلے میں نے آپ کو ایسا برہنہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور حضور حضرت زید سے بغلگیر ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر نصیحت آمیز باتیں فرماتے رہتے جب آپ تشریف بری کے ارادہ سے کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب آپ کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل ہو گئے۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ہذا سے تو قیام صحابہ برائے تعظیم نہیں پایا جاتا بلکہ حدیث ہذا بیان حال واقعی ہے کہ جب آپ بارادۂ تشریف بری کھڑے ہوتے کہ وہ پہچان لیا جاتا تھا وقت نہ رکھنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی چیز بمقام جلوس بوقت قیام چنانچہ مضمون ہذا حدیث گذشتہ مرویہ مشکوٰۃ سے واضح ولائح ہے ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عبارت حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتَ اَزْوَاجِهٖ صراحۃً دال ہے قیام صحابہ پر برائے تعظیم اس واسطے کہ اگر قیام صحابہ بلا ارادۂ تعظیم ہوتا تو صحابہ کو کھڑے رہنے کی یہاں تک کہ آپ داخل بیوت ازواج مطہرات ہو جائیں اور نظر نہ آئیں کچھ حاجت نہ تھی۔ پس بدیں جہت کھڑا رہنا صحابہ کا مدت مذکور تک صراحۃً دال ہے قیام ہذا پر برائے تعظیم اور نیز اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بسند قوی کہ کھڑے ہوئے

ہم واسطے آنحضرت ﷺ کے اور بوسہ دیا ہم نے آپ کے ہاتھ کو۔ چنانچہ روایت ہذا قسطلانی شرح بخاری کی جلد تاسع مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔

ترجمہ اور شفاء میں ہے حضرت عمر بن سائب سے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی باپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا کپڑا ان کے واسطے بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لائیں آپ نے ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر جب آپ کے رضاعی بھائی آئے آپ ان کے واسطے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ علامہ خفاجی شارح شفاء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ جو مستحق تعظیم ہو اس کے واسطے تعظیماً کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

اور نیز ثابت ہے حکم فرمانا آنحضرت ﷺ کا برائے قیام واسطے تعظیم قدوم اہل فضل وکمال کے بوقت قدوم باحادیث صحیحہ صحیحین۔

ترجمہ بخاری شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر راضی ہو کر حضور کی خدمت میں آ کر حاصر ہو گئے رسول ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ جب حضرت سعد تشریف لائے آپ نے بنو قریظہ کو فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف تعظیماً کھڑے ہو جاؤ۔

اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار جب مسجد سے قریب ہوئے آپ ﷺ نے انصار کو فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔

چنانچہ بموجب انہی احادیث مذکورہ کے مستحب رکھا ہے جمہور علماء سلف وخلف نے قیام ہذا کو۔

ترجمہ شرح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سند ہے اہل فضل اور کمال کی تعظیم کرنے پر اور جب وہ آئیں

کھڑے ہوکران کی تعظیم کرنے اور ملاقات کرنے پر اسی طرح حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے جمہور علماء نے اوپر مستحب ہونے قیام تعظیم کے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ قیام جس سے حضور نے منع فرمایا ہے وہ یہ قیام تعظیمی نہیں ہے بلکہ جس سے منع فرمایا ہے وہ وہ قیام ہے کہ صاحب فضل بادشاہ وغیرہ آ کر بیٹھ جائے اور جب تک وہ بیٹھا رہے کوئی بیٹھنے نہ پائے بلکہ سب کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قیام تعظیمی علماء اور فضلاء کے واسطے مستحب ہے اور اس کے استحباب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور ممانعت میں اس قیام سے کوئی حدیث صریح صحت کو نہیں پہنچی اور میں نے اس بحث میں ایک پورا رسالہ لکھا ہے جس میں مانعین کے وہم کا پورا جواب دیا ہے اور علماء مثبتین کے اقوال جمع کیے ہیں۔

اور درمختار میں ہے وہبانیہ سے۔ جائز ہے بلکہ مستحب ہے قیام تعظیمی آنے والے اہل فضل وکمال کیلئے جیسے جائز ہے علماء کے سامنے وقت پڑھنے کے کھڑا رہنا۔

ردالمحتار میں ہے کہ بیشک مستحب ہے اگر آنے والا مستحق تعظیم کا ہو۔ قنیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے اور کوئی عالم صاحب فضل وکمال آ جائے اور وہ اس کے واسطے کھڑا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے۔

اور مشکل الآثار میں ہے کہ کھڑا ہونا کسی کے واسطے بالذات مکروہ نہیں ہے۔ مکروہ اس امر کی محبت ہے کہ دوسروں سے دوست رکھے کہ وہ میرے واسطے قیام کریں پھر اگر غیر مستحق کے واسطے بھی کھڑا ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

ابن وہبان فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں آنیوالے کے واسطے مطلقاً قیام کرنا مستحب ہے خصوصاً جہاں عادت ہو اس واسطے کہ اس کے ترک کرنے میں بغض اور عداوت باہمی پیدا ہوتا ہے جو حرام ہے اور جو قیام ناجائز ہے وہ وہ ہے کہ شخص معظم اس امر کو دوست رکھے کہ لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں بیٹھنے نہ پائیں جیسے ترک

اور عجمی کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتی ہے وہ روایت جو عنایہ وغیرہ میں ہے۔

شیخ حکیم ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ سے کہ آپ کی خدمت میں جب دولتمند حاضر ہوتے ان کے واسطے کھڑے ہو جاتے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے اور فقراء اور طالب علموں کے واسطے بطریق تعظیم قیام نہ فرماتے جب ان سے اس امر کی وجہ دریافت کی گئی۔ فرمایا دولتمند امیدوار تعظیم کے رہتے ہیں اور اگر ان کی تعظیم نہ کی جائے تو ان سے ایذارسانی کا خوف ہوتا ہے اور فقراء اور طالب علم۔ علم کی باتوں کے خواہشمند اور فقط جواب سلام کے حاجتمند رہتے ہیں اور اس امر کی پوری بحث رسالہ شرنبلانی میں ہے۔

اور جلد خامس فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ترجمہ اور علامۂ امت حضامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ باعتبار تعظیم کے باپ کا مرتبہ ماں سے مقدم ہے اور باعتبار خدمت کے ماں کا مرتبہ مقدم ہے یہاں تک کہ اگر ماں باپ دونوں گھر میں آئیں باپ کی تعظیم کی نیت سے کھڑا ہونا چاہیے۔

اور اسی کے اٹھائیسویں باب میں ہے۔

ترجمہ غیر اللہ کی خدمت قیام اور دست بوسی اور جھکنے کے ساتھ جائز ہے نہ سجدہ کے ساتھ جو مخصوص ذات باری ہے۔

ایسا ہی فتاویٰ غرائب میں ہے اور اسی میں ہے ایک جماعت قرآن کریم دیکھ کر پڑھ رہی تھی یا تنہا کوئی پڑھ رہا تھا۔ اس حالت میں اگر کوئی بزرگ مثلاً اس کا باپ یا ماں یا استاد علوم دینی آجائے تو ان کو ان کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا جائز ہے۔

علامہ بغوی اور علامہ خطابی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قیام تعظیمی رعیت کو اور شاگردوں کو بادشاہ عالم اور حاکم عادل یا استاد علوم دینی کے واسطے تعظیماً و تکریماً مستحب ہے نہ کہ مکروہ بموجب حدیث سعد رضی اللہ عنہ کے

علامہ کرمانی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ سے بزرگوں اور اہل فضل وکمال کے واسطے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ثابت ہوتا ہے اور یہ قیام تعظیمی وہ قیام نہیں ہے جس کی ممانعت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس واسطے کہ وہ قیام بمعنے وقوف ہے جس کے معنی کھڑے رہنے کے ہیں جب تک کوئی صاحب فضل وکمال یا بادشاہ وغیرہ بیٹھا رہے۔

اور قول تورپشتی کہ معنے قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ کے یہ ہیں کہ کھڑے ہو تم مدد کرنے کو اور اتارنے کو اپنے سردار کے نہ کہ واسطے تعظیم کے۔ مردود ہے بقول طیبی۔

ترجمہ علامہ عینی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ تورپشتی کا یہ قول شرح مصابیح میں کہ حدیث قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ میں حکم قیام تعظیمی کے واسطے نہ تھا بلکہ ان کو بوجہ زخمی ہونے کے سواری سے اتارنے کے واسطے حضور نے فرمایا تھا کہ کھڑے ہو جاؤ اگر تعظیماً کھڑے ہونے کو ارشاد ہوتا تو یوں فرماتے قُوْمُوْا لسَیِّدِکُمْ علامہ طیبی جو اب قول مذکورہ تورپشتی میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اتارنے ہی کو فرمایا تھا تو اس سے نفی تعظیماً کھڑے ہونے کی لازم نہیں آتی اس واسطے کہ جو لام اور الٰی کا تورپشتی نے فرق بیان کیا ہے۔ وہ ضعیف ہے۔ بلکہ بہ نسبت لام کے اس مقام پر الٰی سے زیادہ ظہور تعظیم کا ہے اس واسطے کہ اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ کھڑے ہو جاؤ اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کو جاکر اتارو۔ اس واسطے کہ وہ تمہارے سردار ہیں اور سردار کا واجب التعظیم ہونا ظاہر ہے۔

چنانچہ صاحب قدر عظیم المرتبہ ہونا حضرت سعد کا ان احادیث صحیحہ صحاح سے ظاہر ہے۔

ترجمہ چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے نبی کریم ﷺ کو کہ فرماتے تھے حضرت سعد کی موت سے اللہ کا عرش ہل گیا۔

اور نیز مجمع البحار میں بھی شرح حدیث ہذا میں یہی مضمون مرقوم ہے۔

ترجمہ چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ جمہور علماء نے اس حدیث کے ساتھ قیام تعظیمی کو مستحب سمجھا ہے البتہ وہ قیام جس کی ممانعت ہے وہ وہ قیام ہے کہ مخدوم آ کر بیٹھ جائے اور خادم کھڑے ہی رہیں اور بیٹھنے نہ پائیں۔

جواب شک پنجم

قول قائل ہذا کہ قیام ہذا بجہت مشابہت کے ساتھ قیام نماز ہم شرک ہے محض غلط ہے اور ناسزا اس واسطے کہ قیام برائے تعظیم بدوں رویت شخص معظم کے بوجہ احسن ثابت ہے بموجب شرع شریف کے چنانچہ علماء دین نے آداب زیارت سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ رب العلمین میں لکھا ہے کما فی جذب القلوب الی دیار المحبوب للشیخ عبدالحق محدث الدھلوی و در وقت سلام آنحضرت ﷺ و وقوف در انجناب با عظمت دست راست را بر دست چپ بنہد چنانکہ در حالت نماز کنند۔

ترجمہ اور ایسا ہی کرمانی میں ہے کہ وقت کھڑے ہونے کے حضور اکرم ﷺ کے مواجہ میں داہنے ہاتھ کو بائیں پر مثل حالت نماز کی رکھ کر درود پڑھے ایسا ہی ملا علی قاری نے در المضیہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

اور نیز نہ ہونا اس قیام کا عبادات سے بموجب روایات فقہیہ ثابت ہے۔

ترجمہ باب تحقیق فرضیت قیام کبیری میں ہے کہ بلاشبہ قیام وسیلہ ہے سجدہ میں جانے کا در اصل مقصود سجدہ ہے اس واسطے کہ شرعاً سجدہ عبادت ہے نہ کہ قیام جیسا کہ سجدہ تلاوت میں مقصود سجدہ ہوتا ہے اگرچہ کھڑے ہو کر کرے اور تنہا قیام کسی کے نزدیک شرعاً عبادت نہیں۔ اس واسطے کہ سجدہ عبادت میں بے حد عجز و نیاز کا ظہور ہوتا ہے اس واسطے اللہ کے سوا غیر کو سجدہ کرنا کفر ہے بخلاف قیام۔

جواب شک ششم

جملہ اہل بصیرت پر واضح ہوگا کہ کلام مذکور فقیر حقیر سراپا تقصیر مورد شک شاک کہ ایک وقت میں ہزار جگہ محفل مولد شریف منعقد ہوتی ہے پھر ایک ذات مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ ہرگز نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ کلام مذکور متضمن اثبات اس امر کا ہے کہ رونق افروزی حضور ﷺ بعد حصول توجہ خاص بجہت کثرت صلوٰۃ وسلام حاضرین محبت اساس کے ہر یک محفل مولد شریف میں مظنون ہے۔

لہٰذا جملہ حاضرین محفل ہر یک بزم سعادت نظم میں بمناسبت قیام ملائکہ بامید حصول اسی سعادت عظمیٰ اور کرامت کبریٰ کے بصورت عشاق شیدا بہ نیت استقبال کھڑے ہو جاتے ہیں مگر نہیں معلوم کہ اس سعادت عظمیٰ سے کون سے سعیدان ازل کون سی محفل میں مشرف ہوں اور دریں صورت لازم نہیں ہے کہ آپ ہر ایک محفل میں بلاریب رونق افروز ہوتے ہی ہیں۔

بلکہ ہر بزم میں رونق افزا ہونا مظنون ہے۔ ہاں البتہ اگر یوں کہا جاتا کہ رونق افروز ہونا آپ کا ہر ایک محفل میں متیقن ہے تو بلاریب دریں صورت یہ بات لازم آتی کہ ایک ذات مقدس کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ مگر بعض معترضین معتقدین مولوی اسمٰعیل سے یہ اعتراض بہت بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ ان سے تو اولیاء امت مرحومہ کا بھی ایک آن میں ہزار جگہ حاضر ہو کر افعال غریبہ ظہور میں لانے کو بھی محال جاننا محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ رونق افروزی حضور ﷺ کا امکنۂ متعددہ اور مکانات معدودہ میں محال جاننا اس واسطے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ساتویں طبقہ میں مولوی اسمٰعیل اپنا پیر طریقت تسلیم کرتے ہیں اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

ہرگاہ کہ جنیانرا بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ مشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرندارواح کمل را گیرایں قدرت عطافرمائیند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بدلائل دیگر ازیں قبیل است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنۂ متعدد حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع مے آرند ایں جانیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ متشکل باشکال متبائنہ میشوند وہم چنیں عزیز یکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و ازاں دیار نہ برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ مے آئیند و میگوئیند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنیں درمیان ماو عزیز گذشتہ است۔ و جمعے دیگر نقل میکنند کہ ما اور ادر روم دیدہ ایم و جمعے دیگر در بغداد دیدہ اند ایں ہمہ تشکل لطائف آنعزیز است باشکال مختلفہ و گاہ ہست کہ آں عزیز راز تشکلات اطلاع نبودلہٰذا در جواب آں جماعت گاہ میگوید کہ من از خانہ نہ برآمدہ ام و حرم کعبہ را ندیدہ ام۔ و ردم و بغداد رانمے شناسم و نمید انم کہ شما چہ کسانید وہم چنیں ارباب حاجات از اعزہ احیا و اموات دراں مخاوف و مہالک مدد ہا طلب نمایند و مے بینند کہ آں صور اعزہ حاضر شدہ دفع بلیہ لہٰنہا نمودہ اند ما گاہ ہست کہ آں اعزہ راز دفع آں بلیہ اطلاع بود و گاہ نبود۔ از ما و شما بہانہ برساختہ اند۔ ایں نیز تشکل لطائف آں اعزہ ہست و ایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آں سرور را علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیم بصور مختلفہ در خواب مے بینند و استفادہا مے نمائیند ایں ہمہ تشکل صفات و لطائف اوست علیہ و علیٰ آلہ والصلوات والتسلیم بصورتہائے مثالی و ہم چنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہامینمایند و حل مشکلات میفر مایند۔

و بہ ہمیں نہج تحریر فرماتے ہیں جناب عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں۔ و بالجملہ دیدن آنحضرت ﷺ بعد از موت مثال است چنانکہ در نوم مرئی میشود و در یقظہ نیز مینماید و آں شخص شریف کہ در مدینہ منورہ در قبر شریف آسودہ است ہماں متمثل میگرد و در یک آن بصور متعددہ عوام را در منام مینماید و خواص را در یقظہ

جواب شک ہفتم

اگرچہ بحسب احادیث صحیحہ مطلع ہونا آنحضرت ﷺ کا محفل ہذا سے خاصۃ بوقت ذکر ولادت بجہت کثرت صلوٰۃ وسلام حاضرین محفل شریف سابق ازیں بوجہ احسن اس قدر کہ دفع شک شاک کو کافی ہو بیان ہو چکا۔ لیکن اب بموجب اقوال بعض علماء بھی دفع شک شاک کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی بھی جو وہابیہ کا بڑا مقتدا ہے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتا ہے کہ ''ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہما کی سیّد احمد صاحب پر ظاہر ہوئی۔ اور ایک پہر تک سیّد احمد صاحب کو دونوں اماموں نے توجہ قوی دی۔

محل انصاف ہے کہ سیّد احمد صاحب دہلی میں تھے اور کس قدر راستہ دور دراز سے یعنی بخارا و بغداد سے پاک روحیں آئیں اور توجہ قوی دی ان کو کس طرح خبر ہوگئی کہ دہلی میں فلاں شخص سیّد احمد نام مرد صالح ہے آؤ وہاں چل کر ان کو اپنے فیض سے مشرف کریں۔ جب بقول مولانا مذکور ان کو باوجود اس قدر دوری کے خبر ہونا ثابت ہے تو پھر معتقدین مولانا مذکورہ ان کو آنحضرت ﷺ کے مطلع ہو جانے میں محفل مولد شریف سے تامل کرنا نہایت تعجب ہے۔

اور مولانا ومقتدانا واقف رموز شریعت وطریقت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ یوں تحریر فرماتے ہیں اور نیکوں کی ارواح وہاں (مقام علیین میں) پہنچتی ہیں اور مقربین یعنی اولیاء اللہ کی وہیں رہتی ہیں اور عوام صلحاء کی بعد اسم نویسی کے اور اعمال ناموں کے پہنچنے کے موافق مرتبے کے کسی کو آسمان دنیا میں اور کسی کو زمین اور آسمان کے درمیان اور کسی کو چاہ زمزم میں رکھتے ہیں اور ان ارواحوں کو ایک علاقہ اپنی قبر سے بھی ہوتا ہے اس سبب سے زیارت کرنے والوں اور اقرباء اور دوستوں کے احوال سے مطلع ہوتی ہیں۔

کیونکہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کو مانع ہوتا ہے مثال اس کی انسان کے وجود میں روح بصر ہے کہ ساتوں آسمان کے ستاروں کو کوئیں کے اندر سے دیکھ سکتی ہے اور اسی تفسیر میں ماتحت آیۃ وَالْقَمَرِ اِذَا انشق بدیں طور ارقام فرماتے ہیں اور بعضے خاص اولیاء اللہ جن کو اللہ نے محض بندوں کی ہدایت وارشاد کے واسطے پیدا کیا ہے ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوتا ہے اور اس طرف متوجہ ہونے سے انکے استغراق میں خلل واقع نہیں ہوتا ہے اور ان کی وسعت کے سبب سے وہ استغراق اس طرف کے متوجہ ہونے کو منع بھی نہیں کرتا اور اویسی لوگ باطنی کمالوں کو انہی سے حاصل کرتے ہیں اور حاجت منداور غرض والے اپنے اڑے کاموں کی کشادگی کا سبب ان سے پوچھتے ہیں اور ان کے کہنے پر چلنے سے اپنا مطلب پاتے ہیں اور ان کا حال اس وقت اس مصرعہ کے مضمون پر گواہی دیتا ہے۔

''من آیم بجاں گرتو آئی بتن''

اور بعینہٖ یہی مضمون قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں ان دونوں عبارتوں سے مطلع ہونا عوام مؤمنین کا احوال زوار اور خویش واقربا سے اور نہ مانع ہونا روح کو اطلاع امور سے قرب و بعد مکانی کا اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے پھر نہیں معلوم کہ شک کنندگان کو مطلع ہونے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں احوال بزم میلاد سے خاصۃً بجہت کثرت صلوٰۃ وسلام کے کیا تامل ہے اور کون سا امر موجب رد و کد اور اس قدر تشویش کا ہے۔

سلف صالحین اور مشاہیر ملت کے نادر ونایاب رسائل کا بے مثال مجموعہ

رسائل

میلادِ حبیب ﷺ

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 536 ہدیہ -/280

صداقت میلاد

مفتی غلام فرید ہزاروی سعیدی

(سابق ایم پی اے۔ گوجرانوالہ)

صفحہ 191 سے 246 تک

قارئین کرام! زیرنظر رسالہ کا سبب ایک رسالہ ہے جو حال ہی میں اپنی خباثتوں کو دامن تزدیر میں لئے ہوئے مخالفین عید میلاد النبی ﷺ کے بغض رسول کو آشکار کرتا ہوا سرزمین خانیوال میں انتشار وافتراق کی آگ کو بھڑکاتا ہوا مفت تقسیم ہوا ہے جس کے مؤلف نے اپنے اور اپنی جماعت کے خبث باطنی کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عید میلاد جوں جوں قریب آتی ہے تو عید میلاد کے مخالفین کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ خواہ مخواہ کراہنے لگ جاتے ہیں۔ شاید یہ لوگ (جو دشمن مصطفیٰ ﷺ ہیں) عید میلاد کی مخالفت میں رسائل شائع کر کے اپنے معنوی جدالجدود کے طریقہ کو اپناتے ہیں۔ بڑا افسوس ہے کہ نبی کا کلمہ گو کہلانے کے باوجود یہ لوگ شیطان کی طرفداری میں حضور علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

قارئین کرام! حقیقت میلاد نامی کتاب کے مؤلف نے خواہ مخواہ کتاب کو ضخیم بنا کر اپنی تشہیر کے پیش نظر غیر متعلقہ باتیں درج کر کے اپنی حماقت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جیسا کہ ان کے اکابر ہمیشہ سے دلائل و براہین سے اپنی تہی دستی محسوس کرنے کے باوجود اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔ بالکل اسی طرح مولف مذکور قرآن وحدیث سے تو عید میلاد النبی ﷺ کا کفر یا شرک یا حرام و ناجائز ہونا ثابت نہ کر سکا۔ البتہ اپنی کم فہمی و جہالت کی وجہ سے چند حوالے ہمارے اکابر کے ایسے نقل کر دیئے جن کا مدعا سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ غزالی زماں اور مؤلف مذکور

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور سیدی وسندی استاذی ومرشدی غزالی زماں رازی دوراں امام المتکلمین

رئیس المحدثین حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کے کلام کو سمجھنا مولف مذکور کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کیا جانے قاعدہ اور ضابطہ کیا بلا ہے۔ اس کو اور اس کی جماعت کو تو صرف یہی فکر دامن گیر ہے کہ کہیں حضور علیہ السلام کی شان کا پرچار نہ ہو جائے یہ تو یونہی غیض وغضب میں مرجائیں گے۔ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہ محافل میلاد جلوس میلاد کو دیکھ کر جلتے رہیں گے اور مسلمان خدا کی رحمتیں لوٹتے رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

قارئین کرام! میں نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے جاہل عنید کے حوالہ جات وعنوانات کے جوابات تحریر کروں گا۔ غور فرمائیں اور حق وانصاف کی داد دیجئے۔ اولاً ہم عید میلاد النبی کے جواز کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ اس کے بعد اس کے حوالہ جات کا جواب دیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ اس رسالہ مذکورہ میں کوئی علمی مضمون تو ہے نہیں جس کا جواب ضروری ہوتا۔ اس رسالہ کا جواب اس لئے دیا گیا ہے کہ کہیں کوئی بے علم سادہ سنی مسلمان اس کو پڑھ کر مخادعین و فریب ہندوں کے دام تزویر میں نہ پھنس جائے۔ نیز انتشار مقصود نہیں بلکہ اصلاح مقصود ہے۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ رسالہ کو باعث ہدایت بنادے۔

اپنے عقیدہ اور دعویٰ کی وضاحت

عید میلاد کا مفہوم یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے

واقعات اور آپ کے فضائل ومناقب ومعجزات وکمالات بیان کرتے ہوئے فرح و سرور کا اظہار کرنا اور شریعت کے مطابق روشنی کرنا۔

ہمارے نزدیک جلوس میلاد اور محفل میلاد کا انعقاد نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت موکدہ۔ البتہ جلوس نکالنا اور محافل کا انعقاد امر مستحب ہے۔ جن کا تارک اس کے ترک کی وجہ سے نہ کافر ہے نہ مشرک نہ گمراہ ہاں اگر گستاخ رسول ہے یا ان امور کا ازراہ عناد انکار کرتا ہے تو بلاشبہ کافر و گمراہ ہے۔

عید میلاد قرآن کی روشنی میں

دلیل نمبر 1

یایها الناس قد جاء کم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمومنین قل بفضل الله وبرحمة فبذلك فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون۔ (پ۱۱رکوع ۱۰)

ترجمہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کیلئے۔ فرمادیجئے۔ اور یہ اسی کے فضل اور اسی کی رحمت سے ہے تو اس پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں۔ وہ بہتر اس سے ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

نصیحت شفاء ہدایت و رحمت سب کچھ حضور اکرم علیہ السلام کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے۔ نیز اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ملنے پر فرح و سرور کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی سب رحمتوں میں سب سے بڑی رحمت سب نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت سب مہربانیوں میں بڑی مہربانی حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے۔ لہٰذا آپ کی آمد کی خوشی منانا امر مستحب ہے۔ حضور

علیہ السلام کی تشریف آوری رحمت ہے نعمت و فضل ہے اور رحمت و نعمت و فضل کے ملنے پر خوشی کا اظہار قرآن سے ثابت ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کی آمد پر خوشی منانا قرآن سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 2

وذکرھم بایام اللّٰہ۔ (القرآن)

ترجمہ   اے نبی ان کو اللہ کے دن یاد دلایئے یعنی ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے مقدس اور بابرکت دنوں کا ذکر کریں۔

دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے مبارک امام ایام ہیں۔ جن کا ذکر کرنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ تفسیر ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات امام راغب میں حضرت ابن عباس، حضرت ابی ابن کعب، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ اور دیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں اور ظاہر ہے کہ سب سے بڑی خدا کی نعمت فصل رحمت اس ماہ مبارک ربیع الاوّل میں ہوئی ہے اس لئے اس دن کو منانا جس دن حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی ہے عین مقتضیٰ ہے آیت قرآنی کا۔

دلیل نمبر 3

اما بنعمۃ ربک فحدث۔ (القرآن)

ترجمہ   اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔ اور ظاہر ہے کہ حضور کی ذات ستودہ صفات خدا کی بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر کرنا بھی مقتضیٰ ہے۔ آیت کریمہ کا۔

قارئین کرام! ان تین آیات قرآنیہ کے ایک ایک لفظ متقاضی ہے کہ مخلص مومن کو چاہیے کہ خدا کی رحمت نعمت و فضل پر اظہار فرح و سرور کرے ان آیات میں

کوئی قید نہیں ہے کہ صرف ایک مرتبہ رحمت کی آمد پر خوشی کی جائے دوبارہ نہ کی جائے آیات کا اطلاق دلالت کرتا ہے کہ جب بھی نعمت و رحمت ملنے کا وقت و موقع آئے تو مسرت و خوشی کا اظہار کیا جائے۔

دلیل نمبر 4

واذکروا نعمة الله علیکم۔ (القرآن)

ترجمہ تم سب مل کر اللہ کی نعمت کا ذکر کرو۔

ظاہر ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام کی ذات اقدس خدا کی بڑی سے بڑی نعمت ہے اور آپ کی تشریف آوری بھی نعمت عظمیٰ ہے لہٰذا اس کا ذکر کرنے کیلئے سب کا اکٹھا ہونا اور فرح و سرور کا اظہار کرنا بھی عین مقتضیٰ ہے آیت مذکورہ کا۔

دلیل نمبر 5

ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب۔ (القرآن)

ترجمہ جو لوگ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں تقویٰ موجود ہے۔

گویا شعائر اللہ کی تعظیم دلی تقویٰ کی علامت و نشانی ہے۔ صفاء مروہ کی پہاڑیاں صرف اسلئے شعائر اللہ ہو کر واجب التعظیم ہیں کہ ان پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے چل پر ان کو بابرکت فرمایا اگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ کے پاؤں کی برکت سے صفاء و مروہ شعائر بن کر واجب التعظیم ہیں تو حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا دن کیونکر شعائر ہو کر واجب التعظیم نہیں ہوگا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے یوم ولادت کو منانا اور فرح و سرور کا اظہار کرنا آیت قرآنیہ کا تقاضا ہے۔

دلیل نمبر 6

اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لاولنا و آخرنا۔(الاٰیۃ)

ترجمہ اے اللہ ہم پر آسمانوں سے پکا پکایا کھانا نازل فرما تا کہ اس کھانے کے نازل ہونے کا دن ہمارے لئے اور اگلے اور پچھلے سب کیلئے عید کا دن ہو۔

اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے مائدہ کے نزول کے دن کو عید کہنے کا ذکر ہے یعنی جس دن عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو آسمانوں سے صرف جسمانی غذا بطفیل عیسیٰ علیہ السلام ملتی ہے۔ خدا کا جلیل القدر پیغمبر اس دن کو عید کا دن قرار دیتا ہے اگر عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کیلئے جسمانی غذا کے ملنے کا دن نبی کی زبان سے عید کہلانے کا مستحق ہے تو حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا دن جو ساری دنیا کی روحانی غذا کا دن ہے کیونکر عید کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا کی نعمت (چاہے جسمانی غذا کی صورت میں، یا روحانی غذا کی صورت میں) کے ملنے کے دن کو خدا کے جلیل القدر رسول نے اپنی زبان پاک سے عید کا دن قرار دیا ہے اور چونکہ ہماری شریعت نے اس کی تردید نہیں فرمائی بلکہ اس کو برقرار رکھا ہے۔ لہٰذا یہ قانون صرف شریعت عیسوی کا ہی نہیں بلکہ ہماری شریعت محمدی کا بھی قرار پائے گا جو شخص یہ کہتا ہے کہ نعمت کے ملنے کے دن کو عید کہنا جائز نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ اولاً تو قرآن پاک اور ثانیاً حدیث صحیح سے اس کے عدم جواز کو ثابت کرے۔ ورنہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ منکرین عید میلاد کو محض بغض رسول ﷺ نے اندھا کر رکھا ہے۔

ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ چھ قرآنی آیات سے اپنے مدعا کو ثابت کردیا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے فریق مخالف نے جلوس میلاد، محفل میلاد، عید میلاد کی حرمت اور عدم

جواز پر قرآن پاک ایک آیت بھی پیش نہیں کی ہے جو ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کے مدعی ہیں وہ قرآن کی ایک آیت بھی پیش کرنے سے عاجز وقاصر رہے ہیں۔

قارئین کرام! جب حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشی میں جلوس نکال کر اور محفل میلاد منعقد کر کے مسرت کا اظہار کرنا قرآنی آیات سے ثابت ہے تو اس کو بدعت وحرام کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

عید میلاد احادیث کی روشنی میں

دلیل نمبر 7

مسلم شریف جلد ثانی باب الہجرت ص ۴۱۹ کی پہلی حدیث میں ہے۔ فقدمنا المدینة لیلاً فصعد الرجال والنساء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یامحمد یارسول الله یامحمد یارسول الله۔ یعنی جب حضور علیہ السلام مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی آمد پر خوشی مناتے ہوئے صحابہ اور صحابیات اور غلاموں اور بچوں نے عام راستوں پر پھیل کر یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگائے اور جلوس نکالا ہے۔

دلیل نمبر 8

خود رسالت مآب ﷺ نے اپنے ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں اپنی زبان وحی ترجمان سے اپنا میلاد پاک بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳ یعنی اے صحابہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کی خواب ہوں۔

اس حدیث میں حضور اکرم علیہ السلام نے اپنے میلاد کو بیان فرمایا ہے۔ یعنی جب آقائے نامدار محبوب کردگار مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ

کرام اوران کے بچوں نے آپ کا استقبالی جلوس نکالا اور فرح وسرور کا اظہار کیا اگر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لانے کے دن جلوس نکال کر حضور کی آمد پر فرح وسرور کا اظہار کیا جا سکتا ہے تو پھر عید میلاد کے جلوس کی اصل صحابہ کا یہ جلوس کیونکر نہیں بن سکتا۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ آنے پر اگر جلوس نکالنا سنت صحابہ کرام ہے۔حالانکہ یہ اتنی بڑی خوشی کا دن نہیں جتنی خوشی کا دن یوم میلاد ہے تو پھر حضور علیہ السلام کی ولادت کے دن جلوس نکالنا کیونکر بدعت وناجائز ہوسکتا ہے۔معلوم ہوا کہ حضور کی آمد وتشریف آوری کے دن صحابہ کرام نے جلوس نکال کر فرح وسرور کا اظہار کیا ہے۔وہاں بھی تشریف آوری پر ہی جلوس نکالا گیا تھا آج بھی مسلمان آپ کی تشریف آوری پران کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ صحابہ کرام نے مکہ سے مدینہ آنے پر جلوس نکالا تھا اور آج حضور کے غلام والدہ محترمہ کے بطن اطہر سے دنیا میں تشریف آوری کے یوم میلاد کو مناتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشی میں جلوس نکالنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔اگر وہاں صحابہ نے جلوس نکال کر فرح وسرور کا اظہار کی ہے تو یہاں سنی صحیح العقیدہ مسلمان جلوس نکال کر خوشی مناتے ہیں اور اگر وہاں حضور ﷺ کی مکہ میں آمد پر کافر اور مدینہ میں تشریف آوری پر منافق جلتے اور کڑھتے اور صحابہ کرام کے جلوس کو برا سمجھتے تھے تو آج کل بھی انہی کے معنوی پیروکار جلوس عید میلاد النبی پر جلتے کڑھتے رہتے ہیں اور اپنے معنوی آباء کی یاد تازہ کرتے ہیں۔اس کے بعد ہم چند اقوال ائمہ کرام اور محدثین عظام کے نقل کرتے ہیں جو ہمارے مسلک کے مؤید ہیں انہیں بھی پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

عید میلاد شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

آپ ماثبت بالسنۃ کے ص ۹۷ پر فرماتے ہیں۔ولا زال اھل الاسلام

یحتفلون بشھر مولدہٖ ۔یعنی اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد پاک کی محفلیں منعقد کرتے رہتے تھے ربیع الاوّل شریف میں۔

معلوم ہوا کہ میلاد پاک منانا کوئی آج کے لوگوں کی اختراعی چیز نہیں بلکہ اہل اسلام قدیم زمانے سے اُس کو مناتے رہے ہیں۔

عید میلاد صاحب مجمع بحار الانوار کی نظر میں

نیز بحار الانوار میں ہے کہ مظھر منبع الانوار و الرحمة شھر ربیع الاوّل وانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام ۔یعنی ربیع الاوّل کا مہینہ مظہر و منبع ہے۔انوار ورحمت کا اور بلاشبہ یہ ماہ مبارک ایسا ہے کہ جس میں ہر سال خوشی منانے کا ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

اس عبارت میں وضاحت موجود ہے کہ ہمیں اس ربیع الاوّل میں خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے۔اس تصریح کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی اندھا عید میلاد کا انکار کرتا ہے تو اس کی مرضی۔

عید میلاد امام قسطلانی شارح بخاری کی نظر میں

ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہٖ ۔(مواھب اللدنیہ) اور ہمیشہ سے اہل اسلام ربیع الاوّل شریف میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آئے ہیں آگے فرماتے ہیں ویظھرون السرور اور ہمیشہ اہل اسلام میلاد شریف کے ماہ میں فرح وسرور کا اظہار کرتے رہے ہیں۔آگے فرماتے ہیں۔ویعقنون بقراة مولد الکریم اور حضور علیہ السلام کی مولد کریم کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں۔آگے فرماتے ہیں فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہٖ المبارك اعیاداً یعنی اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو حضور علیہ السلام کی ولادت کے مہینے کی ہر رات کو عید مناتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں لیکون اشد علۃِ علی من فی قلبہٖ مرضٌ وعنادٌ۔تا کہ یہ عید میلاد سخت ترین مصیبت بن جائے ان لوگوں پر جن کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے اور عناد (دشمنی رسول ہے)

خلاصہ یہ ہے کہ جمیع اہل اسلام ہمیشہ سے عید میلاد مناتے رہے ہیں۔فرح و سرور کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ بلکہ میلاد کے مہینہ کی ہر رات کو عید جانتے رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے اور جن کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے وہ نہ تو عید میلاد مناتے ہیں اور نہ ہی اسے اچھا جانتے ہیں۔ بلکہ الٹا شرک و بدعت کے فتوے لگا کر اپنے صنم اکبر کی راہ پر چلتے ہیں۔

عید میلاد النبی علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان کی نظر میں

آپ محمد رسول اللہ کے تحت فرماتے ہیں۔ومن تعظیمه عمل الموالد اذ الم یکن فیه منکرٌ ۔یعنی میلاد شریف منانا بھی حضور علیہ السلام کی ایک تعظیم ہے جب کہ اس میں کوئی خلاف شرح حرکت نہ کی گئی ہو۔

عید میلاد امام جلال الدین سیوطی کی نظر میں

قال الامام سیوطی یستحب لنا اظهار الشکر لمولدہٖ۔یعنی صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا ہے کہ حضور کی میلاد پاک منانا ہمارے لئے اظہار شکر مستحب ہے۔

عید میلاد امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

دیکھئے علامہ علی بن برہان الدین الحلبی سیرۃ حلبیہ ج ا ص ۸ پر فرماتے ہیں۔

وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلاً من السنة و کذا لحافظ سیوطی ورد علی الفاکهانی المالکی فی قوله ان عمل المولد بدعة

مذمومۃ۔

یعنی حافظ ابن حجر اور امام سیوطی عید میلاد کی اصل سنت سے نکالی ہے اور فاکہانی جو عید میلاد کو بدعت سیئہ کہتا تھا اس کی ان دونوں نے تردید فرمائی ہے۔

معلوم ہوا جلیل القدر ائمہ دین اور محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ عید میلاد کے قائل ہی نہ تھے۔ بلکہ مخالفین میلاد اور منکر عید میلاد کی کما حقہ، تردید بھی فرماتے تھے۔ بلکہ بعض جلیل القدر محدثین (جیسے کے امام قسطلانی شارح بخاری) نے تو مخالفین و منکر میلاد کو نفاق کا مریض قرار دیا ہے اور دشمن رسول بتایا ہے۔

قارئین کرام! ہماری پیش کردہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی اور جلیل القدر محدثین کرام کے اقوال مبارکہ سے ہمارا مدعا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے اب بھی اگر کسی کو حق نظر نہ آئے تو وہ اپنی آنکھوں کا اور دل کا علاج کرائے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا

دلیل نمبر

محدث ابن جوزی نے بھی مولد النبی میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ قدیم سے اہل اسلام عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آئے ہیں۔ اسی طرح انسان العیون، تفسیر روح البیان اور شمائم امدادیہ، فیصلہ ہفت مسئلہ وغیرہ بیشمار کتابوں میں میلاد شریف منانے کے جواز کی تصریحات موجود ہیں۔ بخوالت کے پیش نظر صرف چند ایک حوالہ جات پر اکتفا کر رہا ہوں۔

خود برائے نام مولف حقیقت میلاد نے بھی یہ تسلیم کرلیا ہے کہ مروجہ عید میلاد کوئی آج کی نئی چیز نہیں۔ بلکہ چھٹی صدی ہجری سے شروع ہوئی ہے معلوم ہوا کہ مروجہ عید میلاد آج سے آٹھ سو سال قبل کے مسلمان بھی عید میلاد منایا

کرتے تھے۔الحمدللہ تعالیٰ کہ مخالف کی قلم نے بھی لکھ دیا ہے کہ عید میلاد منانے والے لوگ کوئی نئے نہیں۔نہ یہ عمل کوئی نئی چیز ہے بلکہ یہ تو آٹھ سو برس سے بقول مخالف چلے آرہے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ذرا اس مولف بے لگام سے دریافت کریں کہ جو عمل آج سے آٹھ سو سال قبل کا ہے اور جو عید میلاد آٹھ سو سال سے مسلمان مناتے چلے آرہے ہیں۔آپ اس کو کیونکر بدعت اور حرام اور شرک کہتے ہیں' کیا آٹھ سو سال سے سب مسلمان آپ کے نزدیک مشرک ہی چلے آرہے ہیں۔

اعتراض

اگر کہا جائے کہ آج سے آٹھ سو سال قبل عید میلاد کا ثابت ہونا اس سے قبل کے ثبوت کی دلیل نہیں ہوسکتا۔

جواب

عرض یہ ہے کہ موجودہ مروجہ طریقہ پر عید میلاد کو خود مخالف نے آج سے آٹھ سو سال قبل کا مان لیا ہے۔رہا اس سے قبل صحابہ کے زمانے میں یا خود حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں تو اس کے ثبوت کیلئے قرآنی آیات اور حدیث مسلم جو پیش کردی گئی ہے۔قرآن اور حدیث کے ہوتے اور کون سے ثبوت کی ضرورت ہے۔کیا منکرین عید میلاد قرآن وحدیث کو عید میلاد کے خلاف بتاتے ہیں۔کیا وہ کوئی آیت یا کوئی ایسی حدیث بتا سکتے ہیں کہ جس میں خدا نے اور خود رسول پاک ﷺ نے عید میلاد سے منع فرمایا ہو۔خدا نے کس آیت میں عید میلاد منانے جلوس نکالنے اور حضور علیہ السلام کی ولادت پر خوشی کرنے سے روکا ہے اور کون سی حدیث میں حضور علیہ السلام نے کسی کی ولادت کی خوشی منانے سے منع کیا ہے۔جب کسی کی ولادت کی خوشی منانے کی مخالفت

شریعت میں موجود نہیں ہے تو رسول پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی کی مخالفت کہاں سے آ گئی ہے ممانعت پائی گئی ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کوئی وحی معہود ذہنی نے ان کو بھیجی ہو جس میں اس کی مخالفت کی تصریح ہو۔ بلکہ ہوتا ہی یہ ہے کہ وہ معہود ذہنی ان کی طرف ایسی باتیں القاء کرتا ہے اور ان کو دین سے ورغلاتا رہتا ہے۔

قارئین کرام! مخالفت کا یہ عجیب نرالہ اور انوکھا مغالطہ ہے کہ کسی امر کے جائز ہونے کیلئے تو قرآن و حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن ناجائز اور حرام اور شرک کہنے کیلئے نہ قرآن کی ضرورت ہے نہ حدیث کی حاجت گویا خود ہی خدا اور رسول کا منصب سنبھال بیٹھے ہیں۔ کیوں جناب اگر جواز کیلئے دلیل ہونی چاہیے تو عدم جواز اور حرام و شرک ہونے کیلئے کیوں دلیل کی ضرورت نہیں۔ کیا اس لئے کہ ناجائز اور حرام اور شرک کا فتویٰ تمہارا ہے۔ اسلئے وہ بلا دلیل ہی چل جائے گا۔ نہیں صاحب یہ تو بڑی ناانصافی ہے کہ جواز تو محتاج دلیل ہو اور عدم جواز دلیل سے بے نیاز رہے کیا ''وہابڑا اینڈ کمپنی'' نہیں جانتی کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

افما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲)

یعنی حلال اور حرام وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حلال اور حرام کیا ہو۔ اور جس سے وہ خاموش رہے ہیں وہ معاف ہے۔ یعنی جس کو خدا اور رسول نے نہ حلال کہا اور نہ حرام کہا وہ حرام نہیں بلکہ معاف ہے۔ اگر اس کو کسی نے کر لیا تو اس پر کوئی گرفت نہ ہو گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حرام و ناجائز و شرک کہنا بھی محتاج دلیل ہے اور دلیل شرعی یا قرآن پاک ہے یا حدیث یا اجماع امت یا فقہاء کرام کا قیاس۔ لہٰذا مخالفین پر لازم ہے کہ عید میلاد کے ناجائز حرام یا شرک ہونے پر ان ادلہ اربعہ میں سے کوئی دلیل قائم کریں۔ ورنہ ہم لعنة الله على الكاذبين پڑھنے میں حق بجانب ہوں گے۔

منکرین میلاد کیلئے دعوت نظر وفکر

یاد رکھئے کراہت بھی بلا دلیل خاص کے ثابت نہیں ہوسکتی چہ جائے کہ حرمت و عدم جواز ثابت ہو۔ یعنی کراہت جو احکام شرعیہ میں سے ادنیٰ درجہ کا حکم ہے یہ بھی محتاج دلیل خاص ہے۔ جہاں کراہت کی دلیل خاص وارد ہوگی وہاں کراہت ثابت ہوگی اور جہاں کراہت پر دلیل خاص وارد نہ ہو وہاں کراہت ثابت نہیں ہوسکتی۔ ملاحظہ ہو حوالہ جات کتب معتبرہ فقہ شریف ردالمختار ج اص ۶۸۳ **لا یلزم منه ان یکون مکروهاً الا بنهی خاص لان الکراهة حکم شرعی فلا بدله من دلیل۔** یعنی بلا دلیل خاص اور نہی خاص کے مکروہ نہیں ہوسکتا کیونکہ کراہت حکم شرعی ہے جس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

بحرالرائق ج ۲ ص ۱۷۶ میں ہے **لا یلزم من ترك المستحب ثبوت الکراهة اذ لابدلها من دلیل خاص** ۔ یعنی مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ کراہت کے ثبوت کیلئے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔

اسی طرح ردالمختار ج ۵ ص ۴۵۵ میں ہیں۔ **لیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالیٰ باثبات الحرمة والکراهة الذین لابدلهما من دلیل بل فی القول بالاباحته التی هی الاصل** ۔ یعنی کسی چیز کی حرمت وکراہت کا قول کرنا بلا دلیل خصوص خدا کی ذات پر افتراء تو ہے لیکن اس میں احتیاط نہیں۔ البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت کا قول کیا جائے۔ جو اصل ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی تعلیم یہی ہے کہ جس چیز کو خدا اور رسول نے منع کیا ہو اور اس کی ممانعت پر خاص دلیل وارد ہو وہ منع ہے اور جس کی ممانعت پر خاص دلیل نہ ہو وہ منع نہیں۔ بلکہ کم از کم مباح ہے۔

افسوس ہے آج کل کے دیوبندی وغیر مقلد علماء پر جو ایسے ٹھوس دلائل کی

موجودگی میں عدم ورود کو عدم جواز کی دلیل بنا لیتے ہیں۔اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہے کہ جواز کیلئے ورود خاص کا مطالبہ کرتے ہیں اور ممانعت اور حرمت وغیرہ کیلئے دلیل خاص کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔

قارئین کرام! بلا دلیل شرعی اور دعاء ممانعت شریعت پر خدا اور رسول پر افترا و تہمت نہیں تو اور کیا ہے۔

قارئین کرام! مؤلف مذکور نے ص ۱۱ سے ص ۱۴ تک ''انسانیت کے نجات دہندہ سے حلف وفاداری'' کے عنوان کے تحت چند آیات قرآنیہ (جن کا عید میلاد کی ممانعت سے دور کا تعلق بھی نہیں) نقل کی ہیں۔جن میں اطاعت رسول اور محبت رسول کی فرضیت واہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ان کو نقل کرنے سے صرف یہ مقصد تھا کہ کتاب کی ضخامت کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ فریب اور دھوکہ دے کر متاثر کیا جا سکے کہ مؤلف نے عید میلاد کے ناجائز ہونے پر کئی آیات قرآنیہ پیش کی ہیں۔لیکن ان کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے اس فریب کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوڑ دیا جائے گا۔آئندہ صفحات میں ہم اس کے سوالات کے دنداں شکن جوابات لکھ کر معاندین ومنکرین کے اعتراضات کی دھجیاں آپ کو فضا میں ھباء منثورا ہوتی ہوئی دکھائیں گے۔

اس کے بعد ص ۱۴ سے ص ۱۵ تک ''خودساختہ عید میلاد کا حدیث وتاریخ فقہاء کی کتب میں پتہ نہیں چلتا'' کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

1) یہ کہ بریلوی مکتب فکر کے لوگ عید میلاد نہ منانے والوں کو کافر منافق ابلیس قرار دیتے ہیں۔

2) یہ کہ بریلویوں کے نزدیک عید میلاد منانا فرض ہے لیکن اس کی فرضیت پر انہوں نے دلیل قائم نہیں کی۔

3) یوم ولادت کا سراغ آثار صحابہ' تابعین' فقہاء کرام مورخین محدثین کی معروف

کتب بلوغ المرام سے لے کر بخاری تک کہیں بھی نہیں ملا۔

4) یہ کہ تمام کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں عید میلاد کا باب نہیں ملا۔

قارئین کرام! اب نمبر وار جواب سماعت فرمایئے گا اور غور سے پڑھ کر حق و انصاف کی داد دیجئے گا۔

سوال 1 کا جواب! بریلوی علماء کرام نے کبھی کسی مومن مسلمان کو کافر نہیں کہا بلکہ ان کا تو یہ فیصلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ البتہ ہم کسی کافر بے دین و گستاخ رسول کو مومن و مسلمان ماننے اور کہنے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔ ہم ہر گستاخ رسول کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن عید میلاد نہ منانے اور اس کے انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے عقائد کفریہ اور گستاخی رسول کی وجہ سے کافر منافق ابلیس جانتے ہیں۔ چونکہ عید میلاد نہ منانیوالوں کی اکثریت اور منکرین میلاد کے عقائد کفریہ ہیں۔ اور وہ رسول کی گستاخی کے مرتکب ہیں۔ اس لئے ان کو کافر کہنے والے اس انکار کی بناء پر کافر نہیں کہتے۔ اسی طرح کوئی مسلمان اگر کوئی دینی یا دنیوی عذر شرعی کے تحت عید میلاد نہیں منا سکتا یا اس میں شمولیت نہیں کر سکتا تو وہ اس بناء پر نہ کافر ہوتا ہے نہ گمراہ اگر اس کے عقائد درست ہیں تو وہ مسلمان ہی رہے گا۔

سوال نمبر 2 کا جواب! ہمارے اکابر میں سے آج تک کسی نے کہیں بھی عید میلاد منانے کی فرضیت کا قول نہیں کیا۔ مؤلف مذکور نے یہ دروغ بے فروغ شاید اپنے آپ کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مصادیق میں سے مصداق اعلیٰ ہونے کا ثبوت مہیا کرنے کیلئے بولا ہے۔ کیوں جناب کسی بریلوی عالم کی کتاب سے اس کی فرضیت کا دعویٰ ثابت کرنے کی ہمت کریں گے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہمیں اجازت دیجئے تا کہ ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر آپ کے اور آپ کی پوری جماعت سلف و خلف کے ارواح شریرہ کو ایصال ثواب کر دیں۔

سوال 3 اور 4 کا جواب ! اگر آپ اپنی آنکھوں سے بغض وعناد اور تعصب کی پٹی اتار کر قرآنی آیات اور احادیث نبوی کا مطالعہ کریں تو یقیناً آپ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں عید میلاد آفتاب نصف النہار کی طرح چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔ کیوں جناب حضور علیہ السلام کی آمد وتشریف آوری نعمت ورحمت نہیں ہے۔ یقیناً ہے تو پھر فبذالك فليفرحوا ۔اس پر خوشی مناؤ۔اس کے ثبوت کیلئے کیوں کر کافی نہیں۔آپ کی نظر سے یہ آیت کبھی نہیں گزری۔اور کیا مشکوٰۃ ص ۵۱۳ کی حدیث الا اخبرکم باول امری انا دعوة ابراهيم و بشارة عيسىٰ و روياء التى رات اى حين وضعتنى۔

اور حدیث کی کتابوں میں فیہ ولدت اور ترمذی شریف ص ۲۰۲ میں باب میلاد النبی ﷺ کے مقدس اور ایمان افروز الفاظ نظر نہیں آئے۔اور کیا ورویا التی رأت امی حین وضعتنی یعنی وہ خوابیں جو میری ماں نے مجھے جنتے وقت دیکھیں اور فیہ ولدت یعنی میں پیر کے روز پیدا ہوا ہوں کے الفاظ میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر موجود نہیں ہے نہ معلوم ان اندھوں کو امام ترمذی (جو صحاح ستہ میں سے جلیل القدر محدث ہیں) کی کتاب ترمذی شریف ص ۲۰۲ میں "باب میلاد النبی ﷺ" کیوں نظر نہیں آیا۔

قارئین کرام ! اگر کتب حدیث میں عید میلاد کا ذکر نہ ہوتا اور محدثین کرام کی نظر میں اگر میلاد پاک کا ثبوت نہ ہوتا تو امام ترمذی جیسا جلیل القدر محدث اپنی کتاب میں "میلاد النبی ﷺ کا باب" کیوں باندھتے۔ثابت ہوا کہ کتب حدیث میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر نہایت اہتمام سے کیا گیا ہے۔مؤلف مذکور کا کہنا "اس کا سراغ کتب احادیث سے نہیں ملا"۔صریح اور سفید جھوٹ ہے' جو ان کو اپنے جد الجدود سے وراثت میں ملا ہے۔

عید میلاد کو نوروز اور مہرجان پر قیاس کرنا باطل ہے

اس کے بعد مؤلف مذکورہ نے صفحہ 15 سے صفحہ 17 تک "حضور علیہ السلام نے صحابہ

کرام کو غیر مشروع عیدین سے روک دیا تھا'' کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا ہے۔اس کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

1) حضور علیہ السلام جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے کچھ لوگوں کو ایک جشن مناتے دیکھ کر یہ دریافت فرمایا یہ کون سے دن ہیں جن کو تم مناتے ہو۔ انہوں نے کہا! حضور یہ وہ دن ہیں۔جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں لہو ولعب کرتے تھے اور کھیلا کودا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے تم کو ان دو دنوں کے بدلے دو عیدیں دی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس طرح نوروز اور مہر جان کو منانا ناجائز ہے۔اسی طرح عید میلاد کو منانا بھی ناجائز ہے۔

جواب 1 قارئین کرام غور فرمائیں کیسا گستاخ ہے مؤلف مذکور کہ عید میلاد کو ''نوروز'' اور ''مہر جان'' پر قیاس کر رہا ہے۔خدا کی قسم حدیث مذکورہ میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں ہے۔جس سے عید میلاد کا ناجائز ہونا ثابت ہو۔اس میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ ان دونوں دنوں کے بدلے میں تم کو عیدین کے دو دن دیئے گئے ہیں۔لہٰذا بجائے ان کے ان میں فرح وسرور کا اظہار کر لیا کرو۔لیکن اس حدیث میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ عیدین کے علاوہ کسی اور دن کو عید کہنا درست نہیں ہے۔ نیز نوروز اور مہر جان کے منانے سے تو حضور علیہ السلام نے خود منع فرما دیا ہے لیکن اگر تمہارے اندر صداقت ہے تو سرکار کی زبانی عید میلاد منانے کی ممانعت ثابت کرو۔

جواب 2 جب نعمت ورحمت کے ملنے کے دن کا عید ہونا ہم قرآن سے ثابت کر آئے ہیں تو قرآن کے مقابلہ میں ایسی حدیث کو پیش کرنا۔جس میں لفظ عید کے اطلاق سے ممانعت کا ذرہ تک موجود نہ ہو کیونکر درست ہے۔ نیز یہ کہنا کہ سرکار نے مکی اور مدنی زندگی میں کسی کو عید میلاد کی ترغیب نہیں دی۔لہٰذا ناجائز ہے۔ یہ بھی انوکھا اور نرالا استدلال ہے۔اوّلاً تو خود سرکار محفل میلاد منعقد کر کے (جس کا ذکر مشکوٰۃ کے حوالہ

سے گزر چکا ہے) ترغیب دلائی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگر بالفرض ترغیب نہ دلائی ہوتی تو بھی اس کو عدم جواز کی دلیل کیونکر بنایا جاسکتا ہے۔ عدم جواز کیلئے تو علیحدہ ممانعت کی تصریح کی ضرورت ہے۔ **ھا توا برھان کم ان کنتم صادقین۔**

اعتراض

اس کے بعد ص 17 سے لے کر ص 18 تک جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہفتہ اور اتوار کے دن سرکار نے روزہ رکھ کر عملی طور پر مشرکین کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ مشرکین ان دنوں میں عید مناتے تھے تو سرکار نے روزہ رکھ کر عملی مخالفت کر کے یہ بتایا ہے کہ اسلام تیسری عید کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر یہ عید کے دن ہوتے تو آپ روزہ نہ رکھتے۔ معلوم ہوا عید میلاد بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اس دن بھی سرکار نے روزہ رکھا ہے۔

جواب واقعی ہفتہ اور اتوار مشرکین کی عید کے دن تھے اور اس کی سرکار نے سختی سے مخالفت فرمائی ہے لیکن اس عبارت کا ہماری عید میلاد سے کیا تعلق ہے۔ منقولہ عبارت کا ایک لفظ بھی تو عید میلاد کے ناجائز ہونے پر دلالت نہیں کرتا پھر اسے نقل کرنے سے کیا حاصل نیز **فبذالك فليفرحوا** کے حکم کے خلاف ہے۔

کیونکہ فلیفرحوا مطلق ہے **المطلق يجرى على اطلاقه** کے تحت سرکار کی آمد و تشریف آوری جیسی رحمت و نعمت پر خوشی منانا عین مطلوب خدا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے حق کی منقولہ عبارت سے عید میلاد کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے تو قرآن کریم سے ٹکرانے کی وجہ سے یہ روایت مردود و باطل قرار پائے گی۔

اعتراض

اس کے بعد ص 18 سے ص 19 تک ''حضور کی ولادت کے دن کون سا عمل

حضور کو محبوب تھا'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے روز سرکار نے عمداً روزہ رکھا ہے جس کو بریلوی مکتب فکر کے اکابر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر سرکار کی ولادت کا دن عید کہلانے کا مستحق ہوتا تو آپ اس میں روزہ نہ رکھتے۔ کیونکہ عید کے دن روزہ رکھنا قطعی حرام ہے۔

جواب اولاً تو یہ حکم کہ عید کے دن روزہ نہ رکھا جائے مخصوص ہے۔ عید قربان اور عید الفطر کے ساتھ۔ اس کے علاوہ عید میلاد اور روزہ کے مابین کوئی منافات و تضاد نہیں ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ عید بھی ہو اور روزہ بھی جیسا کہ احادیث کی روشنی میں جمعہ کے دن کا عید ہونا بھی ثابت ہے لیکن جمعہ کے روزہ سے احادیث میں کہیں بھی منع نہیں کیا گیا۔ بخاری و مسلم اور ترمذی و خازن میں جمعہ کے دن کا عید ہونا ثابت ہے۔ لیکن کہیں بھی ایک ضعیف حدیث تک نہیں ملتی کہ سرکار نے جمعہ کے روزہ سے منع کیا ہو۔ صرف اس لئے کہ یہ دن عید کا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے باوجود وہ مسلمانوں کیلئے عید ہے۔ اسی طرح یوم ولادت روزہ رکھنے کے باوجود روز عید ہے۔ جمعہ کے دن روزے کا ذکر مسلم شریف و دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔ لیکن انہی کتب حدیث میں اس کو عید قرار دیا گیا ہے۔ ثبوت کیلئے ملاحظہ ہو۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے الیوم اکملت پڑھی تو ایک یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک جمعہ اور ایک یوم عرفہ۔

ثانیاً یہ کہ ماہ رمضان شریف میں کم از کم چار جمعہ آتے ہیں۔ جب حدیث سے جمعہ کا دن عید ہونا ثابت ہے تو پھر مخالفین کو چاہیے کہ رمضان کے چار جمعہ ہڑپ کر لیا کریں۔ کیونکہ اگر روزہ رکھا تو حرام قطعی کے مرتکب اور شیطان قرار پائیں گے۔ لہٰذا

اس معمہ کو مؤلف مذکور ہی حل کرے کہ رمضان کے جمعوں میں روزہ رکھے تو عید کے دن روزہ رکھنا لازم آتا ہے۔ اور اگر روزہ نہ رکھے تو پھر من شھد منکم الشھر فلیصمہ' کی شدید مخالفت لازم آئے گی۔ خلاصہ یہ کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں روزہ رکھنا منع ہے حرام ہے لیکن عید میلاد کے روز نہ تو روزہ رکھنا واجب ہے اور نہ ہی حرام بلکہ مستحب ہے۔

ثالثاً یہ کہ قرآن پاک سے یوم ولادت کا عید ہونا اور یوم فرح وسرور ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا اس دن فرح وسرور کا اظہار کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے اور اس میں ساتھ ساتھ روزہ رکھنا حدیث سے ثابت ہے لیکن عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا یہ حال نہیں ہے۔ کیونکہ ان عیدین کا اگر عیدین ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو ان میں روزے کی حرمت بھی احادیث سے ثابت ہے۔ الغرض عیدین مذکورین کے عیدین ہوتے ہوئے اس میں روزہ کی حرمت ثابت ہے۔ لیکن عید میلاد کے عید ہوتے ہوئے روزہ کا ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا عید میلاد کو خواہ مخواہ بلا دلیل عیدین مذکورین پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور باطل ومردود ہے۔ عجیب بات ہے مؤلف مذکور اہلحدیث ہوتے ہوئے قیاس کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔

اعتراض

اس کے بعد ص ۱۹ سے لے کر ص ۲۱ تک ''پیغمبر کے طریقے کے خلاف کوئی عمل مقبول نہیں'' کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ قرآن سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ نیز یہ کہ بعض لوگوں نے سرکار سے پہلے قربانی کر لی تو دوبارہ کرنے کا حکم ہوا۔ نیز کچھ لوگوں نے رمضان سے ایک دن قبل ہی روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن خدا اور رسول نے منع کر دیا۔ معلوم ہوا عید میلاد چونکہ نہ خدا نے منائی ہے نہ رسول نے لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے۔

جواب اوّل آیات قرآنی اور حدیث نبوی سے ہم عید میلاد ثابت کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ عید میلاد خود خدا کی مطلوب ومحبوب چیز ہے اور سرکار کی بھی پسندیدہ ہے۔ لیکن نجدیت ووہابیت حق ماننے اور سمجھنے سے آڑے آہی جاتی ہے۔

قارئین کرام! لاتقدموا کا عید میلاد کے عدم جواز سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ لیکن مخالف نے اپنا مصنوعی رعب عوام پر طاری کرنے کیلئے اس کو بھی لکھ دیا ہے۔ اگر سرکار نے بعض لوگوں کو دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا ہے اور قربانی میں تقدم سے منع فرمایا ہے تو یہ حق ہے۔ اسی طرح رمضان سے ایک روز قبل روزہ رکھنے والوں کو سرکار نے منع فرمایا ہے۔ تو یہ بھی حق ہے۔ لیکن اس کا عید میلاد کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ جس سے سرکار نے منع فرمایا ہے۔ وہ یقیناً منع ہے۔ لیکن مخالف پر لازم تھا کہ وہ کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کرتا۔ جس میں خدا نے یا رسول اللہ ﷺ نے صریح الفاظ میں عید میلاد سے منع کیا ہو۔ اگر نہیں تو پھر یہ قیاس کیسا۔ ہم یہی تو کہتے ہیں کہ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ وہ منع ہے اور اس سے باز رہنا ہی ضروری ہے اور جس کے کرنے کا حکم دیا ہے (یا جس کو خود کیا ہو) اس کا کرنا مطلوب ومحبوب ہے۔ چونکہ عید میلاد سے کہیں بھی منع نہیں کیا بلکہ خود محفل میلاد منعقد کر کے سرکار نے عید میلاد کا محبوب ومرغوب ہونا ظاہر فرما دیا ہے۔ اس لئے یہ مستحب ہے۔

جواب ثانی اگر آیت منقولہ کے مطابق کسی کام کے کرنے میں تقدم منع ہے۔ تو کیا کسی کام کو حرام۔ ناجائز اور شرک قرار دینے میں تقدم منع نہیں ہے۔ یقیناً یہ بھی منع ہے۔ جس کو صریح الفاظ میں سرکار نے جائز قرار نہیں دیا اگر وہ ناجائز ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس کو صریح الفاظ میں رسول نے ناجائز اور حرام اور شرک قرار نہیں دیا وہ کیونکر خود بخود ناجائز اور حرام وشرک ہو سکتا ہے' اگر کسی فعل کے جواز کیلئے قول یا فعل رسول ہی ضروری ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ کسی فعل کے عدم جواز کیلئے قول رسول کی ضرورت نہیں۔

اعتراض

اگر کہا جائے کہ ترک رسول سنت رسول ہے اس لئے ترک کے ہوتے ہوئے قول کی ضرورت نہیں۔

جواب گذارش ہے کہ اولاً تو عید میلاد کے متعلق بجائے ترک کے فعل رسول ثابت ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل ثابت کیا جاچکا ہے۔ بالفرض اگر فعل ثابت نہ ہوتا تب بھی عدم جواز کیلئے ترک کو سند نہیں بنایا جاسکتا اگر کوئی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا تو ہم اس سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا ترک رسول کا سنت رسول ہونا جمیع امت سمیت صحابہ کیلئے ہے یا جماعت صحابہ کے علاوہ امت کے افراد کیلئے ہے۔ اگر شق ثانی سے جواب ہوتو لاتقدموا اور لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃٌ حسنة کے مخاطبین سے جماعت صحابہ کی تخصیص ضروری ہے جس پر مخالف تا قیام قیامت کوئی دلیل قائم نہیں کرسکتا۔ بلکہ ان آیات کے مخاطبین اوّلین تو ہیں ہی صحابہ کرام جیسا کہ خود مؤلف مذکور نے اپنی کتاب کے ص ۲۰ پر آیت مذکورہ کے شان نزول کو نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ صحابہ میں سے بعض نے تقدم کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اگر مراد شق اوّل ہوتو یہ بھی باطل ومردود ہے کیونکہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ جمع قرآن کی تحریک کے وقت جب خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور دونوں نے پھر حضرت زید سے کہا کہ لوگ جنگوں میں شہید ہورہے ہیں۔ حفاظ کرام ختم ہو جائیں گے۔ لہٰذا قرآن کو جمع کردینا چاہیے تو جواب میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پھر دونوں کو حضرت زید نے جو فرمایا ہے۔ وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے اور پھر اس کے بعد حضرت صدیق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور پھر دونوں نے مل کر حضرت زید سے جو فرمایا وہ بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اتفعل ما لم یفعله رسول اللّٰہ

(ﷺ)۔ کیا اے صدیق رضی اللہ عنہ تم وہ کام کرنا چاہتے ہو جو سرکار نے نہیں کیا۔ تو جواب میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ ھو خیر۔ اے فاروق رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم وہ بہتر کام ہے۔ (اگرچہ سرکار نے نہیں کیا) اسی طرح حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق نے حضرت زید کے سوال اتفعلان مالم یفعله رسول الله (ﷺ) کے جواب میں فرمایا! واللّٰہ ھو خیرٌ (اے زید اگرچہ سرکار نے یہ نہیں کیا) لیکن اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ ترک رسول کو سنت رسول قرار دینا باطل و مردود ہے اگر ترک رسول سنت ہوتا تو جناب صدیق اکبر جناب فاروق جناب زید جیسی مقدس ہستیاں اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرتیں۔ کیا ان صحابہ کرام کو لاتقدموا اور لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنة کے مفہوم کا پتہ نہ تھا۔ کیا مؤلف مذکور ان صحابہ کرام سے بھی بڑھ کر قرآن کی تفسیر جانتا ہے۔ کیا بزعم مؤلف مذکور صحابہ کرام نے جمع قرآن کی تحریک چلا کر اور قرآن جمع فرما کر لاتقدموا اور لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنة کی مخالفت کی ہے اور پھر غضب بالائے غضب یہ ہے کہ مخالف میلاد کے مزعومات کے مطابق جب قرآن کا جمع ہونا خود قرآن کے خلاف ہے اور اس کو جمع کرنا قرآن کی نافرمانی ہے تو پھر اس قرآن پر وہابیوں کا ایمان کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے اور پھر اس قرآن کو نمازوں میں پڑھ کر تم اپنی نمازوں کو کیوں کر صحیح متصور کر سکتے ہو۔ خلاصہ یہ کہ مخالف کا مذکورہ ضابطہ قطعاً باطل و مردود ہے۔ جس کی صحت کی بناء پر صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام مخالف قرآن قرار پاتے ہیں۔

نعوذ باللہ من ذالك۔

تاریخ ولادتِ باسعادت

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور ص ۲۱ سے لیکر ص ۲۴ تک حضور علیہ السلام کی تاریخ ولادت پر محدثین کا اختلاف بیان کرتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ تاریخ ولادت مختلف فیہ اور متنازعہ فیہ ہے اس لئے بارہ تاریخ کو عید میلاد منانا جائز نہیں ہے۔

جواب قارئین کرام! اوّل تو شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے متعدد اور مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے صاف طور پر تحریر کرتے ہیں۔ **فالا اکثرون علی انہ' عام الفیل وبہ قال ابن عباس ومن العلماء من حکمی الاتفاق علیہ** ۔یعنی اکثر کا اتفاق اسی پر ہے اور بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی ہے پھر مہینہ میں اختلاف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ **والمشھور انہ الربیع الاوّل وھو قول جمھور العلماء ونقل ابن الجوزی الاتفاق علیہ** ۔یعنی اور مشہور یہی ہے کہ آپ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ابن جوزی محدث نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے۔ پھر تاریخ کا اختلاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **وقیل لاثنی عشر** ۔ یعنی بعض نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی ہے اور اس کے بعد شیخ اپنی طرف سے فرماتے ہیں۔ **وھوا لمشھور وعلیہ عمل اھل مکۃ فی زیارتھم موضع مولدہ فی ھذا الوقت قال الطیبی اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین ثانی عشر الربیع الاوّل** یہی مشہور ہے اور اہل مکہ کا عمل بھی اسی پر ہے۔ جب کہ وہ ربیع الاوّل میں بارہ تاریخ کو حضور کی ولادت کا وقت آتا ہے تو اہل مکہ حضور کی جائے پیدائش کی طرف جاتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالحق کے نزدیک عام فیل ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ صحیح درست ہے اور اسی کو مشہور کے لفظ سے تعبیر فرمانے کے ساتھ علماء کا اجماع بھی نقل کر کے ثابت رکھتے ہیں۔ اس کی تردید نہیں فرماتے اگر آپ کے نزدیک بارہ تاریخ صحیح نہ ہوتی تو اس کی تردید فرماتے۔ تردید نہ فرمانا واضح دلیل ہے کہ آپ اسی تاریخ کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ شیخ کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل مکہ بھی عید میلاد مناتے تھے کیونکہ وہ اہل مکہ بارہ ربیع الاوّل آپ کی ولادت کے وقت جائے ولادت پر جایا کرتے تھے۔ جس پر شیخ کی عبارت شاہد ہے۔ **وعلیه عمل اهل مکه فی زیاتهم موضع مولده۔**

نیز طبری اور ابن خلدون نے بھی بار ربیع الاوّل کو صحیح قرار دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اکثر کے نزدیک مشہور قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت بار ربیع الاوّل کو ہوئی ہے۔ مؤلف مذکور کا یہ کہنا کہ شیخ کا بار تاریخ سے اختلاف ہے۔ سراسر جھوٹ ہے۔ **لعنة الله علی الکاذبین۔**

جب اکثر قول یہی ہے تو فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق چونکہ اکثر کا قول اقل کے مقابلہ میں معتبر ہوتا ہے۔ لہٰذا بار ربیع الاوّل کا قول ہی معتبر ہوگا۔

جواب۲ تاریخ میں اختلاف کے پائے جانے سے عید میلاد کے ناجائز ہونے پر استدلال کرنا بھی عجیب نرالی حماقت و جہالت ہے، کیا جس کی تاریخ میں اختلاف ہو وہ ناجائز ہوتا ہے۔ کیا آپ عدم جواز کا یہ معیار حدیث رسول سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر ہمت ہے تو ایک حدیث ہی پیش کر کے منہ مانگا انعام لو۔ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ جس کی تاریخ میں اختلاف ہو وہ ناجائز ہوتا ہے۔ **وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین۔**

قارئین کرام! اگر ناجائز ہونے کا معیار وہی ہے جو مؤلف نے پیش کیا ہے تو

پھر مؤلف کو سرے سے سرکار کی ولادت سے ہی انکار کردینا پڑے گا کیونکہ اگر اختلاف تاریخ عدم جواز کی دلیل بنایا جاسکتا ہے تو مخالف کے مزعومات کے تحت سرے سے ولادت سے انکار کی دلیل بھی بنایا جاسکتا ہے۔ نیز اس سے تو رفع یدین، قرأت خلف الامام، آمین بالجہر وغیرہ کا ناجائز ہونا بھی لازم آتا ہے۔ کیونکہ ائمہ دین، محدثین اور فقہاء کا ان میں اختلاف ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے بے لگاموں سے اس کا انکار بھی بعید نہیں۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور ص ۲۴ سے لے کر ص ۲۶ تک جو کچھ لکھتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کل بریلویوں نے ہندوؤں عیسائیوں اور مہاتما بدھ کے ماننے والوں سے متاثر ہو کر عید میلاد منانا شروع کردیا ہے۔

جواب قارئین کرام! غور فرمایئے کتنی گندی ذہنیت ہے کہ جو محفل پاک خود سرکار نے منعقد فرمائی ہو۔ اس کو یہ وہابی نجدی ہندوؤں عیسائیوں اور مہاتما بدھ کے تہواروں سے تشبیہ دے کر رسول خدا ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیا یہ بغض وعناد کی دلیل کافی وشافی نہیں ہے اور کیا ان کے مزعومہ کے مطابق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دشمنان رسول کی یہ لمبی لمبی تاناف رسیدہ داڑھیاں یہودی احبار ورہبان سے متاثر ہو کر رکھی گئی ہیں۔ اسلام میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یقیناً کہا جاسکتا ہے اگر کہا جائے کہ حدیث سے یہ ثابت ہے تو ہم کہیں گے کہ قرآن وحدیث سے عید میلاد کی خوشی منانا بھی ثابت ہے۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور ص ۲۶ سے لے کر ص ۲۹ تک جو کچھ لکھتا ہے۔ اس کا

خلاصہ یہ ہے۔

۱) یہ کہ بریلویوں کے مفتی احمد یار خاں نے جاء الحق میں تسلیم کرلیا ہے کہ میلاد شریف قرون ثلاثہ کے بعد ایجاد کی گئی ہے یعنی چھٹی صدی ہجری کے بعد یہ میلاد گھڑی گئی ہے۔

۲) یہ کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی تصریح کے مطابق اور ابن کثیر اور ابن جوزی کی تصریحات کے مطابق بھی چھٹی صدی ہجری کے بعد والی اربل سلطان مظفر الدین ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ابن زین الدین نے محفل میلاد کی بنیاد ڈالی ہے اور قاضی ابن خلکان کی تصریح کے مطابق مظفر الدین والی اربل اس کا بانی ہے۔

۳) یہ کہ پہلے لوگ اس کو بارہ وفات کہا کرتے تھے اور اب اس کا نام تبدیل کر کے عید میلاد رکھ دیا ہے۔

سوال 1 کا جواب مفتی احمد یار نعیمی کی عبارت کا مطلب مؤلف مذکور نہیں سمجھ سکے۔ عبارت کے سمجھنے میں خوب ٹھوکر کھائی ہے۔ مفتی احمد یار نعیمی کی عبارت کا مطلب صرف یہ ہے کہ موجودہ مروجہ طریق پر قرون ثلاثہ میں عید میلاد نہ تھی۔ محض میلاد کو تو وہ خود رسول اللہ کی سنت قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جاء الحق ص ۲۳۴ پہلی سطر فرماتے ہیں کہ ''خود حضور اکرم ﷺ نے مجمع صحابہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی ولادت اور اپنے اوصاف بیان فرمائے۔ جس سے معلوم ہوا کہ میلاد منانا سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے''۔ اس کے بعد کئی حدیثیں پیش کر کے عید میلاد کو ثابت کرتے ہیں۔ مفتی احمد یار نعیمی کی عبارت واضح دلیل ہے کہ آپ محض میلاد کو تو سنت رسول قرار دیتے ہیں اور چھٹی صدی سے جس کی ایجاد کا قول کیا ہے۔ وہ اضافی چیزوں کے اعتبار سے ہے یعنی عید میلاد مروجہ جلوس کی صورت میں اور نہایت زینت و زیبائش کے ساتھ چھٹی صدی ہجری میں شروع ہوا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ جو شخص اُردو میں لکھی ہوئی جاء الحق کے

مضمون کو سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ وہ بھی آج مصنف بننے کے شوق میں رسالہ لکھنے بیٹھ گیا ہے۔

قارئین کرام! جو شخص اُردو کی عبارت نہیں سمجھ سکا وہ قرآن وحدیث تفسیر وفقہ کو کیا سمجھے گا۔

سوال 2 کا جواب 1 یہ کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کا مفہوم بھی یہی ہے کہ چھٹی صدی ہجری کے بعد ہی سلطان مظفر الدین ابوسعید ابن زین الدین والی اربل نے عید میلاد کو مروجہ موجودہ اضافی چیزوں کے ساتھ شائع کیا اور جلوس کی صورت میں عید میلاد کو نہایت زیب وزینت اور سج دھج کے ساتھ منایا تھا اور اس کے بعد سے اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

جواب 2 کیا قرون ثلاثہ کے بعد جو چیز پیدا ہوئی ہو وہ حرام وناجائز ہے۔ اگر یہی معیار ہے حرام اور ناجائز ہونے کا۔ تو اس معیار کے ثبوت کیلئے بھی تو قول رسول کی ضرورت ہے نیز یہ بھی دریافت کریں گے کہ موجودہ زمانہ میں جو قرآن موجود ہے اور موجودہ صورت میں جو تمہارے مدرسے اور چندے کی کاپیاں اور انتظامی کمیٹیاں موجود ہیں مروجہ ختم بخاری کیلئے خاص اہتمام، مروجہ تمہارے جلسے، اسٹیج، نظم خوانی کا انتظام مساجد کی تزئین وغیرہ اشتہاروں کی طباعت، سپیکر لگا کر منادی کرنا، کرانا۔ سیرت کانفرنسیں اپنے مولویوں کی برسیاں منانا۔ یوم صحابہ اور یوم امیر معاویہ منانا کیا تمہارے مزعومہ قاعدہ کے تحت سب کچھ بدعت سیئہ حرام وناجائز نہیں ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیوں، اگر ہے تو پھر اعلان کیوں نہیں کرتے حالانکہ صاف طور پر احادیث میں موجود ہے۔ ما امرت بتشييد المساجد یعنی مجھے مساجد کی تزئین کی اجازت نہیں دی گئی۔ احادیث سے اس کی ممانعت موجود ہے۔ لیکن اہلحدیث بھی مساجد کی تشید کر کے احادیث کی مخالف کر رہے یہاں فتویٰ یاد نہیں آتا یہاں لاتقدموا اور لكم فى

رسول اللہ اسوۂ حسنۃ آیات کیوں یاد نہیں آتی۔

قارئین کرام! احداث کی دو قسمیں ہیں۔(۱) احداث للدین اور احداث فی الدین ۔ پہلے کی مثالیں دینی مدارس۔ قرآن کی موجودہ طباعت قرآن کے اعراب۔ مدارس کی انتظامی کمیٹیاں تزئین مساجد اور ان کے مینار، جلسے جلوس۔ سیرت کانفرنسیں، اعراس مبارکہ، جمعہ کی اذان اوّل۔ تراویح کی جماعت وغیرہ ہیں۔

اور دوسرے کی صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے سنت رسول فوت ہو جائے جس سے رفع سنت لازم آئے وہ احداث فی الدین ہو کر منع ہیں اور جس سے رفع سنت لازم نہ آئے وہ احداث للدین قرار پا کر جائز و مستحب ٹھہرے گی۔ عید میلاد کی اصل تو شرع میں موجود ہے۔ جس کا ذکر قبل ازیں ہو گیا ہے۔ لیکن بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس کی اصل موجود نہیں تب بھی یہ عید میلاد اور اس کی محافل کا انعقاد اور جلوس عید میلاد النبی احداث للدین قرار پا کر بدعت مستحبہ قرار پائیں گے۔

اعتراض 3 کا جواب کیا نام کے تبدیل ہو جانے سے یا کر دینے سے کسی چیز کا جواز عدم جواز حرمت وغیرہ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں تبدیل ہوتا پھر یہ لکھنے کا کیا فائدہ اور اگر ہو جاتا ہے تو پھر اس کے ثبوت کیلئے بھی کوئی حدیث رسول یا آیت قرآنی پیش کرنی پڑے گی۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مروجہ جلوس و عید میلاد تقریباً آٹھ سو سال سے جاری ہے

قارئین کرام! مؤلف مذکور نے اپنی کتاب کے ٹائٹل پر ''چھ سو سال کے بعد ایجاد کردہ مروجہ عید میلاد'' اور کتاب کے ص ۲۵ پر ''تیسری عید میلاد چھ سو سال کے بعد ایجاد ہوئی'' کے الفاظ لکھ کر الحمد للہ یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ مروجہ عید میلاد کا جلوس اور اس کی محافل کا انعقاد کوئی چودھویں یا تیرھویں یا بارھویں صدی کی چیز نہیں اور اس کو صرف بریلی شریف سے ہی ایجاد نہیں کیا گیا بلکہ یہ چیزیں قریباً آج سے آٹھ صدی قبل کی

ہیں اور آٹھ سو سال سے یہ عید میلاد النبی کے جلوس مروجہ طور پر منائے جاتے رہے ہیں۔ نیز یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ اس چیز کو موجودہ ہیئت کذائیہ سے صرف بریلوی علماء کے طبقہ نے ہی ایجاد نہیں کیا بلکہ بریلوی فضلاء کرام سے آٹھ سو سال قبل کے علماء و سلاطین نے رواج دیا تھا۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ عید میلاد قدیم زمانہ سے مروجہ طور پر منائی جارہی ہے، کوئی نہیں چیز نہیں ہے، جس کو اس صدی کا اختراع قرار دیا جاسکے۔

اعتراض

اس کے بعد صفحہ ۲۸ سے صفحہ ۲۹ تک جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ نعلین سمیت عرش پر جانے کا انکار کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ یہ روایت (یعنی نعلین سمیت عرش پر جانا) محض باطل و مردود ہے اس لئے معلوم ہوا کہ وہ من گھڑت اور موضوع واقعات کے قائل نہ تھے۔

جواب الحمدللہ تعالیٰ کہ ہمارے آقا و مولیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت و حقانیت اوران کے من گھڑت اور موضوع واقعات سے مجتنب و محترز رہنے کا اقرار خود مخالف نے بھی کرلیا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ رہا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس روایت کو محض باطل و موضوع کہنا تو یہ ہمارا عین مسلک ہے۔ ہم بریلویوں غلامان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک وہی ہے۔ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور تحقیق ہے۔ جب یہ ہمارا اپنا مذہب و مسلک ہے تو مخالف کو اس عبارت کے نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور نے ص ۲۹ سے ص ۳۰ تک جو لکھا ہے اس کا خلاصہ بھی صرف یہی ہے کہ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی من گھڑت اور

موضوعات واقعات سے مجتنب ومحترز رہتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدیث لولاک کی کوئی اصل نہیں ہے۔

جواب یہ کہ اوّلاً تو اس حدیث کا عید میلاد کے عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں تھا صرف اپنی معلومات سے عوام کو مرعوب کرنے کو یہ بھی کتاب میں مؤلف مذکور نے درج کردیا۔

ثانیاً یہ کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ آپ کا مقصد تو یہ تھا کہ یہ روایت بلحاظ اپنے الفاظ منقولہ کے موضوع ہے۔ کوئی اصل نہیں رکھتی۔ رہا اس کا بلحاظ معنی کے موضوع ہونا تو اس کا قول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں نہیں کہا بلکہ یہ روایت باعتبار اپنے معنی ومفہوم کے صحیح ہے اور اس کی صحت کی تصریح ملا علی رحمۃ اللہ علیہ قاری نے موضوعات کبیر میں اور دیگر محدثین نے اپنی کتابوں میں اور صدر دیوبند نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں کی ہے۔ حدیث کے بلحاظ الفاظ کے موضوع ہونے سے باعتبار معنی کے موضوع ہونا ہرگز لازم نہیں آتا۔

اعتراض

اس کے بعد ص ۳۰ پر یہ کہتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی ایسے عقیدہ وعمل کی کوئی وقعت نہیں جس کا ثبوت نہ حدیث رسول سے ملتا ہو اور نہ عمل صحابہ کرام سے۔

جواب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس عقیدہ اور عمل کا ثبوت قرآن وحدیث اور عمل صحابہ سے نہیں ملتا وہ قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن یاد رکھئے اگر کسی عقیدہ یا عمل کے اثبات وجواز کیلئے قرآن وحدیث کی ضرورت ہے تو یقیناً اس کے عدم جواز اور حرمت وشرک کے اثبات کیلئے بھی قرآن وحدیث اور عمل صحابہ کی اشد ضرورت ہے۔ اثبات کیلئے اگر دلائل مذکورہ میں سے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے تو نفی کیلئے بھی دلیل کی اشد حاجت ہے۔ بلا دلیل نفی بھی قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ چونکہ عید میلاد اور محفل میلاد کی

حرمت وعدم جواز پر دلائل شرعیہ اربعہ میں سے کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی۔اس لئے بھی یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔

محفل میلاد شریف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور حضور علیہ السلام کی نعت شریف اور صحابہ کرام اہلبیت عظام اور اولیاء کرام کی منقبت پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے حروف میں تغیر کیا جائے۔موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے تالیاں بجائی جائیں۔مکتوبات شریف ج ۳ ص ۱۱۶ مکتوب ۱۶۳ معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد کو جائز قرار دیا ہے ہاں البتہ ایسی محفل کو منع کیا ہے جس میں تالیاں بجائی جائیں۔قرآن کے حروف میں تغیر کیا جائے۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ مؤلف مذکور نے حضرت مجدد کی وہ عبارت جو ناجائز مجالس کے متعلق تھی اس کو میلاد شریف پر لگا کر اپنی بددیانتی کا کیا مظاہرہ کیا ہے۔رہا مؤلف مذکور کا حضرت مجدد کی اور صاحب مظاہر حق وغیرہ کی عبارات سے استدلال کرنا تو یہ دیوانے کی بڑھ سے کم نہیں ہے۔اولاً تو اس لئے کہ ان کی عبارت کے سمجھنے میں مؤلف مذکور نے ٹھوکر کھائی۔ثانیاً یہ کہ اگر بالفرض یہ حضرات عید میلاد اور محفل میلاد کو ناجائز یا حرام بھی کہہ دیتے تو کیا ان کے قول سے کسی فعل کا ناجائز اور حرام ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔کیا ان کے اقوال ادلہ شرعیہ میں سے کوئی دلیل قرار پاتے ہیں۔ان کا قول نہ تو قرآن کی آیت، نہ رسول کی حدیث ہے نہ مجتہد وامام کا قول ہے پھر ان کے محض اقوال سے کسی فعل وعمل کا ناجائز وحرام ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ عید میلاد اور محفل میلاد قرآن کے اشارات اور حدیث کی تصریحات سے ثابت ہے جب ان کے اقوال دلیل شرعی نہیں تو ان کے کسی قول کو رد

کرنا نہ تو شریعت کو رد کرنا ہے اور نہ ہی ان کی اس میں توہین ہے مسائل کے جواز یا عدم جواز کا مدار تو دلائل شرعیہ پر ہے نہ کہ محض اقوال پر۔ نیز حضرت مجدد نے خود مکتوبات شریف ص ۱۸۶ اور ص ۳۰۹ پر تسلیم کیا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سئیہ اور مخالفین کا یہ کہنا کہ حضرت مجدد بدعت کو حسن نہیں مانتے تو یہ بھی کم فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ حضرت مجدد کا مطلب تو یہ تھا کہ جو حسن ہو اس کو سنت کہنا چاہیے بدعت نہ کہنا چاہیے نیز بغرض تسلیم یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء کرام کے اقوال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مقابلہ میں حضرت مجدد کا قول قبول نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمام فقہاء کرام اور خلیفہ ثانی نے بدعت کو حسن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ کتب حدیث وفقہ میں درج ہے حسن اس نیک کام کو کہتے ہیں جو آنحضرت اور خلفاء راشدین کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو مگر وہ سنت کو رفع نہ کرے اور بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کی رافع ہو۔ حضرت مجدد کیسی تصریح فرما رہے ہیں کہ جو کام حضور علیہ السلام اور خلفاء راشدین کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا اور وہ کسی سنت کا رافع نہ ہو یعنی اس کو ادا کرنے سے سنت رسول فوت نہ ہو تو وہ حسن ہے اس میں اچھائی پائی جاتی ہے۔ اب اس کے تحت جلوس میلاد اور محفل میلاد چونکہ کسی سنت کی رافع نہیں ہیں۔ اس لئے اس طور پر بھی حضرت مجدد کے قول کے مطابق ان کا استحسان و استحباب ثابت ہو جاتا ہے اور جو شخص اس بات کا مدعی ہے کہ عید میلاد رافع سنت ہے اور اس سے کوئی سنت رسول فوت ہوتی ہے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ اس کا ثبوت دے کہ عید میلاد و جلوس میلاد اور محفل میلاد کی وجہ سے کون سی سنت فوت ہوتی ہے۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

صاحب مظاہر حق کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بریلویوں کے سلسلہ کے بزرگ ہیں

حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے غلط ہے جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ بالفرض اگر ان کا بریلوی مسلک کا بزرگ ہونا ثابت بھی ہو جائے تو اس کی منقولہ عبارت بجائے ہمیں مضر ہونے کے ناقل کو ہی مضر ہے کیونکہ انہوں نے بدعت کی تعریف میں لکھا ہے کہ جس عقیدہ یا عمل کی اصل قرون ثلاثہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ عید میلاد' جلوس میلاد اور محفل میلاد کی اصل شرع میں قرون ثلاثہ میں موجود ہے جس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔ لہٰذا عبارت منقولہ ناقل کے حق میں مضر ہے ہمیں مضر نہیں۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف ص ۳۴ سے ص ۳۵ تک جو کچھ لکھتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیرو مرشد خواجۂ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کسی نبی کی ولادت کے دن کو عید کہنے کے مخالف ہیں۔ ایسے دنوں کو ہرگز عید کہنے کو تیار نہیں ہیں۔ کیا ان بزرگوں پر بھی وہی فتویٰ لگایا جائے گا جو ہم پر لگایا جاتا ہے۔

جواب یہ کہ اوّلاً تو مؤلف مذکور ان بزرگوں کی عبارت سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ کیونکہ انکا مقصد تو یہ تھا کہ جس طرح شریعت مقدسہ نے' خدا اور رسول نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عیدین وجوباً قرار دیا ہے اور ان کو منانا ضروری اور لازمی گردانا ہے اسی طرح کسی نبی کے تولد یا وفات کے دن کو عید نہیں بنایا اور ان کو منانا اور عید جاننا مسلمانوں پر واجب اور لازم قرار نہیں دیا۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی نبی کے ولادت کے دن کو عید کا دن کہنا جائز نہیں ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض مان لیا جائے کہ انہوں نے اس کو عید کہنا ناجائز ہی قرار دیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ ادلۂ اربعہ شرعیہ میں سے عدم جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اس لئے ان کا قول قابل قبول کیونکر ہو سکتا ہے۔ ان کے اپنے محض اقوال تو کسی عمل کے عدم

جواز یا حرمت کی دلیل نہیں ہو سکتے۔ جب تک شرعی سند موجود نہ ہو۔

مؤلف مذکور کی کم فہمی کا نتیجہ

مؤلف مذکور صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۷ تک جو کچھ لکھتا ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

۱) یہ کہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا دلیل شب ولادت کو شب قدر سے افضل قرار دیا ہے اور اپنے مدعا کے ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

۲) یہ کہ علامہ سیّد ابوالبرکات احمد شاہ لاہوری کے رسالہ ''رضوان'' کی تصریح کے بھی ولادت کا شب میں ہونا خلاف ہے۔ بہر حال احادیث اور مورخین کی شہادتوں کے مطابق سرکار کی ولادت صبح سویرے ہوئی ہے۔

جواب 1 قارئین کرام! سیّدی وسندی مولائی ومرشدی حضرت قبلہ احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے شب ولادت کو شب قدر سے افضل قرار دیتے ہوئے محض اپنی طرف سے کوئی دلیل نہیں لکھی۔ بلکہ آپ نے وہ دلائل نقل فرمائے ہیں۔ جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ کے ص ۲۳۹ پر لکھتے ہیں۔

پھر جب ہم یہ کہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت رات کے وقت ہوئی ہے تو پھر آپ کی ولادت کی رات شب قدر سے افضل ہوگی۔ بلاشبہ ایک دلیل یہ ہے کہ سرکار کی ولادت کی رات سرکار کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی ہے اور جو چیز سرکار کی ذات مقدسہ مشرفہ کے ظہور کی وجہ سے مشرف ہوئی ہے۔ وہ اشرف و اعلیٰ اور افضل ہے اس سے جو نزول ملائکہ سے مشرف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ شب ولادت تو آپ کی ذات مقدسہ کے ظہور سے مشرف ہوئی ہے لیکن یہ شرف شب قدر کو نصیب نہیں ہوا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ شب قدر میں صرف امت محمدیہ پر فضل و کرم ہوا ہے اور شب ولادت میں ساری کائنات پر خدا کا فضل ہوا۔ پس سرکار کی ذات مقدسہ وہ ہے جس کو خدا نے سب جہانوں کیلئے رحمت بنایا اور آپ کی ذات مقدسہ کے ساتھ

ساری مخلوق پر چاہے آسمانوں پر رہنے والے ہوں یا زمینوں پر فضل فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شیخ نے اس عبارت میں خود ہی شب ولادت کے شب قدر سے افضل ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے اور خود ہی دو دلیلیں اس دعویٰ پر پیش فرمائی ہیں۔

بالکل بعینہٖ یہی دعویٰ امام قسطلانی شارح بخاری نے بھی مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۶، ۲۷ پر فرما کر بعینہٖ وہ دلائل قائم فرمائے ہیں۔ شب ولادت کی افضیلت پر جو حضرت شیخ عبدالحق نے پیش فرمائے تھے۔ قبلہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان بزرگوں کے دعویٰ اور دلائل کو نقل فرما کر برقرار رکھا ہے نہ تو آپ نے از خود کوئی دعویٰ فرمایا ہے اور نہ ہی بلا دلیل چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ کے ناکام ہونے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر بقول مؤلف مذکور یہ عقیدہ یا نظریہ غلط و باطل ہے۔ اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو شیخ عبدالحق اور امام قسطلانی پر مخالف کو برسنا چاہیے تھا نہ کہ کاظمی شاہ صاحب پر۔

قارئین کرام! غور فرمایئے مؤلف مذکور شب ولادت کے شب قدر سے افضل ہونے کے دعویٰ کو غلط اور باطل تو کہہ گیا لیکن ماثبتۃ بالسنۃ اور مواہب اللدنیہ سے شاہ عبدالحق کے نقل کردہ دلائل کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ جناب رد کرنا تھا تو دلائل کو غلط ثابت کرتے۔ ان کو توڑتے لیکن اتنا علم کہاں سے لائیں کہ کسی کے دلائل کا جواب دے سکیں۔ جو علم سے کورے ہیں وہ علمی ابحاث میں پڑ کر یونہی منہ کی کھایا کرتے ہیں۔ آفتاب پر اگر کوئی بے وقوف تھوکنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ تھوک واپس اس کے منہ پر آتا ہے۔ قبلہ کاظمی صاحب کے متعلق ایسی خرافات بکنے سے ان کے تبحر علمی میں کیونکر کمی آسکتی ہے۔ اگر قبلہ کاظمی شاہ صاحب کی شان میں مؤلف مذکور نے توہین آمیز طریقہ اختیار کیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ حضور علیہ السلام کی روحانی اور معنوی اولاد کو اور آپ کے غلاموں کو ہمیشہ سے ہدف بنایا جاتا رہا ہے۔ جو لوگ خدا اور رسول کی شان میں توہین کرنے سے باز نہیں آتے وہ قبلہ کاظمی صاحب کو کیونکہ معاف کر سکتے

ہیں جو لوگ آئے دن سرکارِ دو جہاں ﷺ کے علمی کمال پر حملے کرتے رہتے ہیں۔تو وہ قبلہ کاظمی صاحب کے تبحر علمی کے کیونکر قائل ہو سکتے ہیں۔قبلہ شاہ صاحب نے اپنے رسالہ ''میلاد النبی'' میں عید میلاد منانے کے جواز واستحباب کو ثابت کرنے کیلئے قرآن پاک کی دو آیتیں پیش فرمائی تھیں۔لیکن افسوس ہے کہ وہابیت کا بھوت حق کو دیکھ کر خیانت اور بددیانتی پر آمادہ کر دیتا ہے۔

2 کا جواب شیخ عبدالحق اور امام قسطلانی کی عبارات کی بنیاد تو اس بات پر تھی کہ اگر سرکار کی ولادت کو رات میں ہی قرار دیا جائے تو پھر شب ولادت شب قدر سے افضل قرار پاتی ہے اور اگر دن کو ولادت قرار دیا جائے تو وہ دن دیگر ایام سے انہیں دلائل کے پیش نظر افضل قرار پائے گا۔مشہور یہی ہے کہ آپ کی ولادت صبح صادق کے وقت ہوئی۔اس کو بھی عرف میں صبح سویرے کہا جاتا ہے اور چونکہ من وجہ وہ رات کا حصہ ہے اور من وجہ صبح سویرے کا اس لئے کسی نے رات کہہ دیا اور کسی نے دن اور صبح کہہ دیا۔ لہٰذا اس میں کوئی منافات وتضاد نہیں ہے۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور ص ۳۸ سے ص ۳۹ تک جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱) یہ کہ سیّد الشہور ماہ رمضان ہے اور سیّد الایام یوم جمعہ سے جیسا کہ احادیث میں بھی موجود ہے۔اور اسی کی تصریح غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں اور مفتی احمد یار خاں نعیمی نے جاء الحق میں فرمائی ہے۔

۲) اسی طرح ص ۳۸ پر لکھتا ہے کہ مگر انہوں (یعنی حضور علیہ السلام) نے ماہ ربیع الاوّل یا ۱۲ تاریخ کی فضیلت کا کہیں خفیف سا اشارہ تک نہیں کیا۔

سوال نمبر ۱ کا پہلا جواب یہ کہ ماہ رمضان کا مسئلہ تو ابھی زیر بحث نہیں اس لئے

اس وقت ہم صرف یوم جمعہ کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں اور وہ یہ کہ یوم جمعہ کو جو سیّدالایام کہا گیا ہے، یہ حقیقی طور پر نہیں بلکہ اضافی طور پر کہا گیا ہے، اگر حقیقی طور پر مانا جائے تو پھر جمعہ کی فضیلت عیدین اور یوم حج پر بھی لازم آئے گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ نیز اس کی فضیلت لیلۃ القدر پر بھی لازم آئے گی۔ حالانکہ یہ تو مؤلف کو بھی منظور نہ ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ جمعہ سیّدالایام ہے سیّداللیالی تو نہیں تاکہ شب قدر سے اس کی فضیلت لازم آئے تو جواباً گذارش ہے کہ جہاں احادیث میں جمعہ کی فضیلت کا ذکر آیا ہے۔ وہاں یوم جمعہ سے صرف دن ہی مراد نہیں بلکہ وہاں یوم سے مراد رات اور دن ملا کر ہے۔ کیونکہ **المطلق اذا اطلق مراد بہ الفرد الکامل** کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے اور یوم کا فرد کامل پورا دن و رات مل کر بنتے ہیں۔ نیز عربی میں لفظ یوم سے متبادر یوم کامل ہے جو رات دن کے ملنے سے بنتا ہے۔

دوسرا جواب ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کلی فضیلت کے اعتبار سے تو یوم میلاد یا شب میلاد ہی افضل ہے۔ لیکن چونکہ جزوی فضیلت کے لحاظ سے جمعہ بھی افضل ہے۔ اسی کو بیان کرتے ہوئے سرکار ﷺ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے جمعہ کو سیّدالایام فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یوم جمعہ یوم میلاد سے اور شب قدر شب میلاد سے مطلقاً افضل نہیں ہیں۔

سوال نمبر۲ کا جواب قارئین کرام مثل مشہور ہے کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد خود ہی تو ص ۱۸ پر مظاہر حق سے حدیث نقل کر کے یوم ولادت کی فضیلت بیان کی ہے اور یہاں آ کر یوم ولادت کی فضیلت کا انکار کر دیا ہے۔ کیوں جناب جب مشہور اقوال کے مطابق سرکار ﷺ کی ولادت بارہ تاریخ کو ہوئی ہے اور پیر کے دن صبح صادق طلوع کے وقت ہوئی ہے اور خود سرکار نے اپنے یوم ولادت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ **فیہ ولدت وفیہ انزل علی** اور ایک روایت میں ہے **فیہ ولدت**

وفیہ انزلت علی النبوۃ کہ اسی دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن کا نزول شروع ہوا ہے۔ اور اس دن سرکار نے روزہ رکھ کر اس کی فضیلت کو عملی طور پر بھی اجاگر فرمایا ہے۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ بارہ تاریخ کی فضیلت میں خفیف سا اشارہ بھی نہیں کیا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اعتراض

اس کے بعد صفحہ ۳۹ سے صفحہ ۴۳ تک جو کچھ لکھتا ہے اس کا نمبر وار خلاصہ یہ ہے۔

۱) کہ کاظمی صاحب نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت و لازال اھل الاسلام یحتلفون بشھر مولدہٖ سے میلاد شریف کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کیونکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس عبارت میں عید میلاد کی خبر نہیں دی بلکہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے مقاصد نبوت اور رسالت کے مناقب بیان کرنے والی محفلوں کا ذکر فرمایا ہے۔

جواب یہ فیصلہ تو قارئین کرام خود فرما سکتے ہیں آیا منقولہ عبارت جملہ خبریہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر وجہ بتانی ہوگی کہ یہ جملہ خبریہ کیوں نہیں بنتا۔ نیز اگر جملہ خبریہ نہیں تو لازماً جملہ انشائیہ ہوگا۔ جس کے انشائیہ ہونے کی وجہ بھی بتانی پڑے گی۔ ایسے جاہل بھی تالیف و تصنیف کا شوق رکھتے ہیں۔

جن کو جملہ خبریہ کا بھی پتہ نہیں۔ جو جملہ خبریہ اور انشائیہ میں فرق تک نہیں کر سکتے۔ جملہ انشائیہ کی جو دس اقسام نحو میر میں بیان کی گئیں ہیں۔ بتایئے ان میں سے یہ کون سی قسم ہے افسوس جس کو نحو میر تک جو نحو کی ابتدائی کتاب ہے۔ نہیں آتی وہ علامہ کاظمی کے منہ لگتا ہے اور اہلسنّت کے خلاف رسائل لکھتا ہے۔

قارئین کرام! مؤلف مذکور کچھ ایسا مخبوط الحواس ہوا ہے۔ جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں نے صفحہ ۴۰ کی ابتدائی سطر میں تو یہ لکھا ہے کہ اس عبارت منقولہ میں خبر نہیں

دی گئی اور اسی صفحہ کی آخری سطر سے ایک سطر قبل لکھ رہا ہے کہ اس عبارت میں دینی محفلیں منعقد ہونے کی خبر دی ہے اس تضاد بیانی کی وجہ صرف مؤلف مذکور کا مخبوط الحواس ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔

نیز کیا مؤلف مذکور کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہر محفل میلاد دینی محفل ہے۔ لیکن ہر دینی محفل میلاد میلاد نہیں۔ گویا ان دونوں میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔ کیا محفل میلاد میں دینی مسائل بیان نہیں کئے جاتے اور کسی محفل میلاد میں مقاصد نبوت اور رسالت کے مناقب بیان نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں اور یقیناً ہوتے ہیں تو پھر تمہاری پیش کردہ توجیہہ ہمارے کب خلاف ہے اور پھر منقولہ عبارت میں بشہر مولدہ ﷺ کے الفاظ تو واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ اس عبارت میں شیخ کا یہی مقصد ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام محافل میلاد پاک کا انعقاد کرتے آئے ہیں۔ نیز مقاصد نبوت و رسالت کے فضائل کا بیان اہل اسلام ہر ماہ میں کرتے رہتے تھے۔ ان مجالس کے انعقاد کی ماہ ربیع الاوّل سے کیا تخصیص ہے معلوم ہوا کہ اس عبارت میں واقعی محافل عید میلاد کا ہی ذکر ہے اور مؤلف مذکور نے خواہ مخواہ شیخ کی عبارت میں ہیر پھیر کی کوشش کی ہے۔ لیکن باوجود اس کے ساحل مراد کو نہ پا سکا۔

اعتراض ۲

اگر بالفرض مان لیا جائے کہ شیخ صاحب کی عبارت کا وہی مفہوم ہے۔ جو کاظمی شاہ صاحب نے لیا ہے تو شیخ صاحب کے مذکورہ قول کی صداقت کیلئے کوئی حدیث یا صحابہ و تابعین کا عمل پیش کریں۔

جواب یہ کہ شیخ کے قول کی تائید میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی موجود ہیں اور خود سرکار کا عمل موجود ہے جس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔

۲) شیخ نے تو اہل اسلام کا تعامل نقل فرمایا ہے اور اہل اسلام کا تعامل دلیل شرعی

ہے کیونکہ یہ ملحق بالا جماع ہے اور اجماع دلیل شرعی ہے۔ ملاحظہ ہو نور الانوار ص ۹
نیز تعامل کے حجت ہونے کی دلیل وہ فرمان رسول ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ **ما راہ المومنون حسنا فھو عنداللہ حسن وما رأۃ المومنون قبیحا فھو عنداللہ قبیح** یعنی جس کو مومنین کاملین اچھا قرار دیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے۔ اور جس کو مومنین کاملین برا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی بری ہے۔

نیز مسلم شریف میں ہے۔ **لن یجتمع امتی علی الضلالۃ** اور یہ اہل اسلام کے تعامل کے حق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ بحوالہ کتب احادیث۔ نیز یہ کہنا کہ شیخ تاریخ ولادت سے ہی اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ بھی غلط بیانی ہے۔ اقوال کو نقل کرنا اپنے اختلاف کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ ایسا قول شیخ کا پیش کرو جس میں آپ نے تصریح فرمائی ہو کہ میری تحقیق میں سرکار کی ولادت کی تاریخ بارہ ربیع الاوّل نہیں ہے۔

اعتراض ۳

اگر محفل میلاد کا مفہوم بریلوی حضرات کے نزدیک بھی یہی ہے جو ہم نے کہا ہے۔ پھر ہمارا بریلویوں سے کوئی اختلاف نہیں۔

جواب یہ کہ یہاں تو دبی زبان سے مؤلف اپنے آپ کو بریلویوں سے متفق بتا رہے ہیں۔ لیکن ایک شرط سے مشروط کرتے ہوئے یعنی اگر محفل میلاد میں نبوت ورسالت کی شان بیان ہو مقاصد نبوت بیان کئے جائیں تو پھر محفل میلاد سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ باطل کو حق کے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے۔ یہ تو قارئین کرام خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ محفل میلاد میں شان نبوت ورسالت کو بیان کیا جاتا ہے یا نہیں۔ چونکہ محفل میلاد میں شان نبوت وشان رسالت کو ہی بیان کیا جاتا ہے اس لئے مؤلف کی جماعت کو محفل میلاد سے عداوت ہے۔ وجہ اس کی صرف ذکر ولادت تو نہیں ہوسکتا شان نبوت ہی سے تو یہ جلتے ہیں جس کی وجہ سے ان محافل کو حرام کہتے ہیں۔ جن میں مناقب نبوت

ورسالت بیان ہوں۔ مؤلف کے اس مغالطہ میں کوئی بیوقوف ہی آئے گا۔ معمولی عقل رکھنے والا ان کے اس دام تزویر سے اپنے آپ کو ضرور بچائے گا۔

اعتراض

اگر کاظمی شاہ صاحب کے نزدیک شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ہر حکم حجت ہے تو پھر کاظمی شاہ صاحب کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ غائبانہ جنازہ بھی جائز ہے اور زبان سے نماز کی نیت بھی غلط ہے کیونکہ شیخ اسے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات ج ا ص ۷۲۲ پر جائز قرار دیتے ہیں۔

جواب جھوٹ اور سراسر جھوٹ ہے شیخ صاحب نے غائبانہ جنازہ کو ہرگز جائز نہیں فرمایا اور نہ ہی زبان سے نیت کو غلط کہا ہے البتہ تردید کیلئے بعض دوسرے علماء کے اقوال نقل فرمائے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ کسی کے اقوال کو نقل کرنے سے منقولہ قول کا ناقل کے مذہب و مسلک کا ہونا ہرگز لازم نہیں آتا۔ اگر قول کے نقل سے قول کا مذہب ہونا لازم آتا ہے تو پھر مؤلف پر اس کی دلیل پیش کرنی لازمی ہوگی۔

نیز ایسے تو پھر عید میلاد' جلوس میلاد اور محفل میلاد کے جواز و استحباب کا مؤلف مذکور کا مذہب ہونا بھی لازم آئے گا۔ کیونکہ وہ خود کاظمی شاہ صاحب اور دیگر فضلاء اہلسنت کے اقوال اپنی کتاب میں نقل کر رہا ہے۔ طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل لکھتا لیکن مجبور ہوں وقت اور حالات اجازت نہیں دیتے۔

اعتراض ۵

یہ کہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بھی میلاد شریف کیا کرتے تھے۔ اس کی صداقت پر شرعی دلیل پیش کرنا تو کاظمی صاحب کا فرض ہے۔

جواب یقیناً شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالعزیز، امام سبکی، حاجی امداد اللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اپنی کتابوں میں محفل میلاد کو جائز قرار دیتے ہیں اور ان میں سے بعض خود محفل میلاد کا انعقاد کرتے رہے ہیں اور لطف اندوز ہوتے رہے ہیں۔ ثبوت کیلئے درالثمین، شمائم امدادیہ، فیصلہ ہفت مسئلہ، فیوض الحرمین، فتاویٰ عزیزی، تفسیر روح البیان، سیرت حلبیہ ج اص ۸۰ اور مکتوبات شریف ج ۳ ص ۱۱۶، مکتوب ۱۶۳ ملاحظہ فرمایئے۔ رہا یہ کہنا کہ کاظمی صاحب پر دلیل شرعی پیش کرنا ضروری ہے تو یہ بجا ہے۔ لیکن قبلہ کاظمی صاحب نے اپنے رسالہ "میلاد النبی" کے ص ۲۷ اور ص ۲۸ پر قرآن عزیز سے دو آیتیں "**قل بفضل الله برحمة فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون** اور **واما بنعمة ربك فحدث**" عید میلاد کے جواز و استحباب پر پیش فرمائی ہیں۔ کیا مؤلف کے نزدیک یہ آیات دلیل شرعی نہیں ہیں۔ یا ان صفحات پر یہ آیات آپ کو نظر نہیں آئیں۔

اعتراض ۶

یہ کہ انفاس العارفین سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے تھے اور حدیث ملنے پر رجوع کر لیتے تھے۔ اسی لئے سورۃ فاتحہ بھی آپ امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حجۃ اللہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا کاظمی صاحب کو چاہیے کہ ان مسائل میں بھی شاہ ولی اللہ وغیرہ کی پیروی کریں۔

جواب قراۃ فاتحہ خلف الامام کا مقتدی کیلئے قرآن کی نص سے حرام ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ **اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا** میں استماع اور انصات یعنی سننے اور خاموش رہنے کا حکم ہے۔ استماع اور انصات الگ الگ دو چیزیں ہیں جس پر واؤ عطف تغائیر کی دلالت کر رہی ہے۔ انصات کو استماع اور استماع کو انصات قرار

نہیں دیا جا سکتا۔ دونوں الگ الگ مامور بہ ہیں۔

امام کے پیچھے اگر قرأت کی جائے تو استماع کامل کے فقدان کے ساتھ ساتھ انصات بالکل ہی مفقود رہے گا۔ معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدی کیلئے قرأت کرنا حرام ہے۔ قرأت خلف الامام کی حرمت تو قرآن کی نص سے ثابت ہے لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو قرأت فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے قائل تو ہیں لیکن آج تک اس کی فرضیت کو قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کر سکے۔ لے دے کے چند احادیث پیش کرتے ہیں۔ جو منفرد کے حق میں ہیں اور جو اخبار آحاد ہونے کی وجہ سے فرضیت کے ثبوت کیلئے کافی نہیں ہیں۔ رہا بعض بزرگوں کا اپنی تحقیق کے پیش نظر اسے محبوب سمجھنا تو ہم ان کی رائے کو قرآن کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دے سکتے۔

اعتراض

اس کے بعد ص ۴۳ سے ص ۴۵ تک جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اپنی کتاب "جاء الحق" میں علامہ سخاوی کے حوالہ سے خود نقل کرتے ہیں کہ عید میلاد قرون ثلاثہ کے بعد ایجاد کی گئی ہے اور پھر اسی کتاب میں علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اسے مستحب گردانتے ہیں۔ مفتی صاحب کی یہ عجیب متضاد کیفیت ہے۔

جواب مفتی احمد یار نعیمی کی کتاب کی اُردو عبارت کو سمجھنے میں جو شخص قاصر رہا ہے۔ اسے رسائل لکھنے کا کیا حق ہے۔ مفتی صاحب کا قصور نہیں مؤلف مذکور کی عقل کا قصور ہے۔ اس لئے کہ جہاں مفتی صاحب نے اس کے قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہونے کا قول نقل کیا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ مروجہ طریقوں پر عید میلاد کے جلسے جلوس قرون ثلاثہ کے بعد کی ایجاد ہیں نہ کہ اصل مجلس میلاد۔ کیونکہ اصل مجلس میلاد کو تو مفتی صاحب سنت رسول قرار دے چکے ہیں اور مروجہ طریقوں پر عید میلاد کا آٹھ سو سال قبل اور چھٹی صدی

ہجری کے بعد پیدا کیا جانا خود مؤلف مذکور کو بھی مسلم ہے اور جہاں مفتی صاحب نے محفل میلاد کو مستحب وسنت قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اصل مجلس میلاد جو موجودہ اضافی اشیاء سے خالی ہو۔ وہ مستحب اور سنت ہے۔ لیکن یاد رکھئے موجودہ اضافی اشیاء جو منکرات میں سے نہ ہوں ان کے مل جانے سے اصل کے استحباب وسنیت میں کوئی فرق نہیں آتا' بلکہ منکرات کے ملنے سے بھی اصل مجلس کو منع کرنا درست نہیں۔ منکرات کو منع کرنا چاہیے۔

اعتراض ۷

اگر مفتی احمد یار نعیمی کے نزدیک امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ہر قول قابل قبول ہے تو پھر انہی کا قول تقبیل ابہامیں کی روایات کے موضوع ہونے پر بھی قبول کرنا ہوگا۔

جواب قارئین کرام! مخالف نے غیر متعلقہ باتیں درج کر کے خواہ مخواہ کتاب کو ضخیم بنا دیا ہے۔ غائبانہ جنازہ' قرأت خلف الامام' نیت نماز بزبان وغیرہ کئی مسائل چھیڑ دیئے۔ لیکن ان کے اثبات پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکا۔

انگوٹھے چومنا بیشمار محدثین ومفسرین کرام نے جائز لکھا ہے۔ امام سیوطی کا ہر قول کسی کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے۔ اور چونکہ ہر قول حجت نہیں اسی لئے تقبیل ابہامین کی روایات کی موضوعیت کا قول بھی قابل قبول نہیں ہے۔ نیز یہ اس لئے بھی مقبول نہیں کہ یہ جرح مبہم ہے اور جرح مبہم قابل قبول نہیں جیسا کہ کتب اصول میں مقرح ہے۔ (ملاحظہ ہو نور الانوار اور توضیح تلویح حسامی وغیرہ)

اس مقام پر بعض نادانوں کا یہ کہنا کہ اس کے بارے میں کوئی حدیث صحیح مرفوع ثابت نہیں۔ اوّلاً تو یہ خود باطل ومردود ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کی مرفوعیت کی نفی سے صحت کی نفی نہیں ہوتی۔ نیز بالفرض صحت کی نفی ہو بھی جائے تو یہ بھی موضوعیت کو مستلزم نہیں آتی کیونکہ حدیث صحیح اور موضوع کے مابین اور درجات موجود ہیں۔ جیسا کہ

حسن ہونا، غریب ہونا۔ ضعیف ہونا۔

غایت یہ کہ روایات ضعیف ہوں تو ضعیف روایات کا باب فضائل اعمال میں مقبول ہونا اجماعی مسئلہ ہے جیسا کہ اربعین میں امام ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قد اتفق العلماء علی جواز العمل باالحدیث الغیف فی فضائل الاعمال یعنی علماء محدثین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہے، بلکہ خود رشید احمد گنگوہی براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۹۶ پر لکھتا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۲۸ پر لکھتا ہے کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو وہ سنت ہے یعنی چونکہ انگوٹھے چومنے کی دلیل قرون ثلاثہ میں موجود ہے اس لئے یہ سنت ہے۔ افسوس ہے کہ دیوبندیوں کا امام تو اس کو درست بلکہ سنت قرار دیتا ہے اور یہ مقتدی بدعت قرار دیتے ہیں۔ معلوم نہیں ان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''موضوعات کبیر'' میں فرماتے ہیں۔ **قلت و اذا ثبت رفعة الی الصدیق فیکفی للعمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی** یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس کا رفع حضرت صدیق تک ثابت ہے تو پھر یہ عمل کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازمی ہے۔

اگر کہا جائے کہ ملا علی قاری کی عبارت منقولہ اذا ثبت میں اذا کے بعد ثبت ماضی مستقبل کے معنی میں ہے کیونکہ نحو کا قانون ہے کہ جب اذا کے بعد ماضی واقع ہو تو مستقبل کے معنی میں ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اکثریہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں کئی ایک مقامات میں اذا کے بعد ماضی آئی ہے۔ لیکن وہ مستقبل کے معنی میں نہیں ہے۔ جیسا کہ **اذا جاء کم فاسق** اور **اذا نودی للصلوٰۃ** اور **اذا قیل لهم** میں ماضی اذا کے بعد ہونے کے باوجود مستقبل کے معنی میں

نہیں بلکہ استمرار زمانی کیلئے ہے اور اس کا استمرار زمانی کیلئے ہونا کتب نحو میں حتیٰ کہ ابتدائی رسالہ ''کتاب النحو'' میں بھی مصرح ہے لہٰذا جو شخص عبارت منقولہ میں ماضی کے بمعنی مستقبل ہونے کا مدعی ہے اس پر لازم ہے کہ اس پر دلیل وقرینہ قائم کرے کیونکہ ہماری پیش کردہ امثلہ سے قاعدہ مذکورہ کی کلیت تو ٹوٹ چکی ہے اور اکثریت قاعدہ کی ہر ہر فرد پر صادق آنے کو مستلزم نہیں ہے۔

اعتراض

اس کے بعد مؤلف مذکور ص ۴۵ سے ص ۵۰ تک جو کچھ لکھتا ہے اس کا نمبر دار خلاصہ یہ ہے۔

خلاصہ نمبرا

یہ ہے کہ کاظمی صاحب نے نص قرآن کے خلاف ابولہب کے عذاب میں تخفیف کا قول کیا ہے۔ حالانکہ ابولہب کی مذمت میں قرآن کی پوری ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔

جواب یہ کہ اوّل تو ابولہب کی تخفیف کا قول قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ تخفیف ابولہب کے ساتھ خاص ہے یا پھر اس کے ساتھ جس کے حق میں کوئی نص وارد ہوئی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کسی کافر کو اس کے عمل پر محض بطور تفضّل فائدہ پہنچانا عقلاً محال نہیں ہے۔ ابولہب کے عذاب میں تخفیف بھی اس قبیل سے ہے اور یہ تخفیف عذاب درحقیقت سرکار ﷺ کے اکرام کیلئے تھی۔ بالکل یہی بات امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری ج ۹ ص ۱۱۹ پر فرماتے ہیں۔

وقال القرطبی ہذا التخفیف خاص بہذا وبمن ورد النص فیہ

یعنی امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ تخفیف ابولہب کے ساتھ اور اس کے جس کے حق میں نص وارد ہوئی ہے خاص ہے۔ پھر فرماتے ہیں **الثانیہ اثابۃ الکافر علی بعض**

الاعمال تفضلا من الله تعالیٰ وھذا لایحیله العقل یعنی کافر کو اس کے کسی نیک عمل کا ثواب اللہ کی طرف سے بطور تفضّل ملنا محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن منیر کی تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ کسی کافر پر یہ مہربانی اس کی عزت اور اکرام کیلئے ہے جس کیلئے کافر نے یہ کام کیا ہے یعنی ابولہب کے عذاب کی تخفیف حضور علیہ السلام کی تعظیم و اکرام کیلئے ہے نہ کہ ابولہب کے اکرام کیلئے۔

ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی روایت بخاری ج۲ ص ۷۶۴ پر امام بخاری نے نقل فرمائی ہے اور اس کی شرح اوپر منقول ہو چکی ہے۔

اسی طرح امام قسطلانی نے امام جزری کا قول مواہب الدنیہ شریف ج۱ ص ۲۷ پر نقل فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ابولہب جیسے کافر کو حضور کی ولادت پر خوشی منانے کے صلہ میں عذاب کی تخفیف کا بدلہ ملتا ہے تو مومن موحد جو سرکار کا امتی ہے وہ اگر ولادت کی خوشی میں حسب توفیق مال خرچ کر کے مسرت و شادمانی کا اظہار کرتا ہے سرکار کی محبت کی وجہ سے تو ضرور خدا تعالیٰ اس کو اس خوشی کا یہ صلہ دے گا کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ جملہ خاص طور پر قابل غور ایمان افروز اور باطل سوز ہے کہ **بعمری انما یکون جزاء من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔**

قارئین کرام! یہ قرآن کی مخالفت نہیں بلکہ قرآن کی صحیح تفسیر ہے۔ اور اگر یہ مخالفت ہے تو صرف کاظمی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) پر کیوں برستے ہو امام ابن حجر، امام قسطلانی، امام ابن جزری، امام ابن جوزی، امام قرطبی اور امام منیر رحمہم اللہ پر بھی قرآنی مخالفت کا فتویٰ لگاؤ۔ کیونکہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب نے تو انہی کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔ اگر کاظمی صاحب قرآن کی مخالفت کے فتویٰ کے مستحق ہیں تو پھر اس کی رو سے مذکورہ بالا محدثین کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔

خلاصہ ۲ اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ اس حدیث پر تمام محدثین نے جرح کی ہے خصوصاً

ابن حجر نے تو اس کو مرسل قرار دیا ہے۔
جواب یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے مقدمہ مشکوٰۃ ص ۴ نیز ملاحظہ ہو توضیح تلویح، حسامی مقدمہ نووی ص ۷ اشرح سفر السعادت ص ۷ وغیرہ
جب اس روایت کا حدیث ہونا اور پھر مرسل ہونا مسلم ہے اور یہ آپ کو مضر نہیں تو پھر اس کا ارسال ہمیں کیونکر مضر ہوگا۔ نیز ہمارے نزدیک روایت کا ارسال اسباب جرح سے نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو نور الانوار ص ۱۹۲) قارئین کرام! یاد رکھئے ہم اس روایت کو باوجود اس کے مرسل ہونے کے حجت شرعی قرار نہیں دیتے کیونکہ یہ روایت خواب پر مشتمل ہے اور کفار کی خوابیں ہمارے نزدیک حجت شرعیہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ قبلہ کاظمی صاحب نے بھی اپنے رسالہ میلاد النبی کے ص ۲۷ پر یہی فرمایا ہے۔ البتہ ان سے کسی حقیقت واقعہ پر بطور استنباط روشنی تو پڑ سکتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں اسکا ذکر موجود ہے کہ فی الجملہ کفار کی خواب کا سچا ہونا ایک حقیقت ہے۔ جس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے جب دو کافر ساتھیوں کو خواب کی تعبیر فرمائی تو ان کی خوابیں سچی نکلیں۔ نیز اس حدیث کی صحت اس سے بھی واضح ہے کہ یہ روایت بخاری کی ہے اور امام بخاری کا اپنا قول ہے کہ میری بخاری میں تمام احادیث صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو مقدمہ مشکوٰۃ و مقدمہ مسلم وغیرہ۔
رہا یہ کہنا کہ کاظمی صاحب نے بخاری کی شرح قسطلانی سے امام ابن جزری کا قول تو نقل کر دیا ہے اور امام قسطلانی کا اپنا قول و فیصلہ نقل نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ابولہب کی تخفیف عذاب کا قول مردود ہے۔
تو یہ نری خوش فہمی ہے یا پھر جہالت و حماقت ہے۔ اس لئے کہ مولف امام قسطلانی کے فیصلہ کی جو عبارت ص ۴۹ پر نقل کرتا ہے۔ اس میں صاف طور پر یہ لفظ ہیں کہ **واستدل لهذا على ان الكافر قد ينفعه العمل الصالح فى الآخرة وهو مردود** یعنی بعض کا اس روایت سے استدلال کرنا کہ کافر کو اس کے اچھے اعمال

آخرت میں نفع دیں گے تو یہ مردود و باطل ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اس عبارت کا اس مسئلہ سے کیا تعلق ہے۔ یہاں درحقیقت دو مسئلے تھے۔ ایک یہ کہ ابولہب کو ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے پر کوئی صلہ قبر میں عالم برزخ میں مل سکتا ہے یا نہیں۔ تو بہت سے محدثین کرام نے اس کے جواز کی تصریح فرمادی اور اس کو حضور علیہ السلام کا اکرام واجلال قرار دیا ہے اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ کیا کسی کافر کو یا اسی ابولہب کو آخرت میں بھی اس کے نیک عمل کا ثواب مل سکتا ہے یا نہیں۔ تو امام قسطلانی نے فرمایا کہ چونکہ اس کے خلاف آیت قرآنی موجود ہے (اس لئے یہ مردود ہے) یہ دوسرے مسئلہ کے متعلق فرمایا تھا۔ لیکن یار لوگوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کو اور اپنی مطلب برآری کو اس پہلے مسئلہ پر چسپاں کر دیا کیوں جناب آپ کو اسی منقولہ عبارت میں لفظ فی الآخرۃ نظر نہیں آیا۔ یا آپ کے خیال میں عالم برزخ اور عالم آخرت میں فرق ہی نہیں۔

اعتراض

ص ۷۴ کے آخر میں کہتا ہے کہ پھر یہ بات کیسے مان لی جائے کہ ابولہب کو عذاب میں اس لئے تخفیف ہوئی کہ اس نے خدا کے رسول کی ولادت پر دلی خوشی منائی تھی۔

جواب یہ کہ آپکے طرز استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حدیث رسول کو حدیث بخاری اور حدیث مرسل ماننے کے باوجود اپنی عقل سے ٹھکرا رہے ہیں۔ آپ اس کو اس لئے نہیں مانتے کہ آپ کی مرضی ومنشاء کے خلاف ہے کہیں یہ طرز عمل آپ کو یہودی علماء کی وراثت میں تو نہیں ملا وہ بھی تو اپنی مرضی کے موافق احکام مانتے تھے اور جو ان کی منشاء کے خلاف ہوتے ان کو ٹھکرا دیتے تھے۔ جس پر قرآن کی گواہی موجود ہے۔

ہر مسئلہ میں بخاری بخاری کرنے والو آج کیا ہو گیا ہے کہ امام بخاری کی بخاری شریف کی روایت کو ردی کی ٹوکری میں ڈال رہے ہو۔ نیز ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے کی وجہ

سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کے متعلق اظہار تعجب بھی عجیب جہالت پر مبنی ہے۔
حدیث بخاری ج ۲ص ۷۶۴ پر یہ لفظ موجود ہیں لعتاقتی ثویبۃ یعنی پیر کے روز میرے عذاب میں تخفیف اسلئے ہوتی ہے کہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔ بخاری شریف کے ان الفاظ کے ہوتے ہوئے مؤلف مذکور کو اس پر تعجب کا اور انکار کا کیا حق حاصل ہے۔ کیا یہ حدیث بخاری سے استہزاء نہیں ہے۔

قارئین کرام! مؤلف نے ص ۵۰ پر ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کو خود تسلیم کرلیا ہے۔ اب میں اس مؤلف سے کیا یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ ابوطالب کی تخفیف کا قول لایخفف عنھم العذاب کیخلاف ہے یا نہیں۔ شق اوّل کی صورت میں آپ قرآن کی صریح مخالفت کے مرتکب قرار پائیں گے اور شق ثانی کی صورت میں وجہ بتانی پڑے گی۔

نیز یہ بتایئے گا کہ ابوطالب کے عذاب کی تخفیف کسی آیت قرآنی سے ثابت ہے یا نہیں اگر ثابت ہے تو اس آیت کی نشاندہی کرنی ضروری ہے۔ اگر ثابت نہیں تو پھر کیا حدیث میں کہیں یہ چیز ملتی ہے۔ اگر ملتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ابوطالب کی تخفیف عذاب کا قول حدیث میں ہونے کی وجہ سے مقبول ہے اور ابولہب کی تخفیف عذاب کا قول مردود ہے۔ حالانکہ حدیث بخاری سے ثابت ہے۔

اگر کہا جائے کہ آیت مذکورہ کے عموم سے ابوطالب کی حدیث سے تخصیص کرلی گئی ہے تو جواباً گذارش ہے کہ اسی طرح ابولہب کی بھی آیت مذکورہ کے عموم سے حدیث بخاری سے تخصیص کی گئی ہے۔ ابوطالب کی تخصیص ہوسکتی ہے تو ابولہب کی تخصیص کیوں نہیں ہوسکتی حالانکہ دونوں کی تخفیف احادیث سے ثابت ہے۔

قارئین کرام! اس کے بعد ہم مولف ''حقیت میلاد'' پر چند ایرادات وارد اعتراضات کر کے مطالبہ کرتے ہیں کہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے ہمارے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں۔ ورنہ کم از کم از خود تحریم و تحلیل کو اپنا فرض منصبی سمجھنے سے توبہ کرلیں۔

ایرادات

(۱) عید میلاد، محفل میلاد اور جلوس میلاد کی ممانعت و حرمت پر کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کرو جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہو کیونکہ کسی شے کی حرمت بغیر اس کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۲) لاتقدموا اور لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے خطاب میں صحابہ کرام داخل ہیں یا نہیں۔ اگر داخل نہیں تو یہ آپ کے پیش کردہ شان نزول کے خلاف ہے اور اگر داخل ہیں تو پھر ترک رسول (یعنی کسی چیز کو رسول کا نہ کرنا) صحابہ کیلئے بھی سنت قرار پائے گا۔ پھر صحابہ نے قرآن کو جمع اور ترتیب دے کر اور جمعہ کی اذان اوّل مقرر کر کے اور جماعت کیساتھ تراویح پڑھ کر اور آپ حضرات نے تشیید مساجد اور مروجہ ختم بخاری کر کے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے کیونکر پیش قدمی کی ہے۔

اعتراض ۳ بدعت اور ضلالت کا مفہوم جزی ہے یا کلی۔ کلی ہونے کی صورت میں ان کے مابین نسب اربعہ میں سے کون سی نسبت ہے۔ کوئی سی نسبت کی صورت میں کتنے اور کون کون سے قضیئے بنتے ہیں۔

اعتراض ۴ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ حدیث کے ان الفاظ میں لفظ بدعت کی اضافت لفظ ضلالت کی طرف ہے یا نہیں اگر ہے تو بیانی ہے یا کوئی اور اگر بیانی ہے تو جن دو چیزوں کے مابین بیانی ہو ان دو کے مابین کون سی نسبت ہوتی ہے۔

اعتراض ۵ اگر بدعت ضلالۃ میں اضافت نہیں تو پھر لفظ ضلالۃ لفظ بدعت صفت بن کر اس کی تخصیص کر رہا ہے یا نہیں؟ اگر کر رہا ہے تو اس کے بعد کیا نتیجہ۔

اعتراض ۶ بدعت اور ضلالت کا مفہوم کلی ہے یا جزی۔ کلی ہونے کی صورت میں اس کے تحت انواع ہیں یا افراد اور جزی ہونے کی صورت میں حقیقی یا اضافی۔

اعتراض ۷ فرح وسرور کا مفہوم کلی ہے یا جزی۔ کلی ہونے کی صورت میں انواع پر مشتمل ہے یا اشخاص پر۔

اعتراض ۸ کلی کے انواع یا اشخاص کا حکم وہی ہوتا ہے جو کلی کا ہو۔ یا کوئی اور۔

اعتراض ۹ حدیث مشکوٰۃ میں **نعمة البدعة هذه** کے جملہ میں بدعت کی مدح لفظ نعم سے کی گئی ہے یا نہیں۔ اگر کی گئی ہے تو بدعت حسنہ ثابت ہوئی نہیں۔

اعتراض ۱۰ قرآن پاک اوّل سے آخر تک اور تمام صحیح احادیث حجت شرعیہ ہیں یا کوئی خاص مقدار۔ اور وہ کتنی مقدار ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

قارئین کرام! چونکہ یہ عجالہ نافعہ عجلت کے پیش نظر صرف بارہ گھنٹوں میں لکھا گیا ہے اس لئے ممکن ہے کوئی غلط ہوگئی ہو۔ از راہ شفقت مطلع فرما کر موقعہ تشکر عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس عجالہ کو بحرمت سیّد الابرار ﷺ اور بطفیل حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ باعث ہدایت اور ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ بروز بدھ بمطابق ۱۲ جون ۶۸ء

اسلامی مدارس کی طالبات، معلمات اور مبلغات کیلئے انمول تحفہ

محفل میلاد برائے خواتین

مع

اسلام کی آئیڈیل خواتین

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 272 ہدیہ -/200

مقیاس المیلاد

فی

مولد سیّد العباد ﷺ

چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی

صفحہ 247 سے 419 تک

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ انبیاء ۱۰۷)

ترجمہ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

(اے محبوب! جن ظاہری باطنی جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر کے ہم نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ ﷺ سب جہانوں کیلئے سارے جہان والوں کیلئے اپنوں اور بے گانوں کیلئے دوستوں اور دشمنوں کیلئے سراپا رحمت بن کر ظہور فرما ہوئے۔ (ضیاء القرآن)

قرآن مجید کی پہلی سورہ الحمد شریف کی پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت ظاہری کر دی ہے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شان نبوت بیان فرما دی کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں یعنی تمام جہانوں کیلئے رحمت۔ دونوں مقام پر لفظ عالمین آیا ہے۔ یہ مطابقت قابل غور ہے اس مطابقت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جتنے جہانوں کیلئے اللہ تعالیٰ رب ہے' آقائے نامدار' مدنی تاجدار ﷺ بھی اتنے جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔ پس یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ جن جہانوں کی مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جتنی ضروری ہے ان جہانوں کی مخلوقات کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت بھی اتنی ہی ضروری ہے۔ تمام کی تمام کائنات رب کی رحمت کی محتاج ہے۔ لہٰذا ساری کائنات حضور ﷺ کی محتاج ہے۔ سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں رحمت مجسم بن کر آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جہان

کیلئے ایک ہدیہ ہے۔(صحیح الجامع الصغیر ۲۳٬۴۵)(مصنف عبدالرزاق)

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً ولكن اكثر الناس لايعلمون۔(سورۃ سبا ۱۳۴)

ترجمہ اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے خوشی اور ڈرسنانے کولیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جو بے مثل بشر، خیر البشر، سیّد البشر، فوق البشر ہیں ارشاد فرمایا **ارسلت الى الخلق كافة۔**

میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

رسول کا خاصہ صفت رسالت ہے۔رسالت کا مطلب رسل اور مرسل الیہ کے درمیان رابطہ کا وسیلہ کا۔لہٰذا نبی کریم ﷺ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہیں اسی رابطہ اور وسیلہ کی برکت سے آپ ﷺ نے ایک عظیم انقلاب برپا کردیا کہ ایک غیر متعصب عیسائی مؤرخ ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کو اپنی شہرہ آفاق کتاب "THE HUNDRED" میں ایک صد اہم شخصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کو سرفہرست رکھنا پڑا کیونکہ آپ ہی مذہبی اور سیکولر دونوں میدانوں میں انتہائی تریں اعتبار سے کامیاب تریں ہستی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اس کی پرورش حفاظت، تقویت اور ترقی کیلئے ہزاروں نعمتیں پیدا فرمائیں۔چاند، سورج، ستارے، آسمان، زمین، بارش اور خوردنی اشیاء انسان کیلئے ہی ہیں۔انسان کے اپنے اعضاء بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید فلک درکار اند
تاتوناں بکف اری و بفصلت نہ خوری

انسان پر لازم ہے کہ وہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کیلئے اپنے خالق و مالک کو

یاد رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے مگر احسان نہیں جتلایا صرف ان نعمتوں پر شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسے کہ

۱) فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ اعراف ۶۹)

ترجمہ تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔

۲) فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

(سورۃ اعراف ۷۴)

ترجمہ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔

۳) وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ (سورۃ بقرہ ۲۳۱)

ترجمہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

اس مضمون کی قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں مگر ان آیات میں نعمتوں پر احسان نہیں جتایا گیا اگر احسان جتایا گیا ہے تو ایک بات پر۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (سورۃ آل عمران ۱۶۴)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

بیشک حضور ﷺ کی بعثت نعمت عظمیٰ ہے۔ کیونکہ خلق کی پیدائش جہل و عدم درایت و قلت فہم و نقصان عمل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور اکرم ﷺ کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ ﷺ کے صدقہ میں راہ راست کی ہدایت فرمائی۔

آپ ﷺ کے طفیل بے شمار نعمتیں عطا کیں۔رسول سے مراد سید عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کی قوم کے لوگ حق و باطل نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے جہل و نابینائی میں مبتلا تھے۔

درندہ صفت انسان کیونکہ فرشتہ سیرت بن گئے۔جنہیں کوئی اپنا غلام بنانا بھی پسند نہیں کرتا تھا کیونکر آئین جہاں بانی میں دنیا بھر کے استاد بن گئے۔جن کی گھٹی میں شراب تھی۔ظلم و ستم جن کا شعار تھا کفر و شرک اور فسق و فجور کے اندھیروں میں بھٹکتے صدیاں گزر چکی تھیں ان میں یہ مکمل تبدیلی اور ہمہ گیر انقلاب کیونکر آیا۔اس پر غور کرنے سے ہی ہم نبی کریم ﷺ کی شان رفیع کو جان سکتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہیں کہ رب کریم نے صرف اور صرف اسی نعمت پر اپنی مخلوق پر احسان جتلایا ہے لہٰذا سرور دو جہاں اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ اور رحمت کبریٰ ہیں۔(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔(سورۃ ابراہیم ۳۴)

ترجمہ اور اگر تم اپنے رب کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو شمار نہیں کر سکتے۔

اور یہی الفاظ سورۃ النحل آیت ۱۸ میں بھی آئے ہیں اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی متعدد بار آیا ہے۔(سورۃ فاطر ۳)

ترجمہ لوگو! اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر فرمائی ہے یاد رکھو۔(یعنی نعمت کا شکر ادا کرو)

سورۃ یٰسین آیت ۳۵ ترجمہ۔کیا وہ ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

سورۃ زخرف آیت ۱۳ ترجمہ۔پھر دلوں میں یاد کرو اللہ کی نعمت کو

سورۃ التکاثر آیت ۸ ترجمہ۔یوم آخرت تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔

سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم آیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل و کرم فرمائے اس کا اظہار اور ذکر بھی شکر ہے۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۲۸) ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں یعنی وہ دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔ (یہاں نعمت سے مراد حضور ﷺ ہیں)۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ۔ (سورۃ ابراہیم ۷)

ترجمہ اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تھا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔

جس طرح شکر مزید انعام و اکرام کا باعث بنتا ہے اسی طرح ناشکری اور کفران نعمت محرومی کا سبب ہے۔ (ضیاء القرآن)

ان جملہ آیات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ حضور نبی کریم ﷺ نعمت عظمیٰ ہیں اس نعمت عظیمہ کا شکر ہم امتیوں پر لازم ہے۔ شکر کا یہی طریقہ ہے کہ اس کی نعمتوں کا ذکر کیا جائے، چرچا کیا جائے، ذکر اور چرچے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ذکر کی محافل منعقد کی جائیں، تاکہ دلوں میں حضور اکرم ﷺ کی محبت پیدا ہو اور روح کی تازگی کا سامان میسر آئے۔ یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ میلاد کی محافل منعقد کرنا اور محافل میں آپ کی ولادت پاک اور سیرت مطہرہ کا بیان ہونا، عید میلاد النبی کی محافل جلسے اور جلوس کی یہی غرض و غایت ہوتی ہے۔

اوّلین میلاد النبی ﷺ

كنت كنزاً مخفياً فاَحببتُ اَن اعرفَ فخلقتُ الْخَلقَ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو تخلیق فرمایا۔

ایک خاص نکتہ: جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور تھا ہی نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ کس سے تھا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے اس کی صفات بھی قدیم اور ازلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بہت ہیں۔ مثلاً ربوبیت' رحمٰن ہونا' رزاق ہونا' ستار ہونا' غفار ہونا وغیرہ۔

کائنات کے وجود سے پہلے اللہ تعالیٰ کا رب ہونا رحمٰن ہونا' رحیم ہونا' رزاق ہونا' ستار ہونا' غفار ہونا پوشیدہ تھا کہ ان صفات کا اظہار کس پر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت پوشیدہ تھی یعنی صفات موجود تو تھیں مگر اظہار پوشیدہ تھا۔ اپنی صفات کا اظہار کرنے کیلئے سب سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ (ذوق خطیب از قاری محمد فیض المصطفیٰ)

فخلقت الخلق میں الخلق پر الف لام معرفه کا ہے یہ واضح کر رہا ہے کہ یہاں مخلوق سے مراد عام مخلوق نہیں بلکہ خاص مخلوق ہے۔ جسے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ نور محمدی ﷺ تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت ہے کہ سردارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا''۔

حدیث شریف میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنے کے بعد اسے مدت مدید تک اپنے قرب خاص میں رکھا۔ عالم ارواح میں اس نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا پھر اس نور کو خلق عالم کا واسطہ بنایا۔

ایک دوسری حدیث میں بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد ترجمہ۔ میں اس وقت بھی نبی تھا

جب آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا اس نور مصطفیٰ ﷺ کے اجزاء سے ساری کائنات بنائی گئی۔اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر ذرہ کائنات میں نور مصطفیٰ کا ظہور ہے۔اسی وجہ سے شاعر نے کیا خوب فرمایا:

کیا نورِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

حدیث قدسی ہے۔**لولاك لما خلقت الأفلاك۔**

ترجمہ اے میرے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تفسیر روح البیان ج۹ص۵۰۰)

ایک اور حدیث قدسی میں اس طرح آیا ہے کہ **لولاك لما اظهرت الربوبية۔**

اے میرے حبیب اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

(مکتوبات شریف مکتوب ۱۲۲)

اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: **لولاك يامحمد لما خلقت الكائنات۔**

ترجمہ اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(تفسیر روح البیان ج۹ص۵۰۰)

ان احادیث قدسیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کیلئے نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔معلوم نہیں کہ رب کریم نے کب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا اور کب تک نور محمدی کو اپنے قرب مبارک میں رکھا اور آپ ﷺ کی روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا پھر کب دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کو پیدا فرمایا پھر کب اپنے محبوب ﷺ کی فضیلت اور عظمت عیاں

کرنے کیلئے جملہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارک سے وہ عہد لیا جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی آیت ۸۱ میں مذکور ہے۔

واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا فاشهدوا وانا معکم من الشهدین۔

ترجمہ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جودوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا ان پر اور ضرور ضرور مدد کرنا ان کی (اس کے بعد) فرمایا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھایا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ۔ سب نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (ضیاء القرآن)

عالم ارواح میں اس مجلس جس میں یہ عہد لیا گیا تھا کا نقشہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کھینچا ہے۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بُود شب جائیکہ من بودم

ترجمہ لامکاں میں اللہ تعالیٰ خود میر مجلس تھا اور محمد مصطفیٰ اس محفل میں شمع کی طرح تھے۔ رات جس جگہ میں موجود تھا۔

کتنا پختہ اور زبردست عہد تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے پر گواہ اور ان سب پر خواہ خود رب العالمین۔ اللہ اکبر۔ اس عہد کی بناء پر حضرات انبیاء سابقین اپنی اپنی اُمتوں کو نبی آخر الزماں حضور پرنور ﷺ کی آمد کی بشارت دیتے رہے اور انہیں رسول ﷺ کی اتباع اور مدد کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔ اس آیت مقدسہ سے یہ بات

ظاہر ہے کہ خالق کائنات نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام کی محفل میں اپنے حبیب پاک ﷺ اور ان کی تشریف آوری کا ذکر مبارک خود فرمایا۔ آپ ﷺ کے محاسن، فضائل اور خصائص کا تذکرہ فرمایا یہ سب سے پہلی ''محفل میلاد النبی'' تھی جو خود رب العزت نے ترتیب فرمائی۔ حضرت امام ابن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۵۷۱ھ/۱۱۱۶ء) المولد العروس میں لکھتے ہیں۔

ثم ولد رسول اللّٰہ اعلنت الملائکه باالتسبیح و التحلیل والتکبیر للملك الخلیل وفتحت ابواب الجنان وغلفت ابواب الفیران فرتابولادة سیدالاکون

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، تو فرشتوں نے خفیہ اور اعلانیہ بیان کیا اور رب جلیل کی تسبیح تحلیل اور تکبیر بیان کی۔ جنت کے دروازے کھل گئے اور جہنم کے دروازے بند ہو گئے کیونکہ سب کو سیّد الکونین کی ولادت پاک کی خوشی حاصل ہوئی تھی۔

سیّد عالم ﷺ کے وجود مسعود کی برکات روئے زمین کے خزانوں کی قدر و قیمت سے زیادہ ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قل بفضل الله وبرحمته فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون

(سورۃ یونس ۵۸)

ترجمہ: اے حبیب! آپ فرمائیں یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے، پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

بتایا جا رہا ہے کہ جو نعمت تمہیں قرآن مجید کی شکل میں بخشی جا رہی ہے وہ ان تمام چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جن کو جمع کرنے کیلئے وہ سرگرداں رہتے ہیں۔ حصول نعمت پر اظہار مسرت حکم الٰہی ہے۔ سرور عالم ﷺ کی ولادت نعمت عظمیٰ ہے اس پر جتنی

خوشی کی جائے کم ہے۔ (کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں)

انسان کو جائیداد ملے' اچھا عہدہ ملے' اولاد نرینہ ملے اور کوئی آرزو پوری ہو یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ انسان ان سب نعمتوں پر خوشیاں مناتا ہے۔ کوئی بھی اسے بدعت نہیں کہتا۔ ہر مکتب فکر کا آدمی خوشی کے عالم میں مبارک بادیں دیتا ہے اور لیتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ پر خوشیاں مناتے ہیں۔

ایک تاریخی واقعہ

فتح مکہ رمضان ۸ھ کے بعد غزوہ حنین میں جب ہوازن کو شکست ہوئی اور آپ ﷺ نے مقام جعرانہ پر مال غنیمت مہاجرین اور طلقاء (نو مسلم) کو دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا تو انصار کے چند نوجوانوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا جب مشکل پیش آتی ہے تو ہمیں بلوایا جاتا ہے مگر مال غنیمت اوروں کو دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ چرچا سنا تو انصار کو ایک خیمہ میں جمع ہونے کیلئے فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ دیا آخر میں فرمایا میں نے تالیف قلوب کیلئے اہل مکہ سے یہ سلوک کیا ہے فرمایا۔ "اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ بھیڑ بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو گھر لے جاؤ اللہ کی قسم جو کچھ تم لے کر جا رہے ہو وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ لے کر جا رہے ہیں۔ انصار پکار اٹھے یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں انصار پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے داڑھیاں بھیگ گئیں۔

پس ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا وجود مسعود ایک نعمت عظمیٰ ہے جو دنیا کے خزانوں سے قدر و قیمت میں کہیں زیادہ ہے۔ انسان مال جمع کرتا ہے دنیا کیلئے اعمال جمع کرتا ہے آخرت کیلئے۔ قرآن پاک نے فرمادیا کہ تم جتنے مال اور اعمال جمع کرو گے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی جلوہ گری کی خوشی سب سے بہتر ہے اور

سب سے اولیٰ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خطاب میں اپنی مکی اور مدنی زندگی مبارک بیان فرمائی تھی۔ گویا اپنا میلاد شریف منایا۔

حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ

لولاہ لما خلق اللّٰہ سبحانہ الخلق ولما اظھر الربوبیہ۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

لولاک لما خلقت افلاک لولاک لما اظھرت الربوبیہ۔ (حدیث قدسی)

ترجمہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ اگر میں آپ کو دنیا میں نہ بھیجتا تو میں آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا اور اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں یہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے میرے پیارے حبیب! اگر میں آپ کو دنیا میں نہ بھیجتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنا رب ہونا ظاہر کرتا۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ نور نہ ہو سیاروں میں یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں

(ظفر علی خاں)

محمد گر نہ بودے کس نہ بودے
نہ بودے ہیچ عالم در وجودے

......☆......☆......

جشن استقبال سلطان مکان و لامکان
شرح لولاک لما ہے عید میلاد النبی

(قمر یزدانی)

سرورِ دو جہاں ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت پاک کا تذکرہ قرآن مجید میں

۱) حضور ﷺ کی جلوہ گری کے متعلق آیات مبارکہ۔

الذی یرٰک حین تقوم وتقلبک فی السجدین انه هو السمیع العلیم۔ (سورۃ الشعرا ۲۱۸ سے ۲۲۰)

جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ دورہ کرتے ہیں سجدہ کرنے والوں میں۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کا مفہوم اس طرح نقل کیا ہے کہ تقلّب سے مراد تنقل فی الاصلاب یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا تو اس وقت بھی آپ کو آپ کا رب دیکھ رہا تھا۔ ان آیات مقدسہ میں آپ اور آپ کے آباؤ اجداد کا تذکرہ ہے۔

۲) اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا **وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ**۔ (سورۃ البلد آیت ۳)

ترجمہ تمہارے باپ (ابراہیم) کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **وَوَالِدٍ** سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام **وَمَا وَلَدَ** سے مراد اولاد یا حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ امام فخر الدین رازی (۱۱۴۹ء۱۲۰۹ء) تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ بیشک والد سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور **وَمَا وَلَدَ** سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

۳) **لقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون۔** (سورۃ یونس آیت ۱۶)

ترجمہ میں (نبی کریم ﷺ) گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس

سے پہلے۔کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

آپ کی اہل مکہ میں ۴۰ سالہ زندگی کا بیان ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

۴) **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوہ حسنہ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاخر وذکر اللّٰہ کثیراً۔** (سورۃ احزاب آیت ۲۱)

ترجمہ بیشک تمہاری رہنمائی کیلئے اللہ کے رسول کی زندگی میں (تمہارے لئے) بہترین نمونہ ہے اس کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی ساری زندگی مبارک کا ذکر ہے اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر لحظہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

یہ آیت اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے۔اسے زندگی کے کسی ایک شعبہ کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔لیکن جس موقع پر اس کا نزول ہوا اس نے اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

یہ آیت غزوہ خندق کے ایام میں نازل ہوئی دشمن سارے عرب کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پر آ دھمکا یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ اس کو پسپا کرنے کیلئے جس تیاری کی ضرورت ہے خاطر خواہ وقت نہیں تعداد کم ہے سامان کی اتنی قلت ہے کہ کئی وقت فاقہ کرنا پڑتا ہے۔مدینہ کے یہودیوں نے عین وقت پر دوستی کا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ان کی غداری کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے دشمن سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے دشمن کے پہنچنے سے قبل مدینہ منورہ کی مغربی سمت کو خندق کھود کر محفوظ بنا دینا اشد ضروری ہے ان حالات میں سرکار دو جہاں ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ خندق کھودنے میں شامل ہیں۔مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں دوسرے مجاہدین کی طرح فاقہ کشی برداشت فرماتے ہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پیٹ پر ایک پتھر

باندھا ہے تو شکم رسالت پر دو پتھر بندھے دکھائی دیتے ہیں۔ مہینہ بھر شدید سردی میں میدان جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ دن رات قیام فرما ہیں۔ منافقین طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے لگتے ہیں مگر آپ ﷺ استقامت کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔ دشمن کی کثرت سے پریشان نہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان ہے وہی اس بہترین نمونہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ملخص از ضیاء القرآن)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

۵) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۹)

ترجمہ اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہی میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انہیں۔ بیشک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر ہے۔ اس کا مصداق فقط رسول کائنات حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل پاک سے ہیں۔

٦) الرحمن علم القران خلق الانسان۔ (سورۃ رحمٰن آیت ۱)

ترجمہ رحمٰن نے سکھایا اپنے محبوب کو قرآن اور پیدا کیا انسانیت کی جان محمد کو۔ یہاں انسان سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں کیونکہ انسانیت کی جان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بیشمار انعامات میں سے سب سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر کیا ہے کیونکہ قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو انسان کا رشتہ اپنے خالق سے جوڑ دیتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا "علّم آدم الاسماء حضور نبی کریم ﷺ

کے بارے میں فرمایا علم القرآن کتنی ارفع شان ہے احمد مجتبیٰ کی اللہ اکبر۔

انبیاء کرام کی ولادت پاک کا ذکر قرآن کریم میں

۱) حضرت آدم علیہ السلام

(۱) سورۃ بقرہ آیات ۳۰ سے ۳۷۔ سورۃ اعراف آیات ۱۹ سے ۲۳۔ سورۃ الحجر آیات ۲۸ سے ۳۰۔ سورۃ طٰہٰ آیات ۱۱۵ سے ۱۲۲۔ سورۃ ص آیت ۱۷ سے ۷۶

۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام

سورۃ الصٰفٰت آیت ۱۰۰، ۱۰۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی رب ھب لی من الصالحین ۔اے میرے پروردگار مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فبشرنہ بغلام حلیم پس ہم نے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ (یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی)

۳، ۴) حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام

سورۃ ہود آیات ۱۷ سے ۷۳ سورۃ انعام آیت ۸۵۔ سورۃ الذریات آیات ۲۸ سے ۳۰

فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان قوم کی بستی کو تباہ کرنے کیلئے آئے تو پہلے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں قیام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کسی بات پر ہنس پڑیں تو فرشتوں نے گھر والوں کو بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سنائی۔ فبشرنہ باسحاق ومن ورآء اسحاق یعقوب۔ (سورۃ ھود آیت ۱۷)

حضرت سارہ زوجہ محترمہ ابراہیم علیہ السلام نے اس پر تعجب کیا کہ ہم میاں بیوی دونوں بوڑھے ہیں۔ یہ خوشخبری کیسی؟ تو فرشتوں نے کہا اے براہیم کے اہل بیت۔ اللہ کے کام پر

تعجب کرتے ہو یہ تو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ خوشخبری کا یہ پیغام فرشتوں کے ذریعے دیا۔

۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر: سورۃ قصص۔ آیت ۷ سے ۴۳

۶) حضرت عیسیٰ: سورۃ مریم آیات ۱۶ سے ۳۶ سورۃ آل عمران آیات ۴۲ سے ۶۰

۷) حضرت یحییٰ: سورۃ مریم آیات ۷ سے ۱۵۔ سورۃ آل عمران ۳۵ سے ۴۱

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد بیان کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی (حضرت عمران کی زوجہ محترمہ) سے بات شروع کی ان کی نذر کا بیان بی بی مریم کی ولادت کا بیان اور ان کی کفالت کا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور بی بی مریم کی کرامت کا ظہور۔ بے موسم پھلوں کا ملنا بی بی مریم کی گفتگو اور حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت بی بی مریم کے پاس کرامت اور قدرت خداوندی کے ظہور کے مقام پر نعمت کے نزول کی جگہ پر اللہ تعالیٰ سے اولاد کیلئے دعا کرنا۔ رب ذوالجلال کا ملائکہ کے ذریعہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری اور مبارک یاد فرمانا نیز ولادت سے پہلے فرمانا کہ بیٹا ہوگا نام یحییٰ رکھنا اور اس پیارے بیٹے کی صورت اور سیرت مستقبل کے کردار اور حالات کا بیان کرنا یہ سب کچھ ذکر میلاد میں شامل ہیں۔

قرآن مجید میں جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوشخبریاں رب ذوالجلال نے بیان فرمائی ہیں وہ تمام کے تمام فرشتوں کے ذریعہ سے ہیں لیکن جب امام الانبیاء علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے میلاد شریف کو بیان کرنے کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بنی اسرائیل کے آخری نبی) کے ذریعے میلاد النبی ﷺ کی بشارت عطا فرمائی۔ (سورۃ صف آیت ۶) اور یہ نہیں فرمایا کہ ان جملہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر میرا احسان ہے۔ اگر احسان جتلایا تو صرف اور صرف رسول کائنات باعث تخلیق

کائنات حضرت محمد ﷺ کی ولادت مبارک پر۔

اللہ کی نعمتوں کے نزول اور حصول پر شکر ادا کرنے کے متعلق آیات

۱) الحمد اللہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق ان ربی لسمیع الدعا' ربی جعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا' ربنا اغفرلی' ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

(سورۃ ابراہیم آیات ۳۹ سے ۴۱)

ترجمہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق جیسے فرزند بیشک میرا رب بہت سننے والا ہے دعاؤں کا۔ میرے رب! بنا دے مجھے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! میری التجا قبول فرما۔ اے میرے! رب میری بخشش فرما دے اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی حساب کے دن۔

۲) فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)

ترجمہ پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

تفسیر: جو انعام میں نے تم پر فرمائے مثلاً رسول بھیجے ہدایت کی توفیق بخشی شوق محبت کا جذبہ عطا کیا اس پر شکر ادا کرو۔ نعمتوں کا انکار' رسول کی نافرمانی اور غفلت میں وقت ضائع کر کے ناشکری نہ کرو۔ (ضیاء القرآن)

۳) واذکرو نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۱)

اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور یاد کرو جو اس نے نازل فرمایا تم پر قرآن اور حکمت۔ تم اس کے ذریعے نصیحت حاصل کرو۔ (ضیاء القرآن)

حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر

۴) قالوا لاتوجل انا نبشرك بغلام عليم۔(سورۃ الحجر آیت ۵۲)

مہمانوں نے کہا مت ڈریئے ہم آپ (ابراہیم علیہ السلام) کو مژدہ سنانے آئے ہیں ایک صاحب علم بچے کی پیدائش کا۔

۵) شَاكِرً الا نِعْمِه اَجْتَبٰهُ وَهَداه اِلىٰ صِراطِ الْمُسْتَقِيْم۔

(سورۃ النحل آیت ۱۳۱)

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر لمحہ شکر گزار رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور انہیں ہدایت فرمائی سیدھے راستے کی طرف۔

۶) اِعْمَلوُاٰلَ دَاوٗدَ شُكرا وقَلِيْلُ مِّنْ عِبادِىَ الشَّكُوْره۔(سورۃ سبا آیت ۱۳)

اے داؤد کے خاندان والو! ان نعمتوں پر شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں سے شکر گزار۔

تفسیر: جب ہم (اللہ تعالیٰ) نے داؤد پر اتنا احسان فرمایا ہے اور ایسے ایسے انعامات سے ممتاز کیا ہے تو اب آل داؤد پر واجب ہے کہ وہ شکر گزاری میں سرگرم رہے۔

(حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے خاندان والوں کیلئے اس طرح اوقات تقسیم کر دیئے تھے کہ اٹھ پہر پر کوئی ایسا لمحہ نہ ہوتا تھا جب کہ آپ کے خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد شکر الٰہی میں مصروف نہ ہو۔)

۷) ان اللہ لذو فضلٍ على الناس ولكن اكثر الناس لايشكرون۔

(سورۃ المومن آیت ۶۱)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۸) الحمد اللہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحاق ان

ربیّ لسمیع الدعا۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے۔

الحمدللہ ہم نے قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا ذکر کر کے میلاد شریف کی شرعی حیثیت ثابت کر دی ہے۔

سابقہ صفحات میں جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱) رب ذوالجلال نے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے نور کو اپنے نور سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔ عالم ارواح میں ہی آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔

۲) عالم ارواح میں ہی جملہ انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا جو سورۃ آل عمران کی آیت ۸۱ میں مذکور ہے۔

۳) نبی کریم ﷺ کی محبت ہر شے سے زیادہ ہونی چاہیے تب ہی ایمان مکمل ہوتا ہے جس سے محبت ہو اس کا چرچا کرنا فرداً فرداً یا مجالس میں محبوب ہوتا ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ولادت شریف اور مکمل زندگی مبارک کا تذکرہ فرمایا ہے۔

۵) بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت شریف کا ذکر قرآن مجید میں خوشخبری کے عنوان سے آیا ہے۔

۶) سرور دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہیں اور جملہ مخلوق کیلئے رحمت ہیں اس لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں مگر اکثر لوگ شکر گزار نہیں بنتے۔

۷) اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظیمہ کی ناشکری کر کے ناشکر گزار بندوں کی فہرست میں نمایاں نہیں ہونا چاہیے۔

۸) دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت شریف کی خوشخبری ملائکہ کے ذریعے ان کے والدین کو دی گئی مگر امام الانبیاء ﷺ کی جلوہ گری کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنائی گئی۔

۹) محفل میلاد میں سرورِ کائنات ﷺ کے اوصاف حمیدہ سیرت طیبہ اور بطور خصوصی آپ ﷺ کے اس دنیا میں تشریف آوری کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔

۱۰) نعمت کے حصول پر شکر ادا کرنا چاہیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نعمت کی ناشکری کا ذکر سورۃ ابراہیم کی آیت ۲۸ میں آیا ہے۔

خوشیوں کی اقسام

اگر کوئی مریض صحت یاب ہو تو یہ خوشی مخفی ہوگی، اگر کسی کے ہاں بچے کی ولادت کی خوشی ہو تو ایک خاندان کیلئے خوشی ہوگی۔ کسی بستی میں کوئی خوشی کا سماں ہو تو ساری بستی یا شہر کیلئے خوشی ہوگی۔ کسی بادشاہ کے گھر خوشی کا موقع ہو یا کوئی فتح یابی کی خوشی ہو یا ولی عہد کی پیدائش پر خوشی ہو تو سارے ملک میں خوشی منائی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی میں آسمان کے ستارے جھک جھک کر سلام پیش کر رہے تھے ان کے نور سے حرم شریف کی نشیبی زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔

سحابِ نور اُتر کر چھا گیا مکہ کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

(حفیظ جالندھری)

حضور ﷺ کی ولادت مبارک سب سے عظیم خوشی ہے

۱) اپنی ولادت شریف کا ذکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود فرمایا حضور اکرم ﷺ کے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ شریف

میں بعض بد بخت منافقین نے نبی کریم ﷺ کے حسب نسب شریف پر طعنہ زنی کی کہ آپ ﷺ کا نسب باپ دادا کے لحاظ سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے بلکہ عام عربوں کی طرح حسب نسب والے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

حضور ﷺ نے اپنے حسب ونسب کے متعلق یہ کچھ سنا تو صحابہ کرام کو بلایا آپ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ فرمایا میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ نے خطاب فرمایا "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں بنایا' پھر اس کی جماعتیں کیں تو مجھے اچھی جماعت میں بنایا۔ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے بنائے تو مجھے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر ان اچھوں کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے اچھے خاندان میں بنایا۔ (یعنی قریش میں) پس میں ان میں ذات اور خاندان کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۱۳)

آپ کے والدین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پرستار تھے۔ غیر مقلدین کے امام مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی اپنی کتاب "سیرت مصطفیٰ" میں اس عقیدے کی تصدیق کی ہے اور یہ عقیدہ پوری تحقیق سے ثابت کیا ہے۔

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضور اکرم ﷺ کے والدین کی تعظیم درحقیقت حضور اکرم کی تعظیم ہے جو بدنصیب حضور ﷺ کے والدین شریفین کی تعظیم نہیں کرتا وہ آپ کو اذیت دیتا ہے اور قرآن مجید کے حکم کے مطابق ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۵۷)

۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے جلسہ کر رہے تھے کہ حضور اکرم تشریف لائے۔ یہاں تک کہ

ان کے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا دوسرے صحابی بولے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ایک اور صحابی بولے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک اور صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ تب حضور ﷺ نے خطاب فرمایا۔ ''میں نے تمہارا کلام اور تعجب کرنا سنا ہے۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن لوائے حمد میں ہی اٹھائے ہوئے ہوں گا۔ جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ میں فخر یہ نہیں کہتا کہ میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قیامت کے دن مقبول شفاعت ہوں گا۔ میں فخر یہ نہیں کہتا کہ سب سے پہلے جنت کی زنجیر میں ہی ہلاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۔ میں فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلوں پچھلوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں گا یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۲)

۳) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں سے بھیجا گیا ہوں۔ ایک قرن بعد دوسرے قرن میں یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا' حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔

۴) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ''نور'' تھا۔

۵) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں۔ میں دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام۔ میں اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک ''لوز'' ظاہر ہوا جس سے ان کیلئے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۲ص۵۱۳) (مسند احمد ج۴ ص۱۲۷'۱۲۸) (ابن کثیر ج۱ص ۲۶۸ ج۶ص ۴۲۵) مستدرک حاکم ج۳ص۴۵۳)

۶) حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا۔انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ۔یعنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

(دعا سورۃ البقرہ آیت۱۲۹' بشارت سورۃ الصف آیت ۶)

۷) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل! تمہاری عمر کتنی ہے' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ! عمر کا تو مجھے علم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آسمان پر ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا۔میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے جبرئیل مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم! وہ ستارہ میں ہی تھا۔

۸) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ''پیر'' میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور اکرم ﷺ نے شکرانہ کے طور پر اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔بعض لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا ہے۔لیکن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ ۱۵۵۵ء)

اس بات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ زندگی میں دوبار نہیں دیا جاتا تو پس سرکار دو عالم کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شکریہ کا اظہار کیا کہ اس نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کیلئے اسے مشروع بنایا۔

حضور ﷺ کی زبان مقدس سے اپنا ذکر ولادت

مشکوٰۃ شریف میں بروایت احمد و بغوی ہے۔

ساخبر کم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی و رویا ام التی رات حین و ضعتنی وقد خرج لھا نور اضالھا منہ قصور الشام۔

میں اب تمہیں بتاؤں گا کہ میری ابتدا کیا ہے۔ ابراہیم کی دعا عیسیٰ کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا' میری پیدائش کے وقت ایک نور میری والدہ کیلئے ظاہر ہوا جس سے (ملک) شام کے محل ان کے سامنے روشن ہو گئے۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ نے شب ولادت کے واقعات خود بیان فرمائے۔ اہل محبت یہی واقعات مجالس عید میلاد النبی ﷺ میں پڑھتے ہیں اور حاضرین محظوظ ہوتے ہیں۔

حاکم و طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے صحیح میں روایت کیا ہے پھر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے آپ کی مدحت کی اجازت چاہی آپ نے دعائے خیر دیتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرمائی انہوں نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

۱) ثُمَّ حَبِطَتَ البلاه لابَشَرُ   اَنت ولا مضغة ولا عَلَقَ

ترجمہ   پھر اترے آپ زمین پر یعنی صلب آدم میں آدم کے ساتھ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ ٹکڑا خون کا نہ جما ہوا خون۔

۲) بل نطفة تر کبُ السفين وَقَد   اَلحَم نَسر او اَهلَهُ الغَرق

ترجمہ   بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے سوار کشتی میں۔ اس حال میں کہ ڈبو دیا بت نسر اور اس کے پوجنے والوں کو طوفان نے۔

۳) تُنقَل من صالب الی رحم   اذا مضٰی عالم بدًا طَبَق

ترجمہ   آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے ایک رحم میں جب گزر چکا ایک عالم ظاہر ہوا دوسرا طبقہ۔

۴) وردت نار الُخَلِيُل مکتتمًا   فی صُلبه انت کیف یخترق

ترجمہ   آپ ﷺ نازل ہوئے آتش خلیل میں، صلب خلیل میں چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے۔

۵) حتی احتوی بیتك المهیمن من   خذف علیاء تحتها النطق

ترجمہ   آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے اصلاب کریمہ میں یہاں تک کہ شامل ہوا آپ کا شرف اولاد خذف میں جو بلند نسب ہے کہ جس میں اور طبقات تھے۔

٦) وانت لما ولدت اشرقت الارض   خذف علیاء تحتها النطق

ترجمہ   جب آپ ﷺ پیدا ہوئے زمین چمک گئی اور اطراف روشن ہو گئے۔

۷) فنحن فی ذالك الضیاء وفی   النور والسبل ارشاد نخترق

ترجمہ   اور اب ہم اس روشنی و نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔

ان اشعار شریفہ کے ہر شعر میں جس نوعیت سے ذکر ولادت پڑھا گیا وہ بلا کسی تشریح کے ظاہر کر رہا ہے کہ ولادت شریفہ کے حوادث و غرائب بیان کرنا حضور ﷺ

کے زمانہ حیات سے چلا آ رہا ہے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں اشعار پڑھ کر واقعات کا سلسلہ بسلسلہ بیان کرنا ہمارے قدیم معمول کا بہترین ثبوت ہے۔

تعین یوم کی اصل

اس سلسلہ میں ایک بحث تعین یوم کی اٹھائی جاتی ہے کہ بارھویں شریف کے دن کی قید سے محفل ولادت شریفہ منعقد کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحیح احادیث سے تعین یوم کرنا ثابت ہے بخاری شریف میں ہے۔

ترجمہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مرد تو آپ کی حدیث سماعت کرنے کیلئے چلے آتے ہیں ہمارے لئے بھی ایک دن حدیث سننے کیلئے مقرر فرمادیجئے۔ جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہمیں تعلیم فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دن مقرر فرمایا۔ عورتیں جمع ہوتیں اور آپ ﷺ انہیں تعلیم دیتے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالس شریف کے انعقاد سے قبل مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جا کر اعلان فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو! آؤ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

منبر و مسند لگانا

مجالس میں منبر و مسند لگانا

بعض کم فہم لوگ مجالس میلاد النبی ﷺ کی آرائش وزیب وزینت کے سلسلہ میں مسند وغیرہ لگانے پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے منبر بچھانے کا حکم فرمایا اور منبر بچھایا گیا اور

آپ ﷺ نے اپنی نعت مبارک سماعت فرمائی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ روایت ہے کہ حضور ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد نبوی میں منبر رکھتے۔ وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت فرماتے۔ حضور ﷺ فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مدد جبرئیل سے فرماتا ہے جب تک وہ رسول خدا کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا رہتا ہے۔

(ملخص: مضمون ذکر ولادت نبویہ از قلم علامہ محمد عبدالحامد بدایونی از رسالہ انوار لا ثانی میلاد نمبر مئی جون ۲۰۰۴ء ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ داروند تو تنہا داری
اے کہ برتخت سعادت زازل جاہ داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ثقہ روایت کے مطابق کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوئے۔ ان میں سے صرف دو پیغمبروں کی ولادت باسعادت پر نشانیوں کا ظہور ہوا اور دو پیغمبروں نے ایک یا دو دن کی عمر پاک میں گفتگو فرمائی۔

ولادت باسعادت کے موقع پر نشانیاں

۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت پا کر حضرت زکریا علیہ السلام نے رب کریم سے درخواست کی کہ میں بوڑھا ہوں میری بیوی بانجھ ہے۔ بیٹے کی ولادت کی کوئی نشانی ہو جائے تو عنایت ہے۔ رب کریم نے فرمایا کہ نشانی یہ ہوگی کہ تم تین دن رات باوجود قدرت ہونے کے لوگوں سے گفتگو نہ کرسکو گے مگر اشارہ سے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ (سورۃ آل عمران آیات ۳۷ سے ۴۱۔ سورۃ مریم آیات ۴ سے ۱۱) مگر یہ نشانی صرف حضرت زکریا علیہ السلام اور چند لوگوں تک محدود رہی۔ بیرون آبادی کسی کو خبر نہ لگی اور نہ ہی

یہ نشانی تاریخ کا حصہ بنی۔

۲) حضرت نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر نشانیاں:

وہ عجیب وغریب اور خوارق عادت امور جو عوام الناس نے دیکھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور پسندیدہ ہیں۔

۱) ستارے بہر تعظیم جھک کر آپ ﷺ کے قریب آگئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔

۲) آپ ﷺ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ معظمہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آگئے۔

۳) شہر مدائن میں شہنشاہ نوشیرواں کا محل پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے[۱] ٹوٹ کر گر پڑے۔

۴) فارس کے آتش کدے بجھ گئے کہ آگ جلائے نہ جلتی تھی۔

۵) ساوہ ندی جو ہمدان اور قم کے درمیان بہتی تھی اور جس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی خشک ہو گئی۔ شام اور کوفہ کے درمیان بہنے والی ندی جو خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی۔

یہ نشانیاں ہر کس وناکس نے دیکھیں اور تاریخ کا حصہ بھی بنیں۔

۲) گفتگو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر سورۃ آل عمران آیت ۴۵ سے ۴۹

---

[۱] چودہ کنگرے ٹوٹنے سے اشارہ کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ آخری چودھواں بادشاہ شہریار بن پرویز حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ۲۳ھ میں قتل ہوا اور ملک فارس پر خادمان اسلام کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد فارس میں آتش پرستی ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

سورۃ مریم آیات ۱۶ سے ۳۲۔ جب وقت وضع حمل قریب آیا تو حضرت مریم آبادی سے دور درخت کھجور کی جڑوں پر بیٹھ گئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تولد شریف کے بعد بی بی مریم نے نقاہت محسوس کی تو قدرت الٰہی سے کھجور کے تنے کو ہلانے سے پختہ کھجوریں گریں جو حضرت مریم نے تناول فرمائیں اور ایک چشمہ بھی بہہ نکلا۔ آپ نے پانی نوش فرمایا۔ دوسرے روز حکم الٰہی پا کر آبادی میں آ گئیں تو لوگوں نے عالم حیرت میں پوچھا مریم! یہ کیا؟ بی بی مریم نے شیر خوار بچہ (جو صرف دو دن کا تھا) کی طرف اشارہ کیا (یعنی یہ جواب دے گا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور گفتگو فرمائی۔ ''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے' اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا...... نہیں بنایا مجھے جابر اور بد بخت''۔

سرور دو جہاں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب دنیا میں جلوہ گری فرمائی تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ ﷺ اپنے علو مرتبہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے) آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا اور زبان فصیح و بلیغ سے فرمایا لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ ۔ اِنی رسول اللّٰہ۔ ربِّ ھب لِیْ اُمَتِیْ ۔ (اے میرے رب میری امت کو بخش دے) آپ ﷺ نے از خود زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنے نبی ہونے کا اعلان فرما دیا اور اپنی امت کو بخشش کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کا بدن پاکیزہ اور تیز بو کستوری کی طرح خوشبودار' ختنہ کئے ہوئے' ناف بریدہ آنکھیں قدرت الٰہی سے سرمگیں' مانگ نکلی ہوئی۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں۔ چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی' پاک صاف تھے اسی لئے تو سجدہ ادا کیا۔ سبحان اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجالس میں میلاد منایا کرتے تھے

۱) صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ

صحابہ کرام مل بیٹھے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ جلسہ کیسا ہے؟ وہ عرض کرنے لگے کہ یہ جلسہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجالائیں کہ اس نے آپ ﷺ کے ذریعہ ہم پر احسان فرمایا۔ حضور ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں ایک اجتماع سے نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ صحابہ کرام محظوظ ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔ اس اثناء میں حضور پرنور ﷺ تشریف لائے فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

۳) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا وہ اپنے گھر میں اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو ولادت مصطفیٰ ﷺ کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور فرمارہے تھے یہی وہ دن ہے جس دن حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں جو شخص تیری طرح محفل میلاد کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور نعت رسول ﷺ

۴) حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی بجیر بکریاں چرایا کرتے تھے بجیر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے کلام پاک سن کر مسلمان ہوگئے۔ کعب کو خبر ملی تو انہوں نے حضور کی ہجو اور اسلام کی توہین میں اشعار لکھے اور حضرت بجیر کو لکھ بھیجے حضرت بجیر نے یہ ماجرا رسول اللہ ﷺ سے عرض کر دیا آپ نے کعب کا خون بدر فرما دیا۔ حضرت بجیر نے کعب کو اطلاع دی اور ترغیب دی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی مانگیں۔ چنانچہ کعب غزوہ تبوک ۹ھ سے پہلے

حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد نبوی میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ آپ کعب سے واقف نہ تھے کعب نے آپ کے ہاتھ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر عرض کیا یارسول اللہ! کعب بن زہیر مسلمان ہو کر امان طلب کرتا ہے۔ اجازت ہو تو اسے آپ کے پاس لے آؤں۔ حضور ﷺ نے اجازت فرما دی پھر کعب نے عرض کیا یارسول اللہ! کعب میں وہی ہوں۔ بعدازاں اسلام لا کر انہوں نے اپنا قصیدہ بانت سعاد پڑھا۔

جس میں اشعار طوطیہ کے بعد شعر ہیں۔

۱) اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ اَوْ عَدَنِیْ وَالعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَامُوْل

ترجمہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادر ہو چکی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔

۲) اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَنَارُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوفِ اللّٰهِ مسکُوْلٌ

ترجمہ بیشک رسول اللہ ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کاٹ دار ہندی تلوار ہیں۔

تو اس قصیدہ سے خوش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب کو اپنی چادر[۱] عطا فرمائی اور ان کی گزشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان مبارک پر نہ لائے۔ اللہ اکبر

۵) حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی نعت تورات شریف میں یوں پاتے ہیں۔ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' اور میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ کج خلق نہ سخت طبیعت، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف فرمانے والے، جائے پیدائش مکہ، ہجرت گاہ مدینہ طیبہ اور ملک ان کا شام ہے''۔

---

[۱] یہ چادر مبارک کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے وارثوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لی آج یہ چادر آل عثمانیہ کے توشہ خانہ میں ترکی میں موجود ہے۔ اللہ اکبر

ذکرولادت حضور ﷺ کا حضرت حسان بن ثابت یوں فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ آپ ﷺ کا میلاد شریف بیان کرتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کے نورانی ماحول میں پروانے حاضر ہیں۔ منبر شریف بچھا ہوا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی وجد آفرین آواز میں آفتاب رسالت ﷺ کے سامنے قصیدہ میلاد شریف پڑھ رہے ہیں۔

واحسن منك لم يرقط عينی
واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراء من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ آپ جیسا حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا نہیں۔ آپ تمام عیوب سے منزہ پیدا کئے گئے آپ کو ایسا پیدا کیا گیا جیسا کہ آپ نے چاہا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا دی "مولا کریم حسان کی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے مدد فرما"۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یہ رباعی کتنی روشن دلیل ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اگر ایسی محافل ممنوع ہوتیں تو حضور نبی کریم ﷺ اس کے بارے میں انعقاد کی اجازت مسجد نبوی شریف میں نہ دیتے اور ہمیشہ کیلئے منع فرماتے اس کے برخلاف آپ خوش ہوئے اور بشارتیں اور دعائیں دیں۔

صحابہ کرام کی شان کے متعلق قرآن مجید کا بیان

فان امنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

ترجمہ وہ (یہود و انصاری) ایمان لے آئیں جیسا کہ تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو وہ یقیناً ہدایت پا گئے۔ یعنی صحابہ کرام ہدایت اور رہنمائی کا معیار ہیں ان کی پیروی

کی جائے۔قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ سورۃ توبہ آیت ۱۰۰' سورۃ مجادلہ آیت ۲۲۔ترجمہ راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ (صحابہ کرام) (اللہ سے سورۃ البینۃ آیت ۸' ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۹' سورۃ الفتح آیت ۱۸)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے اس لئے راضی ہوا کہ ان کے اعمال' احکام الٰہی اور ارشادات حضور اکرم ﷺ کے عین مطابق تھے۔جب صحابہ کرام وہی کام کرتے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ خوش ہوتے تھے تو ہمیں صحابہ کرام کی اتباع میں میلاد مصطفیٰ ﷺ بھی منانا چاہیے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔الصحابی کالنّجوم' یعنی میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں جس کی رہنمائی اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

شانِ صحابہ کرام

۱) صحابہ کرام ایسے تھے کہ اگر ایک صد ہوتے تو دو صد دشمنوں پر غالب آتے۔ (سورۃ انفال آیت ۶۶ تا ۶۸)

۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سچے مومن ہیں۔(سورۃ انفال آیت ۷۴)

۳) صحابہ کرام راہ حق پر ہیں۔(سورۃ الحجرات آیت ۷' ۸)

۴) صحابہ کرام کو دین کی سربلندی کیلئے چن لیا گیا۔(سورۃ الحج آیت ۷۸)

۵) صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رفاقت کیلئے چن لیا ہے۔ (سورۃ النمل آیت ۵۹)

پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا طریقہ کار حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی اور ذکر میلاد کا فائدہ دنیاوی بھی ہے اور اخروی بھی اور مثالی بھی۔

پس معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اپنی نجی اور مختصر مجالس میں حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد بڑے ذوق شوق سے مناتے تھے اور حضور ﷺ انہیں اپنی دعاؤں سے سرفراز

فرمایا کرتے۔

قارئین کرام کیلیئے ثبوت فراہم ہوگیا کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام میلاد مصطفیٰ ﷺ بڑے ادب اور تعظیم وتکریم سے منایا کرتے تھے۔

حضرت کعب احبار (تورات کے بڑے عالم) کوتورات خواب یاد تھی۔ جب یہ ایمان لائے تو صحابہ کرام ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرماتے بھائی کعب! ہمیں تورات شریف کی وہ آیات پڑھ کرسناؤ جس میں ہمارے اورتمہارے آقا ﷺ کا میلاد اللہ تعالیٰ نے منایا ہے حضرت کعب احبار تورات شریف سے وہ آیات سنایا کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم از حد محظوظ ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء اور حضور ﷺ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین)

ایک تاریخی واقعہ

قریش مکہ نے جب مسلمانوں کو زیادہ ستانا شروع کر دیا تو چھ سنِ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں ملک حبشہ ہجرت کر گئے جب قریش کو خبر ملی تو انہوں نے ایک سفارت بسر کردگی عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ شاہ نجاشی کی خدمت میں مع تحائف بھیجی۔ یہ سفراء وہاں پہنچ کر بادشاہ کے بطارقہ سے ملے' نذریں پیش کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے چند نادان لونڈوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں سے جدا ہے وہ بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ہمیں اشراف مکہ نے آپ کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے کہ ان کو واپس کر دے ہم بادشاہ سے درخواست کریں گے۔ آپ ہماری تائید کریں۔ چنانچہ سفراء نے دربار میں حاضر ہوکر شاہ نجاشی کو تحائف پیش کرنے کے بعد سارا قصہ بیان کیا۔ بطارقہ نے سفراء کی تائید کی مگر نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں طلب کیا اور مہاجرین سے وضاحت طلب کی تو مہاجرین کی طرف سے حضرت جعفر بن ابی طالب

نے اس طرح تقریر شروع کی۔

''شاہا! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، ہم اس حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس کے نسب وصدق وامانت اور پرہیزگاری سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو یہ دعوت دی کہ ہم خدا کو ایک جانیں۔ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، بتوں کی پوجا جو ہمارے باپ دادا اور ہم کرتے تھے چھوڑ دیں، سچ بولا کریں، امانت ادا کریں، اپنوں سے محبت اور سلوک رکھیں، ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، محارم اور خون ریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، عفیف عورتوں پر تہمت نہ لگائیں، نماز پڑھیں، صدقہ دیں، روزے رکھیں، پس ہم اس پر ایمان لائے، اللہ کی عبادت کرنے لگے شرک اور بت پرستی چھوڑ دی۔

اس جرم میں ہماری قوم ہم پر ٹوٹ پڑی اور اذیت دیکر مجبور کرنے لگی کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر پھر بتوں کو پوجنے لگ جائیں انہوں نے جب ہم پر قہر وظلم کیا اور فرائض مذہبی میں سدراہ بن گئے تو ہم آپ کے ملک میں آپ کی پناہ میں آ گئے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔

یہ تقریر سن کر نجاشی نے کہا تمہارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ سناؤ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی چند آیات پڑھیں۔ نجاشی اور اس کے اساقفہ اتنے روئے کہ داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر نجاشی نے سفیروں سے کہا کہ تم واپس جاؤ اللہ کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہ کروں گا۔

دوسرے دن عمرو بن العاص نے دربار میں حاضر ہو کر کہا حضور! یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

نے کہا کہ ہمارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے، پیغمبر، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا واللہ جو تم نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں۔ پس اس نے سفارت ناکام واپس کردی۔

اس تمام واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرام شروع سے ہی موقع ملنے پر اور پریشانی میں نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے واقعات سنایا کرتے تھے اور کامیابی حاصل کرتے تھے۔ یہ تمام کی تمام گفتگو بھرے دربار میں ہوئی جہاں کافی اجتماع تھا۔

حضور ﷺ کی امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

۱) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ان اللہ لایجتمع امتی او قال امہ محمد علی الضلالۃ۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

ترجمہ تحقیق میری امت کو اللہ تعالیٰ جمع نہ کرے گا یا فرمایا امت محمد یہ کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

۲) حضور ﷺ نے فرمایا:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

(ترمذی شریف ص ۳:۲۶۸، ابن ماجہ ص ۲۳۲)

ترجمہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یعنی جو کام انبیاء بنی اسرائیل کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ میری امت کے علماء حق سے وہ کام لے گا۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجالس میلاد کیوں منعقد نہ کرسکے

یہ درست ہے کہ جس بڑے پیمانہ پر آج کل عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی

ہے اس طرح صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں نہ منائی گئی بلکہ دو تین صدیوں تک اس کا سلسلہ اس طرح نہیں ملتا۔

۱) علامہ محمد عالم آسی امرتسری اپنے ایک تحقیقی مضمون میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مجالس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے موجود تھے اس وقت تو اس ذکر کی اجتماعی ضرورت نہ تھی۔

۲) صحابہ کرام کو بھی اتنی فرصت نہ تھی کیونکہ ملکی مسائل، جنگیں اور تنازعات سنگین تھے کہ ادھر متوجہ ہونا ممکن نہ تھا۔

۳) عہد امامت میں اسلام میں رخنہ اندازی کی کوششیں علوم جدیدہ اور دیگر مسائل فن احادیث تدوین مسائل اور جمع روایات پر جو توجہ دی گئی وہی بڑی بات ہے۔

علامہ آسی لکھتے ہیں تاریخی نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مجالس میلاد یا مجالس ذکر و شغل کی طرف مسلمانوں کی زیادہ تر توجہ اس وقت ہوئی جبکہ ضروریات اسلام سے فراغت پا کر مسلمان اپنی حکومت اور اسلامی ترقیات سے بہرہ ور ہو کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگے اور غیر اقوام کے میل جول نے ان کو اس امر کی طرف مجبور کیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنے اسلاف کی یادگاریں قائم کرتے تھے اسی طرح دوش بدوش مسلمان بھی اسلامی شان و شوکت ظاہر کرنے کیلئے مجبور ہو گئے کہ وہ بھی ''ایام اللہ'' منانے کی کوشش کریں۔

علامہ محمد عالم آسی لکھتے ہیں یوں تو تخم ریزی کے طور پر یہ عید عہد صحابہ میں ہی منائی جاتی تھی۔ مگر اس شان و شوکت اور زیب و زینت سے نہیں جیسا کہ آج کل ملک مصر میں شاہ مصر اور اہل مصر مناتے ہیں کیونکہ عہد صحابہ میں تمام کام بالکل سادہ نمونہ پر تھے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف پر حرکات اور نقاط بھی بہت کم تھے تو جس طرح قرآن شریف پر بعد میں خصوصاً آج کل رنگ آمیزیاں کی گئی ہیں ان کا دسواں حصہ بھی اس

وقت موجود نہ تھا۔ اسی طرح عید میلاد النبی ﷺ پر ایثار اور اخلاص کے اثار اسی قدر نمودار ہوتے گئے جس قدر تمدن اور فارغ البالی ہوتی گئی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران میں حضور ﷺ کے یوم پیدائش کی اہمیت ہمارے اسلاف کے پیش نظر نہ تھی۔ جب اصحاب رسول نے سرکار کی زبان مبارک سے یہ سنا ہوگا کہ سرکار اس لئے پیر کو روزہ رکھتے ہیں کہ اس دن وہ (ﷺ) اس دنیائے آب وگل میں تشریف لائے تھے تو میلاد سرکار ﷺ کے بارے میں ان کے دلوں میں کیا کیا خیالات پیدا نہیں ہوئے ہوں گے۔

عادت الٰہی

عادت الٰہی یہی ہے کہ ہر شے ابتداء سے انتہا تک مختلف مرحلوں سے گزر کر اور مختلف منزلوں کو عبور کر کے مکمل ہوتی ہے۔ نماز کو ہی لیجئے امت محمدیہ پر ابتدا میں عہد رسالت میں فجر اور مغرب دو وقت کی نماز فرض تھی۔ ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب رسول ﷺ کو معراج ہوئی تو پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ سفر اور حضر میں سوائے مغرب کے دو رکعت فرض ہوئی تھیں یعنی کل گیارہ رکعت۔ ہجرت کے بعد چھ رکعت اور زیادہ کر دی گئیں اور فرض رکعت کی موجودہ تعداد ۱۷ بن گئی۔ (4+3+4+4+2) پھر تراویح عہد نبوی سے چل کر عہد فاروقی میں شباب تک پہنچی۔

پردہ کا حکم تین منازل میں مکمل ہوا۔ سورۃ نور آیت ۳۰، ۳۱ پھر سورۃ احزاب آیت ۵۹ پھر تیسرا حکم سورۃ نور آیت ۶۰۔

شراب کی حرمت کا حکم تین مرحلوں میں مکمل ہوا۔ پہلا حکم سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹ دوسرا حکم سورۃ النساء آیت ۴۳، تیسرا حکم سورۃ المائدہ آیت ۹۰۔ رمضان شریف میں روزوں کی موجودہ صورت بتدریج چند ایک منزلوں کے بعد ہوئی۔ ابتداء میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ یہ

روزے فرض نہ تھے۔ ۲ ہجری میں ماہ رمضان میں روزے رکھنے کا حکم قرآن مجید کی سورۃ البقرہ آیات ۱۸۳ سے ۱۸۵۔ روزوں کے دوران اپنی بیویوں کے پاس جانا بالکل منع تھا۔ پھر رات میں جانے کی اجازت مل گئی۔ مگر اعتکاف کے دوران بدستور پابندی رہی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

خود حضرت انسان کو ہی لیجئے۔ قطرہ سے خون بستہ بننا۔ پھر خون بستہ کا ہڈیاں بننا۔ ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا' اس کے بعد ہڈیوں کا صورت شکل اختیار کرنا۔ پھر بن سنور کر عالم آب وگل میں جلوہ گر ہونا۔ کئی منزلیں طے کرنا' شیر خوارگی' طفلی' لڑکپن پھر بلوغت پھر جواں رعنا۔ قطرہ سے دریا بن جانا اور بحر و بر پر چھا جانا۔ آخرش کشمکش حیات میں شریک ہو کر عقل کے جوہر دکھانا کہ ایک عالم انگشت بدندان رہ جائے۔

(سورۃ المومنون آیات ۱۳ سے ۱۴' سورۃ السجدہ آیات ۷ سے ۹' سورۃ القیمہ آیات ۳۶ سے ۴۰)

ایک ننھا سا بیج کس طرح بڑھتا ہے پروان چڑھتا ہے درخت بن جاتا ہے۔ پھول کھلتے ہیں' پھل آتا ہے' ایک بیج لاکھوں بیجوں کو جنم دیتا ہے۔ تحریر کو لیجئے بات تصویروں سے چلی تھی۔ پریس کو لیجئے۔ گنتی کے اعداد کو دیکھئے۔ کمپیوٹر کی ایجاد ہی کو لیجئے دور کیوں جائیں قرآن کریم کو ہی لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا کہ ہم نے ذکر اتار۔ (رب ذوالجلال کا ذکر محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر) ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(استفادہ از مضمون عید میلاد النبی ﷺ پس منظر پیش منظر ماہنامہ انوار لاثانی مئی جون ۲۰۰۴ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی مجددی)

ڈاکٹر علی الجندی

ڈاکٹر علی الجندی ۱۳۲۷ھ/۱۳۳۲ء یمنی شافعی دور رسالت میں خلفائے راشدین کے زمانے اور بنو امیہ کے دور میں عید میلاد النبی ﷺ کو اس اہتمام کے ساتھ نہ منانے کی وجوہات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

۱) چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے بلکہ تواضع اختیار فرماتے اس لئے آپ نے اس انداز میں یعنی موجودہ طریق پر عید میلاد النبی کو رواج نہیں دیا۔

۲) خلفائے راشدین میں سے پہلے دو (۲) خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا۔ جبکہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کی کامل توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد کی طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی۔

۳) بنو امیہ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اس دور میں بغاوتوں کے قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی۔ لہٰذا اس طرح پوری توجہ نہ دی جا سکی۔

مندرجہ بالا سطور سے واضح ہو گیا کہ عہد رسالت عہد صحابہ اور بعد میں دوسری صدی ہجری کے اختتام تک میلاد النبی ﷺ کیوں موجودہ صورت میں نہ منایا جاتا رہا۔ منکرین میلاد النبی ﷺ سے سوال ہے کہ کیا وہ جملہ امور صحابہ کرام کی طرح ادا کر رہے ہیں۔ (۱) کیا وہ جذبہ جہاد موجود ہے جو صحابہ کرام سے ظاہر ہے۔ (۲) کیا اسلام کی سر بلندی کیلئے ان کا مال و دولت اور جان عزیز اس طرح فدا کیا جاتا ہے۔ (۳) کیا ان کی نمازیں صحابہ کرام کی نہج پر ہیں۔ (۴) کیا ان کی زندگیاں اسی طرح سادہ گزرتی ہیں۔ کیا ان میں نبی ﷺ کی ذات پر مر مٹنے کا وہی جذبہ ہے جو صحابہ کا تھا۔ (۵) ماضی بعید میں فوجی قوت کے اظہار کا ذریعہ تیغ وسنان' تیر و کمان' نیزے زرہ بکتر اور گھوڑے اونٹ وغیرہ تھے۔ اس قسم کے سامان حرب کی فراوانی دشمن پر ہیبت طاری کر دیتی تھی۔ پھر قلعہ شکن دماموں اور کوہ پیکر منجنیقون کا دور آیا اس کے بعد توپیں ایجاد ہوئیں۔ اس دور کے جدید آلات کے مقابلے میں قدیم دور کے آلات بے بس ہو کر رہ گئے' اب ہمارے دور میں جدید ترین آلات کی موجودگی میں پہلے آلات حرب فرسودہ بے معنی ہو کر رہ گئے جو کبھی دوسروں پر خوف و دہشت طاری کر دیتے تھے (اب

زمانہ ہے میزائل کا جنگی جہازوں کا' طیارہ شکن آلات' ٹینک ریڈار وغیرہ کا) اگر کوئی اصرار کرے کہ آج بھی شوکت اسلام اور فوجی قوت کا مظاہرہ کرنے کیلئے پرانی طرز کے آلات (تیر کمان' نیزے' تیر وتفنگ) ہی کافی ہیں کیونکہ صحابہ کرام نے انہی چیزوں کو اپنایا تھا اور دشمنوں کو خوف زدہ کیا ان کے سوا عسکری قوت کے مظاہرے اور اپنی دفاعی لائن مضبوط بنانے کیلئے کسی جدید سامان کی ضرورت نہیں' بحریہ کی آبدوزیں جنگی بیڑے' حساس آلات' بمبار طیارے' میزائل' جدید توپیں' ٹینک' ریڈار' جاسوسی آلات اور حساس نظام سب غیر ضروری ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں استعمال نہیں کیا۔ اس لئے اسلامی فوجی قوت کے اظہار کیلئے یہ تمام ذرائع حرام اور نا قابل قبول ہیں تو ایسی سوچ رکھنے والے شخص کی ذہنی تسلی کیلئے یہی کہا جائے گا کہ یہاں قانون ارتقاء کار فرما ہے۔ دور جدید نے ضرورت بدل دی ہے۔ اب جدید آلات استعمال نہ کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت اور خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس جدید عسکری نظام کو اپنائے بغیر خدا کے اس حکم (دفاعی مضبوطی) پر عمل ہی نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح دور جدید نے اظہار مسرت کے طریقے بدل دیئے۔ حضرات صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر جلوس نکالا وہ اس دور کے لحاظ سے بے مثال اور عظیم الشان تھا۔ حالانکہ اظہار شوکت کیلئے ان کے پاس صرف تلواریں تھیں۔ گاڑیاں' کاریں' بحری جہاز' بندوقیں توپیں نہ تھیں۔ وگرنہ وہ توپوں سے سلامی دیتے۔ ہوائی جہاز سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے۔ بندوقیں داغتے' کاروں کے بیڑے کے ساتھ چلتے' اس لئے دور جدید کا مسلمان اگر حضور اکرم ﷺ کی یاد میں جلوس نکالتا ہے اور اظہار مسرت کیلئے جدید ترین ایجادات اور طریقوں کو استعمال کرتا ہے یا سرکاری اور قومی سطح پر اس کو مناتا ہے تو اس میں سعادت ہے کسی قسم کی قباحت نہیں اور نہ ہی بدعت۔ (ماخوذ از مضمون جشن میلاد کا فلسفہ از قلم علامہ محمد معراج الاسلام ماہنامہ ضیائے حرم عید میلاد

النبی ﷺ نمبر نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء)

چند تاریخی واقعات

۱) ایک دفعہ بنو تمیم کا وفد جو ستر اسی نفوس پر مشتمل تھا مدینہ طیبہ میں آیا۔ وفد میں قبیلہ کا سردار۔ خطیب اور شاعر بھی تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ وفد کے لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد کا انتظار نہ کیا اور حضور کا نام نامی لے کر آوازیں دینے لگے۔ باہر آیئے ہمارے پاس۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا ''ہم جس کی مدح کرتے ہیں اسے مزین کر دیتے ہیں۔ جس کی مذمت کرتے ہیں اس کو معیوب بنا دیتے ہیں۔ ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔ سچے نبی نے فرمایا ''اے بنی تمیم! تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی ہی مذمت باعث حقارت ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف ہیں''۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں۔ چنانچہ پہلے ان کا خطیب عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اپنے قبیلے کی توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب دینے کا حکم فرمایا۔ مکتب نبوت کا یہ تلمیذ ارشد جب لب کشا ہوا تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم کر رہ گئے۔ اس کے بعد ان کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ ان کے مفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں اور اسلام کی صداقت اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ وفد کے سرداروں کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور کے خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربار رسالت کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔

(حاشیہ تفسیر آیت ۴ سورہ الحجرات۔ضیاء القرآن)

پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی دستور قدیم ہے۔ یہ واقعہ ۹ھ کا ہے اور مسجد نبوی کا۔حضور ﷺ بنفس نفیس رونق افروز مجلس مبارک تھے۔

۲) فتح مکہ رمضان ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا جب ہوازن کو شکست ہوگئی اور محاصرہ طائف کے اٹھا لینے کے بعد حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ غنائم اور اسیران جنگ کو جعرانہ میں جمع کیا جائے۔چنانچہ جعرانہ میں آپ ﷺ نے دس دن سے کچھ زیادہ ہوازن کا انتظار کیا۔وہ نہ آئے تو آپ نے مال غنیمت تقسیم کردیا۔

جب جعرانہ میں اسیران جنگ کی تقسیم ہو چکی تو ہوازن کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔وفد میں آپ کا رضاعی چچا بھی تھا۔وفد نے پہلے اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام قبول کیا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر وفد کے رئیس زہیر بن حرو سعدی صرہ نے یوں تقریر کی۔یارسول اللہ ﷺ! اسیران جنگ میں سے جو عورتیں چھپروں میں ہیں وہ آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں ہیں جو آپ کی پرورش کی کفیل تھیں۔اگر ہم نے حارث ابن ابی شمر (امیر شام) یا نعمان بن منذر (شاہ عراق) کو دودھ پلایا ہوتا پھر اس طرح کی مصیبت آپڑتی تو ہمیں ان سے مہربانی اور فائدہ کی توقع ہوتی مگر آپ سے تو زیادہ توقع ہے کیونکہ آپ فضل وشرف میں ہر مکفول سے بڑھ کر ہیں۔اس کے بعد آپ کے رضاعی چچا ابو ثروان نے یوں خطاب کیا۔یارسول اللہ ﷺ ان چھپروں میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور بہنیں ہیں۔انہوں نے آپ کو اپنی گود میں پالا ہے اور اپنے پستان سے دودھ پلایا ہے۔میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے بہتر نہ دیکھا۔میں نے آپ کو دودھ چھڑایا ہوا دیکھا۔کوئی دودھ چھڑایا ہوا بچہ میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔پھر میں نے آپ کو

نوجوان دیکھا۔کوئی نوجوان میں نے آپ سے بہتر نہ دیکھا۔آپ میں خصائص خیر کامل طور پر موجود ہیں اور باوجود اس کے ہم آپ کے اہل کنبہ میں ہیں آپ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔

یہ تقریر سن کر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے غنائم آپ کے انتظار کے بعد تقسیم کئے ہیں اب تم اسیران جنگ یا غنائم میں سے ایک اختیار کرلو۔انہوں نے کہا ہم اسیران جنگ کی رہائی چاہتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے خاندان کے حصہ کا اختیار ہے۔باقی کیلئے اوروں کی اجازت درکار ہے تم نماز ظہر کے بعد اپنی درخواست پیش کرنا۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد انہوں نے اظہار مطلب کیا۔پھر آپ نے حمد وثناء کے بعد خطاب فرمایا۔"تمہارے بھائی مسلمان ہو کر آئے ہیں۔میری رائے ہے کہ اسیران جنگ ان کو واپس کردوں تم میں سے جو بغیر عوض کے واپس کرنا چاہتے ہیں کردیں اور جو عوض لینا چاہتے ہیں ہم پہلی غنیمت میں سے جو ہاتھ آئے گی ادا کردیں گے۔

قصہ کوتاہ تمام مہاجرین وانصار نے بغیر عوض واپس کردینا منظور کرلیا اس طرح چھ ہزار اسیر رہا کردیئے گئے۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مناسب موقع ملنے پر اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کرتے تھے اور حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کے بعد زبان سے کچھ تعریفی اشعار یا تقریر پیش کرتے تھے اور حضور ﷺ مدح سرائی سے جو حقیقت پر مبنی ہوتی تھی خوش ہو کر ان کی مشکل کشائی کرتے اور عفو کرم فرماتے۔

(از سیرت رسول عربی مصنفہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ)

۳) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایران کی فتح کیلئے اسلامی لشکر بھیجا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلام کو حکم دیا کہ قادسیہ کی جنگ سے قبل اسلامی سفیروں کو تبلیغ اسلام کیلئے ایرانی لشکر میں بھیجا جائے۔چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کندی کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔

رستم سپہ سالار اور ایرانی فوج سے گفتگو کے بعد سفیروں کو شہنشاہ یزدگرد کے دربار میں مدائن بھیج دیا گیا۔ سفیروں نے شہنشاہ کو اسلام پیش کیا اور دوران گفتگو شہنشاہ نے کہا تمہیں یاد نہیں روئے زمین پر عربوں سے ذلیل اور بدبخت قوم کوئی نہ تھی۔ دنیا بھر کی ضلالتیں اور برائیاں تم میں جمع تھیں لیکن آج تم میں ہمیں محکوم اور باجگزار بنا کر تہذیب وتمدن سکھانے کا حوصلہ ہے۔ اس نے جوش غضب میں کہا اگر سفیروں کو قتل کرنا روا ہوتا تو تم میں سے کوئی گردن سلامت لے کر نہ جاتا۔ یہ تحقیر آمیز تقریر سن کر حضرت مغیرہ بن زرارہ نے جواباً کہا: بادشاہ۔ یہ سچ ہے کہ ہم بت پرست تھے، سخت گمراہ تھے، اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، باہم لڑتے تھے لیکن مالک الملک نے ہم پر رحم کیا کہ ہم میں ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے ہمیں چاہ ذلت سے نکال کر اوج عزت پر پہنچایا کہ آج ہم الحمدللہ آسمان عظمت کے تاج ہیں۔ اس کے بعد یزدجرد نے رستم کو سخت تنبیہ کی کہ اس نے ان مسلمان سفیروں کو میرے پاس کیوں بھیجا۔

اس تاریخی واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کی کیسی حالت تھی اور مشکل کے وقت وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے اور اپنے مقاصد میں کامیاب اور کامران ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مدح سرائی صحابہ کرام اور مسلمان موقعہ ملنے پر ضرور کرتے تھے۔

۴) عاصم بن عمرو بن حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کس خاندان سے ہو اس نے جواب میں دو شعر پڑھے۔

ترجمہ میں اس انسان کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تھی۔ پھر دست مصطفیٰ ﷺ سے دوبارہ اپنی جگہ پر بہترین انداز میں لوٹا دی گئی اور وہ اس طرح ہو گئی جیسے کہ اس سے پہلے تھی کیا ہی حسین تھی وہ آنکھ اور کیا ہی حسین تھا اس کا لوٹانا۔ یہ سن کر

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ نے اس کی تکریم کی اور اس کی حاجت کے علاوہ اسے بہت کچھ دیا۔ روایت ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے ان کا چہرہ ترو تازہ اور حسین و جمیل رہا۔ آنکھ کی بینائی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ (جس چہرہ اور آنکھ پر سرکار دو عالم ﷺ کا دست شفقت لگا ہو اس کی رعنائیاں بھلا کب ماند پڑ سکتی ہیں۔

(استفادہ از سیّد الوریٰ ضیاء النبی)

دیکھئے کہ عاصم بن عمرو بن حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی مدحت اور اس مشہور واقعہ کا ذکر کیا جو غزوہ احد میں پیش آیا تھا پس معلوم ہوا کہ عاشقان رسول حضرت محمد ﷺ کی قصیدہ گوئی لازم جانتے تھے۔ اس نسبت سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ نے اس کی تکریم کی اور حاجت سے بہت کچھ زیادہ دیا۔ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کی مدحت کرنا اور مدحت کرنے والوں کی عزت و تعظیم کرنا احسن طریقہ ہے جو مدت سے رواج پذیر ہے۔

عہد رسالت اور عہد خلافت میں میلاد النبی ﷺ منانے کی تخم ریزی ہو چکی تھی۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ پودا کیسے اور کب نخل تناور بن گیا۔

علامہ سخاوی

امام سخاوی (۱۸۳۱ھ/۱۴۲۷ء) فرماتے ہیں کہ میلاد شریف (مروجہ) کا رواج رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے تین صدی بعد ہوا (یعنی عہد عباسیہ میں) اس کے بعد تمام ممالک و احصار میں مسلمان عالم میلاد النبی ﷺ مناتے تھے۔

اس بیان سے یہ تصدیق ہو گئی کہ محفل میلاد کا باقاعدہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا۔ جب آغاز ہوا تو انتہا تک ایک ضابطہ قائم ہو گیا اور ایک مستقل صورت و شکل نکل آئی معلوم تاریخ کے مطابق عوامی سطح پر عمر بن ملا محمد موصلی نے باضابطہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ قائم کی یہ ایک متقی اور نیک انسان تھا۔ جس کا شمار علماء امت میں ہوتا

تھا۔ پھر جس بادشاہ نے اس کی پیروی کی اور سرکاری سطح پر جشن ولادت باسعادت منایا وہ موصل کے حکمرانوں میں سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین تھے۔ (پیدائش ۵۴۹ھ) جن کی فرمائش پر حضرت حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ[1] (۶۳۵ھ/۱۲۳۲ء) نے حضور ﷺ کے میلاد کے موضوع پر ایک کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' لکھی تھی۔ غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ بادشاہ خوش ہوا اور ان کو ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ابن خلکان اربلی شافعی (موصل) (۶۸۱/۱۲۸۲) نے بادشاہ اربل کے جشن کا آنکھوں دیکھا حال شرح وبسط سے بیان کیا ہے آل زیان کے حکمران نہایت عمدہ طریقہ پر محفل میلاد کا اہتمام کرتے تھے بالخصوص ان میں سے ایک حکمران ابوحمو موسیٰ بن یوسف زیانی تو اس سلسلہ میں تمام حکمرانوں سے سبقت لے گیا۔

یہ بادشاہ ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو ایک بہت بڑا عمومی اجتماع منعقد کرتا تھا۔ دعوت عام ہوتی تھی، غنی، فقراء، امیر، گدا سب جمع ہوتے تھے۔ ۷۸۲ھ میں جب سلطان الاشراف تارابی نے مصری حکومت کی زمام اقتدار سنبھالی تو یہ میلاد النبی ﷺ کے جشن میں سبقت لے گیا۔ سلطان تلمستان کے دور میں جشن ﷺ کا اہتمام بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوتا تھا۔ ابن خلکان نے سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین کے جشن میلاد النبی ﷺ کا آنکھوں دیکھا حال اس طرح لکھا ہے۔

۱) اس جشن میں شرکت کیلئے قرب جوار سے بکثرت لوگ آتے تھے۔ جن میں علماء وصلحاء واعظین حافظ شعراء سب ہوتے تھے۔ یہ آمد آغاز محرم سے ربیع الاوّل کے آغاز تک رہتی ہے۔

۲) سلطان ایک وسیع میدان میں لکڑی کے خوبصورت قبّے اور خیمے امراء اور

---

[1] ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن دحیہ کلبی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ اربل کے دربار میں ۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء حاضر ہوئے تھے۔

ارکان حکومت کے قیام کیلئے بنواتا تھا۔

۳) ولادت باسعادت کی رات بکثرت جانور ذبح کراتا اور قسم قسم کے کھانے پکواتا اسی رات مغرب کے بعد قلعہ میں محفل میلاد منعقد ہوتی بادشاہ خود ''شمع بردار جلوس'' کے ساتھ آتا۔

۴) ساری رات محفل ہوتی صبح کو فرش فروش، بچھتے اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ عوام خواص سب ہی کھاتے یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ اس اہتمام پر اس زمانے میں تین لاکھ دینار خرچ ہوتے تھے۔

ڈاکٹر علی[۱] الجندی لکھتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے بقول سب سے پہلے جشن میلاد النبی ﷺ شاہ اربل ابوسعید بن زین الدین بن سبکتگین نے منایا۔ اس تقریب سعید کا آغاز فاطمی دور (۹۰۹ء تا ۱۱۷۱ء) سے ہو چکا تھا۔ فاطمی حکومت شمالی افریقہ اور مصر تک تھی۔

فاطمی حکومت کے بعد ایوبیہ خاندان کی چھٹی صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک) حکومت رہی تو سرکاری سطح پر تقریبات ختم کر دی گئیں لیکن مصری عوام نے محفل میلاد کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا ایوبیہ خاندان کے بانی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سلطان تلمستان[۲] کے دور میں ایسی محافل کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ سلطان کے کارندے معززین کے مشورہ سے میلاد النبی ﷺ میں ایک عام دعوت کا انتظام کرتے جس میں عوام اور خواص کو شرکت کی اجازت تھی محفل میں اعلیٰ قسم کے قالین اور

---

۱ علی الجندی ابوعبداللہ یمنی شافعی۔ مورخ اور فقیہہ ۷۳۲ھ

۲ خاندان عبدالواد کا ابوزیان ابوحمو موسیٰ ثانی شاہ تلمستان (الجزائر) ۷۲۳ھ میں پیدا ہوا ۷۹۱ھ میں قتل ہوا۔ تلمستان کے حکمران اہلسنّت و جماعت مسلک پر تھے۔ تلمستان الجزائر کا ایک خوبصورت شہر ہے۔ تیسری صدی ہجری میں لوگوں نے اسلام قبول کیا اکثریت اہلسنّت و جماعت کی ہے۔ ۷۶۰ھ ابوحمو موسیٰ ثانی نے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔

منقش پھول دار چادریں بچھائی جاتیں۔ بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے بڑے بڑے دستر خوان بچھائے جاتے تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے رکھے جاتے۔ محفل میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتیں مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا۔ حاضرین پر عظمت نبوت ﷺ کا جلال چھایا رہتا۔ سامعین سرکار دو عالم ﷺ کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ بیانات ونصائح سنتے کہ انہیں گناہوں سے توبہ کرنے کی رغبت ہو جاتی۔

تاج کمپنی کے مطبوعہ کتاب ''محمد رسول اللہ'' کے مصنف شیخ محمد رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ ان میں میلاد النبی ﷺ کے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقرا اور مساکین میں خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان پر ختم ہوتا ہے۔ جلوس کے راستوں میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ جلوس کے آگے پولیس کے سوار دستے اور دونوں طرف فوج کے کچھ افسر ہوتے ہیں۔ مصر میں یہ مبارک دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے عباسیہ میں وزراء اور حکام کیلئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں خود شاہ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں شاہ کے پہنچنے پر فوج سلامی دیتی ہے پھر شاہ شامیانے میں داخل ہوتے ہیں اس کے بعد صوفیا' مشائخ طریقت اپنے اپنے جھنڈے لئے وہاں پہنچتے ہیں۔ جن کا استقبال خود شاہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلاد النبی ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔ محفل ختم ہونے پر شاہ میلاد بیان کرنے والوں کو شاہانہ خلعت عطا کرتے ہیں۔ پھر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ شربت پلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد توپوں کی گونج میں شاہی سواری واپس جاتی ہے۔ شام کے وقت خیموں میں نصب قمقمے روشن کئے جاتے

ہیں۔اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

یہی شیخ محمد رضا مصری (قاہرہ) فرماتے ہیں کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے دور کا نیا مگر بہترین اختراع حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ وخیرات، محفلوں کی زیبائش وآرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت ومحبت اور اہل محفل کے دل میں آپ ﷺ کی فضیلت وعظمت کی پختگی اور آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجنے والے اللہ تعالیٰ کے قلبی شکر واحسان کا احساس دلاتی ہیں۔

ایڈورڈ ولیم لین ربیع الاوّل ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا اور وہاں منائے جانے والے جشن میلاد کا ذکر اپنی کتاب (Modern Egyption) (جدید مصر) میں ان الفاظ میں کرتا ہے۔ ''ربیع الاوّل کا چاند ہوتے ہی قاہرہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاری شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تہوار قاہرہ کے محلّہ برکت الاذبکیہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے، برسات کے دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے، جس کے کنارے میلاد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو شکم تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ زائرین اور خصوصاً درویشوں کیلئے یہاں کئی بڑے بڑے ڈیرے اور شامیانے نصب کئے جاتے ہیں بارھویں ربیع الاوّل کے دن تک ذکر اور محفل کیلئے ان میں درویش آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہی مسٹر لین ذکر کی محفل میں پڑھا جانے والا ایک ٹکڑا اپنی کتاب میں پیش کرتے ہیں۔

اے خدا! آنے والی نسلوں میں بھی محمد ﷺ کو سرخرو کر۔ان پر رحمتیں نازل فرما ہر زمانے اور ہر دور میں اور انہیں شدید طاقت ور بادشاہوں میں بھی سرخرو کر۔یوم حشر کو اور تمام زمینوں آسمانوں پر تمام نبیوں اور رسولوں کو اپنی رحمت میں داخل کر (جن

کے ناموں پر رحم مانگا جائے گا) ہمارے اور ہمارے آقا محمد ﷺ سے تو خوش رہ اور وہ چار یار جو متاثر کن شخصیتوں کے مالک تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے پیارے انسان تھے۔ خدا ہمارے! تو ہماری سرپرستی کو کافی ہے اور تجھ سے بڑی طاقت کوئی قوت نہیں۔ اے خدا! ہمارے مالک! رحم کر تو رحم پروروں سے بھی زیادہ رحم پرور ہے۔

قدیم تاریخوں کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کا دن (۱۲ ربیع الاوّل) مصر اور ترکی میں منایا جاتا تھا۔ وہاں سے اس کا آغاز ہندوستان کے چند علاقوں میں (سنٹرل ایشیاء کو چھوڑ کر) ہوا۔ یہ ذکر خطیبوں محفلوں کے انعقاد کے ساتھ ہندوستان آیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے عید میلاد النبی ﷺ کا دن پورے پاکستان بھر میں جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات میں قرآت اور نعت خوانی ہوتی ہے۔ مسجدوں میں خصوصی اجتماع اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ مسلمان یہ دن عید کے طور پر مناتے ہیں۔ اس روز جشن ہوتے ہیں۔ جلوس ہوتے ہیں۔ چراغاں ہوتے ہیں اور لوگ اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس روز ملک بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی)

سلیمان ندوی (م ۱۹۵۷ء) ربیع الاوّل کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے جو ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے اس مہینے میں ولادت نبی ﷺ کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنالیا۔

حسن مثنیٰ ندوی لکھتے ہیں کہ سلطان ملک شام سلجوقی نے ۴۸۵ھ میں بغداد میں محفل میلاد منعقد کی تھی۔ مولانا حسن مثنیٰ ندوی سلطان ملک شام سلجوقی ۴۸۵ھ کی مجلس مولود کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی اس سے بعض

لوگوں نے سمجھا کہ مجلس مولود اور تذکار رسول مقبول ﷺ کا آغاز یہیں سے ہوا۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ یہ کہنا تو ایسے ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ عید میلاد النبی کا آغاز قیام پاکستان کے بعد ہوا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے مجالس عید میلاد النبی ﷺ کتنے اہتمام سے منعقد کی جاتی تھیں۔ ماہ مبارک ربیع الاوّل کی چھوٹی بڑی مجلس تو الگ رہی یہ حال تھا کہ موقع مسرت یا غم کے وقت مسلمان رسول ہی کے دامن کا سہارا لیتے تھے۔ کوئی اپنا مکان بنا کر تیار کرتا تھا۔ اس کا افتتاح بھی مجلس میلاد ہی سے ہوتا تھا۔ مسلمان اس تقریب کو ہمیشہ موجب برکت وسعادت سمجھتے رہے۔ دوسرے فیوض جو اس سے حاصل ہیں وہ الگ ہیں۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک قوم کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر ادا کرتے رہے تو مجالس میلاد کے جواز میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ جس طریق اور شان وشوکت سے یہ آج کل منایا جاتا ہے پہلے اس شان وشوکت سے نہیں منایا جاتا تھا۔ اس کی وجہ آغاز میں بیان کی جا چکی ہے۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی سلطان اربل ابوسعید مظفر الدین کے حسن عقیدت کے متعلق لکھتے ہیں۔

محرم کے اوائل سے ربیع الاوّل تک لوگوں (علماء، صوفیہ، حفاظ، شعراء) کے آنے کا سلسلہ قائم رہتا تھا۔ مظفر الدین کا کبوری لکڑی کے قبے اور خیمے قائم کرتا تھا۔ ہر قبہ چار پانچ منزلہ ہوتا تھا ماہ صفر کی یکم تاریخ سے ان قبوں اور خیموں میں آرائش کا کام شروع ہوتا تھا۔ رات خانقاہ میں گزارتا تھا۔ اس میں بزم کا سلسلہ منعقد کرتا تھا۔ نماز صبح کے بعد سوار ہو کر شکار کو نکلتا تھا۔ دوپہر کے قریب شکار سے قلعے میں واپس آتا تھا۔ شب ولادت پاک تک یہ طریقہ رہتا۔ ڈاکٹر صلاح الدین منجد ابن خلکان (م ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء)

کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مظفر الدین اس جشن کو دینی، دنیوی دونوں عید کی حیثیت دیتا تھا۔ اندازے کے مطابق یہ جشن جامع مظفری (سرزمین دمشق) پر حنابلہ کی بہت بڑی مسجد جو ملک مظفر الدین نے تعمیر کروائی تھی ہوتا رہا ہوگا۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سبط الجوزی کی مراۃ الزماں کے حوالے سے سلطان مظفر کا کبوری والی اربل) کے ہاں میلاد کی تقریبات کا حال درج کیا ہے۔

مولود شریف پر ابن دحیہ اور ابن کثیر کی کتابیں

۱) مولود شریف پر سب سے پہلی کتاب سلطان مظفر الدین کے زیر اثر حافظ ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن ابن دحیہ محدث اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی اور خود پڑھ کر اسے سنائی ابن خلکان لکھتا ہے کہ اس کتاب کو سلطان کے ہاں ۶۲۵ھ میں چھ نشستوں میں سنا۔

۲) یہ بڑی بات ہے کہ علامہ ابن کثیر نے اپنا مولود نامہ بھی سلطان مظفر الدین کے زیر اثر لکھا۔ ڈاکٹر صلاح الدین منجد لکھتے ہیں کہ دمشق میں سلطان نے ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کروائی اس مسجد کے مؤذن شیخ عماد الدین ابوبکر بن بدر الدین حسن نے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ ایک کتاب میلاد رسول ﷺ پر لکھیں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر ابن کثیر نے یہ کتاب لکھی۔ ابن کثیر دمشق میں درس دیتے رہے۔

حضرت امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الباعث علیٰ افکار البدیع والحوادث'' میں لکھتے ہیں۔ ''ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضور ﷺ کی ولادت کے دن جو صدقات دیئے جاتے ہیں اور اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ کے زمرہ میں شامل ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے فقراء کی خدمت کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی محبت جلال اور تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بصورت رحمۃ للعالمین ﷺ جو عظیم نعمت عطا فرمائی اس پر شکر بھی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اربل میں بھی قدیم زمانے سے عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی تھی اور اس دن غرباء کو صدقات دیئے جاتے تھے۔ جس طرح ہم آج کل عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن غریبوں کو خیرات دیتے ہیں۔

علامہ ندوی لکھتے ہیں کہ مظفر الدین ابوسعید کا نام کوکبوری تھا۔ اس کا باپ زین الدین علی بھی اربل کا بادشاہ تھا۔ کوکبوری قلعہ موصل میں پیدا ہوا۔ چودہ برس کی عمر میں باپ کے انتقال پر اس کی جگہ تخت پر بیٹھا (۵۸۶ھ) یہ سلطان بہت نیک اور سخی تھا اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں دن رات مشغول رہتا تھا۔ اس نے ایک مدرسہ بنوایا جس میں حنفی اور شافعی دونوں مذہب کے علماء تھے۔ خود روزانہ وہاں آتا اور رات وہیں گزارتا مکہ مکرمہ میں بھی اس کے بہت سے آثار ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کروایا اور رقم خرچ کی۔

شاہ اربل مظفر الدین ابوسعید کے مزید تاریخی حالات

سلطان اربل ملک ابوسعید مظفر الدین مجاہد کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی کا بہنوئی تھا۔ اس نے سرکاری سطح پر ساتویں صدی ہجری میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا۔ ابن خلکاں اربلی شافعی (۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) اس جشن کے عینی شاہد ہیں۔ تاریخ کے مطابق اس جشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک جلیل القدر عالم ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن دحیہ اندلسی (۶۳۰ھ/ ۱۲۳۲ء) نے میلاد النبی ﷺ پر ایک کتاب لکھی نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' عالم موصوف (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) میں سلطان اربل مظفر الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی۔ جس پر سلطان نے ان کو ایک ہزار اشرفی انعام میں دی۔ علامہ ندوی لکھتے ہیں کہ سلطان کا نام کا کبوری تھا اور اس کا باپ زین الدین بن علی

اربل کا بادشاہ تھا جو اربل شہر اور بہت سے دوسرے شہروں کا ان اطراف میں بادشاہ تھا کوکبوری قلعہ موصل میں پیدا ہوا۔ چودہ برس کی عمر میں باپ کے انتقال پر اس کی جگہ تخت پر بیٹھا اس کے اتالیق مجاہد الدین نے پہلے اس کو قلعہ بند کیا پھر حدود حکومت سے نکال دیا وہ موصل کے بادشاہ سیف الدین ابن مودود کے پاس آیا۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس رہا کوکبوری ۵۸۶ھ میں اربل آ گیا۔ یہ سلطان بہت نیک سخی تھا۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں دن رات مشغول رہتا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کرایا اور بہت رقم خرچ کی۔ مظفر الدین ابوسعید شاہ اربل وہ پہلا حکمران ہے جس نے سرکاری سطح پر عید میلاد النبی ﷺ کو منایا۔ اس بادشاہ کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''اربل کے بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کا کبوری بن زین الدین شریف اور انتہائی سخی بادشاہوں میں سے تھے اور ان کیلئے بہت اچھے آثار ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۸۹)

ابن خلکان بادشاہ کے متعلق لکھتا ہے۔ مظفر الدین ابوسعید ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا اور لوگ نہایت حسن اعتقاد کے ساتھ اس محفل میں شامل ہوتے' ہر سال لوگ قریبی شہروں سے اربل آتے۔ مثلاً بغداد' موصل' جزیرہ نجار نصیبین اور بلاد عجم وغیرہ سے لوگ شرکت کرتے۔ اس میں علماء صوفیاء واعظین قراء اور شعراء کی بہت بڑی تعداد شامل ہوتی۔ (جواہر البحار ج ۳' ۲۹۲)

حافظ ابن کثیر اسی بادشاہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ شاہ اربل مظفر الدین ربیع الاوّل شریف میں ایک عظیم الشان محفل منعقد کرتے وہ بہت بہادر اور جرأت مند عاقل عادل حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ان کے کہنے پر شیخ ابوالخطاب عمر بن حسن دحیہ اندلسی نے میلاد شریف پر ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر'' رکھا۔ اس بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔

(الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰)

حافظ ابن جوزی صراط الزمان میں رقمطراز ہیں۔

اس بادشاہ کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب (جو سلطان ناصر الدین ایوبی کی بہن ہے) بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر کی قمیض کھدر کی ہوتی جس کی قیمت پانچ درہم سے کم ہوتی۔ میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا: میرا پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ کر دینا یہ اس سے زیادہ اچھا ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء مساکین کو چھوڑ دوں۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۷)

مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حافظ ابن دحیہ ایک جید عالم دین تھے اور مظفر الدین سعید کا کبوری شاہ اربل ایک نہایت متقی، پرہیز گار، رحم دل مسکین پرور حاکم تھا۔ کس قدر غضب کی بات ہے کہ ایک متعصب شخص محض ہٹ دھرمی کی بناء پر ایک نیک شخص کو کذاب دنیا پرست ایسے القابات سے پکارے محض اس بات پر کہ اس جید عالم دین ابن دحیہ نے نبی کریم ﷺ کے میلاد پر کتاب لکھی اور اس عادل بادشاہ نے لکھوائی اور خوش ہو کر عزت و توقیر کرتے ہوئے اس کار خیر پر انعام سے نوازا حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کرنے والے کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا انتہائی بد دیانتی اور اپنے نبی ﷺ سے عناد کا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے تا کہ اصلاح احوال کر لیں۔ (ابن خلکان۔ پیدائش ۶۰۸ھ/۱۲۱۱ء وفات ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء)

میلاد النبی ﷺ کی حکمتیں اور برکتیں

عالم اجل شیخ کامل حضرت علامہ مولانا الحاج خواجہ میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بسی شریف بھارت (مدفون درگاہ عالیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پتن شریف) نے اپنے مبارک رسالہ شرح والقلم فی

تفصیل سیّد العرب والعجم المعروف بہ ''میلاد نامہ'' میں میلاد النبی کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

۱) تعلیم نبوی: محفل میلاد کے انعقاد سے انسان کے دل میں حضور اکرم محسن انسانیت ﷺ کی عظمت اور تعظیم کے نقوش اُجاگر ہوتے ہیں۔

۲) دینی و دنیاوی نعمت: محفل میلاد کے انعقاد سے دین و دنیا کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

۳) نعمت عظمیٰ کا ذکر و شکر: حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اس کا ذکر خیر اور شکر ادا ہو جاتا ہے۔

۴) روحانی مسرت کا اظہار: محافل میلاد کی برکت سے انسان دین کی اہم برکت کا اعلان کرتا ہے۔

۵) عظمت نبویہ و محبت نبویہ: محفل میلاد کی برکت سے حضور سرور دو جہاں ﷺ کی خداداد عظمت کا نقش دل پر جم جاتا ہے' عظمت نبویہ ﷺ کا لازمی نتیجہ محبت ﷺ ہونا چاہیے اور یہ محفل میلاد سے ہی ممکن ہے۔

۶) تجدید محبت واضافہ محبت: ہمیشہ میلاد کرنے سے نبی کریم ﷺ کی محبت کی تجدید ہوتی رہتی ہے۔تجدید محبت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ کمال معراج ایمان ہے اور ایمان کیلئے ترقی کا باعث ہے۔

۷) رابطہ خداوندی: انسان حادث اور اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔حادث اور قدیم کا رابطہ محال ہے مگر حضور ﷺ کی ذات پاک سے رابطہ جس قدر مستحکم ہوگا اسی قدر بندے کا خدا کی ذات سے بھی رابطہ مستحکم ہو جائے گا۔حضور ﷺ مظہر کامل خداوندی ہیں۔ان کے ذکر شریف سے براہ راست خدا تعالیٰ سے رابطہ ہو جاتا ہے۔(میلاد کی برکت ہے)

۸) رضائے مصطفیٰ: محفل میلاد سے خواب میں سرور کائنات کی: ضیاء اور شادمانی کے حصول کے بارے میں علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ محفل میلاد میں حاضر ہونے کے ساتھ رحمت خداوندی خصوصی طور پر متوجہ ہو جاتی ہے کہ اس کے حبیب ﷺ کے ذکر خیر سے رضائے الٰہی ملتی ہے اور رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی رضائے خدا ہے۔

۹) ملائکہ رحمت کا نزول: محفل میلاد چونکہ محفل ذکر خدا بھی ہے اس لئے اس محفل پر فرشتوں کا نزول وعدہ الٰہی ہے۔

۱۰) برکت کا حصول: محفل میلاد کے بارے میں سلف کے اولیاء عظام کا تجربہ ہے کہ اس محفل پاک سے انسان کیلئے بیشمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۱) علم خاص کی اشاعت: حضور ﷺ کے حسن و جمال، جود و نوال فضل و کمال کا بیان ایک مستقل اور خاص علم ہے۔ محفل میلاد سے اس علم کی اشاعت ہوتی ہے۔

مقاصد

۱) جی اے حق صاحب اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں کہ دیگر اعلیٰ مقاصد کے ساتھ بطور خصوصی آج کے دور میں محافل میلاد نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے ساتھ غلبہ امن کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

۲) ہمارے پیارے نبی ﷺ نے دنیائے رنگ و بو میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا۔ سجدہ میں اُمتی اُمتی فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شافع مذنبیں ﷺ اپنی امت کے غمگسار ہیں اور نماز سے غفلت امتی کو زیبا نہیں۔

۳) علامہ عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولادت پاک نبی اکرم ﷺ کی تقریب سعید عام تہواروں اور تقریبوں کی طرح یہ محفل ایک رسمی تقریب نہیں بلکہ اس کے اصل تقاضوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ تقریب عظیم ملت اسلامیہ کی حیات

اجتماعی کے بنیادی اقدار و رجحانات کا اظہار و اعلان کرتی ہے۔ نیز امت کو اس کے مخصوص قومی مزاج کی طرف متوجہ کر کے اس کے مقاصد حیات یاد دلاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے محبوب پاک ﷺ کی رضا کیلئے تو اپنا سب کچھ (وطن، مال و اولاد و جان) قربان کر دیں اور ہم (آج کا مسلمان) محض زبانی دعووں سے محبّ رسول اللہ اور عاشق محبوب رب العالمین کہلانے کا تصور رکھیں۔ جشن میلاد مناتے وقت ہم میں مقصد حقیقی حاصل کرنے کیلئے جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایسی لہر باطل شکن نہیں اٹھتی جو دشمنان اسلام کے طاغوتی خانے مسمار کر دے۔

مسلم از سرِّ نبی بیگانہ شد باز ایں بیت الحرم بُت خانہ شد
سینہ ہا از نورِ ایماں مفلس اند چشم ہا بے نور مثل نرگس اند

دعا ہے کہ

یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

وسیلہ کبریٰ

علامہ محمد منشاء تابش قصوری رقمطراز ہیں کہ یہ محافل میلاد حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بلانے کا عظیم وسیلہ ہیں اور یہ سنہری موقعہ قطعاً ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ مبلغ علماء پر واجب ہے کہ وہ امت محمدیہ کو حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ آداب جمیلہ، احوال و اقوال جلیلہ، سیرت مقدسہ، معاملات حسینہ اور آپ کی عبادات عظیمہ سے آگاہ کریں۔ نیز یہ خطباء اور واعظین پر واجب ہے کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ خیر و فلاح کی طرف رہنمائی فرمائیں۔ بدعت سئیہ اور بداعتقادی کے شر اور فتنوں سے بچائیں، ایسے اجتماعات سے محض لوگوں کو جمع کرنے کا مظاہرہ مقصود نہیں بلکہ ایسی محافل تو عظیم ترین مقاصد کے حصول کیلئے وسیلہ کبریٰ ہیں پھر ایسے مبارک اجتماعات سے جس شخص

نے اپنے دین کیلئے کوئی بھی فائدہ اٹھایا تو وہ برکات میلاد سے محروم نہیں رہے گا۔

ضیاء الامت، محسن دین وملت، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی جلد پنجم سے خوبصورت اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''حضور ﷺ کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بیشمار اعلیٰ پائے کے لوگوں نے حضور ﷺ کے ذکر پاک کو بلند کرنے کیلئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کئے ہیں کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، آپ کے عشاق نے نظم ونثر میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ لادینیت کے اس دور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سنت کے احیاء کی کوششیں بڑے خلوص سے کی جارہی ہیں۔ آپ کا نام پاک لے کر، آپ کا ذکر خیر کر کے اور آپ کے محاسن سن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور وفرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں۔ اپنے تو رہے ایک طرف، بیگانوں اور متعصب مخالفوں کو بھی بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کئے بغیر چارہ نہ رہا''۔

عرب ممالک میں محافل میلاد النبی ﷺ

منکرین میلاد جہاں اس پُر عظمت اجتماع کو شرک وبدعت سے تعبیر کرتے ہیں وہاں ان کا ایک بہت بڑا اعتراض یہ بھی ہے کہ عرب ممالک کے باشندے میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد نہیں کرتے اور نہ ہی کسی جگہ جلوس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان حضرات سے التماس ہے کہ وہ تاریخ سے چشم پوشی نہ کریں۔ جب تک عرب شریف اور یمن اور دیگر عرب ممالک (مصر، شام، فلسطین، شمالی افریقہ، عراق) ترکوں (سلطنت عثمانیہ) کے زیر اثر رہے ان تمام ممالک میں عید میلاد النبی بدستور شان وشوکت سے منائی

جاتی تھی۔ پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء۔۱۹۱۸ء) کے دوران ۱۹۱۶ء میں انگریزوں کی شہ پر شریف مکہ نے سلطنت عثمانیہ سے غداری کی تو آل سعود کے فرمانروا شاہ عبدالعزیز بن سعود نجدی نے ۱۹۲۲ء تک آہستہ آہستہ حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا تو ۱۹۱۸ء کے بعد یہ تقریبات ختم ہوگئیں کیونکہ سعودی گورنمنٹ وہابی مذہب پر ہے بلکہ حکماً بند کردی گئیں۔ مکہ مکرمہ میں مارچ ۱۹۱۷ء میں ہونے والی عید میلاد النبی ﷺ کی خبر اخبار القبلہ (مکہ مکرمہ) سے الیاس قریشی کے ذریعہ ماہنامہ ''طریقت'' لاہور میں چھپی۔ اس کا ذکر باختصار کیا جاتا ہے۔

گیارہویں ربیع الاوّل شریف کو مکہ مکرمہ کے درودیوار عین اس وقت پوتوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کیلئے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلیٰ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارا کین سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے۔ نہایت نظام احتشام کے ساتھ قصر سلطنت سے مولد نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے مولد نبی مکرم ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا زائرین کا یہ مجمع مولد نبی ﷺ پر مؤدب کھڑا ہوگیا۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات ﷺ تھی' آخر میں ایک قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہوکر سب نے حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کیلئے جمع ہوگئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصاف نبی

ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاوّل کو ایک دن کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ خوشی و سرور کا دن ختم ہوتا ہے، خدا سے دعا ہے کہ وہ اس سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین۔

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

آج کل بھی مکہ مکرمہ میں حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود میلاد پاک کے موقع پر فرحت کا اظہار کیا جاتا ہے اور مولود شریف پڑھا جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں محافل میلاد النبی ﷺ

مدینہ پاک میں بھی حضور ﷺ کا یوم ولادت بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔ بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں محفل میلاد متبرک مسجد نبوی ﷺ میں منعقد ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں آج کل بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو سعودی حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود محافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں۔

مدینہ منورہ کے رہنے والے نور حزیں کی ایک تحریر میرے پاس موجود ہے جس میں انہوں نے بتایا کہ مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو یوم میلاد النبی ﷺ اہل محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مناتے ہیں۔ زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ حرم نبوی ﷺ میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔

محقق عصر حکیم اہلسنّت محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ سعودی حکومت کی پابندی کے باوجود اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ محفل میلاد کرایا کرتے تھے۔

حضرت فقیہ اعظم نور اللہ بصیر پوری نے ایک مرتبہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا تھا: ''مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سی خوش بختی کس کے مقدر میں ہوگی جنہوں نے تقریباً ۸۰ برس صرف اس آرزو میں دیارِ حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہوسکیں۔ حکومت کی پابندی اور تند و تیز ردِ عمل کے باوجود آقا علیہ السلام کی محفل میلاد (کے انعقاد) میں انہوں نے کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔

مصر میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر پہلے آچکا اب دیگر عرب ممالک میں عید میلاد النبی ﷺ کا بیان۔

یمن اور شام

علامہ محدث عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ مکہ و مدینہ، مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق یا مغرب ہمیشہ سے حضور ﷺ کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محفل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں اور مسلمان ان محافل کے ذریعہ اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں میلاد النبی ﷺ

جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی بڑی دھوم دھام سے میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ ابراہیم عمر جیلوا اپنے ایک مضمون میں (Three Eids) میں جنوبی افریقہ میں جشن میلاد النبی کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا یہ مضمون (Durban) سے شائع ہونے والے ''دی سلم ڈائجسٹ'' میں دسمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔

لیبیا میں میلاد النبی ﷺ

لیبیا میں ہر سال عید میلاد النبی ﷺ نہایت تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ تفصیل یوں ہے۔ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں

اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام تجارتی مراکز اور بازاروں کی رونق اپنے پورے شباب پر پہنچ جاتی ہے۔ سڑکوں پر لوگوں کے اژدہام اور خرید و فروخت کی گہما گہمی کسی اہم تقریب کی آمد کا پتہ دے رہی ہوتی ہے۔ تیاریوں میں لوگوں کا انہماک قابل دید ہوتا ہے اور مسلمانوں کے تعلق بالرسول اللہ ﷺ کا شاہد عدل بھی۔

کپڑے مٹھائیاں اور گھریلو آرائش کی دکانیں خاص طور پر مرکز توجہ رہتی ہیں جہاں لوگوں کا ہجوم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر ان سب سے زیادہ پر کشش اور قابل توجہ وہ دکانیں ہوتی ہیں جو سڑکوں کے دونوں جانب فٹ پاتھ پر دور دور تک پھیل جاتی ہیں اس موقعہ پر گھروں کی آرائش کیلئے خصوصی گلدستے تیار کئے جاتے ہیں اور ہر شخص اپنی استطاعت اور پسند و معیار کے مطابق ان گلدستوں کی خریداری ضرور کرتا ہے۔ یہ گلدستے گھروں میں آویزاں کئے جاتے ہیں اور شب میلاد میں یہ گلدستے یہاں عید میلاد النبی ﷺ کی روایت کا حصہ ہیں۔ دوسرے ذرائع سے بھی گھروں اور گلیوں کی خواب آرائش ہوتی ہے۔

ہفت روزہ ''احوال'' کراچی نے سال ۱۹۸۹ء لیبیا کے دارالحکومت طرابلس میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ روشنیوں کا موجیں مارتا سمندر تھا جو طرابلس کی اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھا۔ جیسے کہکشاں شمالی افریقہ کے اس تاریخی شہر میں اتر آئی ہو جسے رسول ﷺ کی پابوسی کا شرف حاصل ہے۔ دل کی آنکھیں اس مادی روشنی کے ساتھ ساتھ نجوم ہدایت کے قدموں کا لمس پانے والے مقدس ذروں کی ضیاء پاشیوں کا مشاہدہ بھی کر رہی تھیں۔ یہ ساری آرائش و زیبائش ربیع الاوّل کے انتظار میں ہی جوں کی توں برقرار رکھی گئی تھی۔ مگر اتنی ساری روشنی اور سجاوٹ لوگوں کے جوش و خروش، محبت اور جذبہ عقیدت کی تسکین نہ کر سکی، چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی طرح طرح کی آرائشی چیزوں، برقی قمقموں اور روایتی موم شمعوں سے بھی سجا رکھا تھا۔

مولد النبی شریف کی زیارت

تاریخ حرمین خصوصاً تاریخ مکہ پر لکھی جانے والی کتب کے مطالعہ کے بعد اہل حرمین کے درج ذیل معمولات سامنے آتے ہیں۔

ولادت سعید کی رات اہل مکہ کا معمول تھا کہ محلّہ بنی ہاشم میں واقع مولد النبی ﷺ کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔

امام ابوالحسین محمد بن احمد المعروف ابن جبیر اندلسی متوفی ۶۱۴ھ/۱۱۸۹ء اپنے تاریخی سفرنامہ میں لکھتے ہیں ''مولد پاک مکہ کی زیارت میں سے ایک مولد پاک بھی ہے اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اس کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا کے مقدس جسم کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کیلئے رحمت ہے۔ ماہ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ ﷺ کی ولادت کے دن مولد پاک کو زیارت کیلئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

۱) وہ خود (ابن جبیر اندلسی) اپنا عمل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مولد پاک میں داخل ہو کر اپنے رخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیئے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کا سب سے زیادہ مبارک اور طیب بچہ پیدا ہوا۔ ہم نے اس کی زیارت کے ذریعہ خوب برکات حاصل کیں۔

۲) امام قطب الدین حنفی المتوفی ۹۸۸ھ جو حرم پاک مکہ میں علوم دینیہ کے استاد تھے اہل مکہ کے اس معمول اور مولد النبی ﷺ کی برکات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ''مولد پاک مشہور معروف جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اہل مکہ وہاں پر ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کی رات زیارت کی جاتی ہے۔

۳) امام جمال الدین محمد بن جاء اللہ بن ظہیرہ ''الجامع اللطیف'' میں لکھتے ہیں کہ ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کے رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ کی زیر سرپرستی مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

۴) شیخ محمد بن علوی الحسنی لکھتے ہیں کہ اہل مکہ کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مشائخ اکابر علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔

محمد حسین ہیکل مصری نے مولد پاک کی بے حرمتی دیکھ کر لکھا ہے۔ ''آج خالی میدان نظر آتا ہے بلکہ کبھی اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ بنالیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ آباد ہوا کرتی تھی۔ جن لوگوں نے وہ منظر دیکھا ہوا ہے وہ آج اس کی بے حرمتی پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ (یہ آلِ سعود موجودہ حکمرانوں کے دور اقتدار میں ہوا)

٦) مولد النبی ﷺ کے پاس محفل میلاد

شیخ قطب الدین رقمطراز ہیں۔ ''لوگ جوق در جوق مسجد حرام سے نکل کر سوق الیل کی طرف جاتے ہیں اور وہاں مولد پاک پر اجتماع اور محفل منعقد کرتے ہیں اور ایک شخص آپ ﷺ کی ولادت پاک اور اس موقعہ پر ظاہر ہونے والی نشانیوں (خوارق عادات) کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

امام ابن ظہیرہ اس جلسہ کی روئیداد اور اس کا مضمون سخن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کیلئے جاتے ہیں ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت امیر مکہ اور قاضی (منتظم

ہونے کی وجہ سے) کیلئے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آ جاتے ہیں مقام ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس دعا میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شامل ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔

میلاد پاک کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس

اہل حرمین میلاد النبی کی خوشی میں مختلف محافل کیساتھ ساتھ چراغاں بھی کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں جس میں علماء مشائخ اور شہر مبارک کی تمام معزز شخصیات کے علاوہ حاکم وقت بھی شرکت کرتے ہیں۔ اہل مکہ ہی نہیں بلکہ دور دراز دیہاتوں سے لوگ آتے ہیں حتیٰ کہ جدہ شہر سے لوگ جلوس میں شرکت کیلئے آتے ہیں۔ جلوس میں اتنا بڑا اجتماع ہوتا ہے کہ لوگوں کو جگہ نہیں ملتی۔ بعض کے ہاتھوں میں فانوس اور بعض کے ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے ہیں۔ یہ جلوس مسجد حرام سے شروع ہوتا ہے سڑکوں شاہراہوں سے گزرتا ہوا محلہ بنی ہاشم میں مولد پاک پر جاتا ہے وہاں جلسہ عام ہوتا ہے اور پھر وہاں سے مسجد حرام آتا ہے۔ وہاں بادشاہ وقت علماء اور مشائخ کی دستار بندی کرتا ہے' آخر میں دعا ہوتی ہے اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کو رخصت ہوتے ہیں۔

میلاد کی خوشی میں کھانا کھلانا

اہل مکہ کا یہ بھی معمول تھا کہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی میں کھانا تقسیم کرتے۔ دوست احباب کی دعوت کرتے۔ فقراء اور مساکین کی خدمت کرتے خصوصاً حرم شریف کے خدام کی۔ قاضی مکہ امام محمد بن محی الدین ابطری کا معمول بحوالہ مشہور سیاح ابن بطوطہ (سفرنامہ ۷۲۸ ہجری) یہ تھا کہ امام محمد بن محی الدین ابطری جو ایک عالم صالح اور عابد ہیں۔ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ شریف کا کثرت

سے طواف کرنے والے ہیں اکثر مہینوں میں بہت زیادہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ خصوصاً حضور ﷺ کی ولادتِ سعید کے موقع پر وہ مکہ شریف کے شرفاء، معززین فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلاتے ہیں۔

لندن (برطانیہ) میں ایک محفل میلاد

دنیا کے مختلف ممالک میں جہاں اہل ایمان رہتے ہیں کہیں ذاتی طور پر کہیں مل کر اور کہیں مملکت کے انتظام سے محافل میلاد منعقد ہوتی آئی ہیں اور میلاد النبی ﷺ کا جشن منایا جاتا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں لندن میں ہونے والی تقریب میلاد سرکار کی ایک تفصیلی خبر ماہنامہ ''طریقت لاہور'' میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ مسٹر بشیر حسین قدوائی جن کی خدمات محتاج بیان نہیں اس جلسے کے بانی تھے اور وہ ہفتہ پیشتر سے اس محفل کا انتظام کر رہے تھے۔ یہ محفل لندن کے ایک ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے ایک مصری عرب نے نہایت خوش الحانی سے اپنے مصری لہجہ میں سورۃ دہر پڑھی۔ صوفی عنایت خاں مقیم انگلستان کے بھائی نے مولانا جامی کی یہ نعت ''بلبل زتو آموختہ شیریں سخن را'' نہایت سرور اور موثر دُھن میں پڑھی خصوصاً جب مقطع پڑھا۔

از جامیؑ بے چارہ رسانید سلامے   بر در گہ دربار رسول مدنی را

تو سماں پُر لطف تھا۔ ہر شخص کیف تسلیم میں جھوم جھوم کر مزے لے رہا تھا۔ پھر ایک انگریز لیڈی نے ایک ہندی نعتیہ ٹھمری اپنی باریک اور پُر درد آواز میں گائی۔ اس کے بعد ایک نگریز نے نہایت مؤثر طریقے سے نبی اُمی ﷺ کے اوصاف بیان کئے یہ شخص عرصہ سے مسلمان تھا لیکن ابھی تک اعلان نہیں ہوا تھا۔ اس روز کی تقریر سے اس کا بھی اظہار ہو گیا۔ اس کے بعد مسٹر یوسف علی[1] پنشنر ڈپٹی کمشنر نے نہایت خوبی سے

---

[1] علامہ عبداللہ یوسف علی ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر اودھ کے رہنے والے تھے انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا وہ ۱۹۳۶ء۔۱۹۳۷ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل تھے۔ مؤلف ان دنوں بی اے کا طالب علم تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری بیان کی۔ پھر چند مصری عربوں نے ایک ساتھ اپنے طریقہ پر عربی میلاد شریف بیان کیا۔ ختم میلاد پر بڑے مزے میں عربی سلام پڑھا۔

تعظیماً کھڑے ہونا

ساتویں یا آٹھویں صدی ہجری کی بات ہے کہ جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸۳ھ/۷۵۷ھ) کی خدمت میں علمائے وقت حاضر ہیں۔ مجلس جمی ہوئی ہے، حاضرین میں علماء ہی علماء ہیں۔ کسی عالم نے اس مجلس مبارک میں امام صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ اشعار پڑھے۔ (امام صرصری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علامہ محمد بن یوسف شافعی نے سبل الھدیٰ والرشاد میں ''حسان وقت'' اور سرکار دو عالم ﷺ کا عاشق صادق کہا ہے) ایک شعر کا ترجمہ ''بیشک عزت وشرف والے حضور انور ﷺ کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جاتے ہیں۔ یہ شعر سننا تھا کہ اچانک امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ ہی سارے علماء سروقد کھڑے ہو گئے ...... وہ کیا کھڑے ہوئے سارا عالم کھڑا ہو گا ...... اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی کسی ادا کو پسند فرماتا ہے تو اسی طرح عام کر دیتا ہے۔ اس ادا کو آج عالم اسلام میں محفل میلاد النبی ﷺ میں سلام و قیام انہیں فاضل جلیل کی یادگار ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے فرشتوں کی سنت ہے جس پر امام تقی الدین نے عمل فرمایا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ (سورۃ احزاب)

پھر اسی قرآن حکیم میں پروردگار عالم ان پر درود بھیجنے والے فرشتوں کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ ان صف بستہ فرشتوں کی قسم (سورۃ النزعت آیت ۳) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے اس عمل کو حضور ﷺ کے چاہنے والوں نے محبوب رکھا ہے۔ چنانچہ جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء)

تحریر فرماتے ہیں اور "مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

میلاد النبی ﷺ کی محفلیں اور قیام وسلام کی یہ محفلیں آج سے نہیں صدیوں سے جاری وساری ہیں۔ چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۷ھ/۱۲۰۰ء) کا بیان ہے کہ اب ایک عالمی حقیقت بن چکی اور متفقہ طور پر ملت اسلامیہ کا اس پر عمل ہے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے۔ "عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے...... آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے۔

(از مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی، ضیائے حرم عید میلاد النبی ۱۹۸۹ء)

میلاد شریف پڑھتے وقت تعظیماً کھڑے ہونا

مولانا عبد الحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الدر المنظم" میں جو میلاد النبی ﷺ پر ایک جامع کتاب ہے۔ مکہ مکرمہ کے مفتیاں کرام (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے فتاویٰ نقل کئے ہیں۔ اگرچہ ان فتاویٰ میں بنیادی طور پر میلاد النبی ﷺ کی محفل میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا ہے لیکن ہر فتویٰ میں محفل میلاد النبی ﷺ کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے قائل ہیں۔ صرف ایک فتویٰ درج ذیل ہے۔ "حضرت شیخ عبد اللہ سراج حنفی مفتی مکہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔ آئمہ اسلام اور حکام نے کسی رد وانکار کے بغیر اسے برقرار رکھا۔ لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے ان (حضور ﷺ) سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کافی ہے جو فرماتے ہیں ”جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے“۔

حنبلی فقہ کے مفتی مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں کہ ”میلاد النبی سیرت مصطفیٰ ﷺ کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول اللہ ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے دور حاضر کے عظیم محقق اور عالم دین محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلسنّت کے عقائد پر ”مفاهيم يحب ان تصحيح“ نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا ایک باب مفہوم المولد النبی ہے اس میں آپ فرماتے ہیں بعض لوگ کے ذہنوں میں فاسد تصورات پائے جاتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم سال بھر میں صرف ایک مخصوص رات ہی میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ اس غافل شخص کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں میلاد النبی کے سلسلہ میں سال بھر ایسے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جو بے مثال ہوتے ہیں۔ حرمین شریفین میں جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم صرف ایک رات میں حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور تین سو انسٹھ راتوں سے غافل ہو جاتے ہیں وہ ہم پر افترا پردازی کر رہا ہے۔ یہ مجالس میلاد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن رات منعقد ہوتی ہیں اور یہ اجتماعات دعوت الٰہی کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔

کلیۃ الشریعۃ دمشق کے پرنسپل ڈاکٹر محمد سیّد رمضان البوطی منکرین میلاد کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یہاں عید میلاد النبی سننے کیلئے لوگوں کا جمع ہونا ایک ایسا کام ہے جو دور نبوت کے بعد پیدا ہوا بلکہ چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہوا۔ لیکن کیا صرف یہی بات

اس کو بدعت کہنے کیلئے کافی ہے جس کی بنیاد پر اسے سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق قرار دیا جائے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات جاری کی جو دین سے نہیں وہ مردود ہے۔ اس طرح تو ان لوگوں کو اپنی زندگی سے ہر وہ بات خارج کر دینی چاہیے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھی۔ اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کر لیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ بدعت ہے۔

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات لکھتے ہیں۔ ”حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا۔ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعات، غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں“۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز آپ ﷺ کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے سبق حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول اللہ ﷺ) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے، اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن و جائز۔

اس مختصر بیان سے کم از کم اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ محفل میلاد النبی ﷺ دنیا بھر کے مسلمان عموماً اور اہل عرب خصوصاً مناتے ہیں اگر توفیق خداوندی حاصل ہو

جائے تو سمجھنے اور قبول کرنے کیلئے اتنا کچھ کافی ہے ورنہ ضخیم کتب بھی ناکافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دو عالم ﷺ کی محافل میلاد منانے اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عہد عباسیہ

(بنو عباس خاندان کے حکمران ۱۳۶ھ/ ۷۵۰ء سے ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء)

اس زمانہ کی دو نامور شخصیات حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۱۱ھ تا ۵۹۷ھ) بصرہ کا علمی شہرہ عالم اسلام میں پھیل گیا۔ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر خصوصیت سے توجہ دی۔ محبوب خدا ﷺ کے میلاد پر کئی جامع کتابیں لکھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سیّدنا غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں روحانیت کی تعلیم سے روح کو زندہ کر رہے تھے۔

''میلاد النبی ﷺ کی خوشی کے اظہار پر اہل ایمان اور اہل محبت نے بڑے اہتمام کئے ہیں۔ اس تقریب پر اظہار مسرت کر کے کیا بادشاہ کیا گدا ہر ایک نے دولت ایمان حاصل کی۔ اسلامی دنیا پر مغربی اقوام کے غلبہ نے مسلم معاشرہ میں اچھی روایات کو ختم کر دیا ہے۔ یہ فکری سانحہ یہاں تک اثر انداز ہوا کہ ہمارے بعض پڑھے لکھے حضرات اور بعض علماء وقت بھی حضور ﷺ کے یوم ولادت پر اظہار مسرت پر ناک بھوں چڑھانے لگے اور اہل ایمان کی روش کے برعکس اسے بدعت کا نام دینے لگے۔ یہ لوگ پہلے صرف تعظیماً کھڑے ہونا بدعت کہتے ہیں اب سرے ہی سے اس تمام عمل کو بدعت کہنے لگے۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی نے سیّد الانبیاء کے میلاد کا ذکر نہایت تفصیل اور بعد تحقیق لکھا ہے۔ اختصاراً ایک کتاب سے اقتباس ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے ولادت کی مبارک رات خوشی و مسرت کی عیدیں منائیں۔ میلاد مبارک کی عید اس شخص پر بڑی شاق گزرتی ہے جس کے دل

میں بغض اور عناد ہوتا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ نصاریٰ اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر (بڑا دن) کے طور پر مناتے ہیں۔ اہل ایمان کو ان سے بڑھ چڑھ کر اپنے نبی کے یوم پیدائش پر اظہار مسرت کرنا چاہیے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ سے قبل کا ایک تاریخی واقعہ بیان کرتے ہیں۔

بغداد میں ایک مسلمان ہر سال میلاد النبی ﷺ کی محفل سجایا کرتا تھا اور یوم ولادت باسعادت کو بڑی خوشیوں کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ یہ مسلمان ہر سال یہ دن بڑے اہتمام سے مناتا ہے معلوم تو کرو کہ یہ کیا دن ہے؟ خاوند نے بتایا کہ یہ مسلمان خیال کرتا ہے کہ ان کا نبی ﷺ اس ماہ میں اس دن (پیر ربیع الاوّل) کو پیدا ہوا تھا۔ یہ اس دن خوشی اور مسرت کرتا ہے، یہودیہ بدعقیدہ تھی، بڑی نفرت سے منہ چڑانے لگی، رات کو سوئی تو خواب میں سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی۔ یہودن نے بے اختیار آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ حیران ہوئی کہ مجھ یہودیہ پر اتنا کرم اور شفقت۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ سے اتنی متاثر ہوئی کہ صبح کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس یہودیہ نے عہد کرلیا کہ اپنا تمام مال اسباب صدقہ کرے گی اور آپ ﷺ کی محفل میلاد منعقد کرے گی۔ خدا کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفقت کہ اسی رات اس یہودن کا خاوند بھی حضور رؤف رحیم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ وہ دونوں صبح کے وقت عید میلاد النبی ﷺ کی محفل برپا کررہے تھے۔

شیطان کا غمناک ہونا

''الروض الانف'' میں حضرت امام محدث سہیلی قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا

ہے کہ شیطان تین مرتبہ بہت زیادہ غمناک ہوا۔ اس نے اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کا خوب ماتم کیا (۱) جب وہ زمین پر پھینکا گیا۔ (۲) وہ بہت رویا اور چیخا جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت پاک ہوئی۔ (۳) جب سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں پر خوشی منانا مسلمانوں کا کام ہے شیطان کا نہیں۔ شیطان نے اپنے بالوں کو خاک آلود کر لیا تھا۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔

ترجمہ (یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن) (سورۃ ابراہیم آیت ۵)

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابی ابن کعب اور حضرت مجاہد و حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت عظمیٰ ہیں۔ اور باقی سب نعمتیں آقائے نامدار ﷺ کا صدقہ ہیں اگر حضور نبی ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

محمد گر نہ بودے کس نہ بودے
نہ بودے ہیچ عالم در وجودے

ترجمہ اگر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو کچھ بھی موجود میں نہ آتا۔ اور دنیا نہ دنیا والے ہوتے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اس آیت مقدسہ کے تحت علامہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن کے صفحہ ۵۰۵ پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو وہ

نعمتیں یاد دلاؤ جو ہم نے ان پر فرمائیں، کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی۔ کس طرح سلامتی سے انہیں سمندر سے گزارا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت ۷ میں فرمایا کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کر دوں گا۔ (لئن شکرتم لازیدنکم)

میلاد خواں سے حضور ﷺ خوش ہوتے ہیں

حضرت ابن نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ میلاد پاک کا اہتمام کرتے ہیں خوب خوشیاں مناتے ہیں کیا آپ ایسی خوشی پسند فرماتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا اے ابن نعمان! جو ہماری ولادت پر اور ہم سے خوش ہوتا ہے تو میں بھی اس امتی سے خوش ہوتا ہوں۔

متحدہ ہندوستان میں میلاد النبی ﷺ

سیّد قاسم محمود کراچی اپنی مرتبہ کتاب اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں۔
قدیم تاریخوں میں یہ دن (۱۲ ربیع الاوّل) مصر، ترکی میں منایا جاتا تھا وہاں سے اس کا آغاز ہندوستان کے چند علاقوں میں سنٹرل ایشیا کو چھوڑ کر ہوا۔ یہ ذکر خطیبوں، محفلوں کے انعقاد کے ساتھ ہندوستان آیا۔ (غالباً علاقہ عرب شریف سہواً نہیں لکھا گیا۔ مؤلف) نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا دن بارہ ربیع الاوّل خوشی کا یہ دن خصوصی اجتماعات اور دینی محفلوں کے انعقاد کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور حضور پاک ﷺ کی مدح سرائی کی جاتی ہے۔

بارہ وفات

یہی قاسم محمود صاحب لکھتے ہیں کہ بارہ وفات کی اصطلاح ۱۲ ربیع الاوّل کیلئے

پاک ہند میں بولی جاتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا یوم وصال ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔ اسی روز گھروں اور مسجدوں میں فاتحہ خوانی ہوتی ہے اور نیازیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

اس دن کو یوم عید میلاد النبی ﷺ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عام خیال یہ ہے کہ اس دن حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی تھی مسلمان اب اس دن کو ایک خوشی کے طور پر مناتے ہیں جگہ جگہ آپ ﷺ کی سیرت پاک پر جلسے منعقد ہوتے ہیں جلوس نکلتے ہیں۔ مساکین اور یتیموں میں کھانے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بازاروں دکانوں اور راستوں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور بہترین طریقہ سے سجایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس دن عام تعطیل ہوتی ہے۔

سلطان محمود غزنوی (۳۸۹ھ۔۴۱۹ھ مطابق ۹۹۹ء۔۱۰۲۵) نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے اس کے جانشینوں کی حکومت علاقہ پنجاب پر ۲۰۰ سال رہی۔ شہاب الدین غوری نے غزنی حکومت ختم کر کے اپنا تسلط قائم کیا۔ (۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بشارت پا کر اجمیر فتح کیا۔ پرتھوی راج والئی اجمیر و دہلی کے قتل کے بعد شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الدین ایبک کو پنجاب اور دہلی کی حکومت سپرد کی اور خود واپس چلا گیا۔ (۱۱۹۲ء) غازی محمود غزنوی کے جانشینوں کے زمانہ میں ۴۴۱ھ میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کو اپنے فیوض سے مالا مال کیا۔ ہندو بکثرت مسلمان ہوئے۔ اس دوران میں میلاد النبی ﷺ کی مختصر تقاریب ضرور منائی جاتی ہوں گی۔

خاندان غلاماں کی حکومت جلد مستحکم ہوگئی۔ خاندان غلاماں کے دو بادشاہ التمش اور بلبن[1] علماء اور مشائخ کے عقیدت مند تھے اور ان کی مجالس میں شوق و ذوق سے

---

[1] التمش (م ۶۳۱ھ/۱۲۲۶ء) غیاث الدین بلبن (م ۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء)

شرکت کرتے تھے۔ التمش حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بلبن بادشاہ نے اپنی بیٹی حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے بیاہی تھی۔ ہو نہیں سکتا کہ ان دو بادشاہوں کے دور میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن مبارک یونہی گزر جائے۔

بلبن (۱۲۶۶ھ۔۱۲۸۷) دہلی پر حکومت کرتا رہا۔ شہنشاہ بلبن نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حاکم ملتان مقرر کیا تھا۔ منظور ملک لکھتے ہیں کہ بہاولپور کے ایک زمیندار سے ایک قلمی نسخہ ملا ہے اور یہ قلمی نسخہ حضرت شاہ[1] جمال رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محظوظ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں مرقوم ہے کہ جلوس میلاد شوکت اسلام کا نمونہ ہے۔ حاکم ملتان سلطان محمد متقی اور اصحاب تقویٰ کا دوست ہے یا پیادہ جلوس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے بعد عمائدین شہر اور نعت خوانوں کا گروہ ہوتا ہے جو شاعر دربار کی قیادت میں منقبت نبی ﷺ میں مصروف رہتا ہے۔ نعت خوانوں کے بعد مخدومان سادات کا گروہ ہوتا ہے اس معزز گروہ میں علماء ملتان بھی شامل ہوتے ہیں۔ بعد میں سرداراں فوج ترکی وتورانی چہار آئینہ زیب تن کئے شامل ہوتے ہیں۔ یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعے پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ شہر میں چراغاں کا انتظام ہوتا ہے۔

عہد شاہجہانی میں عید میلاد النبی ﷺ

سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے زمانہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب نہایت تزک و احتشام سے منائی جاتی تھی کہ یہ دن رسول ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ اسلامی ممالک میں یہ تقریب عیدین سے (عید الفطر، عید الضحیٰ) سے زیادہ شان سے منائی جاتی تھی۔ اس روز ذکر رسول ﷺ ہوتا تھا۔ مواعظ حسنہ کے ذریعہ حیات طیبہ نبی پاک ﷺ بیان کی جاتی تھی اور عمل کی تلقین کی جاتی تھی۔ پھر اظہار

[1] شاہ جمال شہر ملتان کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ (متوفی ۱۲۶۶ھ)

مسرت کے طور پر شیرینی اور مٹھائیاں تقسیم کی جاتی تھیں۔ غرباء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ دوست احباب اور دیگر حضرات مدعو کئے جاتے تھے۔ مجلس میلاد خوشبویات سے معطر کی جاتی تھی۔ یہ تقریبات ہر زمانہ میں منائی جاتی تھیں۔

شاہجہانی دور میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر ملا عبدالحمید لاہوری اپنے شاہنامہ جلد ۱۰۳۷ھ میں اس طرح کرتے ہیں۔

''اس مبارک اور سعید مجلس میلاد کی ترتیب پورے اہتمام سے کی گئی۔ جس میں سادات کرام علماء مشائخ عظام اور دیگر معززین مدعو کئے گئے۔ شاہجہان بذات خود بڑی تعظیم کے ساتھ مسند پر آ کر بیٹھا۔ بارہ ہزار روپے تقسیم کئے اور لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق شال تقسیم کئے گئے۔ ایک بڑی جماعت کو طرح طرح کے کھانے اور حلوے کھلائے گئے اور عطریات کے علاوہ دیگر اشیاء تقسیم کی گئیں''۔

پنجاب پر سکھ اقتدار ۱۸۴۳ء میں ختم ہوا اور پنجاب انگریزوں کی غلامی میں آ گیا۔ کیونکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ماسوائے پنجاب تمام مسلمان انگریز کی حکومت کے مخالف تھے۔ لہٰذا جنگ آزادی میں فتح کے بعد انگریز حکومت ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کی شدید مخالف رہی اور مسلمانان ہندوستان پر جو ظلم ڈھائے اس کے بعد ہمیشہ کی طرح مسلمان ہند نے اپنے اپنے آقا حضور ﷺ کے دامن مکرم میں ہی پناہ ڈھونڈی ہوگی۔ انگریز حکومت نے پنجاب میں اپنے مددگار مسلمان جاگیرداروں کے تالیف قلوب کیلئے میلاد النبی ﷺ کے دن کو بارہ وفات سے موسوم کر کے ۱۲ ربیع الاوّل کے دن تعطیل کا سرکلر جاری کیا۔ چونکہ عام طور پر مسلمانوں کی بے حسی سے یہ دن بارہ وفات کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔

سیّد حسن مثنیٰ احسن ندوی لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۰ء میں حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان [1]

---

[1] مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواری کے والد حکیم محمد داؤد لکھنو اور گورکھپور میں شاہی طبیب تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک تھے۔ انگریز حکومت نے انکی گرفتاری کا حکم دیا تو انہوں نے فرار ہو کر پھلواری کے قریبی گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔

پھلواری نے اپنی بستی پھلواری (پٹنہ) میں تحریک میلاد النبی ﷺ کا آغاز کیا۔ لیکن اس سے پہلے بھی مولوی خدا بخش خاں وکیل امرت سری نے محفل میلاد کا اہتمام کیا اور وہاں حضرت شاہ سلیمان نے پہلی مرتبہ سیرت طیبہ زبانی بیان کی۔ ندوی صاحب نے وضاحت کی ہے کہ حضرت شاہ سلیمان پھلواری نے ۱۸۸۵ء میں زبانی بیان سیرت کا سلسلہ ماہ مبارک ربیع الاوّل سے شروع کیا۔ چاندرات سے شب دوازدہم (۱۲) تک ہر روز بیان سیرت پاک ہوتا تھا اور اس لگن کے ساتھ اس کا اہتمام انہوں نے کیا ۱۳۰۲ھ سے آج تک اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹا۔ وہ ذہن تیار کر دیا جو اسے بڑا فریضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ قصبہ پھلواری تحریک کا مرکز بن گیا اور وہاں سے یہ آواز سارے صوبے میں پھر سارے براعظم میں خیبر سے رنگون تک جا پہنچی۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پٹنہ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اجلاس ندوۃ العلماء سب کو سیرت طیبہ کا پلیٹ فارم بنا دیا...... ان کے صاحبزادے مولانا شاہ حسین میاں پھلواری نے نئے انداز کی میلاد الرسول کتاب لکھی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی۔

حضرت شاہ سلیمان پھلواری نے میلاد النبی ﷺ کی مجالس شروع کیں تو ان کے بعد سیّد ممتاز علی نے خواتین کے مشہور مجلّہ ''تہذیب نسواں'' کے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کے شمارے میں عید میلاد النبی ﷺ کے باقاعدہ منانے کی تجویز پیش کی۔ لوگوں نے اس تحریک کو عملی جامہ پہنایا۔

ہفت روزہ ''الحدیث لاہور'' کے مطابق ہندوستان میں غالباً عید میلاد النبی ﷺ کو پہلے ہی امرتسر میں منایا گیا۔ جس کا اہتمام وہاں کے ایک کشمیری بزرگ مولانا عبدالسلام ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد سے ہوا تھا اور اس کی غرض وہاں غیر مسلموں کے سامنے مسلمانوں کی (مذہبی) سیاسی شوکت کو نمایاں کرنا تھا پھر یہ تقریب اپنے حسن و رنگ اپنی خوبصورتی اور اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے سبب آہستہ آہستہ ہندوستان کے

دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔

ایک اپیل: ۱۹۲۶ء میں بعض علمائے اسلام نے عامۃ المسلمین کے نام ایک اپیل جاری کی جس میں وضاحت کی گئی تھی کہ گو سرور کائنات ﷺ کی وفات حسرت آیات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی لیکن یہ دن حضور اکرم ﷺ کی تاریخ پیدائش کا بھی دن ہے۔ اس لئے حلقہ بگوشاں محمد ﷺ کو یہ دن لطف و مسرت میں گزارنا چاہیے پھر ۱۹۳۰ء میں انجمن توحید المسلمین موچی دروازے کے زیر اہتمام ایک پرشکوہ جلوس منظم کیا گیا۔ یہ جلوس ۱۹۴۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔

راولپنڈی میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کے سلسلہ میں حکیم محمد ایوب احسن لکھتے ہیں' راولپنڈی میں یہ سلسلہ ایک مدت سے جاری ہے اس کی ابتدا اس زمانہ میں ہوئی جب پٹی ضلع لاہور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار ''ایمان'' کے ایڈیٹر مولانا عبدالمجید نے یہ تحریک شروع کی کہ سارے ملک میں سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے منعقد کئے جائیں۔ اس تحریک پر سارے برصغیر کے شہروں میں سیرت کمیٹیاں قائم ہوئیں اور عید میلاد النبی ﷺ منانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۵ء میں جالندھر چھاؤنی کے جلسہ اور جلوس میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''چند سال ہوئے میں نے خواب دیکھا تھا کہ خدا تعالیٰ مولود شریف کے ذریعہ سے اس اُمت کو متحد کرے گا۔ مجھے ایک عرصہ تک حسرت رہی کہ یہ واقعہ کس طرح رونما ہوگا۔ اب تحریک یوم میلاد النبی نے اس خواب کی تعبیر کو حقیقی طور پر نمایاں کر دیا ہے''۔

اس سے قبل ۳۱۔ ۱۹۲۹ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر اکابر ملت کے ساتھ عید میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں کے انعقاد کی تحریک کی تھی۔ اخبارات میں یہ بیان

شائع ہوا۔اس اپیل پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سیّد غلام بھیک نیرنگ رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہ (بادشاہی مسجد لاہور) مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ ' پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا قطب الدین عبدالولی رحمۃ اللہ علیہ ' دیوان سیّد محمد پاکپتنی رحمۃ اللہ علیہ 'خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا فاخرالہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ 'سیّد حبیب احمد ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور پیر سیّد فضل شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا علی الحائری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد شفیع داؤدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے دستخط تھے۔

غرض حضور سرور انبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور پاک کے حوالہ سے خوشی منانے' محافل منعقد کرنے جلوسوں وغیرہ کے ذریعہ شوکت اسلام کا اظہار کرنے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین کے اقوال' ارشادات واضح ہیں۔ ہمیں مسرت وانبساط وعقیدت کی محفلیں سجانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ان عامۃ المسلمین کے جذبات کو بھڑکانے کیلئے کسی وضعی روایت کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔اسی طرح جلسے اور جلوسوں اور مظاہروں میں ہر غیر اسلامی غیر اخلاقی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے ورنہ سرکار ﷺ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔

بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ اور سرکاری تعطیل

کتابچہ عید میلاد النبی ﷺ اشاعت ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ از انجمن دارالعلوم نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں ہے کہ مولانا محمد نور بخش توکلی [1] جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار اور اعلاء وافشاء کلمۃ الحق پر حریص تھے اور بڑے ہی حساس اور موقع

---

[1] مولانا محمد نور بخش توکلی کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۸۸ھ جون ۱۸۷۱ء میں جمعۃ المبارک چک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں ہوئی۔آپ خواجہ توکل شاہ انبالوی سے بیعت تھے۔ایم اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہوئے۔آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''سیرت رسول عربی ﷺ'' ہے۔قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد مقیم ہوئے۔مارچ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا۔

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہو گیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳' ۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

(ایم۔اے) مرحوم منصف سیرت رسول عربی ﷺ نے پیش کی تھی۔امیر ملت حضرت حافظ سیّد پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید کی۔اس سلسلہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

اکابرین اُمت اور محافل میلاد النبی ﷺ

قرآن اور حدیث کے بعد فقہاء اُمت نے فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماع اُمت کو قرار دیا ہے۔اس سلسلہ میں جو شخصیات مسلمہ ہیں ان کی رائے کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔کسی زمانہ میں تمام مجتہدین اور علماء کرام کا کسی فیصلے پر متفق ہوجانا اجماع کہلاتا ہے۔حدیث پاک میں ہے۔

ما راہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔

ترجمہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

مقتدر آئمہ محدثین کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت واہمیت کو اور اس کے فیوض و برکات کو بھی ثابت کیا ہے۔

۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۹۔۲۷۹ھ مطابق (۸۲۴ھ۔۸۹۲ء)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کیلئے اپنی جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ میں باقاعدہ عنوان باب "ماجاء فی میلاد النبی ﷺ" کو جگہ دی۔اگر ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ جائز اور ضروری نہ ہوتا تو امام ترمذی جیسے اعلیٰ پایہ محدث کبھی بھی اس کا ذکر نہ کرتے یا بعد میں آنے والے محدثین اس کا رد ضرور فرماتے۔امام ترمذی کے اس باب سے یہ معلوم ہوگیا کہ اس زمانہ میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کا موضوع لوگوں میں مقبول تھا اور وہ اس کو جائز جانتے تھے۔امام ترمذی حد درجہ کے ذہین تھے۔

الجامع ترمذی آپ کی مشہور تصنیف اور صحاح ستہ کی ایک اہم اور مشہور ترین کتاب ہے۔

۲) امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی مصری رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵۱ھ ۱۴۴۸ء / وفات ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء)

آپ مواہب اللدنیہ میں محفل میلاد النبی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں۔

ترجمہ اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاوّل میں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کا مہینہ ہے اور اس کی راتوں میں صدقات اور اچھے عمال کی کثرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے میلاد شریف کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کو حاصل کرتے ہیں۔ محفل میلاد کے مجرب خواص میں سے ہے کہ سال امن سے گزرتا ہے اور اپنے مطلب ومقصد کے جلدی حصول کیلئے یہ ایک بشارت ہے بس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر جس نے عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید بنایا تا کہ شدت ہو ایسے شخص پر جس کے دل میں بغض و عناد ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۶۱)

نیز فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے خواص ہی سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کیلئے حفظ وامان کا سال ہوتا ہے اور میلاد منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء)

میلاد شریف کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب "الحاوی للفتاوی جلد اوّل ص ۱۹۶ پر لکھتے ہیں۔

ترجمہ ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم شکر کا اظہار کریں، میلاد شریف پر اجتماع کر کے

کھانا کھلا کر اور دیگر وجوہ قربات کے اظہار کے ساتھ خوشی کے اظہار کے ساتھ۔

آپ نے میلاد شریف کی تاریخی و شرعی حیثیت پر کتاب لکھی ہے۔ حسن المقصد فی عمل المولد۔ اس کا اُردو ترجمہ پروفیسر محمد طفیل سالک نے کیا ہے۔ لاہور کے کتب فروشوں سے دستیاب ہے۔ اس کتاب میں شیخ تاج الدین عمر بن علی فاکہانی اور ابو عبداللہ ابن الحاج کے میلاد شریف پر اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

۴) علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر روح البیان ج ۹، ص ۵۶ میں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں۔

ترجمہ میلاد شریف کا انعقاد کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے، جبکہ بری باتوں سے خالی ہو۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص ہوائے نفس یا جہالت کی وجہ سے ممنوعہ افعال کرتا بھی ہے تو اسے ان باتوں سے منع کیا جائے گا نہ کہ اس غلط فعل کی وجہ سے میلاد شریف پر بدعت کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ جو لوگ نماز میں تغیر و تبدل کرتے ہیں ان کی وجہ سے کسی مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ نماز پڑھنا ہی ناجائز ہے۔

۵) امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۳۱ھ/۱۴۲۷ء۔ ۹۰۲ھ/۱۴۹۷ء)

ابن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ/۱۴۴۹ء) کے شاگرد تھے۔ کتاب المورد الروی ص ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ

ترجمہ مسلمان ہمیشہ سے تمام بڑے بڑے شہروں میں اور انکے اطراف و اکناف میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محافل کا اہتمام کرتے

ہیں یہ محافل فرحت وسرور سے بھرپور ہوتی ہیں۔اس ماہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کر کے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور ولادت پاک کے موقعہ پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ کر کے اللہ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل کرتے ہیں۔

٦) امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

امام احمد رضا نے بڑے احسن انداز میں میلاد النبی ﷺ بیان کیا ہے اور مخالفین میلاد النبی ﷺ پر چوٹ بھی کی۔فرماتے ہیں کہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

۷) حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب مورد الصادی فی مولد الھادی میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ ایک کافر جس کی مذمت میں سورۃ تبت یدا نازل ہوئی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کے متعلق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد پر مسرت کی برکت سے ہر پیر والے دن اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جو ساری عمر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی مناتا رہا اور حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۷)

۸) سیّد احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ "ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب" کے تحت

فرماتے ہیں کہ

ترجمہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے کہ حضور ﷺ کی شب ولادت پر خوشی کرنا مولود شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا حاضرین کو کھانا کھلانا اور جو کچھ لوگ نیک کام کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ مسئلہ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے کہ کثیر علماء نے اس کا اہتمام کیا اس مسئلہ پر دلائل و براہین سے بھرپور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ (الدرر السنیہ ص ۱۸)

۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(پیدائش ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء)

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر ولادت دوسری ذکر شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف اور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔

۱۰) ابوطیب محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ناصر الدین محمود ابن العماد کے حوالے سے ان (ابوطیب محمد بن ابراہیم) کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ترجمہ وہ ابوطیب محمد ابراہیم عید میلاد النبی ﷺ کے دن ایک مکتب کے پاس سے گزرے، وہاں کے استاد کو فرمایا! اے فقیہ آج خوشی کا دن ہے تمام بچوں کو چھٹی دے دو۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۷)

۱۱) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شرح المولد لابن حجر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میلاد شریف کے سننے کیلئے جمع ہونا اعظم عبادات سے ہے، کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ ﷺ پر

بکثرت درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر بار بار ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

(بحوالہ شرح صحیح مسلم ج ۳، ص ۱۸۳)

۱۲) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵۶۴ء۔۱۶۲۴ء)

برصغیر کی نامور شخصیت عارف باللہ سیّدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی فرماتے ہیں۔

"درنفس قران خواندن بصوت حسن ودر قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردید صوت بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح است۔اگر بر نہج خوانند کہ تحریف درکلمات قرآنی واقع نشود در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمائند چہ مانع۔(از مکتوبات شریف ج ۳)

ترجمہ اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف میں تبدیلی وتحریف کی جائے اور الحان کے طریق پر آواز پھیرنا اور انکے مناسب تالیاں بجانا جو شعر میں ناجائز ہیں۔اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو صحیح غرض سے تجویز کریں تو کون سا امر مانع ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہم نے نیاز نبوی کیلئے قسم قسم کے کھانے پکائے اور ایک محفل مسرت قائم کرنے کو کہا۔

۱۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۵۶ھ/۱۰۵۲ھ مطابق ۱۵۵۱ء/۱۶۴۲ء)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں ابولہب کے متعلق کنیز آزاد کرنے کا واقعہ نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ اس میں میلاد کرنے والوں کیلئے سند ہے جو کہ مال بھی خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن کریم میں ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اسے میلاد حضور اکرم ﷺ پر خوشی کرنے اور ثویبہ کنیز کا دودھ خرچ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے جزاء عطا فرمائی ہے تو اس مسلمان کی جزاء کا اندازہ فرمائیں جو حضور اکرم ﷺ کی دل سے محبت بھی کرتا ہے خوشی بھی مناتا ہے اور اپنا مال بھی نچھاور کرتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس مولود شریف کے انعقاد میں وہ بدعات نہ ہوں جو لوگوں نے وضع کر لی ہیں۔ مثلاً گانا بجانا ممنوع آلات موسیقی اور وہ امور جن کی ممانعت ہے۔ (مدارج النبوت اردو ج ۲، ص ۲۵)

(شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ ولادت باسعادت نبی پاک ﷺ پر خوشی کرنا ابولہب کی سنت ہے)

۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء)

فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت شریف پر حاضر ہوا۔ یہ آپ ﷺ کی ولادت مبارک کا دن تھا اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ پر درود و سلام پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت پر آپ کی بعثت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے ان کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس موقع پر یکبارگی انوار روشن ہوئے، میں نے توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیض اثر نظر آیا جو اس قسم کے مقامات اور اس نوع کی مجالس پر موکل ہوتے ہیں۔ اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار بھی انوار رحمت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین)

الدر الثمین میں ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ

عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانے پکواتا تھا۔ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کردیئے۔ حضور ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے آپ کے سامنے پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور ہو رہے ہیں۔

۱۵)ابن تیمیہ کا نظریہ

(۶۶۱ھ/۱۲۶۴ء وفات ۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء)

غیر مقلدین کے پیشوا ''اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۹'' پر لکھتے ہیں۔

ترجمہ بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد میں۔یا حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی محبت پر اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

۱۶)ناظم اعلیٰ دیوبند اور محفل میلاد

قاسم نانوتوی کے داماد مولوی عبداللہ کہتا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی ناظم مدرسہ دیوبند کی زبانی کرۃ مرۃ سنا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت حضرت محمد ﷺ موجب خیر و برکت ہے اور مولانا بھی بعض جگہ مجلس میں شریک ہوئے۔ چنانچہ پیر جی واجد علی دیوبندی جو قاسم نانوتوی کے مرید ہیں اور مولود خواں ہیں۔اس امر کے شاہد ہیں۔

(الدر المنظم ص ۱۵۵)

آمد مصطفیٰ ﷺ پر جلوس اور اظہار مسرت

امام مسلم مشہور محدث اور فقیہ صحاح ستہ میں حدیث شریف کی دوسری مشہور کتاب صحیح مسلم کے مصنف کی زبانی سنیے۔

ترجمہ مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔لڑکے اور غلام راستوں

میں پھیل گئے اور ہر طرف یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔(مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱۹)

۱۹)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی لوگوں کی خوشی کا اندازہ کیجئے

(۱۹۴ھ/۸۱۰ء۔۲۵۶ھ/۸۷۰ء)

علم حدیث میں ان کی صحیح بخاری کو بہت اہمیت حاصل ہے۔صحاح ستہ میں بخاری شریف کا پہلا نمبر ہے۔فرماتے ہیں۔

ترجمہ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ اتنے خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے۔(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵۸)

۲۰)نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

(وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

غیر مقلدین کے نامور عالم دین کی رائے ملاحظہ ہو وہ اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ ص ۵ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کیا برائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت محمد ﷺ نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت آنحضرت ﷺ کا کریں۔پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔

اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور سوچئے کیا صدیق حسن خاں اقرار نہیں کر رہے کہ میلاد النبی ﷺ منانا باعث برکت ہے اسی لئے تو اس کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر ماہ اس کا التزام کر لیں۔آگے چل کر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس کو حضرت نبی ﷺ کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور جو اس نعمت میلاد النبی ﷺ کے حصول پر شکر خدا نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اس عبارت سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ نواب صدیق حسن میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کو جائز جانتے ہیں کہ ذکر میلاد میں صرف صحیح روایات و اخبار و آثار کو پڑھنا چاہیے اور جس مسلمان کو حضرت نبی کریم ﷺ کے ذکر میلاد سے مسرت و خوشی نہیں ہوتی وہ مسلمان نہیں۔

۲۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(المتوفی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء)

فیصلہ ہفت مسئلہ کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں کہ اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر بذات خود دنیا و آخرت کی خیر و برکت کا باعث ہے پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں' بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

یوم جمعۃ المبارک کی فضیلت

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ یوم جمعۃ المبارک کو بھی یوم عید کہا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کتب حدیث میں موجود ہے کہ انہوں نے آیت الیوم اکملت لکم ..... اسلام دینا ۔(سورۃ المائدہ آیت ۳) تلاوت کی۔ اس وقت ایک یہودی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ یہ آیت سن کر وہ کہنے لگا یہ آیت اگر ہم پر اترتی تو ہم اسے عید بنا لیتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ (یوم جمعة المبارك ویوم عرفه) مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱' ترجمہ یوم عرفہ اور یوم جمعہ

اسلامی انسائیکلو پیڈیا مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی میں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا سب سے افضل دن جس پر سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس دن میں وہ جنت سے زمین پر اتارے گئے۔اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ایک اور حدیث شریف میں۔یوم جمعۃ المبارک کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔''اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ سیّد الایام ہے جس کا مرتبہ یوم الفطر اور یوم النحر (عید الضحیٰ) سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ باتیں ہیں۔(۱) اس دن آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔(۲) اسی دن جنت سے نکالے گئے۔اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔(۳) اسی دن وہ فوت ہوئے۔(۴) اسی دن ایک ایسا لمحہ بھی ہے کہ بندہ مومن اپنے رب کریم سے جو مانگتا ہے پاتا ہے۔بشرطیکہ وہ حرام چیز طلب نہ کرے۔(۵) اسی دن قیامت آئے گی۔

ایک اور موقعہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ان کے پاس ایک سفید آئینہ تھا وہ کہنے لگے''یہ جمعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت کیلئے عید بنا کر پیش کیا ہے۔یہ دن ہمارے نزدیک سیّد الایام ہے۔ہم اسے آخرت تک یوم المزید یعنی اضافے کا دن کہیں گے۔(الکشاف ۴:۵۳۲)(اسلامی انسائیکلو پیڈیا' ص ۶۴۵)

پس ثابت ہوا کہ یوم جمعہ کو بھی عید کا دن کہا گیا ہے اور یہ دن عیدین (عید الفطر' عید الضحیٰ) سے بھی افضل ہے۔قمری حساب کے مطابق سال میں ۵۲ جمعۃ المبارک آتے ہیں اس لحاظ سے مسلمانوں کیلئے ۵۲ عیدیں اور بن جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کی ولادت پاک کا دن تو سب سے بڑھ کر عید کا دن ہے۔اگر آپ ﷺ کی جلوہ گری دنیا میں نہ ہوتی تو نہ تو کوئی عید الفطر ہوتی اور نہ ہی عید الاضحیٰ اور نہ ہی جمعۃ المبارک اور نہ ہی کوئی عید منانے والا ہوتا اور نہ ہی کوئی عید میلاد النبی ﷺ کا منکر۔

وَاِنْ تَعُدّوا نِعمۃ اللہ لا تُحْصُوْھَا۔(سورۃ ابراہیم آیت ۳۴)

پیر محمد کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات اتنے کثیر ہیں کہ ان کا شمار کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے' تمہارے ہند سے ختم ہو جائیں تمہاری زبانیں گنتے گنتے تھک جائیں مگر تم ان نعمتوں کو گن نہ سکو گے۔ اگر انسان صرف اپنے وجود میں ہی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس پر اس کے پروردگار کی کتنی نعمتیں ہیں۔ جسم کی انگلیاں اور ناخن منہ میں لعاب' آنکھوں کے چھپر' پلکیں نہ ہوں تو زندگی مشکل ہو جائے۔ لعاب دہن نہ ہو تو زبان لکڑی کی مانند سخت ہو جائے۔ نہ بول سکے۔ قوت ہاضمہ میں نقص واقع ہو جائے ناخن نہ ہوں تو انگلیوں کی خوبصورتی اور طاقت نہ رہے۔ (ملخص از ضیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہر حال میں کرنا چاہیے

۱) مشہور حکایت ہے کہ شیخ مصلح الدین المعروف شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے مسجد میں کسی نے چوری کر لئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ تپش سے پاؤں جلنے لگے۔ ان کے پاس پیسے نہ تھے کہ نیا جوتا خرید سکیں۔ آپ بہت مغموم ہوئے مسجد سے باہر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا ہے اور اس کے پاؤں نہیں ہیں۔ آپ نے فوراً سجدہ کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا اللہ! میرے پاؤں تو سلامت ہیں میں چل پھر تو سکتا ہوں اس غریب کے تو پاؤں ہی نہیں ہیں کہ چل پھر سکے۔

۲) اللہ نے اپنے بندوں کیلئے زمین کو بچھونا' آسمان کو چھت فرمایا ہے آسمان سے پانی اتارا۔ مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں سے طرح طرح کے پھل سبزیاں پیدا کیں۔ مال مویشیوں سے دودھ ہماری خوراک کیلئے۔ جہاں بڑی بڑی نعمتوں کا ذکر کیا وہاں کشادہ راستوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ہماری آمد و رفت کیلئے ہیں اور ہم نے بنا دیئے ہیں زمین میں بڑے بڑے پہاڑ تا کہ زمین لرزتی نہ رہے ان کے ساتھ ساتھ اور بنا دیں ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راہیں تا کہ وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۳۱)

۳) اپنے فضل وکرم کا ذکر اس طرح بھی کیا ہے۔ کس نے بنایا ہے زمین کو ٹھہر نے کی جگہ اور جاری کر دی ہیں اس میں نہریں اور بنا دیئے انہیں کیلئے ہیں (پہاڑوں کے لنگر) اور بنا دیں سمندروں کے درمیان آڑ۔ (سورۃ النمل آیت ۶۱)

۴) سورۃ الملک آیت ۳۰ ترجمہ: آپ پوچھئے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں میٹھا پانی کون لا کر دے گا۔

۵) سورۃ زخرف آیت ۱۰۔ ترجمہ: جس نے بنا دیا ہے زمین کو گہوارہ تمہارے لئے اور بنا دیئے ہیں تمہارے لئے اس میں راستے تا کہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو۔

التحیات کا پڑھنا

نماز میں نمازی رکوع وسجود کے بعد قعدہ میں التحیات پڑھتا ہے۔ ''میری بدنی' مالی اور قولی تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ پھر نمازی کہتا ہے۔ اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو''۔ میرے پیرومرشد حضرت پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ التحیات کو بڑے غور سے پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ناز و نیاز کی گفتگو اور تعلیم ہے۔ التحیات میں حضور نبی کریم ﷺ نے رب العزت کی تعریف کی ہے۔ حضرت صمدیت نے خطاب فرمایا! **السلام علیک ایھا النبی** اے ہمارے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں عرض کیا۔ **السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین** (ہم سب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو) اس وقت ملائکہ نے کہا **اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ** (ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں) جب ہم غور سے پڑھیں گے تو دل میں ایک خاص نور پیدا ہوگا اور الصلوٰۃ معراج المومنین کی حقیقت کھلے گی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التحیات پڑھتے وقت پہلے اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی جلوہ گری تصور کرو تب کہو **السلام علیك ایها النبی**

پیرومرشدی پیر سیّد محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ درود شریف پڑھتے وقت خیال ہو کہ رسول ﷺ کے حضور میں ہیں اور میں ان کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں ایک طرف اللہ تعالیٰ اور فرشتے دوسری طرف اہل ایمان۔ درمیان میں نبی کریم۔ پس حضور نبی کریم ﷺ بندوں اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں۔ رسول کے معنی بھی وسیلہ کے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اگر نماز میں حضور ﷺ کا خیال مبارک آئے تو یہ قبولیت نماز کی خبر مبارک ہے۔ شرک وغیرہ نہیں۔ سلام اور درود شریف پڑھنا جیسا کہ میلاد میں پڑھا جاتا ہے جائز ہے اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق جو ہم پر ہیں ان کی ادائیگی کا سبب ہیں۔

خواجہ خواجگان خواجہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جن کی دعا سے شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج والیٔ اجمیر پر فتح حاصل ہوئی تھی اور ان کی یہ شان ہے کہ انہوں نے ۹۰ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان بنایا فرماتے ہیں۔

آں کس کہ در نما نبیند جمال دوست
فتویٰ ھمی دہم کہ نمازے قضا کند

ترجمہ جو شخص نماز میں اپنے محبوب (حضور ﷺ) کا جمال باکمال نہیں دیکھتا۔ ہم فتویٰ دیتے ہیں کہ نماز قضا کرے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں حضور نبی کریم ﷺ کی حضوری حاصل نہ ہوئی تو ایسی نماز بے فائدہ۔ پس ثابت ہوا کہ حضور کا خیال نماز میں ہوا تو ایسی نماز قبولیت عام پاتی ہے اور آپ کا خیال دل میں آنا بوقت نماز شرک نہیں۔ کیونکہ یہ حضور کی تکریم وتسلیم ہے عبادت نہیں۔ عبادات اور تعظیم میں یہ فرق ہے کہ ''کسی کو معبود جان کر اس کی عبادت کرنا یہ عبادت ہے۔ تعظیم یہ ہے کہ نبی کو نبی جانے صحابی کو صحابی جانے اور ولی کو ولی جانے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کا حق دار نہ جانے۔

علاقہ پنجاب میں میلاد النبی ﷺ کا آغاز

۱۹۲۶ء میں شہر لاہور کے بعض علماء نے عامۃ المسلمین کے نام اپیل جاری کی ''گو ۱۲ ربیع الاوّل حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا دن ہے لیکن یہ حضور سرور کائنات ﷺ کی تاریخ پیدائش بھی ہے۔ اس لئے یہ دن لطف ومسرت میں گزارنا چاہیے''۔ لاہور میں معراج النبی ﷺ کے جلوسوں کی ایک روایت موجود تھی۔ ایسے جلوسوں میں موچی دروازہ کے حاجی عبد القادر صاحب اور حافظ معراج دین صاحب پیش پیش تھے۔ پھر حضرت علامہ سیّد دیدار علی شاہ سربراہ حزب الاحناف لاہور کی کوششوں سے ۱۹۳۰ء میں انجمن توحید المسلمین موچی دروازہ لاہور کے زیر اہتمام ایک پر شکوہ جلوس منظم کیا گیا۔ کوہستان اخبار میں اس جلوس کی تاریخ ۱۹۳۳ء لکھی ہے۔ احسان بی اے نے ایک مضمون میں لکھا ہے ''لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ کو نکلا...... یہ جلوس ۱۹۴۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ۱۹۱۱ء اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں باقاعدہ اجتماع میلاد شریف کے سلسلہ میں ہوا۔ جس کی صدارت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری سیالکوٹ نے کی۔ مقررین میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اس مبارک جلسہ کی روئیداد ''تہذیب نسواں'' میں شائع ہوئی۔

جو حسب ذیل ہے۔

''ہمیں اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی کہ ''تہذیب نسواں'' کا پچھلے سال کا ننھا سا بویا ہوا بیج اس سال اچھا پھل لایا۔ اس سال کے بڑے نامی اخباروں نے عید میلاد کے خاص نمبر نکالے۔ علماء مجتہدین نے عید میلاد النبی کو قومی طور پر منانا نہایت ضروری کہا اور اس کیلئے اشتہار جاری کیے۔ لاہور میں حضرت پیر الحاج حافظ سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اہل اسلام شہر کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن بھر عید منائیں......نماز ظہر کے بعد عشاء تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر اور مولانا ظفر علی خان صاحبان نے خطاب کیا شمس العلماء مفتی عبداللہ ٹونکی، شمس العلماء مولوی عبدالحکیم، پیر حاجی سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ پر تقاریر کریں۔

۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان علمائے کرام مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف منانے کیلئے اخبارات میں پھر اپیل کی۔ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے یہ دن شایان شان منانے کیلئے اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں ہر سال اس کا انتظام کیا۔ جون ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک یوم النبی ﷺ کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے ایک بار پھر اپیل کی۔ اس موقعہ پر جن اکابر اسلام نے علامہ صاحب کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

مفتی نثار احمد آگرہ، میاں سر محمد شفیع لاہور، مولانا شوکت علی، مولانا سیّد غلام بھیک نیرنگ، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا سیّد حبیب لاہور، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد سجاد، مولانا کشفی نظامی، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، مولانا غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہم۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے محفل میلاد النبی ﷺ میں ایک دفعہ تقریر کی۔ جسے اخبار ''زمیندار'' نے شائع کیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

''زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے انسانوں کے طبائع، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان سے استفادہ کے طریقے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیر سے ہونی لازم ہیں۔ ان کو مدنظر رکھیں۔ منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کیلئے مخصوص کئے گئے ہیں ایک میلاد النبی کا مبارک دن بھی ہے جو میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو مدنظر رکھیں۔ تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کیلئے تین طریقے ہیں۔ (ا) پہلا تو درود وصلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک بن چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کا موقعہ نکالتے رہتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں بازار میں آدمی لڑ پڑتے ہیں تو تیسرا بآواز بلند **اللھم صل علی سیّدنا محمد وبارك وسلم** پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آجاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اثر پیدا کرے۔ یہ پہلا طریق انفرادی ہے۔ دوسرا اجتماعی یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں۔ ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو آپ کے سوانح حیات بیان کرے تا کہ ان کی تقلید کا ذوق شوق

مسلمانوں کے قلوب کے اندر پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کیلئے ہم سب آج یہاں جمع ہوئے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

آدمی دید است باقی پوست است
دید است آنکہ دیدِ دوست است

ترجمہ یہ جوہر انسانی کا انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے۔ یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابوں کے پڑھنے اور میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا' اس کیلئے کچھ مدت نیکوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لئے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر آج عمل پیرا ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے کیلئے کیا کیا جائے۔ پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ یہاں تک میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ قوم کی تربیت ضروری ہے۔ ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خاص خالص تعلیمی تحریک ہے۔ صدر اسلام میں سکول نہ تھے' کالج نہ تھے' یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و تربیت اس کی ہر چیز میں تھی۔ خطبہ جمعہ' خطبہ عید' حج وعظ غرض تعلیم و تربیت عوام کیلئے بیشمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے۔ لیکن افسوس کہ علماء کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا۔ اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا رہا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی۔ جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر اسلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا سر پھٹول ہونے لگی۔

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **بعثت لاتمم مکارم الخلاق** یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اہتمام کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق

ہمارے سامنے پیش کریں۔تا کہ ہماری زندگی حضور کے اسوہ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے۔اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں میں جاری وساری ہو جائے...... لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالب عالیہ کے متحمل نہیں۔انہیں فی الحال صرف اخلاق نبوی کی تعلیم دینی چاہیے"۔

مندرجہ بالا تقریر کے مرتب نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے دانشمندانہ غلو سے کام لے کر محفل میلاد کو ایک مجموعہ رسوم بنا دیا ہے دوسری طرف اس کے مقابلے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے جو سرے سے ان محفلوں کو ہی مٹا دینا چاہتی ہے۔

بیسیوں صدی کے شروع میں ایک زبردست تحریک اٹھی تھی۔اس تحریک کی بدولت چند ہی سالوں میں برصغیر کے گوشے گوشے میں یہ مبارک تقریب قومی سطح پر منائی جانے لگی۔اس کامیابی کو دیکھ کر ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جو بظاہر مسلمان کہلاتا ہے مگر اس تحریک کے خلاف کھل کر میدان میں آ گیا ہے۔اس طبقہ کے رد میں ایک دردمند خاتون سیّدہ جمیلہ قطب نے ایک مضمون بعنوان "انعقاد یوم میلاد" تحریر کیا جو ۲۵ مارچ ۱۹۴۱ء کے مجلّہ "تہذیب نسواں" میں چھپا۔اس مضمون میں سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

افسوس ہمارے ہندوستان میں بعض وہمیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو پہلے تو میلاد شریف کو جائز کہتا تھا وہ فقط قیام (سلام پڑھتے وقت کھڑا ہونا) کا منکر تھا۔ لیکن اب سرے سے ہی میلاد شریف کو بدعت سمجھتا ہے۔خبر نہیں یہ لوگ میلاد شریف میں کون سی بات قرآن و حدیث کے خلاف دیکھتے ہیں کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی خوشی کو برا سمجھتے ہیں۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیدا ہونا ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے تو مطابق قرآن مجید (واما بنعمت ربك فحدث) کہ اپنے پروردگار کی نعمت کا لوگوں میں چرچا کرو۔کیوں نہ آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے۔جب اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ ہم نے مومنین پر احسان کیا کہ ان میں سے وہی ایک رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا اور رسول بھی ایسا جو رحمت للعالمین ہے تو آیت بفضل اللہ ترجمہ (اللہ تعالیٰ کے اس فضل رحمت پر مومنین کو خوب خوشی منانی چاہیے) کیوں نہ سامان سرور یعنی محفل نہ سجائی جائے۔ احباب کو جمع کر کے شیرینی وغیرہ بانٹنے کے ساتھ رحمت الٰہی کا بیان کیوں نہ کیا جائے۔ آرائش محفل کیوں نہ کی جائے جب وہ اس آیت سے ثابت ہے "من حرم زینت اللہ" یعنی کسی نے حرام کر دیا پاکیزہ رزق کو اور اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی۔ چھوہارے کیوں نہ بانٹیں جائیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (اتقوا النار لو لبثق ثمرۃٍ) یعنی نصف چھوہارہ دے کر دوزخ کی آگ سے بچو' اگلے زمانہ کے مسلمانوں میں اتباع سنت سے ایک اخلاق' ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رویہ مبارک اس چیز کے متعلق کیا ہوگا۔

مکان کو معطر کیوں نہ کیا جائے جبکہ سب جانتے ہیں کہ خوشبو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت محبوب تھی۔ لوبان کیوں نہ جلایا جائے جب کہ مسلم نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جس دن خوشبو کی دھونی لیتے تھے تو خالص لوبان کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے تھے اور فرماتے کہ رسول خدا ﷺ اس قسم کی خوشبو جلا کر دھونی لیا کرتے تھے۔

افضلیت

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس مہینے (ربیع الاوّل) میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری ہوئی وہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے۔ جو کتاب (قرآن) لائے سب کتابوں سے افضل۔ جو دین (اسلام) لائے سب دینوں سے افضل۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ افضل جس تاریخ کو تشریف لائے وہ تاریخ سب سے افضل۔ جس دن کو آئے وہ رات دن افضل جس گھر' شہر میں تشریف لائے وہ سب گھروں' شہروں سے افضل۔ جس باپ کی

پشت سے آئے وہ باپ سب باپوں سے افضل۔ جس ماں کی گود میں آئے وہ سب ماؤں سے افضل۔ جس اُمت نے آپ کا کلمہ پڑھا وہ اُمت سب اُمتوں سے افضل۔ ان کا کلام خدا کا کلام ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ۔ ان کا کنکر پھینکنا خدا کا پھینکنا۔ ان کی بیعت خدا کی بیعت جو خود جملہ انبیاء اور رسولوں سے افضل۔ پھر ایسے نبی مرسل ﷺ کا میلاد پاک کیوں نہ منایا جائے۔

حضرت علامہ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نبہانی اپنی کتاب جواہر البحار ج ۳ ص ۱۰۴۹ پر امام عارف باللہ عبدالقادر الجزائری کا فرمان نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں ''کہ مجھے عالم خواب میں کملی والے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ترجمہ اے عبدالقادر جب تم میں سے میرے کسی اُمتی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو میں محمد ﷺ اس اُمتی کی تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

مندرج بالا بیان سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کہ برصغیر میں ماہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں مسلمانوں کے محلوں، علاقوں، اداروں اور گھروں میں میلاد النبی ﷺ کا انعقاد عام ہوتا تھا۔ شمالی ہند بالخصوص پنجاب دہلی، یوپی اور بہار میں گھر گھر میلاد النبی کی محفلیں ہوتی تھیں اور اس زمانہ کی جو مقبول تصانیف نثر یا نظم سیرت رسول اللہ ﷺ سے متعلق تھیں، لوگ آواز بلند پڑھتے اور سنتے تھے سنہ ۱۹۱۱ء کے بعد ایک کتاب ''میلاد اکبر'' بہت مشہور ہوئی اور میلاد کی محفلوں میں پڑھی جاتی تھی۔ جب یوم ولادت رسول مقبول ﷺ کو عید میلاد النبی کا نام دیا گیا تو محفلیں عید میلاد النبی کے عنوان سے منعقد ہونے لگیں۔ ''میلاد اکبر'' کے یہ اشعار عام طور پر خوش الحانی سے پڑھے جاتے ہیں۔ یا نبی سلام علیک۔ یا رسول علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک۔ یہ سلام پڑھتے پڑھتے حاضرین تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔

اسلام سلام کے علاوہ حفیظ جالندھری کا سلام بھی بہت مقبول ہوا۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

اور مولانا ظفر علی خاں کا نعتیہ کلام ۱۹۳۴ء میں مشہور ہوا۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم بس رہے ہیں جس میں وہ دنیا تم ہی تو ہو

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

لاہور میں جلوس

حافظ معراج دین دار العزیز موچی دروازہ لاہور کا مکان وہ جگہ ہے جہاں رئیس احرار مولانا محمد علی جوہر، بیگم محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، حضرت بیدم شاہ وارثی، علامہ اقبال اور محمد بخش مسلم وغیرہ تشریف لاتے رہے۔ کیونکہ حافظ صاحب موصوف مولانا محمد علی جوہر کے سیاسی طور پر عقید تمند تھے، پہلے پہلے وہ چوک لوہاری میں اپنے دوستوں کے ہمراہ ایک جگہ بیٹھتے تھے۔ جہاں غیر مسلم حضرات اپنے اپنے جلوس لے کر نکلتے تھے۔ ایک دن حافظ معراج دین صاحب نے تجویز پیش کی کہ اس طرح کا جلوس عید میلاد النبی کا بھی نکالنا چاہیے۔ جس کی تائید مولانا محمد بخش مسلم نے کی۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں ایک انجمن بنام ''انجمن فرزندان توحید'' تشکیل دی گئی۔ جس کے صدر مہر معراج دین اور سیکرٹری حافظ صاحب تھے۔ ۱۹۳۱ء میں پہلا جلوس باغ بیروں موچی دروازہ سے نکالا گیا۔ جو اندرون موچی دروازہ بھاٹی گیٹ سے ہوتا ہوا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر ختم ہوا۔ یہ جلوس ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۶ء تک نکلتا رہا۔

پروگرام

یونہی ربیع الاوّل کا چاند نظر آتا تو ہر دروازہ کے باہر اکیس، اکیس گولوں کی سلامی

دی جاتی اور اس رات پہلا جلسہ موچی دروازے کے باہر ہوتا۔ اسی طرح گیارہ راتیں گیارہ دروازوں کے باہر میلاد النبی کے جلسوں سے رونق افروز ہوتیں۔

دس ربیع الاوّل کو نواب شاہنواز خاں والی ممدوٹ باغ بیرون موچی دروازہ میں ورزشی کھیلوں کا افتتاح کرتے تھے۔ مرکزی جلوس موچی دروازہ پا پیادہ ہوتا۔ تمام شرکاء صلی علیٰ محمد کا ورد کرتے تھے۔ اکیس گھڑ سواروں کا دستہ بھی ہمراہ ہوتا۔ جلوس میں نواب سر شاہنواز خاں، ابوالاثر حفیظ جالندھری، رستم زماں غلام محمد عرف گاماں، رستم ہند امام بخش پہلوان، استاد عشق لہر، حکیم ناصر مزنگوی، پنجابی شاعر اور بیشمار معززین شہر شریک ہوتے۔ ۱۹۴۷ء میں حافظ معراج دین صاحب نے سردار عبدالرب نشتر گورنر سے درخواست کی کہ اب یہ جلوس حکومت نکالے۔ چنانچہ سردار عبدالرب نشتر نے شاہی قلعہ لاہور میں ایک جلسہ میلاد منعقد کرایا۔ جس میں تمام وزراء اور دیگر عمائدین شہر شریک ہوئے علمائے کرام نے حاضرین کو مواعظ حسنہ سے مستفید کیا۔ الٰہی بخش لوہار جس کے نام پر کوچہ الٰہی بخش اندرون لوہاری گیٹ ہے آج سے ۴۰ سال قبل ایک سو دیگ بریانی اور زردہ کی پکا کر عید میلاد النبی کے مبارک موقع پر شاہی مسجد میں تقسیم کیا کرتا تھا۔ تمام حاضرین کھاتے کسی کو روک ٹوک نہ تھی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد عید میلاد النبی کا مرکزی جلوس ۱۹۴۸ء میں شروع ہوا۔ اس کی سلامی نواب زادہ لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان نے بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں پر لی اور نواب افتخار حسین خاں وزیر اعلیٰ پنجاب نے شاہی قلعہ لاہور کی سیڑھیوں پر سلامی لی۔ لاہور کی یونین کمیٹیاں عید میلاد النبی پر خاص فنڈز رکھتی تھیں۔ اس فنڈز سے نیاز دی جاتی اور غرباء فقراء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ چراغاں کیا جاتا تھا۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر علامہ ابوالحسنات قادری خطیب جامع مسجد وزیر خاں کی زیر صدارت مسجد چوک دالگراں میں مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ طے

پایا کہ عید میلاد النبی کا جلوس جاری رکھا جائے چنانچہ اسی سال علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت دہلی دروازے اور دوسرا جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور سے جلوس نکالے گئے۔ چوک دالگراں میں محفل میلاد ہوئی۔ جس میں علماء کے علاوہ خاں عبدالقیوم خاں نے سیرت رسول اللہ ﷺ پر تقریر کی۔ مرکزی جلوس میں اندازاً دس لاکھ سے زائد مسلمان حصہ لیتے تھے' بیرون شہر مضافات دیہات سے لوگ شامل ہوتے تھے۔ جلوس پر ہر گھر سے پھول کی پتیاں نچھاور کی جاتی تھیں۔ ۱۹۷۱ء کا جلوس دیدنی تھا۔ بانی جلوس حاجی عنایت اللہ قادری آگے آگے۔ یک جیپ پر سوار تھے پھر لاہور شہر کے جید علماء کرام جن میں حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات' مولانا محمد شریف نوری قصوری' مولانا غلام رسول کے نام قابل ذکر ہیں' ہر دروازہ کے باہر روشنی کا خاص انتظام ہوتا۔ نعت خواں حضرات میں حاجی غلام قادر زرگر' حکیم فضل الٰہی میاں غلام حسین شرقپوری' محمد اعظم چشتی' سرفراز خاں' سیّد حامد شاہ زنجانی وغیرہ ہوتے۔

جلوس میں مختلف پارٹیاں حصہ لیتی تھیں' شہر کے گھر گھر میں ختم میلاد ہوتا ہے' ہر مسجد میں محافل منعقد ہوتی ہیں۔ خاص خاص مقامات پر جلسے ہوتے ہیں۔ حاجی محمود خاں راجپوت ہاؤس ڈبی بازار لاہور اپنے گھر میں اس دن چالیس' پچاس دیگیں پکا کر غرباء میں تقسیم کرتے درس میاں وڈا سہروردی لاہور پر بھی محفل میلاد منعقد ہوتی۔

مرکزی جلوس عید میلاد النبی ﷺ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر ختم ہوتا۔ جہاں پر چیدہ چیدہ حضرات کی عزت افزائی کی جاتی۔ ایڈمنسٹریٹر اوقاف کی سرکردگی میں امور مذہبیہ کمیٹی دستار بندی اور تبرک کا انتظام کرتی ہے۔

درگاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ پر عید میلاد النبی کے مبارک و مسعود موقعہ پر محافل مولود منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں ہزارہا مسلمان شریک ہوتے ہیں اور سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔

درگاہ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہور کے مرقد مبارک کو غسل دیا جاتا ہے اور ختم غوثیہ اور محفل درود و سلام منعقد ہوتی ہے' بڑے بڑے نعت خواں شامل ہوتے ہیں۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری ناظم آباد فیصل آباد سے مولانا کوثر نیازی لاہور کو لکھتے ہیں کہ آپ نے سیّد محمد داؤد غزنوی مرحوم امرتسری پر روزنامہ "جنگ" لاہور کی ایک گزشتہ اشاعت میں ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے جس میں آپ نے ان کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی۔ مگر ان کا ایک کارنامہ جس کا ثواب ان شاء اللہ انہیں رہتی دنیا تک ملتا رہے گا نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے۔ خاص خاص لوگ بارہ وفات کے نام سے کچھ حلوہ یا کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی نے امرت سر میں اجلاس منعقد کیا' اختتامی تقریر مولانا مرحوم داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: صاحبو! یوں تو اللہ نے انسانوں کی رہبری کیلئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے مگر عرصہ دراز سے صرف دو اُمتیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں' مسیحی اور مسلم' مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں' لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالکریم مباہلہ' شیخ حسام الدین' سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور چوہدری فضل حق موجود تھے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ خوبصورت رسید بکیں چھپوائی جائیں۔ ہر رسید بک میں سو سو رسید ہو اور ہر رسید ایک روپیہ کی ہو' رسید پر لکھا جائے "برائے جشن عید میلاد النبی" اس اجلاس کی کارروائی سے پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں مجلس احرار کے دفاتر کو مطلع کر دیا گیا۔ چنانچہ

پنجاب بھر میں سیرت پاک پر جلسے ہوئے عید میلاد النبی کا سب سے پہلا جلوس امرت سر میں انجمن پارک سے نکلا' آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاوُڈ سپیکر پر گونج رہا تھا' اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں گھوڑوں پر نعرہ رسالت بلند کرتی جا رہی تھیں۔ کفار ہیبت زدہ تھے۔

مولانا کوثر نیازی نے یہ مراسلہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء میں شائع کرایا۔ مولانا کوثر نیازی مزید لکھتے ہیں کہ مولانا غزنوی مسلک اہلحدیث کے جید عالم تھے۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے میں مراسلہ کی صحت کے بارے میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے مجلس احرار کے رہنما اس کے متعلق کچھ کہہ سکیں یا پھر اہلحدیث علماء ہی اس کی تردید یا توثیق میں کچھ کہہ سکیں (مولانا کوثر نیازی صاحب نے یہ مضمون ضیائے حرم کے میلاد النبی نمبر نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع کروایا۔ مطلب یہ ہے کہ اہلحدیث مسلک کے علماء سے جلوس میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایسا عمل بادی النظر میں متوقع نہیں)

میلاد شریف اور سیّد مہدی حسین جونپوری (مرتب رائے محمد کمال)

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عقیدت و محبت کے اظہار کیلئے جو تقریب منعقد کی جاتی ہے اسے اصطلاحاً میلاد شریف کہا جاتا ہے اور یہ اصطلاح اس طرح حضور ﷺ کے یوم ولادت کے ساتھ مخصوص ہے کہ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت میں سے کسی کے بھی یوم ولادت کو میلاد شریف کے نام سے پکارا نہیں جاتا' بلکہ ایسا کہنے کو سوئے ادب اور گستاخی سمجھا جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ جب مہدوی فرقہ نے حیدر آباد دکن میں ایک سازش کے ذریعہ سرکاری جنتری میں سیّد محمد مہدی جونپوری کے یوم پیدائش کے خانہ میں ''میلاد شریف'' کے الفاظ چھپوائے تو پورے ہندوستان میں ''عاشقان رسول'' میں احتجاج کی زبردست لہر دوڑ گئی اور جب تک سرکاری جنتری میں سے مہدی جونپوری کے نام کے سامنے سے ''میلاد شریف'' کے الفاظ کو نکال نہ دیا

گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں نے چین کا سانس نہ لیا۔

(نقوش خطوط نمبر ۴ اپریل، مئی ۱۹۶۸ء ضیائے حرم عید میلاد النبی نمبر نومبر ۱۹۸۹ء)

غرض اُمت محمد یہ اس مقدس دن کو بڑے ادب واحترام اور اہتمام سے مناتی چلی آرہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے دیوبندی حضرات (باستثنائے چند) اس مبارک دن کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اسے بدعت قرار دیتے ہیں اور جہاں بس چلے موجود شریف کی محافل کے انعقاد کو روکنے اور بند کرنے یا کروانے کیلئے کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے سے نہیں ہچکچاتے، مثلاً جب نواب صدیق حسن خاں ریاست بھوپال کے سیاہ وسفید کے مالک تھے تو ریاست میں میلاد شریف کی مجالس کو حکماً بند کر دیا گیا۔ محترمہ آبرو بیگم صاحبہ نے اس مسئلہ کو نواب سلطان جہاں بیگم سابق فرمانروائے بھوپال کی زبانی اس طرح بیان کیا ہے۔

اثنائے گفتگو میں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ جس زمانہ میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے محفل میلاد کی رسم بھوپال میں موقوف کر دی تھی۔ ایک روز مجھے اس کی نسبت بہت افسوس کے ساتھ خیال آیا کہ اس متبرک محفل کو اپنے ہاں کیسے قائم کروں۔ بارہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی محبت مجبور کرتی تھی کہ محفل میلاد منعقد کروں، لیکن نواب صاحب صدیق حسن خاں ضرور یہ فرمائیں گے کہ ہماری رائے کے خلاف محفل میلاد جاری کی ہے۔ تب میں نے خدا سے التجا کی کہ حضور اکرم ﷺ کے پیدائش کے دن یہاں کوئی خوشی کی تقریب ہو جائے تا کہ اس حیلہ سے عین ولادت کے دن مجھے مسرت ظاہر کرنے کا موقع مل جائے۔ قدرت الٰہی اور معجزہ رسول مقبول ﷺ ذکر کے قابل ہے کہ صاحبزادی آصف جہاں صاحبہ مرحومہ کے ہاں پندرہ سال تک اولاد نہ ہوئی اور سب کو یہی یقین تھا کہ اب اولاد نہ ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری التجاء سنی اور ۸ ربیع الاوّل کو بروز سعید صاحبزادہ حمید اللہ خاں پیدا ہوئے اور مجھے اس

روزسعید کوخوشی کے اظہار کا موقعہ مل گیا۔اس دن سے ہر سال اب تک ۸ ربیع الاوّل کو عید میلا دالنبی اس طرح منائی جاتی ہے کہ مسجد میں خوب روشنی کی جاتی ہے اور سوالا کھ درود شریف کا ثواب پہنچایا جاتا ہے' عمدہ طعام پکا کر غرباء اور دوستوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔(سبیل الارشاد مرتبہ سیّد ممتاز علی مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

عید میلا دالنبی ﷺ کو زبردستی بند کرنے کا نتیجہ بہت برا نکلا کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب جلد ہی معزول کر دیئے گئے۔سیّد فتح علی شاہ ساکن کھروٹہ سیّداں سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں کہ میرے زمانہ میں دو واقعات عبرت انگیز واقع ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نواب محمد علی خاں والئ ٹونک نے ایک کتاب لکھی جس میں مجالس میلا دالنبی کے متعلق بہت سخت سست لکھا۔آخر ۱۵ روز کے بعد حکومت ٹونک سے معزول کر دیئے گئے اور بنارس میں نظر بند کئے گئے۔دوسرے یہ کہ نواب صدیق حسن خاں بہادر جب ریاست بھوپال کے سیاہ وسفید کے مالک تھے تو اتفاقاً ان کے زیر حکومت کسی نے محفل میلا د منعقد کی۔نواب صاحب نے اس کو بہت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھود کر معدوم کیا جائے۔تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ نوابی جاتی رہی۔کسی نے معزولی کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں نواب بھوپال[1] معزول شد
بگیر زپند ایھا الغافلون
پئے سال تاریخ ہاتف زغیب
چنیں گفت لا یفلح الظالمون

(الارشاد تالیف علامہ محمد عالم آسی امرت سری ۱۹۳۲ء)

مجلس میلا دشریف میں قیام ایک اہم مسئلہ ہے۔اس کے متعلق سیّد ممتاز علی

---

[1] البصیر چنیوٹ شبلی نمبر جون تا دسمبر ۱۹۵۷ء مضمون ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ ص ۱۴۲

دیوبندی کے قول وفعل کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

قیام

سیّد ممتاز علی دیوبندی کا ارشاد ہے "رہا قیام" مجھے ایسی محفل میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں "قیام" ہوا ہو۔ بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے، مگر جو کرتے ہیں برا نہیں کرتے بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ جب کسی کے مرنے پر ماتمی جلسہ کیا جاتا ہے تو تقریروں کے بعد جب موت کے افسوس کا ریزولیشن پاس ہونے لگتا ہے تو اس وقت سب حاضرین مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سب عزم اس مرحوم کی تعظیم کا نشان ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ روح اس وقت وہاں موجود ہے اور بہت اغلب ہے کہ وہ موجود ہوتی ہو، پس بڑی حیرت اور شرم کی بات ہے کہ ہم دنیا کے معمولی آدمیوں کی روح کی کھڑے ہو کر تعظیم بجالائیں اور سرور کائنات کی روح پر فتوح کی تعظیم نہ کریں۔ جب ہم پیغمبر خدا ﷺ کی روح مبارک کا ذکر کرتے ہیں تو میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے احاطہ رویت وسماعت میں آجاتے ہیں۔ پس ہم اگر آپ کی نگاہ وسماعت میں آ گئے تو یہی آپ ﷺ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت میں ہماری حاضری ہے۔

مدینہ شریف کی ایک محفل میلاد

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور ۱۹۹۳ء)

حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کو خدا خوش رکھے۔ مجھے نماز تراویح کے بعد شہر محبت کے گلی کوچوں میں آوارہ پھرتا دیکھ کر اپنی کار میں بٹھایا اور دامن احد میں لے گئے۔ جہاں ایک سعودی شہزادہ الشیخ العادل الفہمی کے باغات ومحلات ہیں۔ یہ سعودی شہزادہ خانوادہ آل سعود سے نسبت کے باوجود اپنے محلات میں جشن میلاد النبی ﷺ اور

محفل نعت کا اہتمام کرتا ہے وہ محفل میلاد میں ''جشن نعت'' منعقد کراتا ہے۔ایک ائیر کنڈیشنڈ وسیع ہال ہے جس میں منقش قالینیں بچھی ہوتی ہیں۔علماء کرام' نعت خوانان محترم' قاریان کرام اور اشراف مدینہ کیلئے چاروں طرف صوفے ہوتے ہیں۔پانچ سو سے زائد مہمانان گرامی جمع ہوتے ہیں۔ان مہمانوں میں ترکی' یمنی' مکی' مدنی' پاکستان اور دوسرے کئی ممالک کے مہمان آتے ہیں۔مدینہ منورہ کے قاری' نعت خوان' قصیدہ خوان اور خوش آواز مدحت سرائے رسول ﷺ جمع ہوتے ہیں۔تمام نعتیں عربی میں سنائی جاتی ہیں'' قصیدہ بردہ شریف'' تمام حاضرین مجلس مل کر پڑھتے ہیں۔صحابہ رسول کے بارگاہ نبوی ﷺ میں کہے گئے قصائد سنائے جاتے ہیں۔حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا کلام اہتمام سے سنایا جاتا ہے۔سبحان اللہ یہ محفل نور و سرور ساری رات برپا رہتی ہے۔یہ سعودی شہزادہ ایسی محافل نعت پر بے پناہ خرچ کرتا ہے۔

تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں۔شیخ عادل کے چاق و چوبند خادمین خوبصورت ٹرے اٹھائے محفل میں گھومتے ہیں۔خوشبودار شربت کے پیمانے' کوکا کولا کی بوتلیں' جوس کے پیکٹ' قہوہ کی پیالیاں ہر مہمان کو پیش کرتے جاتے ہیں' ہر مہمان اپنے ذوق کے مطابق جو پسند کرے اٹھالیتا ہے۔مگر محفل کے آداب میں کسی قسم کا خلل نہیں آنے پاتا۔کسی پیمانے کے ٹکرانے یا کھنکنے کی آواز تک سنائی نہیں دیتی۔

شیخ عادل خود مجلس میں موجود ہوتا ہے اور عام لوگوں میں سر جھکائے فرش پر بیٹھا رہتا ہے۔اس کا خوبصورت چہرہ اس طرح نمایاں ہوتا ہے کہ مہمان پہچان جاتا ہے کہ یہ ہمارا میزبان ہے۔جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا جاتا ہے تو سارے مہمان کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ترک ایک حلقہ میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سلام پیش کرتے ہیں۔یمنی ایک حلقہ میں سر جھکائے ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں۔مصریوں کا ایک ''حلقہ مولویاں'' رقص کناں سلام عرض کرتا ہے۔دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔

سحری کے قریب دعوت طعام کا اہتمام ہوتا ہے، دستر خوان بچھ جاتے ہیں۔ خادمان شیخ دستر خوانوں پر اُبلے ہوئے زعفران چاولوں کے تاش بچھا دیتے ہیں۔ چاولوں کی ہر تاش پر ایک ایک ''مسلم بز غالہ'' عربوں کے انداز میں تیار کردہ رکھ دیا جاتا ہے۔ سر کے میں تیار کردہ اچار کی پلیٹیں سجادی جاتی ہیں۔ مدینہ منورہ کی سرزمین کے پودینے، کھیرے اور دوسری سبزیوں کے سلاد سجائے جاتے ہیں اور اسطرح مہمانان عزیز اپنی اپنی مرضی اور ذوق کے مطابق ضیافت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پانچ سو مہمانوں کی دعوت میں کہیں کوئی کمی نہیں ہوتی، طلب کرنے سے پہلے ہر چیز دستر خوان پر موجود ہوتی ہے۔

ایسی ایک دعوت میں جب ہم پاکستانی زائرین شریک ہوئے تو مجھے پاکستان کے کئی احباب یاد آئے کاش! وہ ہمارے ساتھ شریک دعوت ہوتے اور عربوں کا انداز مہمانداری دیکھتے۔ ہم نے پاکستان آ کر ایسی محفل اپنے گھر منعقد کرنے کا ارادہ کیا مگر نہ ایسے زعفرانی چاول، نہ ایسے پکانے والے، نہ سرکہ میں تیار اچار، نہ مدینہ کے پودینہ کی سلاد اور نہ عربی نعت خوان۔ شیخ عادل فہمی کی مجلس نعت وصلوٰۃ بڑے باقاعدہ طریقے سے قائم ہوتی ہے مجال ہے کوئی ''نجدی مطوع'' شرک وبدعت کی میلی آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھ جائے، بلکہ میں نے کئی ''خبیث مطوؤں'' کو شریک دعوت خورد ونوش دیکھا جو شرک و بدعت کے سارے فتوے الشیخ عادل کے محل سے باہر چھوڑ آئے۔

پہلے جناب شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکا کے داخل میخانہ ہوگیا

مجلس کے اختتام پر قہوے کا ایک اور دور چلتا ہے سفید الائچیاں اور خوشبودار لونگ چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں سجائے قہوے کی پیالیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مجلس کے خاتمے پر میزبان گرامی الشیخ العادل کی گاڑیاں مہمانوں کو حرم نبوی ﷺ پہنچانے

کیلئے رواں دواں نظر آتی ہیں۔

شہر محبت کا انتظام وانصرام نجدیوں کے پاس ہے مگر حضور سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی مجالس کی رونقیں اپنی اپنی جگہ نور افشانی کرتی رہتی ہیں۔ کسی ''نجدے مطوے'' کی مجال نہیں کہ اذکار مصطفیٰ ﷺ کی طرف نجدی آنکھ سے دیکھے۔ ان کے فتوے ان کے پمفلٹ نجدی مولویوں کی کتابیں سارے شہر میں پھیلی ہوتی ہیں مگر ذکر رسول ﷺ کی محفلیں اپنی شان وشوکت لئے ہوئے باقاعدہ منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

ان مجالس نعت کے علاوہ اس سال وزیر اعظم (پاکستان) میاں محمد نواز شریف نے ابرائے ہوٹل اور گوجرانوالہ کے ایک نوجوان صنعت کار' حافظ عبدالوحید نے عنبریہ کے الشریف ہوٹل میں بڑی زبردست مجالس نعت کا اہتمام کیا تھا۔

مدینہ پاک کے عربی النسل مدنی عاشقان رسول کے خانوادوں کے گھروں کی محافل نعت اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں' یہ لوگ ''میلاد النبی ﷺ'' یوم ہجرت رسول اور یوم بدر پر ان محافل کا انعقاد کرتے ہیں ان کی علیحدہ تفصیلات ہیں۔ حضرت علامہ سیّد محمد مالکی علوی جیسے عالم دین مکہ مکرمہ سے تشریف لاکر ایسی مجالس میں مقام رسول ﷺ پر فصیح تقریر کرتے ہیں ہزاروں عربی نژاد اہل محبت کا مجمع ہوتا ہے۔ ترکی کے علمائے کرام اپنی اپنی قیام گاہوں پر ذکر رسول ﷺ کی پُرنُور محافل منعقد کرتے ہیں' کسی دوسری فرصت میں ہم ایسی محافل کا تذکرہ بھی کریں گے۔

مدینہ منورہ میں ''نجدی مطوؤں'' کے فتوؤں کے باوجود ذکر رسول ﷺ کی محفلیں جمتی اور سجتی ہیں۔ ان ''مطوؤں اور شرطوں'' کی پکڑ دھکڑ کے باوجود نعت مصطفیٰ ﷺ کی مجالس کی رونقیں کم نہیں ہوتیں۔ نجدی جاسوسوں کی رپورٹوں کے باوجود اہل محبت شہر محبت میں صلوٰۃ وسلام کی محفلیں برپا کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہمیں ایک درد مند ثناء خوان رسول ﷺ نے نجدیوں کی داستان ظلم وستم سناتے ہوئے رُلا دیا جب

اسے اس ''جرم'' میں دیارِ حبیب ﷺ سے نکال دیا گیا کہ وہ میلاد النبی ﷺ کی محفل کا اہتمام کرتا تھا۔ اس کا مال و متاع، گھر کا اثاثہ سب کچھ ضبط کر لیا گیا، بالکل اسی طرح جس طرح کبھی مکہ مکرمہ کے سرداران قریش ان مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ ایسے مسلمان چھپ چھپ کر حضور ﷺ کی محفل میں حاضر ہوتے۔ رات کے اندھیروں میں مکہ کی گلیوں میں دبے پاؤں ''دارالارقم'' میں پہنچتے۔ اذان دینا جرم تھا، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز بھی ناگوار تھی۔ آج ذکر رسول ﷺ کرنے والوں پر نجدیوں کی تیز اور خشمگیں نگاہیں نئی بات نہیں۔ ذکر رسول ﷺ تو ہر حال میں جاری و ساری رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

(مضمون ہذا ماہنامہ ''انوار لاثانی'' کے میلاد مصطفیٰ نمبر بابت ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق مئی جون ۲۰۰۴ء سے لیا گیا)

اُمت پر حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق

علامہ محمد نور بخش توکلی ''سیرت رسول عربی'' میں رقمطراز ہیں کہ

۱) حضور سرورِ دو جہاں ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ (سورۃ فتح آیت ۱۳)

۲) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ آپ کے اوامر کا امتثال اور آپ کے نواہی سے اجتناب لازم ہے۔ (سورۃ حشر آیت ۷)

۳) حضور ﷺ کی سیرت و سنت کی اقتدا و اتباع واجب ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۲۱)

۴) رسول اللہ ﷺ کی محبت واجب ہے۔ (سورۃ توبہ آیت ۲۴)

۵) حضور نبی کریم کی تعظیم و توقیر واجب ہے۔ (سورۃ فتح آیت ۸)

۶) سورۃ حجرات میں آیات ۱ تا ۵ میں رسول ﷺ کے آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔(نیز سورۃ نور آیت ۶۳، البقرہ آیت ۱۰۴)

۷) حضور ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم لازم ہے۔

۸) مومنوں پر واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔

(سورۃ احزاب آیت ۵۶)

۹) حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت بالا جماع سنت اور فضیلت عظیم ہے۔

اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔جن میں سے چند وفا الوفا سے پیش کی جاتی ہیں۔

۱) **ومن زار قبری وجبت له شفاعتی۔**

ترجمہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(دار قطنی، بیہقی وغیرہ)

۲) **من زار قبری حلت له شفاعتی۔**

ترجمہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

۳) **من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔**

ترجمہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں زیارت کی۔(دار قطنی وطبرانی وغیرہ)

۴) **من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔**

ترجمہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔

(کامل ابن طوسی)

علامہ محمد منشاء تابش قصوری اپنے ایک مضمون بعنوان ''میلادِ نور'' جو ماہنامہ

''انوارلاثانی'' کے میلاد مصطفیٰ نمبر ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق (مئی ،جون ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا رقمطراز ہیں۔

۱) کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے جو حقوق ہم پر واجب ہیں آپ کے اوصاف اور اخلاق جمیلہ کے بیان کرنے سے ہی ادا ہو سکتے ہیں اور اس واجب کی ادائیگی محافل میلاد کے انعقاد سے پوری کی جاسکتی ہے۔

۲) رسول اکرم ﷺ نے جمعۃ المبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اس لئے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے یوم ولادت کی نسبت سے جمعہ کو شرف و فضل حاصل ہے تو اس دن کو فضیلت و عظمت، بزرگی اور برتری کیوں نہ حاصل ہو گی جس میں سیّد الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، نیز یہ عظمت و بزرگی ولادت باسعادت اسی پیر (ولادت پاک والا) کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یوم جمعہ کی طرح عام ہو گی (یعنی ہر ''پیر'' کا دن بزرگی وعظمت کا حامل قرار پائیگا، جیسے ہر جمعہ اپنے اندر خیر و برکت رکھتا ہے تاکہ نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا جاسکے اور فیضان نبوت سے بہرور ہوں، نیز تاریخ انسانی میں جن واقعات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے انہیں زندہ رکھا جائے)

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد کے تحت لکھتے ہیں۔

بیت اللحم سے جب (شب معراج) نبی کریم ﷺ گزر رہے تھے تو حضرت سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس جگہ دو رکعت نفل ادا فرمائیں۔ آپ نے دو نفل ادا کیے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا حضور! یہ کون سی جگہ ہے۔ آپ نے فرمایا: جبرئیل آپ بتائیے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ باعظمت مکان ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب ایک نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی جائے میلاد کی تعظیم و تکریم کا یہ حال ہے تو سیّد عالم ﷺ کے مقام ولادت اور یوم میلاد کی

عظمت وتوقیر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

۴) واقعات انبیاء کے تحت مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وکلا نقص علیھا من انبیاء المرسل مانثبت به فودت۔

(سورۃ ہود آیت ۱۲۰)

ترجمہ ہم تمام رسولوں کے واقعات اس لئے روایت کرتے ہیں تا کہ آپ ﷺ کا دل مطمئن ہو۔

اس ارشاد سے یہ بالکل واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے واقعات بیان فرماتے ہیں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ سیّد عالم ﷺ کے قلب اطہر کو مطمئن کیا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ آج ہم اپنے دلوں کو مضبوط و مستحکم رکھنے کیلئے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں' پس ہمارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ ہم سیّد دو عالم ﷺ کے اقوال و آثار' حالات و معجزات اور واقعات سے آگاہی حاصل کریں کیونکہ ہم آپ ﷺ کی نسبت زیادہ حاجت مند ہیں اور یہ مقصد انعقاد محافل عید میلاد النبی سے حاصل ہوتا ہے۔

بدعت

جو لوگ عید میلاد النبی کی مجالس اور جلسے جلوس کو بدعت کہتے ہیں اور اسے ناجائز قرار دیتے ہیں وہ فرقہ پرستی کے تحت کہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن مجید کا بغور مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ رب کریم تو خود قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما رہا ہے جیسا کہ پچھلے صفات پر آ چکا ہے۔ انعقاد میلاد النبی سے تو سنت الٰہیہ ادا ہوتی ہے۔

بدعت کی تعریف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق بدعت کی دو قسمیں "النہایہ" میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) بدعت حسنہ۔ (۲) بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ وہ نئی بات جو اچھی

ہواور قرآن وسنت اور اجماع آئمہ کے خلاف نہ ہواور وہ جوان ماخذوں کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ میلاد النبی مبارک کو بدعت کہنے والے جشن نزول قرآن تو بڑے ذوق وشوق سے مناتے ہیں مگر صاحب قرآن جن کے صدقہ میں قرآن مجید ان کی ولادت پاک پر خوشی نہیں مناتے اور ناراض ہوتے ہیں۔۔

ایں تفاوت از کجا تا بکجاست۔

مولانا ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ خطیب جامع مسجد بہار مدینہ بوچھال کلاں چکوال اپنی تالیف ''ذوق خطیب'' میں لکھتے ہیں کہ سنت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) سنت رب العالمین۔(۲) سنت محبوب رب العالمین۔(۳) سنت انبیاء کرام علیہم السلام۔(۴) سنت صحابہ کرام۔(۵) سنت مسلمین۔

سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحت لکھتے ہیں کہ یعنی وہ کام جو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہواور صحابہ کرام نے کیا جیسے قرآن پاک کو کتابی شکل میں لانا' جمع کرنا بیس تراویح باجماعت ادا کرنا۔تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا۔

سنت مسلمین یعنی وہ کام جو زمانہ رسالت مآب ﷺ میں نہیں تھا اور صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی نہیں تھا۔ مسلمانوں نے یہ کام بعد میں ایجاد کیا لیکن سارے اولیاء کرام' مشائخ عظام' مفسرین حضرات ان کاموں کو اچھا سمجھتے رہے۔ منجملہ ان کے مثلاً ایمان مفصل ایمان مجمل' چھ کلمے جو بچوں کو یاد کرائے جاتے ہیں۔قرآن حکیم میں رکوع قائم کرنا' حروف پر اعراب لگانا جمعہ کے خطبوں میں خلفاء راشدین کا نام لینا۔

نبی کریم ﷺ کے میلاد منانے میں گویا ان تمام سنتوں پر عمل کرنا ہے' کیونکہ میلاد شریف رب العزت نے منایا۔حضور اکرم ﷺ نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا۔انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حضور ﷺ کا میلاد منایا۔صحابہ کرام نے بھی اپنے آقا کا میلاد منایا۔مسلمان آج تک میلاد منا رہے ہیں۔ میلاد شریف اور درود شریف

کے علاوہ کوئی ایسی نیکی نہیں جس میں پانچوں سنتیں جمع ہوں۔ بعض منکرین میلاد مبارک سنی حضرات (جو میلاد مناتے ہیں) سے سوال کرتے ہیں کہ تم جو ہر سال میلاد مناتے ہو کیا حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ہی پیدا ہوئے تھے یا ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ کم فہم لوگ جو دین سے کما حقہٗ واقف نہیں ہوتے جواب نہیں دے پاتے۔ ان (منکرین جشن میلاد النبی) کو یوں جواب دینا چاہیے کہ اے منکرین جشن میلاد النبی! تم جو جشن نزول قرآن ہر سال مناتے ہو کیا قرآن مجید نبی پاک ﷺ پر ایک ہی مرتبہ اترا تھا یا ہر سال کہیں گے وہ تو ایک مرتبہ ہی اترا تھا۔ اب ان سے پوچھئے کہ جب تم ہر سال جشن نزول قرآن مناتے ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں ہر سال میلاد النبی کا دن منانا کیوں بدعت اور ناجائز ٹھہرا۔ جب ہر سال یوم اقبال، یوم قائداعظم اور یوم آزادی منایا جاتا ہے اور یہ بدعت نہیں تو پھر عید میلاد النبی کی خوشی بھی اسی حال پر جائز ہے۔ بچوں کی سالگرہ ہر سال منائی جاتی ہے تو کیا وہ بچہ ہر سال پیدا ہوتا ہے کچھ تو خیال کرو کہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو، خدا لگتی بات کرو۔ ایسی فضول بحث بے دلیل سے رجوع کرو۔ قیامت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ عرب ممالک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت کی خوشی میں جو تقاریب منعقد ہوتی تھیں اس دوران میں میلاد النبی کہلاتی تھیں۔ ہندوستان میں سلاطین خاندان غلاماں اور شاہان خاندان مغلیہ کے زمانہ میں جشن عید میلاد النبی کی نظیر ملتی ہے۔

عید کا مفہوم

عید کے لفظ کے معنی کے متعلق مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور اپنے کتابچہ "عید میلاد النبی ﷺ" ص ۴ پر فرماتے ہیں: لغت کی کتاب 'المنجد' میں العید "عید" کے معنی لکھے ہیں ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا

کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے۔ اسے عید کہتے ہیں۔ مزید لکھا ہے کہ عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴ میں لفظ ''عید'' آیا ہے۔

قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من سماءِ تکون لنا عیداً الاولنا واخرنا وایۃ منك۔

ترجمہ اے اللہ! ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کیلئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کیلئے بھی اور ہو جائے ایک نشانی تیری طرف سے۔

مائدہ اس دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا چنا ہوا ہو۔ عید مطلق خوشی اور سرور کے دن کو کہتے ہیں۔ (ضیاء القرآن) جو اس مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے سب کیلئے فرحت و شادمانی کا دن ہو۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس روز کو عید منانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنا شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیّد دو عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اظہار وسرور کرنا مستحسن ومحمود اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (خزائن العرفان)

مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے مختلف تفاسیر کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ ''عید'' آیا ہے اس سے مراد خوشی کا دن ہے۔

تفسیر مذاہب الرحمان میں ہے عید خوشی کا دن کہلاتا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے بعض لوگوں نے کہا عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں آدمی رنج سے خوشی کی طرف لوٹتا ہے۔

جناب عبدالماجد دریا آبادی (دیوبندی) نے عید کا ترجمہ ایک جشن کیا ہے۔ عید اس خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار آئے۔

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں عید کا ترجمہ ایک خوشی کی بات کیا ہے۔

مولوی شفیع (دیوبندی) نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے عید کے معنی عید کئے ہیں۔

سعودی حکومت کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے قرآن مجید کا ترجمہ مولوی محمد جونا گڑھی غیر مقلد نے کیا ہے اور تفسیر مولوی صلاح الدین یوسف کی ہے اس میں بھی ''عید'' کا ترجمہ ایک خوشی کی بات آیا ہے۔

مولوی مودودی نے بھی لفظ عید کا ترجمہ خوشی کا موقعہ کیا ہے۔

انعقاد مجالس عید میلاد النبی کا ایک خاص نقطہ یہ ہے کہ جس عظیم بے مثل ہستی کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہ ہستی وہ ہے جس کی ابتداء ہے یہ وہ ہستی ہے جو الٰہ نہیں۔ کیونکہ جو اللہ ہے وہ ازلی ابدی اور لم یلد ولم یولد ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے انعقاد میں ایک خاص نکتہ

علامہ مولانا حاجی بشیر احمد نقشبندی مجددی اپنے مراسلہ ''آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا'' (مطبوعہ انوارِ لاثانی میلاد مصطفیٰ نمبر ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مئی جون ۲۰۰۴ء) میں فرماتے ہیں میلاد کا معنی ولادت پیدائش ہے اور میلاد منانے کا مفہوم جس ہستی کا ذکر ہو رہا ہے اس کی ولادت و پیدائش کا تذکرہ ہے۔ یہ ایک حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جس ذات ہستی کا میلاد منایا جاتا ہے اس کے متعلق بار بار اعلان ہوتا ہے کہ وہ

پیدا ہوئے۔ دنیا میں آئے تشریف لائے اس طرح اس خیال کا قلع قمع ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب ہیں یا رب کا بیٹا وغیرہ کسی طرح سے شریک ہیں (نعوذ باللہ) اس طرح اہلسنّت و جماعت کا میلاد منانا شرک وکفر کی دیواریں گرانا اور توحید باری تعالیٰ کا کھلا اعلان ہے۔

یہ ایک اصول ہے کہ جس قدر کوئی دعویٰ بلند و بالا ہو اسی قدر اس کی دلیل اور ثبوت بھی زیادہ مضبوط اور بلند و بالا ہونا ضروری ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ رب کریم کی ذات وصفات کی برہان و دلیل ہیں اور وہ (حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) ذات وحدہ لاشریک کی دلیل و ثبوت بھی ہے' بے عیب و بے مثل ہے۔ اسی اصول کی رو سے یہ بات سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم رحمت للعالمین بے عیب اور ہر نقص و کمی سے پاک ہیں۔ اسی لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی مداح رسول کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں عرض گزار ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عينی
واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

اے آقا! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسین شخص میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ جیسا پیارا کسی ماں نے جنا ہے اور آپ ہر عیب و نقص سے پاک پیدا ہوئے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق بنایا ہے۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا لہرانا

شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے تو موضع غمیم (جو رابغ اور جحفہ

کے درمیان ہے) میں پہنچے تو بریدہ اسلمی بن حصیب ستر سواروں کے ساتھ آپ ﷺ کے تعاقب میں پہنچا۔ آپ کی پر اثر شیریں گفتگو سے معہ ہمرائیوں کے مسلمان ہو گیا۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مدینہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے۔ پھر حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ سر سے اتارا اور نیزے پر باندھ کر آپ ﷺ کے آگے آگے چل پڑا اور ایک جھنڈا بردار جلوس کی شکل بن گئی، کچھ دور جانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بریدہ سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت فی الحال اپنے وطن چلے جاؤ، بعد میں مناسب وقت پر مدینہ آ جانا۔

مدینہ منورہ میں آمد مصطفیٰ کا جلوس اور اظہار مسرت

سرکار دو عالم ﷺ جب بستی قبا سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے تو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے جانثار اہل مدینہ نے بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اس اظہار محبت کو امام مسلم کی زبانی سنیے۔

ترجمہ مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور ہر طرف یا محمد یارسول اللہ (ﷺ) یا محمد یارسول اللہ (ﷺ) کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی لوگوں کی فرحت و مسرت کا اندازہ کیجئے فرماتے ہیں کہ

ترجمہ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ اتنے خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوتے تھے۔

تاریخی واقعات

فخر موجودات ﷺ جب بستی قبا سے سوئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو بستی قبا

اور قرب و جوار کے تمام مسلمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں بائیں آگے پیچھے چلنے لگے۔ مدینہ منورہ کے باہر انصار نے استقبال کیا' بچے معصومانہ انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ (رسول اللہ تشریف لائے' رسول اللہ تشریف لائے) جب تشریف آوری کا غلغلہ ہوا تو تمام کا تمام شہر اُمڈ آیا محلّہ بنی سالم سے شہر تک تین چار میل کی مسافت میں دورویہ جاںنثارانِ رسالت کی قطاریں تھیں۔ حبشی غلام خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے' ہر کوئی خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہا تھا جب حیا پرور اور پاک دامن بیبیوں نے مکانوں کی چھتوں سے دھیمے سروں میں خیر مقدم کا ترانہ گایا تو حیا اور عقیدت نے آواز میں وہ اثر پیدا کر دیا کہ حورانِ بہشتی تھی بھی کان کر لگا کر سنتی تھیں۔

خیر مقدم کا ترانہ

طلع البدر علینا	ہم پر پورا چاند نکل آیا
من ثنیات الوداع	وداع کی گھاٹیوں سے
وجب الشکر علینا	ہم پر خدا کا شکر واجب ہے
ما دعا للہ داعی	جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں
ایھا المبعوث فینا	اے ہم میں مبعوث ہونے والے
جئت بالامر المطاع	آپ ﷺ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی متابعت فرض ہے۔

ایسا شاندار عقیدت مندانہ استقبالیہ جلوس کسی تاجدار کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ جلوس نکالنا جائز ہے۔ کیونکہ آپ حضور ﷺ نے منع نہ فرمایا:

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ کا بیان

امام قسطلانی حضرت بیہقی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ

''میں آپ ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا گھرانہ انوار سے معمور ہو گیا اور میں نے ستارے گھر کے اتنے قریب دیکھے کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب مجھ پر گر جائیں گے۔ (اس سے چراغاں کرنا جائز ثابت ہوا)

''سنت'' کا لفظ ابولہب کیلئے استعمال کرنا گستاخی ہے

سنت کا لفظی مطلب طریقہ راستہ نہج ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کیلئے اس پر عمل بھی ہوا تو اس (شخص) کیلئے ان تمام لوگوں جیسا اجر لکھا جائے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اور اس کے بعد اس پر عمل ہوا تو اس پر ان تمام لوگوں جیسا گناہ لکھا جائے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

لفظ ''سنت'' قرآن مجید میں ان سورتوں میں آیا ہے۔ سورۃ انفال آیت ۳۸، سورۃ الحجر آیت ۱۳ سورۃ فاطر آیت ۲۳ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۷، سورۃ کہف آیت ۵۵، المومن آیت ۸۵

حدیث شریف میں بھی سنت کا لفظ آیا ہے۔ سنت اس طریقہ کار کو کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رائج فرمایا اور آپ کی بتائی ہوئی راہ منحرف نہیں ہونا چاہیے۔ اس طریق کار کا ثبوت قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا آپ کی حدیث سے یا خلفائے راشدین کے طریقہ سے۔ (اقتباس از اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ سنت اصطلاحاً اس عمل کو کہا جائے گا جو کسی مرد مومن کا طریق کار ہو کسی کافر، مشرک کے طریقہ کو خواہ وہ کتنا ہی خوشنما ہو سنت یہ کہا جائے گا۔ لہٰذا ابولہب کافر کے عمل کو ''سنت'' کہنا کروڑوں بار غلط ہے اور سوئے ادب اور گستاخی ہے۔

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ملک زین الدین اور وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہم کے حالات میں (اخبار الاخیار ص ۲۲۷ فارسی) میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ اور تمام خدمت گار آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھتے ہیں پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آئی تو کئی من چاول رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانہ پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

نذرانہ کا ثواب

یہ درست ہے کہ کھانا جو پکایا جاتا ہے لوگ (حاضرین، غریب، مسکین) کھاتے ہیں مگر نذرانہ کا ثواب آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ سورۃ الحج آیت ۳۷ میں صاف اور واضح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز قربانی کے جانور کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہاں تمہاری پرہیزگاری کو اس تک باریابی ہوتی ہے۔ (گویہ سب نذرانے لوگ کھاجاتے ہیں اور یہ عوام کیلئے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کا خلوص اور تقویٰ قبول ہوتا ہے ریاکاری نہیں)

غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانے کے متعلق قرآنی احکامات

۱) سورۃ ماعون آیت ۳، ترجمہ: اور نہ ہی برانگیختہ کرتا ہے دوسروں کو کہ غریب کو کھانا کھلائیں"۔

۲) سورۃ الذاریات آیت ۱۹، ترجمہ: اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کیلئے اور محروم کیلئے"۔

۳) سورۃ الحاقہ آیت ۳۴، ترجمہ: اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی"۔

۴) سورۃ المعارج آیت ۲۴‘۲۵‘ ترجمہ: جن کے مالوں میں مقرر حق ہے سائل کیلئے اور محروم کیلئے۔

۵) سورۃ مدثر آیت ۴۴‘ ترجمہ: اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے“۔

۶) سورۃ الدھر آیت ۸‘ ترجمہ: اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین‘ یتیم قیدی کو اور کہتے ہیں‘ ہمیں تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کیلئے اور نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ کسی شکریہ کے۔

۷) سورۃ الفجر آیت ۱۸‘ ترجمہ: اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی“۔

۸) سورۃ العدیت آیت ۶ تا ۸‘ ترجمہ: بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر خود گواہ ہے اور بیشک مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔

۹) سورۃ اللیل آیت ۵‘ ترجمہ: پھر جس نے راہ خدا میں اپنا مال دیا اس سے ڈرتا رہا“۔

۱۰) سورۃ البلد آیت ۴‘ ترجمہ: یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی میں) یتیم کو جو رشتہ دار ہے یا خاک نشین مسکین کو۔

کھانے کی دیگیں اسراف نہیں

عید میلاد النبی ﷺ کے دن غربا مساکین اور حاضرین کی میزبانی پر جو بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے اور ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق کھانے پکوا کر اور شیرینی تقسیم کرتا ہے روشنی کرتا ہے یہ اسراف نہیں ہے۔ فضول خرچی برے کاموں میں ہوتی ہے۔ اچھے کاموں میں خرچ کی کوئی مقدار یا حد مقرر نہیں۔ صحابہ کرام کی زندگی سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان رسول علیہ السلام

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آقائے ﷺ نے تو کسی کو فضول خرچ نہیں فرمایا۔

کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں جیسے حضرت سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ انبالوی کے حالات زندگی سے ایصال ثواب کے واقعات ملتے ہیں۔

ایصال ثواب کے چند واقعات

۱) ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیلئے عمدہ کھانے پکوائے۔ جب خادم نے کھانا تقسیم کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ کچھ دیر بعد پھر اجازت طلب کرنے پر یہی جواب ملا۔ خادم نے انتظار کی وجہ دریافت کی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں کیسے اجازت دیتا کہ اس وقت میرے بھائی علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسول اکرم ﷺ کی روح پر فتوح کو ثواب کیلئے بھنے ہوئے چنے تقسیم کئے تھے تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ ہمہ تن ادھر متوجہ ہیں۔ پس ایسی حالت میں کھانا تقسیم کرنا میں نے پسند نہ کیا بلکہ یہ چاہا کہ آپ توجہ شریف ادھر فرمائیں تو پھر کھانا تقسیم کروں۔

(کتاب ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب مصنف خواجہ محبوب عالم سے اقتباس)

خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلاں رحمۃ اللہ علیہ کا ختم دلایا۔ رکابیوں میں کھانا ڈال کر سب کے آگے چن کر ان پر فاتحہ کہلائی تو حالت مکاشفہ یہ کیفیت دیکھی کہ ان رکابیوں کی نوری شکل بن گئی ہے۔ طعام سے بھری ہوئی وہ نوری شکل کی رکابیاں طعام سے بھری ہوئی آسمان پر چڑھ رہی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ آسمان سے وہی نوری شکل کی رکابیاں اتر کر خواجہ قادر بخش کی قبر پر جا رہی ہیں اور آپ ان میں سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس وقت سمجھ میں آیا کہ جس طرح اس بدن کی غذا یہ دنیاوی چیزیں ہیں

اور بدن ان کو کھا کر مضبوط ہوتا ہے اسی طرح روح کی غذا نور ہے اور روح اسے کھا کر تقویت حاصل کرتی ہے۔ مرنے کے بعد تو بدن کو غذا کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ فنا ہو جاتا ہے البتہ روح کو غذا کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ چونکہ یہ دنیاوی کھانے روح کی غذا نہیں بن سکتے اس لئے ضروری ہوا کہ ان دنیاوی کھانوں کو نور سے بدلا جائے تا کہ روح کھا سکے اور نور سے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ طعام اللہ کے واسطے اس کے بندوں کو کھلا دیا جائے تو پھر اللہ منظور فرما کر کھلانے والوں کو اس کے بدلے نوری کھانا جیسا کہ جنت میں جنتیوں کو ملتا ہے اسی طعام کے مثل دے دیتا ہے۔ یہ نوری کھانا کھلانے والے کی ملک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی نوری بدلہ کا نام ''اجر و ثواب'' ہے۔ یہ طعام جو لوگوں نے کھایا ہے ان کے پیٹ میں چلا گیا۔ اس کا جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہو چکنے کے بعد ہماری ملک ہوتا ہے ہم اس اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں کہ خداوند! رسول اللہ ﷺ کے طفیل اس چیز کا ثواب جس طریقہ سے تو پہنچایا کرتا ہے اس طریقہ سے فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے تو اس صورت میں بلا شبہ ثواب پہنچ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے مگر اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ طعام کھلانے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی' رضا مندی مدنظر ہو۔ ریا' شرک' نام وری مطلوب نہ ہو' حرمت اور نجاست سے بھی پاک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک لوگوں ہی کی نیکیاں قبول کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ہے۔

انما یتقبل اللّٰہ من المتقین۔ (سورۃ المائدہ آیت ۲۷)

ترجمہ اللہ پرہیز گاروں کے صدقے اور قربانیاں قبول فرماتا ہے۔ ایصال ثواب کی نیت سے جو کھانا پکایا جائے تو کھانے سے پہلے ہی نیت کر لی جائے کہ خداوند! اس طعام کا جو ثواب تو ہم کو عطا فرمائے گا وہ ہماری طرف سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل

اس میت یا بزرگ کی روح کو پہنچا دینا۔ اس طریقہ ایصال ثواب سے تمام موتی کی ارواح کو رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا جاتا ہے اور یہ ثواب رسول اکرم ﷺ خود ان موتی کو عطا فرماتے ہیں۔ اس طرح ایک تو ثواب پہنچنے کی خوشی دوسرے نبی پاک ﷺ کی زیارت کا شرف۔

(کتاب ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب مصنف خواجہ محبوب عالم سے اقتباس)

یوم میلاد النبی کا روزہ

پیر کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ بیشمار لوگ اپنے آقا و مولا کی یہ سنت ادا کرتے ہیں۔ قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن کم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ربیع الاوّل کا مہینہ کبھی گرمی میں کبھی سردی کے موسم میں کبھی موسم بہار میں اور کبھی موسم خزاں میں آتا ہے اس لئے یوم پیدائش کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کبھی پیر کبھی منگل کبھی بدھ کبھی جمعرات کبھی جمعہ کبھی ہفتہ کبھی اتوار کو آتی ہے۔ اس مرتبہ ۳ مئی ۲۰۰۴ء ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ پیر کا دن تھا اور موسم بہار تھا اب اس کیفیت کا دن ۳۶ سال بعد آئے گا۔ جب تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن آتی ہے تو اکثر لوگ روزہ رکھتے ہیں ویسے خال خال ہر پیر کو روزہ بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ روزہ فرض نہیں نفلی ہے۔ روزہ رکھنے کی ممانعت عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے ساتھ ہے۔

پیر کا روزہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا''۔

عاشورہ کا روزہ

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس کے دشمنوں (فرعون اور اس کی قوم) سے نجات دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ پس آپ نے روزہ رکھا اور روزہ کا حکم فرمایا یعنی آقائے نامدار ﷺ نے ایک اچھے عمل میں مشابہت سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا اور اپنے عمل سے یہ ضابطہ مقرر کیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت حاصل ہوا سے یادگار کے طور پر منانا اور خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ عمل خیر میں مشابہت بری نہیں بلکہ بہترین ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۲۰۰۰ ہزار قبل دنیا میں تشریف لائے اور بنی اسرائیل کا دشمن فرعون جو خدا بنا بیٹھا تھا غرق ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی فرعون کے غرق ہونے پر اور اس کے تشدد اور جبر و ظلم سے نجات ملنے پر خوشی کرتے ہوئے روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے صرف اتنا فرمایا:

''نحن احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه''

یہ نہ فرمایا اے یہودیو! یہ کیا کرتے ہو یہ بدعت ہے کیا انوکھی رسم ایجاد کر لی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو وصال کئے اور فرعون کو غرق ہوئے تو صدیاں گزر گئیں تم ابھی تک خوشیاں منا رہے ہو یہ ترک کرو یہ بدعت ہے بلکہ یوں فرمایا کہ تم اُمتی ہو کر خوشی کرتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں تو پھر میں اور میرے اُمتی اس خوشی میں کیوں شریک نہ ہوں۔ یہ واقعہ منکرین میلاد شریف بھی جانتے ہیں اور درست تسلیم کرتے ہیں کہ حضور

سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۰ محرم کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور خود بھی روزہ رکھا۔ (یہ تو اتفاق ہے کہ سیّد الشہدا حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ۱۰ محرم کو پیش آیا) جب یہودی فرعون سے نجات پر خوشی کرتے ہیں تو ہم مسلمان جنہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت ساری کائنات کو دکھ درد ظلم وستم کفر شرک جہالت اور گمراہی سے نجات ملی کیوں خوشی نہ کریں۔ پس ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ کے دن خوشی کرنا جائز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کیلئے جب آسمان سے دستر خوان نازل ہونا شروع ہوا تو ۴۰ دن تک آتا رہا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنے مال دار اُمتیوں سے فرمادیں کہ اب وہ دستر خوان الٰہی سے کھاپی نہیں سکتے۔ جب ارشاد ربانی کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مالدار اُمتیوں کو اس حکم سے آگاہ کیا تو یہ رئیس لوگ کہنے لگے کہ اے عیسیٰ! یہ دستر خوان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتا تھا بلکہ یہ تمہارے جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ منکرین تعداد میں ۳۳۰ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی ہے اب اللہ تعالیٰ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ ۳۳۰ آدمی رات کو سوئے تو صبح بیدار ہونے پر خنزیر بنے ہوئے تھے۔ یہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمت ناشکری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کے باعث اس حال کو پہنچے۔ پھر تین دن کی مختصر عبرتناک حالت میں مر گئے۔

عید میلاد النبی ﷺ کا دن کیسے منانا چاہیے؟

بارہ ربیع الاوّل کا چاند نظر آئے تو مساجد میں جلسوں کا انتظام کیا جائے اور مکمل بارہ دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک بیان کی جائے۔ حاضرین باوضو ہوں نعت خوانی ہو درود وسلام پڑھا جائے مجلس کے اختتام پر کھڑے ہو کر تعظیماً وتکریماً سلام پڑھا جائے۔ حاضرین آقائے نامدار ﷺ سے عقیدت اور محبت کا مظہر نظر

آ ئیں۔ یہ راتیں اور دن قرآن خوانی' ادائیگی نوافل اور ذکر الٰہی میں بسر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کی روح اقدس کے ثواب کیلئے غریبوں مسکینوں اور یتیموں کی ہر قسم کی رعایت کی جائے۔ (کھانا کھلا کر صدقہ خیرات کر کے)

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ہر قصبہ ہر شہر میں ان ۱۲ دنوں میں سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے اور دشمنوں کی سازشوں کو جو معاشرہ میں مختلف طریقوں اور ہر جہت میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں قلع قمع کیا جائے۔ مساجد کی زینت و آرائش کی جائے اور دوران مجالس خوشبو وغیرہ سے مساجد کو معطر رکھا جائے کہ خوشبو آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ ۱۲ ربیع الاوّل کے دن شاندار جلوس نکالا جائے۔ معززین اور علماء ومشائخ شرکت فرمائیں اور جلوس عمدہ طریقہ سے کسی مزار مقدسہ پر لے جا کر اختتام کریں۔ دوران سفر شرکاء باوضو رہیں لباس صاف ستھرا ہو۔ راستہ میں درود و سلام اور نعت خوانی ہو مناسب مقامات پر علماء کرام وعظ بھی فرمائیں۔

جلوس میں خوشی اور مسرت کے تمام انداز شریعت محمدیہ کے مطابق ہوں۔ ایسے امور اور مظاہروں سے اجتناب ضروری ہے جو حضور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور تکریم کا حکم نہیں رکھتے۔ جلوس میں مرد و زن کا اختلاط' آتش بازی' چمٹا بجانا' ناچنا' بھنگڑا ڈالنا اور گیت گانا وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ بیل گاڑیوں تانگوں کو شامل نہ کیا جائے صرف کاریں' بسیں' ٹرک اور جیپیں جلوس کے ساتھ ہوں۔

جلوس کے انتظام وانصرام کو بہترین انداز میں قائم رکھیں تا کہ بعض نادان فرطِ محبت میں اسلامی وقار کو مجروح کرنے کی کوشش نہ کریں' بہتر یہ ہے کہ شرکاء جلوس باوضو رہیں۔ ننگے سر نہ ہوں۔ تا کہ جب کسی نماز کا وقت ہو تو باقاعدہ نماز ادا کر سکیں۔ شرکاء جلوس میں سے کوئی فرد بھی ایسی حرکت نہ کرے جس سے روح اسلام مجروح ہونے کا اندیشہ ہو۔

علمائے کرام کو چاہیے کہ ماہ ربیع الاوّل کے آغاز سے پہلے پہلے ایسے پمفلٹ طبع کرائیں جن میں نبی ﷺ کی سیرت پاک، اخلاق حسنہ پر عام فہم الفاظ میں مضامین ہوں تا کہ ماہ ربیع الاوّل کے آغاز ہی سے پمفلٹ عوام وخواص میں تقسیم کیے جاسکیں۔

جلوس کے اختتام پر الوداعی سلام پڑھا جائے اور شرکائے جلوس پختہ عہد کریں کہ آئندہ ہم اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں گے۔

بعض نادان لوگ دوران جلوس ڈھول بجانے اور گانا گانے وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور منکرین انعقاد میلاد النبی کو اعتراض کا خوب موقع مل جاتا ہے اور اس بناء پر جلسے جلوس کی پرزور اور شدت سے مخالفت کرتے ہیں، منتظمین کو چاہیے کہ ایسے نادان لوگوں کو اس برائی سے روکیں۔ جلسے جلوس بند کرنے کی بجائے برائی کو ختم کرنا چاہیے۔ ایسے نادان لوگ کوئی بھلائی کا کام نہیں کر رہے، انہیں تعلیم دے کر ایسی غیر شرعی حرکات سے باز رکھنا چاہیے نہ کہ جلوس وغیرہ جو شوکت اسلام کا باعث ہیں بن کرنے پر زور دینا چاہیے۔ منتظمین جلوس ہر حال میں اسلامی وقار اور جلسے اور جلوس کے تقدس کو کسی طرح بھی مجروح نہ ہونے دیں۔

جلسے جلوسوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ناجائز ہے نیز ایسی فضول خرچی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی کا باعث ہو کا ارتکاب بالکل نہ کیا جائے۔

مسرتوں اور خوشیوں کے ساتھ ساتھ ایک محبِّ رسول اللہ ﷺ کو میلاد النبی کا دن خود احتسابی کے طور پر بھی منانا چاہیے تا کہ ہم دیکھیں کہ گذشتہ سال اس موقعہ پر جو وعدہ ہم نے کیا تھا کہ ہم صراط مستقیم اور سیرت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے ہم نے کہاں تک پورا کیا ہے اور کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

بارہ ربیع الاوّل یوم وصال نہیں

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بارے میں چار قسم کی روایتیں صحابہ کرام سے منسوب ہیں۔

۱) ۱۲ ربیع الاوّل۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

۲) ۱۰ ربیع الاوّل۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

۳) ۱۵ ربیع الاوّل۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

۴) ۱۱ رمضان المبارک۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

تنقیدی جائزہ

پہلی روایت جو وصال کے تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل بتائی گئی ہے۔ اس کی سند میں محمد بن عمرو اقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابوحاتم الرازی اور نسائی سے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا واقدی ثقہ نہیں یعنی قابل اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم رازی نے فرمایا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر آئمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ لہٰذا ۱۲ ربیع

الاوّل والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اور اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

دوسری روایت کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن عبید اللہ متروک ہے۔

تیسری اور چوتھی روایت کی سند کتب مطبوعہ میں نہیں ملتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور نہ ہی ثقہ آئمہ تابعین سے صحت تک پہنچ سکا ہے' لہٰذا کسی بعد کے مورخ کا ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات قرار دینا درست نہیں ہو سکتا۔ البتہ اجل تابعین ابن شہاب زہری' سلیمان بن طرخان اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرہم نے اسناد کے ساتھ یکم دوم ربیع الاوّل کو تاریخ وفات نقل کیا ہے۔

قانون ہیئت وتقویم سے تجزیہ

امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی جو کہ مشہور محقق و محدث و مورخ فرماتے ہیں۔

ترجمہ اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو مگر ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات 'پیر' کسی صورت نہیں آ سکتا۔

مشہور محققین' مورخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی حافظ ابن حجر العسقلانی امام ابوالیمن ابن عساکر' حافظ ابن کثیر امام نورالدین علی بن السمہودی' امام علی بن برہان الدین الحلبی وغیرہ نے بھی فرمایا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ عقلاً نہ نقلاً نہ روایت"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مفصل بحث کے بعد ۲ ربیع الاوّل کو ترجیح دی ہے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو تاریخ وفات ہونے کی روایت کو عقل و نقل کے خلاف ثابت کر کے راوی کا وہم اور اسے غلط قرار دیا ہے۔

علامہ شبلی کی رائے

مشہور دیوبندی مورخ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔ یکم ربیع الاوّل کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے امام سہیلی نے روض الانف میں اس کو اقرب الی الحق لکھا ہے اور سب سے پہلے امام مذکورہ نے ہی درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی روایت قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں روز وفات دوشنبہ کا دن تھا۔ اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو نویں تاریخ کو جمعہ تھا ۱۰ ہجری ذی الحجہ روز جمعہ سے ۱۱ ہجری ۱۲ ربیع الاوّل تک حساب لگائیں تو ہر صورت ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ قطعاً غلط ہے۔ اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاوّل ہے۔ ابونعیم نے دلائل میں بسند یکم ربیع الاوّل تک تاریخ وفات نقل کی ہے۔

(سیرت النبی ﷺ ج ۲ ص ۱۰۳، ۱۰۴)

مولانا تصدق حسین صاحب اپنے کتابچہ ''برکاۃ میلاد'' کے ص ۷۴ پر لکھتے ہیں کہ اس مذکورہ گفتگو کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ اگرچہ رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی اور اہل مکہ کے معمولات بھی اس بات پر شاہد ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اگر یہی دعویٰ ہو کہ ۱۲ ربیع الاوّل وفات نبوی کا دن ہے تو اس بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی؟

(مؤلف متذکرہ بحث میں یہ مکمل طور پر ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاوّل نہیں بلکہ اقرب الی الحق یہ ہے کہ یکم یا دو ربیع الاوّل ہے)

یوم ولادت باسعادت کا سال اور تاریخ و موسم

اس بات پر تو تمام مورخین متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت باسعادت دو شنبہ "پیر" کا دن ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

۱) حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا آپ "پیر" کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں اسی دن پیدا ہوا اس دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی"۔

۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی دوشنبہ کو پیدا ہوئے وہ شنبہ کو ہی ان کی بعثت ہوئی اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ کو ہی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

۳) مدینۃ الاحباب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت "پیر" کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی پیر کے دن شروع ہوا۔ حجر اسود کو بھی حضور ﷺ نے موجودہ جگہ پر ہفتے کے اسی دن (پیر) رکھا۔ ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی، مدینہ منورہ میں پیر کے دن داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔

۴) حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت دوشنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔

ماہ ولادت

مدارج النبوت میں اور حافظ ابن کثیر نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ربیع الاوّل لکھا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے کہ ولادت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔ حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ عنہ کی

روایت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ولادت پاک ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔ صاحب شرح زرقانی فرماتے ہیں کہ جمہور کا یہ فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔

سال ولادت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر العزیزی میں لکھا ہے کہ ولادت فیل کے پچپن روز بعد ہوئی۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ واقعہ فیل کے پچپن دن بعد حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔ (زرقانی ۱۲۰/۱)

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''سیرت رسول عربی'' میں حضور ﷺ کی ولادت شریف واقعہ فیل سے ۵۵ روز بعد لکھی ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد شریف سے پچپن روز قبل اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ محدث، مفسر اور مورخ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سال فیل میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر نور العرفان اور حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ضیاء القرآن میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ابرہہ کے لشکر کی آمد ۱۷ محرم کو ہوا۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابرہہ کی آمد اور ہلاکت جب محرم کے تیرہ دن بقایا تھے ہوئی۔ پس یہ بات واضح ہوگئی کہ واقعہ فیل ۱۷ محرم کو ہوا اب اگر محرم اور صفر دونوں تیس دن کے مان لئے جائیں تو ۱۷ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ آتی ہے۔

بعض حضرات دو ربیع الاوّل بعض پانچ، بعض سات، بعض نو، بعض دس، بعض

سترہ، بعض اٹھارہ اور بعض ۲۲ فرماتے ہیں۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور عید میلاد النبی نمبر بابت نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء میں بحث وتمحیص نے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا گیا کہ چونکہ صحابہ کرام اجمعین، مفسرین، محدثین اور مورخین کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور اکرم ﷺ کو یوم ولادت قرار دیا ہے اور قدیم دور کے زمانہ سے ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی منائی جاتی ہے اب ہم صحابہ کرام تابعین اور مورخین کے اقوال کی روشنی میں ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت ثابت کرتے ہیں۔

حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی اس قول کی موجودگی میں کسی مورخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ ۱۲ ربیع الاوّل تاریخ ولادت نہیں بالکل غلط ہے۔

محمد بن اسحاق نے بھی اپنی سیرت کی کتاب میں تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاوّل لکھی ہے۔

ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے سیرت ہشام، میں لکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔ سیرت ابن ہشام ایک مستند تاریخی کتاب ہے۔ ہر تذکرہ نگار اور مورخ نے ابن ہشام کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاوّل کی ۱۲ راتیں گزر چکی تھیں ہوئیں۔

امام محمد الغزالی نے فقہ سیرہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت حضور اکرم ﷺ لکھا ہے۔

مصر کے مشہور عالم شیخ محمد زہرہ نے اپنی تالیف خاتم النبیین میں ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن کو حضور ﷺ کی اس جہان میں تشریف آوری کا دن قرار دیا ہے۔

انڈونیشیا کے مشہور سکالر فواد فخر الدین نے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب الوریٰ'' میں فیصلہ دیا ہے کہ ولادت کے متعلق سات قول ہیں لیکن اشہر اکثر و ماخوذ و معتبر بارھویں ہے۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۷ھ رقمطراز ہیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری جسٹس شریعت سپریم کورٹ پاکستان اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں ''بارہ ربیع الاوّل کو حضور سرورِ عالم ﷺ رونق افزائے بزم گیتی ہوئے۔

علامہ حکیم سیّد ابو الحسنات سابق خطیب جامع مسجد وزیر خاں نے ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کا یوم ولادت قرار دیا ہے۔

عبد الماجد دریا آبادی نے ۱۲ ربیع الاوّل ۵۲ سال قبل ہجرت ولادت لکھی ہے۔

احتشام الحق تھانوی لکھتے ہیں مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے کی ۱۲ تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا جب آپ ﷺ نے اپنے وجود عنصری وجسمانی وجود اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔

سیّد سلیمان ندوی نے اپنی کتاب رحمت للعالمین میں لکھا ہے پیدائش ۱۲ ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی۔

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت رسول عربی میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ

کے دن کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

علامہ حکیم محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۴۴ء رقمطراز ہیں۔ آپ کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی اس کو سب مانتے ہیں مگر شب ولادت میں اختلاف ہے زیادہ تر مشہور قول یہی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

علامہ سیّد محمود رضوی لاہوری اپنی کتاب ''دین مصطفیٰ ﷺ'' میں لکھتے ہیں۔ واقعہ فیل کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو حضور اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی۔

نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی (اہلحدیث) نے لکھا ہے ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

قاضی عبدالدائم دائم ایڈیٹر ''جام عرفان'' لکھتے ہیں یہ کہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخ دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی ۱۲ ربیع الاوّل کی صبح کو پیدا ہوئے۔

پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں جو اہل علم نے تحقیق کے بعد مرتب کیا ہے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھا ہے۔

ہمارے رسول مقبول ﷺ کی ولادت باسعادت موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۱ء کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

جمہور کے نزدیک بھی ولادت کی تاریخ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔

مولوی مفتی محمد شفیع دیوبندی سیرت خاتم الانبیاء میں لکھتے ہیں۔ ''الغرض! جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض آدم اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا'

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد ﷺ رونق افزائے عالم ہوئے۔ حاشیہ پر مولوی لکھتا ہے اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ میں چار قول مشہور ہیں، دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں مشہور قول بارھویں کا ہے محمود پاشا فلکی نے نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ بے سند قول ہے۔

سر سیّد احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی نے ''خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' میں لکھا ہے۔

ترجمہ مورخین کی یہ رائے ہے کہ حضور ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہے کہ صحابہ کرام تابعین، محدثین اور مورخین کا اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ولادت کی صحیح تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ہی ہے۔ البتہ برصغیر پاک و ہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا، بلکہ پیر کا دن ۹ ربیع الاوّل کو بنتا ہے۔ لہٰذا ۹ تاریخ صحیح ہے۔

لیکن دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام کسی کو معلوم ہے۔

علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔

مفتی محمد شفیع انہیں مکی لکھتا ہے۔ جبکہ حفیظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیت دان اور منجم بتایا ہے۔

قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا کیونکہ پاشا ترکی سردار کا لقب ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ

معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا۔

اس کو مولوی سیّد محی الدین خان جج ہائیکورٹ حیدر آباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس لاہور نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ کرام' تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کیلئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی بھی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے۔ کل وہ غلط ثابت ہوسکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنس دان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں' مستقبل والے اس کی نفی کر دیتے ہیں۔

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ زائچہ بنانے والوں کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا اس سے یہ نتیجہ نکلا جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعے حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین' مفسرین' تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات ماننا پڑے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کو دوزخ سے برأت کی نوید سنائی گئی ہے جس کا مطلب ہے وہ جنتی ہیں اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اس طرح مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوگیا کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل پیر کے دن صبح صادق کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

یوم میلاد النبی ﷺ اور یوم وصال دونوں باعث برکت ہیں

بعض نادان دوست ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں ۱۲ ربیع الاوّل کے دن خوشیاں منانے والوں پر دوسرے اعتراضات کے ساتھ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ جب نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ولادت پاک اور وصال مبارک ایک ہی دن اور ایک ہی ماہ میں ہوئے ہیں تو ولادت باسعادت کی خوشی منانے کی بجائے ان کے وصال فرما جانے کے غم میں سوگ منانا چاہیے۔

اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاوّل ہے تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو سرکار ہر دو عالم ﷺ کی ولادت کی خوشی نہ منائی جائے جبکہ سرکار ﷺ کی ولادت اور وصال دونوں باعث رحمت ہیں جیسا کہ امام مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۹ پر ہے۔

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی اُمت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس اُمت سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے اور اس نبی کو اُمت کیلئے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے' جب کسی اُمت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس اُمت کو ہلاک کر کے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب اور اس کی نافرمانی کی۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کو نہ صرف رحمت قرار دیا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُمت کیلئے مشفع بنا دیا یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے پس حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک اور وصال مبارک دونوں مسلمانوں کیلئے رحمت ہی رحمت ہیں' پھر آپ ﷺ کی ولادت پاک نعمت عظمیٰ ہے۔ لہٰذا جو رحمت بڑی ہو اس کی خوشی لازم ہوتی ہے۔

وصال مبارک کے متعلق حزن کی وضاحت سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی فرمائی۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ترجمہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا ''جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ خاوند کی موت پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۱۲۱)

اب اگر بارہ ربیع الاوّل کو سوگ منائیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کے وصال کا دن ہے تو فرمان خدا اور فرمان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلاف ورزی ہوگی کیونکہ ولادت کی خوشی نہ منا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ کا شکر ادا نہ کیا اور سوگ منا کر حدیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔

خدارا یہ سوچئے کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی نبوت تو تا قیامت جاری وساری ہے۔ آپ کا فیضان اپنی اُمت پر اسی طرح برقرار ہے، شفقت و رحمت بھی اسی طرح قائم ہے جیسا کہ دنیا سے پردہ فرما جانے سے پہلے زندگی مبارک میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نبی ہیں اور ابدالآباد تک نبی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ آپ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو گئے۔ ورنہ وہاں نہ تو وصال ہے نہ وفات خود رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو حرام فرما دیا ہے اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک ضابطہ بیان کرتے ہیں کہ میلاد شریف (۱۲ ربیع الاوّل) پر خوشی کرنا چاہیے یا غم؟ شریعت نے ولادت کے وقت خوشی کے اظہار اور عقیقہ کا حکم دیا ہے لیکن موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ اور جزع سے

منع کیا ہے پس قواعد شریعت دلالت کرتے ہیں کہ ربیع الاوّل میں آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔ (الحاوی المفتاوی ج ا ص ۱۹۳)

جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری اپنے مضمون ''۱۲ ربیع الاوّل یوم غم نہیں'' جو ماہنامہ ضیائے حرم کے عید میلاد النبی نمبر ماہ نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا لکھتے ہیں۔

غم اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی چیز ختم ہو جائے چلی جائے اس سے حاصل ہونے والے فوائد بھی ختم ہو جائیں اور اس کے اثرات ونتائج کا سلسلہ بھی بند ہو جائے مثلاً کسی کا بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا اس کے مرنے پر تو غم ہو سکتا ہے کہ بیٹے کی نعمت اس سے چھن گئی۔ چہ جائیکہ کوئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر غم کرے یا حزن وملال کی کیفیت اپنائے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک بھی اسی طرح اُمت کے حق میں رحمت ہے، جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ تھی۔ معترض کو یہ اعتراض کرتے ہوئے کم از کم حیاۃ النبی پر غور کرنا چاہیے۔ وہ اس ہٹ دھرمی میں آکر انبیاء اور تمام انسانوں کی موت وحیات کو یکجا تصور کرتے ہیں وہ انتہائی نامناسب اور غیر علمی انداز سے اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں، جس میں سرے سے کوئی قرین قیاس بات ہی نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ تو موجود ہیں تو غم تب کریں کہ حضور ﷺ کا سایہ رحمت اُمت کے سر سے اٹھ گیا ہو یا رابطہ اور تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ حضور آج بھی اُمت کے احوال سے باخبر ہیں اور قدم قدم پر دستگیری فرماتے ہیں۔

تاہم اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جسم اطہر کے ساتھ اپنے روضہ مبارک میں باحیات حقیقیہ دنیویہ تشریف فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو کلمہ مسلمانوں کو عطا فرمایا اس کے الفاظ ہی اس حقیقت پر پختہ شہادت ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جاری وساری ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گی جس طرح حیات ظاہری میں تھی کلمہ طیبہ کے کلمات ہیں۔

لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اب جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور یہ نہ کہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماضی میں رسول سمجھنے کے عقیدہ کو سرے سے ختم کر دیا اور حضور کی بات ''تھے'' کے صیغے میں کرنے کی اجازت ہی نہیں دی اور سلسلہ نبوت کے آخر میں حضور کو بھیج کر یہ واضح کر دیا کہ لوگو! اور نبی آئے اور چلے گئے چونکہ وہ جاتے رہے اسلئے نئے نبی بھی آتے رہے اگر حضور چلے گئے ہوتے تو کوئی نیا نبی آجاتا اور نیا نبی اب نہیں آئے گا خدا نے نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے۔لہٰذا سیدھی سی بات ہے حضور کی نبوت تا حال ہے اور قیامت تک رہے گی اس لئے یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ حضور اب بھی اس طرح اللہ کے رسول ہیں جس طرح صحابہ کیلئے تھے اور جس طرح ہمارے لئے ہیں اسی طرح بعد میں آنے والی قیامت تک کی نسلوں کیلئے ہوں گے فرق صرف اتنا ہے کہ تریسٹھ برس تک آپ ﷺ ہر سر کی آنکھ سے دکھائی دیتے تھے اور وصال مبارک کے بعد کسی کو دل کی آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں پہلے حالت بیداری میں ہر کسی کو نظر آتے تھے اب کسی کو خواب میں نظر آتے ہیں۔

اور جو شخص ان کی یاد اور محبت میں دل کو زندہ کر لے وہ اب بھی نہ صرف خواب میں بلکہ بیداری میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہے اور دل کی آنکھ سے نہیں سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔حضور کی اُمت میں کتنے عشاق ایسے ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ جب وہ بیمار ہوئے حضور سفید دن میں ان کی عیادت اور احوال پوچھنے تشریف لائے اور لاتعداد بزرگوں کے حالات ایسے ملتے ہیں جن کے ہاں مرگ ہوئی حضور بنفس نفیس ان کے ہاں تعزیت اور دل جوئی کیلئے تشریف لائے۔غرضیکہ حضور ﷺ اپنے مخلص

غلاموں کی عیادت بھی کرتے ہیں اوران کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں۔انہیں دل اور سر کی آنکھوں سے شرف دیدار کیلئے بھی تشریف لاتے ہیں۔

حضور ﷺ کے بعض اُمتی ایسے بھی ہیں جنہوں نے قسم کھا کر کہا۔

لو حجت عنی رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما عدون نفسی من المسلمين۔

ترجمہ اگر حضور ﷺ ایک لمحے کیلئے بھی میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو اس لمحے میں (حضرت ابو العباس مرسی) خود کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتا۔

نہ تو حضور کی عنایات میں کمی آئی نہ ان کی شفقتوں اور مہربانیوں میں کمی آئی نہ ان کی طرف سے ملنے والی ہدایات میں کمی آئی نہ حضور کے تصرف وکمال میں کمی واقع ہوئی اور نہ ان کی توجہات میں کوئی کمی ہوئی جب سب کچھ اسی طرح موجود ہے تو غم کس بات کا ہے۔ بیشک حضور ﷺ پر بھی موت آئی ہے لیکن جب ایک عام مومن اور کافر کی موت میں زمین وآسمان کا فرق ہے تو حضور کی موت اور عام انسانوں کی موت میں کتنا فرق ہوگا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا ہے تو عام انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔خواص تو آج بھی حضور کو عالم بیداری میں دیکھتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ جنہوں نے زندگی میں کم وبیش بہتر یا پچھتر مرتبہ عالم بیداری میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔

آپ جب روضہ اقدس پر حاضری کیلئے جاتے ہیں تو کیا اسی طرح جاتے ہیں جس طرح ایک عام آدمی کی قبر پر جایا جاتا ہے بلکہ وہاں جا کر وہی آداب ملحوظ رکھنے فرض ہیں جو آپ کی ظاہری حیات مقدسہ میں تھے اور ہم جب حضور نبی کریم پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو بعض سلام تو فرشتوں کے ذریعے آپ تک پہنچائے جاتے ہیں اور

بعض خوش قسمت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا سلام سن کر خود حضور ﷺ ان کو جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے فرمایا کہ لوگو! میری وفات کو دوسروں کی موت کی طرح نہ سمجھنا۔ قیامت تک اگر کوئی مومن بھی مجھ پر سلام کہے گا میں اس کا سلام سنتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں میری روح مجھ میں واپس لوٹا دی جاتی ہے۔ کئی دوسرے آئمہ کے علاوہ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں اس قسم کی بہت سی روایات اکٹھی کی ہوئی ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے جسے انہوں نے طبرانی اور ابوداؤد سے اس طرح نقل کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتك قال وبعد وفاتی ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

ترجمہ "جو شخص بھی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو" صحابہ نے عرض کی کیا بعد از وصال بھی آپ اسی طرح سنیں گے فرمایا ہاں کیوں نہیں وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

یہ کوتاہیاں ہماری طرف سے ہیں کہ ہمیں حقیقت حال کا علم نہیں اس لئے کہ ہم زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں اور وہ وفات پا کر بھی زندہ ہیں۔ حضور ﷺ تو سلام سنتے بھی ہیں مگر ان کا جواب سننے سے ہم قاصر ہیں کیونکہ ہر کان نہ سزاوار سماعت ہے اور نہ ہی سر آنکھ قابل دیدار الغرض اُمت مسلمہ پر خوشی ومسرت کا اظہار واجب ہے نہ کہ اظہار غم اور افسوس۔

رحلت شریف کے متعلقہ مندرجہ بالا بحث کے بعد چند روایات اور آئمہ کے

اقوال پیش خدمت ہیں جوان شاء اللہ اس قابل افسوس ذہنی رجحان کو اصلاحی پہلوؤں پر سوچنے میں مدد دیں گے اُمت کے حق میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور رحلت اطہر دونوں رحمت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔

ترجمہ میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

دوسرے مقام پر اس کی حکمت ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ان اللّٰہ عزوجل اذا اراد رحمۃ امت من عبادہ قبض نبیھا قبلھا وجعلہ لھا فرطا وسلفا بین یدیھا واذا اراد ھلکۃ امت عذبھا ونبیھا حی فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینہ بھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ۔

ترجمہ ''جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس اُمت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس اُمت کیلئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی اُمت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اُمت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے''۔

مذکورہ حدیث میں لفظ فرط کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط ھو الذی یتقدم الواردین لیبھی لھم ما یحتاجون الیہ عن نزدلھم فی منازھم ثمہ استعمال للشفیع فیمن خلف۔

ترجمہ فرط' کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات ان کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کیلئے مستعمل ہونے لگا۔

اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کیلئے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا ہے اس لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے جب یہ بات طے پا گئی کہ اُمت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں نعمت عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری اُمت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری نعمت حاصل ہوئی۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت اللہ کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں "علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے"۔ (تواریخ حبیب الہ ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو اُمت سے آپ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ کا فیضان نبوت تا قیامت جاری رہے اور آپ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

لیس ھنال موت ولا فوت بل انتقال من حالی الی حال۔

ترجمہ کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے۔ (شرح الشفاء ج ا ص ۳۶)

حسن اتفاق رخوشی بختی

جان دو عالم حضور ﷺ کی ولادت باسعادت اسلامی کیلنڈر کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر موسم بہار واقعہ اصحاب فیل کے پچپن دن بعد ہوئی اور عیسوی کیلنڈر سے ۲۲ اپریل ۵۷۱ء ہے۔

اس مرتبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ کو ۲۲ اپریل ۲۰۰۵ء ہے۔ موسم بہار بھی گو دن جمعۃ المبارک کا ہے تاہم دونوں طریق سے تاریخ ولادت (۱۲ ربیع الاوّل' ۲۲ اپریل) کی باہم مطابقت مماثلت ہم آہنگی قابل غور ہے۔

یہ حسن اتفاق ہے یا کہ ہماری خوش بختی کہ ہم نے اس دفعہ ایسا میلاد النبی ﷺ پایا کہ دونوں تاریخیں ہم آہنگ اور یکجا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر جتنا بھی کیا جائے کم ہے کہ ہمیں یہ مبارک اور عظیم دن دیکھنا نصیب ہوا کہ یوم جمعۃ المبارک بھی ہے۔

(مقبول نقشبندی)

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

اپنے ایک مضمون بعنوان ''برکاۃ میلاد'' جو ماہنامہ ضیائے حرم کے عید میلاد النبی ﷺ نمبر نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ یوں رقمطراز ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے یعنی فرمان خدا زبان رسول اللہ ﷺ کہ ''اے حبیب ﷺ! اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ ایک ارشاد ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کا مرحلہ بھی نہ آتا اگر ذات مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق نہ ہوتی۔ ان ارشادات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہمارے نبی پیارے نبی ﷺ کائنات پست و بالا کی تخلیق کا سبب ہیں' یہ برگ و بار' کوہسار و ریگ زار' یہ دریا صُحرا' جن و انس' حور و غلماں' یہ چمک دمک' یہ ملک فلک سب نبی اور رسول تمام آقائے نامدار مدنی تاجدار' حبیب پروردگار' نبی مختار ﷺ کا صدقہ ہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی بھی کچھ یہی فرما رہے ہیں۔

کلیمے کہ چرخِ فلک طور اُوست
ہمہ نور ہا پرتو نورِ اُوست

انسان اوّل' حضرت آدم علیہ السلام ابھی مرحلہ آب و گل میں ہیں کہ میرے حضور

ﷺ مرتبہ نبوت ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین کے اعزاز سے مشرف ہو چکے۔ نشر الطیب میں اشرف علی تھانوی رقمطراز ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت ''چودہ ہزار سال'' قبل آدم تو محقق ہو چکے اس سے زیادہ برسوں کی روایت ملے تو وہ بھی بے شبہ قابل تسلیم ہوگی۔

روایات شاہد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ ۹ ذی الحجہ کی میدان عرفات میں قبول ہوئی اس مقام پر بلند ستون آج بھی یادگار ہے۔ جبل رحمتؔ کے اطراف آج بھی ہر سال اہل ایمان کا ہجوم اس یادگار کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ وقوف عرفہ، فریضہ حج کا رکن اعظم ہے۔ وہاں سبزے کے تخت نہیں بچھے ہوئے۔ گل وثمر کے شجر نہیں جو کوئی خوش نما سماں پیش کرتے ہوں، یخ بستہ ہوائیں نہیں، دل لبھانے اور جی بہلانے کے دل فریب مناظر نہیں مگر چہار سمت سے ہر سال صرف صبح سے شام تک وہاں آسائشوں کے بغیر وقوف کیلئے ہر صاحب ایمان پہنچنے کو بے تاب مثل ماہی بے آب رہتا ہے، سفر کی صعوبت برداشت کر کے، زر نقد وافر خرچ کر کے مدتوں دعائیں، آرزوئیں کر کے گریہ وزاری، عاجزی وانکساری کر کے منتیں مرادیں مانگ کے وہاں پہنچنا ان سب کو کیوں اتنا محبوب ہے؟ وہاں کے ذکر پر ان کے دل کیوں مچل جاتے ہیں؟ آنکھیں کیوں ڈب ڈبا جاتی ہیں، زبانیں کیوں نغمہ سرا ہو جاتی ہیں؟ ہر کسی کو خبر ہے کہ حضرت آدم وحوا ہزاروں برس پہلے وہاں جمع ہوئے تھے اب وہ اپنی مبارک قبروں میں اپنی حیات کے ساتھ آرام فرما ہیں، کیا یہ سب عقل وشعور نہیں رکھتے؟ کیا انہیں اپنی اس خود اختیار دیوانگی پر کوئی ندامت یا اس کا احساس ہوتا ہے؟ زندگی کے باقی ایام میں اعلیٰ پوشاکیں زیب تن کرنے والے اس دن بے سلے دوشالے پر کیوں اکتفا کر لیتے ہیں؟ کتنی ہی آسائشوں کو اس دن خیر باد کیوں کہہ دیتے ہیں؟ یہ سب رنگ ونسل، علاقہ وزبان، ذات پات وغیرہ کے ہر امتیاز وتعارف سے بالا ''ایک'' ہو جانے والے کس کی اداؤں کی پیروی کرتے ہیں؟ اس مقام کو کیوں اتنا مبارک جانتے ہیں؟ وہاں کی جانے والی دعا کو کیوں اتنی اہمیت دیتے ہیں؟

کسی اور عبادت کی ادائی پر اس کی نسبت کو اپنے نام کا حصہ نہ بنانے والے وقوف عرفہ کرنے کے بعد تمام عمر ''حاجی'' کیوں کہلواتے ہیں؟ یہ ماجرا کیا ہے؟

رمضان المبارک، قمری اسلامی تقویم میں نواں مہینہ ہے۔ اس مہینے کے آخری یعنی تیسرے عشرے کی پانچ طاق راتیں شبان قدر کہلاتی ہیں۔ شب کو عربی میں لیلۃ کہتے ہیں۔ شب قدر کی ساعتیں باقی راتوں سے کوئی زیادہ یا کم نہیں ہوتیں گھڑی کی سوئیاں اپنی چال اس شب میں بدل نہیں دیتیں مگر شب قدر کیلئے ہر صاحب ایمان کا تصور وہ نہیں جو آخر عشرے کی جفت راتوں کا ہو یا باقی راتوں کا ہو۔ ہر مومن اس رات بیداری کو ضروری جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ غروب شمس سے طلوع فجر تک، ز کنار شب تا بہ کنار شب، یہ ایک ہی رات ہے لیکن ہزار مہینے (تراسی برس چار ماہ) کی اس طرح کی مدت سے بہتر ہے کہ ہر دن روزہ رکھ کر راہ خدا میں پیہم جہاد اور ہر شب عبادت میں گزاری جائے۔ وہ اس ایک شب کی عبادت کو اس مدت کی ایسی تمام عبادت سے بہتر جانتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس شب میں نزول قرآن ہوا۔ قرآن کے نزول سے اس شب کو نسبت ہوگئی، یہ شب اس نسبت سے یہ فضیلت پا گئی کہ اپنی مقررہ ساعتوں میں رہ کر بھی ہزار ماہ کی عبادت سے معمور ہر اکائی سے بہتر ہوگئی۔ قرآن کا نزول ہر سال نہیں ہوتا مگر رہتی دنیا تک یہ رات ایک بار عطا ہونیوالی نسبت کے سبب سے ہر سال فضیلت و مرتبت کی وہی نوید رکھتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ پورا ماہ رمضان بھی صرف ایک بار نزول قرآن کے سبب سے جو شرف پا گیا وہ شرف قیام قیامت تک ہر سال ماہ رمضان کے ساتھ لازم و ملزوم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ماہ صیام کے ایام اور آخری عشرے کی طاق راتوں کی عبادت کو باقی دنوں اور راتوں کی عبادت کیلئے بہتر جانا جاتا ہے، ان ساعتوں میں کی جانے والی دعاؤں کو باقی ساعتوں سے بدرجہا بہتر سمجھا جاتا ہے۔

یوم عرفہ کو حضرت آدم سے نسبت ہے، ماہ صیام اور شب قدر کو نزول قرآن سے

نسبت ہے۔ سب دن اور راتیں اللہ کی تخلیق ہیں مگر اسی کے فرمان سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فضیلت و مرتبت کے اعتبار سے سب یکساں نہیں۔ جس دن اور رات کو کسی اہم واقعے یا شخصیت سے نسبت ہوگئی اس دن اور رات کا اعتبار سوا ہوگیا۔

یہ پہلے ہی عرض کیا جاچکا ہے کہ تمام کائنات ہست و بود محض صدقہ اور طفیل ہے ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدیہی بات ہے کہ جس ذات کے صدقے معرض وجود اور ظہور میں آنے والوں کی نسبت اتنی فضیلت و مرتبت رکھتی ہے خود اس ذات کا اپنا شرف اور اعتبار کس قدر افضل و اکمل ہوگا اور اس ذات سے نسبت رکھنے والے لیل و نہار کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ اس میں بلاشبہ فہم و ادراک ہی کے نقص پر محمول ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت "جمعہ" کے دن ہوئی، یہی دن ان کی وفات کا بھی دن ہے مگر ولادت آدم کے سبب "جمعہ" کا دن مومنوں کیلئے رہتی دنیا تک "عید" کا دن ہوگیا۔ حضرت آدم علیہ السلام صرف ایک ہی بار پیدا ہوئے مگر ہر جمعہ کے دن ان کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے، مومن عبادت گاہوں میں جمع ہوتے ہیں اور حضرت آدم کے خالق کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ لمحہ جس میں تخلیق آدم ہوئی وہ دعا کی قبولیت کا لمحہ قرار پایا۔ شریعت میں وفات کا سوگ صرف تین دن تک روا ہے مگر ولادت کی خوشی کو دوام بخشا گیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کی خوشی ہر جمعہ منائی جاسکتی ہے اور ان کی ولادت کا دن "عید" کا دن ہے تو جس کے صدقے سے حضرت آدم علیہ السلام معرض وجود میں آئے اس ذات بابرکات کی ولادت کا دن کائنات کیلئے سب سے بڑی خوشی کا دن کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس دن کی خوشی ہر سال ہر ہفتے بلکہ ہمہ وقت کیوں نہیں منائی جاسکتی؟

اہل حق کا یہی عقیدہ ہے کہ جس شب اور جس دن کو ولادت مصطفیٰ سے نسبت ہے وہ دن اور رات ہر لیل و نہار سے ہر طرح افضل و اعلیٰ اور اکرم و اشرف ہے۔

یہ بھی اعجاز ہے کہ ولادت مصطفیٰ کیلئے اس ساعت کا انتخاب ہوا جو رات اور

دن ہر دو کو شامل ہے۔ اسے بے پایاں نعمت کہیے کہ وہ ساعت رہتی دنیا تک ''سہانی گھڑی''، اور قبولیت کی ہوگئی۔

انہیں معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام باغ بہشت سے فروغ نسل انسانی کیلئے جب زمین پر اتارے گئے تو معصوم نبی کا وہ عمل، جو صورۃً خطا تھا اور ان سے بہشت میں سرزد ہوگیا تھا حالانکہ قدرت نے خود عصمت نبوت کی گواہی دی اور فرمایا پس توجہ نہ رہی آدم کی اور ہم نے آدم میں (خطا کا) ارادہ نہ پایا'' اس عمل پر ندامت سے اپنے مقام و مرتبہ اور شان کو نقش دوام بنانے کیلئے تین سو برس سرزمین دنیا کو اپنے دُرہائے ثمین بیش از گوہر اشکوں سے مشک بار و ثمر بار و لالہ زار بناتے ہیں۔ ہر لمحہ عفو مغفرت کی طلب میں مشغول و مصروف رہتے ہیں۔ زمین پر کوئی انسان اس وقت تک مرتکب معصیت نہیں ہوا کیوں کہ ابھی زمین پر انسانی صرف دو وجود ہیں، دونوں بہشتی ہیں، ایک معصوم اور ایک محفوظ۔ ابھی تقویم (کیلنڈر) ترتیب نہیں دیئے گئے۔ یہ صرف دو ہیں مگر اپنے ہر عمل کو، ہر ادا کو رہتی دنیا تک کیلئے مثالی اور یادگار بنا رہے ہیں۔ میدان عرفان میں ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو یہ دونوں بہشت سے اترنے کے بعد جمع ہوئے ہیں۔ حضرت آدم جبل رحمت پر سجدہ ریز ہو کر اپنے معبود کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں، اس التجا میں رحمت سے القاء ہوئے جملے شامل ہیں، حضرت آدم اپنی دعا و التجا کی قبولیت کیلئے ایک ذات کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ کریم فوراً مہربان ہو جاتا ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، اے آدم! تم نے جس ذات کا وسیلہ اختیار کیا، اس ذات کا تعارف تمہیں کیسے حاصل ہوا؟ حضرت آدم علیہ السلام عرض فرماتے ہیں، اے میرے معبود! جب میری تخلیق ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ کر کے پیشانی اٹھائی تو ساق عرش پر اور پھر شجر بہشت کے ہر برگ پر یہ کلمہ نقش پایا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں نے جانا کہ حضرت محمد یقیناً آپ کے محبوب و مقرب ہیں کہ آپ نے ان کا نام اپنے

پاک نام کے ساتھ لکھا ہے اور اس قدر لکھا ہے' اس لئے انہیں آپ کا محبوب جان کر ان کے وسیلے سے آپ کے حضور التجا کی اور یہ کرم ہے آپ کا کہ آپ نے اس وسیلے کی برکت سے میری توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد ہوا اے آدم! تم نے درست جانا بلاشبہ (حضرت محمد ﷺ) میرے حبیب ہیں۔ (سنو) اگر میں انہیں پیدا نہ کرتا تو تم بھی نہ ہوتے' اے آدم! تم نے ان کے وسیلے سے صرف اپنے لئے مغفرت چاہی اگر تم تمام زمین و آسمان والوں کیلئے بخشش چاہتے تو ہم سب کو بخش دیتے۔ اللہ اکبر

اولاد آدم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ میدان عرفات میں تقویم کی ترتیب سے اسی تاریخ میں کچھ اسی ادا سے جمع ہو کر اپنے عصیان کی معافی اور توبہ کی قبولیت کا سامان ہوتا ہے' وہ سب اسی میدان میں جمع ہو کر اسی مقدس ہستی کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور صلہ یہ پاتے ہیں کہ جب وہاں سے لوٹتے ہیں تو خطاؤں سے پہلے دن کے نومولود بچے کی طرح پاک ہوتے ہیں۔

یوم عرفہ' حضرت آدم و حوا کی یادگار ہے اور قیام قیامت تک ہر سال بیش اہتمام سے اسے یاد رکھا جائے گا۔ ہر صاحب عقل و دانش اہل فہم و شعور جانتا ہے کہ یوم عرفہ میں رحمت باری کا خاص نزول ہوتا ہے اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ جھولیاں گوہر مراد سے اور دل نوید رضائے الٰہی سے شادکام ہوتے ہیں۔

یوم عرفہ' دن کا ذکر ہے اب ''رات'' کا احوال ملاحظہ ہو۔

مواہب ص ۶۹ پر حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

''آپ ﷺ کی ولادت نہ محرم میں ہوئی اور نہ رجب میں اور نہ رمضان المبارک اور نہ غیر رمضان المبارک کے اور مہینوں میں جن مہینوں کو شرف ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی زمانہ سے شرف نہیں ملا اور زمانہ کو شرف حاصل نہیں مگر آپ ﷺ کی ذات اقدس سے جیسے جگہوں کو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارکہ سے شرف

ہے'ان جگہوں میں سے مدینہ منورہ ہے کہ آپ (ﷺ) کی وجہ سے مکہ افضل ہے اگر آنحضرت ﷺ مذکورہ مہینوں یعنی محرم اور رجب اور رمضان المبارک میں پیدا ہوتے جو اہل عرب کے نزدیک بزرگ مہینے ہیں' تو البتہ یہ گمان ہوتا کہ ان مہینوں سے آپ ﷺ کی وہ کرامت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے وہ ظاہر ہوئی' اور جس وقت جمعہ کا وہ دن جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے ہیں ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ کوئی مسلمان بندہ جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندہ کو عطا فرماتا ہے جس ساعت میں سیّد المرسلین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا کئے گئے ہیں اس ساعت کے ساتھ تمہارا کیا حال ہے (یعنی یہ نہیں ہوسکتا) کہ تم (ولادت مصطفیٰ کی اس ساعت میں) دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو" ص ۲۷ پر فرماتے ہیں۔

آنحضرت محمد ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوہ سے افضل ہے۔ ان وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی رات آپ کی ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شے شرف پائے وہ شے اس شے سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے' اس دعویٰ میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ (ہر ایک عاقل اس کو تسلیم کرسکتا ہے) اس اعتبار سے آپ محمد ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس سبب سے شرف ہے کہ لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ ولادت کی رات کو آپ ﷺ کے ظہور کے سبب شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ اس رات میں پیدا ہوئے ہیں۔ وہ شخص جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے وہ ان لوگوں سے افضل ہے جن کے سبب لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ ملائکہ ہیں' وہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے (جمہور

اہلسنّت اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی فرشتہ سے افضل ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ جمیع عالمین سے افضل ہیں اس پر اجماع ہے اس کو امام فخر الدین رازی اور ابن سبکی اور سراج الدین البلقینی نے حکایت کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد ﷺ کی اُمت پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے اور آپ ﷺ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو عالمین کے واسطے رحمت کر کے مبعوث کیا ہے۔ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع خلق پر عام ہوئی ہے اس لئے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

''اے وہ مہینہ جس میں رسول ﷺ پیدا ہوئے ہیں تو کس درجہ افضل اور اشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے گویا وہ راتیں عفو زمانہ میں اپنے انوار سے موتی ہیں اور اے مولود کے چہرے! تو کس درجہ روشن ہے پاک ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ جس نے حضور ﷺ کی ولادت کو قلوب کے واسطے بہار کیا ہے اور آپ کے حسن کو بدیع پیدا کیا ہے''۔

(مواہب اللدنیہ (سیرت محمدیہ) کے مذکورہ اقتباسات محمد عبدالقادر خاں آصفی نظامی مترجم مواہب الدنیہ (محرم ۱۳۴۳ھ) مطبوعہ حیدر آباد دکن سے نقل کئے گئے ہیں اس کتاب پر محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی عالیہ عدالت ممالک سرکار آصفیہ نظامیہ محمد حبیب الرحمٰن مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند اعزاز علی جناب سراج احمد رشیدی محمد انور مدرسین مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور متعدد دیگر علماء کی تعریفی تقاریظ درج ہیں) عاشق حبیب باری مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی محمد بدر عالم میرٹھی مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی اپنی تحریروں میں ولادت مصطفیٰ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے مبارک اور پر مسرت

واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔

رحمت دو جہاں، شفیع عاصیاں، باعث تخلیق کون و مکاں حضور پرنور ﷺ نے منبر اقدس پر رونق افروز ہو کر خود اپنا میلاد شریف بیان فرمایا، اپنے حسب ونسب کا تذکرہ کیا تحدیث نعمت کے طور پر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اللہ نے ان پر فرمائیے۔ مدینہ منورہ آمد پر اصحاب نبوی نے خوشی میں جلوس نکالا، علم بلند کئے اور یا محمد یا رسول کی ایمان افروز صدائیں بلند کیں۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر خالق مصطفیٰ کے فرشتوں نے خوشیاں منائیں فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔ ستاروں نے حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان اقدس پر سمٹ کر چراغاں کیا۔ بیت اللہ نے جھک کر سلامی پیش کی۔ فرشتوں نے علم نصب کئے درود وسلام کے نغمے گائے، یہ سب زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے۔

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

یہ خوشی ہر اس مسلمان کو ہے جو دولت ایمان سے مالا مال ہے کیونکہ ایمان، اسلام ہر نعمت اس ذات کا صدقہ ہے جس ذات کے سبب سے ملنے والی ہر نعمت پر اس قدر خوشی ہے تو خود اس ذات کی آمد پر کس قدر خوشی ہو سکتی ہے اور اس کا اظہار کما حقہ کیوں کر ممکن ہے۔

خوشی کے اظہار کا ہر وہ طریقہ جو منع نہیں وہ بلاشبہ جائز ہے۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے جمعہ میگزین ۲۹ ستمبر سے ۱۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے ص ۱۸ پر عبدالرحمٰن (جامعہ اشرفیہ لاہور والے) لکھتے ہیں۔

''یہ قانون یاد رکھیں کہ جائز ہونے کیلئے یہ دلیل کافی ہے کہ اس کام کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں اسی اصول اور قانون کے مطابق اہل ایمان اللہ والوں کے دن مناتے اور ان سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں حیرت ہے کہ جو لوگ میلاد

النبی ﷺ منانے کو ناجائز کہتے رہے وہ ''سیرت النبی ﷺ'' منانے لگے حالانکہ ''سیرت'' ہرگز منائی نہیں جاتی بلکہ اپنائی جاتی ہے ان لوگوں کا یہ وطیرہ ہے کہ جسے غلط کہتے ہیں وہی خود بھی کرتے ہیں مگر یہ لوگ خود وہی کچھ کریں تو ''روا'' اگر وہی کوئی دوسرا کرے تو اسے ''ناروا'' کہتے ہیں۔

اللہ انہیں ہدایت دے تا کہ یہ اُمت کو افتراق میں مبتلا نہ کریں۔

اس مضمون کا جو خاص نکتہ ہے اور قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حق سبحانہ نے ماہ ربیع الاوّل مبارک کو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت مبارک کیلئے کیوں پسند فرمایا۔ اس میں بھی آپ ﷺ کیلئے ایک تخصیص فرمادی)

شوکت اسلام کا پہلا جلوس سال نبوت ۹ ھ

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب آغوش اسلام میں آئے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ صفحات تاریخ کی زینت ہے اور ہر کوئی جانتا ہے مشہور مورخ اسلام جناب عبدالرحمٰن امرتسری اپنی مشہور کتاب ''تاریخ اسلام'' کے ص ۹۵ پر لکھتے ہیں اور یہ اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

''سرور جہاں ﷺ نے ایک روز بارگاہ الٰہی میں دعا کی خداوند! ان دو شخصوں (عمر بن الخطاب، عمر بن ہشام) میں سے کسی ایک کو ایمان عطا فرما کر دین اسلام کو تقویت بخش''۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی ادھر دشمنان دین نے اسلام کی جڑ کاٹنے کیلئے ایک زبردست اجتماع کا اعلان کر دیا۔ یہ اجتماع قریش کے سردار عمر بن ہشام (ابوجہل) کی تحریک پر ہوا تھا۔ اس اجتماع میں قریش کے علاوہ دیگر قبائل کے ہزار ہا لوگ شامل تھے، پر جوش تقریر کے بعد ابوجہل نے اعلان کیا سن لو جو کوئی اس مدعی نبوت (ﷺ) کا نعوذ باللہ سر کاٹ کر لائے گا اسے میں ایک، ہزار عمدہ قسم کے اونٹ اور ایک ہزار سونا، چاندی دوں گا۔ ماسوائے عمر بن الخطاب جو رشتہ میں ابوجہل

کے بھانجے تھے کے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی ...... بہن نے کہا بھائی عمر! تم جو چاہو کرلو اظہار حق سے کوئی خوف نہیں۔ واقعی ہم نے شرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے' بہن اور بہنوئی بغیر خوف و خطر اسلام کی صداقت کا بہترین نمونہ پیش کرر ہے تھے۔ اس نظارے سے عمر کا جوش غضب ٹھنڈا پڑ گیا۔ گویا ہوئے ''ایسا کلام واقعی خدائے واحد کا کلام ہے چلو مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلو...... چنانچہ عمر بن الخطاب اپنی بہن کے گھر سے نکل کر صحابی ارقم کے گھر پہنچے جہاں حضور اکرم ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مکان کا دروازہ کفار کے خوف سے بند تھا۔ دروازے کی درزوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو عمر کو گلے میں تلوار لٹکائے دیکھا تو سہم گئے۔ کسی کو دروازہ کھولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ جوش میں بولے ''دروازہ کھول دو اگر عمر بُری نیت سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا''۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ اور عمر بن الخطاب اندر داخل ہوئے حضور نبی کریم نے آگے بڑھ کر محبت آمیز جوانمردی سے انہیں دونوں مبارک ہاتھوں سے پکڑ کر دریافت فرمایا ''عمر کس ارادہ سے آئے ہو آخر کب تک اسلام کے دشمن رہو گے۔ بہتر ہے کہ دین اسلام قبول کرلو''۔ عمر نے ادب سے عرض کی میں ایمان لانے کی ہی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ عمر کے یہ الفاظ سنتے ہی حضور اکرم ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا صحابہ کرام نے آواز سے آواز ملا کر بلند آواز میں نعرہ تکبیر اس زور سے بلند کیا کہ اردگرد کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! مشرکین مکہ باوجود کافر ہونے کے اپنے جھوٹے معبودوں کی پرستش تو اعلانیہ کریں اور ہم لوگ خدائے واحد ذوالجلال پر ایمان لانیوالے چھپ چھپا کر گھروں میں عبادت کریں۔ اس لئے اسی وقت ہم سب اعلانیہ کعبہ میں جا کر اپنے معبود حقیقی کی توحید کا اظہار کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موجود چالیس مسلمانوں کے مختصر گروہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ داہنے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم ﷺ توحید کے پروانوں کے درمیان۔ سب سے آگے آگے شجاعان اسلام حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ننگی تلواریں علم کیئے ہوئے تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ مسلمان اس شان سے کعبہ شریف میں خدائے واحد کی عبادت کیلیئے ایک جلوس کی شکل میں سردار دو جہاں ﷺ کو درمیان میں لئے ہوئے دارارقم سے بیت اللہ شریف میں پہنچے۔

مشرکین مکہ تو منتظر تھے کہ عمر بن الخطاب اپنا کام سرانجام دے کر آتے ہی ہوں گے۔ لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ ہادی اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک (نعوذ باللہ) اپنی قوم میں پیش کرنے کی بجائے وہاں انہوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ یہ تھا شوکت اسلام کا پہلا جلوس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت سے سب واقف تھے۔ مگر پھر بھی یہ حال دیکھ کر صبر نہ کر سکے بعض نے حضرت عمر پر حملہ کر دیا مگر حضرت عمر کب ڈرنے والے تھے حضرت عمر نے مشرکین کو کعبہ سے نکال کر اپنے آقا و مولا مصطفیٰ ﷺ کی اقتدا میں سب مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ حضرت عمر نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان ایک شخص جمیل بن معمر کے ذریعہ کروایا۔ یہ شخص حرم کعبہ میں پہنچا اور اس نے لوگوں کو پکار پکار کر کہنا شروع کر دیا اے گروہ قریش! عمر مرتد ہو گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں یہ جھوٹ بک رہا ہے میں مرتد نہیں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں۔ جب قریش نے حضرت عمر کے مونہہ سے یہ کلمات سنے تو سب ان پر پل پڑے۔ حضرت عمر ان سب سے تنہا لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تم جو چاہو کر و اگر ہم میں تین سو آدمی بھی مسلمان ہو جائیں تو پھر دیکھیں گے کہ مکہ میں ہم رہتے ہیں یا تم۔ اس اثناء میں عاص بن وائل مشہور دشمن دین نے آ کر کہا! عمر کو چھوڑ دو اس کی قوم بنی عدی خود ہی اسے قتل کر دے گی۔

یہ جلوس کس قدر با حشمت اور پر رعب تھا کہ کفار مکہ بوکھلا گئے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے والے جلوس دیکھ کر کفار ہندوستان بھی جلتے تھے اور دم بخود ہو جاتے تھے۔

بعض وقت کسی خاص موقعہ پر اور خاص وقت شوکت اسلام کا اظہار ضروری ہو جاتا ہے۔

غزوہ اُحد ۳ھ کا ایک اہم واقعہ

حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے"۔ کئی ہاتھ آپ ﷺ کی طرف اٹھے ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو اس تلوار کو دشمن پر مارے کہ ٹیڑھی ہو جائے"۔ حضور نے یہ تلوار ابو دجانہ انصاری کو دے دی۔ ابو دجانہ مشہور پہلوان تھے۔ انہوں نے تلوار لے کر حسب عادت سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے ہوئے جنگ کیلئے نکلے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا یہ چال اس وقت اور اس جگہ کے سوا خدا کو ناپسند ہے"۔ وہ صفوں کو چیرتے اور مشرکوں کو تہ تیغ کرتے دامن کوہ میں عورتوں تک جا پہنچے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان ابو دجانہ کے سامنے آ گئی۔ حضرت ابو دجانہ نے تلوار اٹھائی کہ ہندہ زوجہ ابوسفیان کو قتل کر دے۔ حضرت ابو دجانہ نے تلوار خود روک لی کہ یہ زیب نہیں دیتا کہ رسول ﷺ کی تلوار عورت پر ماروں اس تلوار کا یہی حق تھا جو ادا ہوا۔

مسلمانوں کو عالم گیتی میں نور ہدایت پھیلانے کیلئے زندہ رہنا ہے تو پھر شان و شوکت سطوت و قوت اور جاہ و حشمت کیساتھ جینا ہوگا۔ اہل اسلام کو جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہے تو پھر غم اور کم ہمتی کیوں؟ غیر مسلموں پر رعب اور ہیبت ڈالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ افرادی قوت اور سرو سامانی کا مظاہرہ ہوتا رہے۔ اس مقصد کیلئے ہر مناسب موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ یہ موقعہ اہل

اسلام کو ہر سال فراہم کرتا ہے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کا موازنہ

معترض اس کے تحت لکھتا ہے کہ عیسائی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد مناتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے نبی کریم ﷺ کا یوم میلاد النبی مناتے ہیں۔اس کے بعد مزید لکھتا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہے ''جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے''۔ معترض نے یہ تاثر دینے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کا میلاد نہ منائیں تاکہ مشابہت پیدا نہ ہو۔ معترض کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی روزے بھی رکھتے ہیں کیا مسلمان روزے نہ رکھا کریں تاکہ مشابہت سے بچ جائیں۔ معترض نے مشابہت کا مفہوم سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔عیسائی داڑھی مونچھیں صفاچٹ رکھتے ہیں ہم ان کی مشابہت نہ کریں' عیسائی ننگے سر رہتے ہیں' ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔عیسائی کھڑے ہوکر کھانا کھا لیتے ہیں۔ہمیں ان کی مشابہت نہیں کرنی چاہیے۔عیسائی کھڑے ہوکر پیشاب کر لیتے ہیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔عیسائی مرد اور عورتیں مانگ سیدھی نہیں نکالتے بلکہ ٹیڑھی رکھ کر فخر کرتے ہیں ہمیں اجتناب کرنا ضروری ہے مگر ایسا نہیں ہے مسلمان داڑھی اور مونچھیں ہر روز مونڈتے ہیں یا منڈواتے ہیں اکثر مسلمان ننگے سر رہتے ہیں۔ مسلمان بھی شادی بیاہ میں کھڑے ہوکر کھانا کھاتے ہیں اور اکثر کھڑے ہوکر پانی یا شربت نوش کرتے ہیں' مسلمان مرد اکثر اور بعض عورتیں ٹیڑھی مانگ نکالتے ہیں۔ مشابہت تو یہ ہے اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

میلاد منانے کے طریقے کو محض مشابہت نہیں کہا جاسکتا۔میلاد میں تو شوکت و سطوت اسلام کا اظہار اور نبی کریم ﷺ کی محبت' تعظیم اور تکریم اور اطاعت کا اظہار کیا جاتا ہے۔اللہ صحیح سمجھ عطا فرمائے کہ نیک اعمال میں مشابہت جائز اور روا ہے۔

ایک جگہ معترض نے لکھا ہے کہ حضور کی ولادت پاک پر خوشی منانا ابولہب کی

سنت ہے۔ معترض کو سنت کے لفظ کو صحیح استعمال معلوم نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل کو سنت کہا جا سکتا ہے۔ جس طرح طواف کا لفظ کعبہ کے ارد گرد چکر لگانے پر بولا جاتا ہے' کسی مزار کے ارد گرد چکر لگانے کو طواف نہیں کہا جائے گا۔ ابولہب کی حالت عام قریش کے سرداروں کی طرح تھی وہ مشرک ضرور تھا لیکن اعلان نبوت سے پہلے وہ حضور نبی کریم ﷺ پر جان و دل سے فدا تھا۔ اپنے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ کے ہاں اولاد نرینہ کی ولادت پاک پر خوش ہوا کہ اس کے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ کا گھر آباد ہوا۔ اس کی یہ خوشی حق بجانب تھی۔ معترض کو یہ بھی سعادت نصیب نہ ہوئی کہ اپنے نبی ﷺ جو سردار الانبیاء ہیں ختم المرسلین ہیں باعث تخلیق کائنات ہیں اور رحمۃ للعالمین تمام جہانوں کیلئے ہیں کی ولادت باسعادت کے دن خوشی کا اظہار کرلے۔ ابولہب کی سنت کہنا خلاف ادب ہے' اسے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے اس عمل پر ندامت کا اظہار ضروری ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

معترض کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار سنت الٰہیہ اور سنت انبیاء کرام علیہم السلام ہے کہ حق سبحانہ نے قرآن مجید میں نہ صرف یہ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک کی خوشخبری والی آیات نازل فرمائیں بلکہ چند دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد مبارک کی خوشخبریاں بھی بیان فرمائیں۔ (دیکھئے ص ۲۶'۳۶)

یوم پیر کی عظمت کا ادراک

وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين۔ (سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ　ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

عالمین جمع ہے عالم کی۔ یعنی حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اذن سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کیلئے رحمت ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ آقائے نامدار نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرشتوں، نبیوں، رسولوں، اولیائے کرام، انسانوں، حیوانوں، نباتات، جمادات، جنات سب کیلئے رحمت ہی رحمت ہیں۔

دنیا میں الہامی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کلام اللہ یعنی قرآن حکیم ہے اور جس پاکیزہ موضوع پر سب سے زیادہ لکھا گیا، لکھا جا رہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا وہ سیرت رسول عربی ہے۔ آپ کی سیرت پاک کا ایک اہم پہلو آپ کے تولد شریف کا یوم مبارک "پیر" اور "موسم بہار" ہے کہ آپ کی ولادت پاک ہمارے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب شکم مادر سے دنیائے رنگ و بو میں جلوہ گری فرمائی تو تاریخ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء تھی۔ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر۔ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ "میں پیر کے دن پیدا ہوا"۔ پس چار باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ گئیں کہ نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر موسم بہار میں دنیائے ہست و بود میں تشریف لائے (کہ اپریل موسم بہار کا مہینہ ہے) آپ کی ولادت پاک کا دن بھی آپ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ربیع فی ربیع فی ربیع   نور فوق نور فوق نور

ترجمہ   پہلے ربیع کے معنی چودھویں رات کے چاند سے چہرے والا یعنی حضور ﷺ دوسرے ربیع کے معنی موسم بہار، تیسرے ربیع کا معنی ماہ ربیع الاوّل۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ماہ ربیع الاوّل میں موسم بہار میں تشریف لائے۔ صبح صادق کا وقت تھا آپ کے تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب و غریب اور خوارق عادت واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

۱)   ستارے جھک کر تعظیم کیلئے آپ ﷺ کے نزدیک آ گئے۔ ان ستاروں

کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔

سحاب نور اُتر کر چھا گیا مکہ کی بستی پر ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

۲) جب آپ دنیائے رنگ و بو میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ ایسا "نور" نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔

۳) شہر مدائن میں شہنشاہ نوشیرواں کا محل پھٹ گیا اور اسکے چودہ کنگرے گر پڑے۔

۴) فارس کے آتش کدے بجھ گئے کہ آگ جلائے نہ جلتی تھی۔

۵) ساوہ ندی جس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی خشک ہو گئی اور ایک دوسری ندی جو خشک تھی لبالب بہنے لگے۔

۶) بیت اللہ شریف میں بت اوندھے گر پڑے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک سے پچاس یا پچپن دن قبل اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا۔ ابرہہ گورنر یمن جو خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے چند ہاتھی اور ایک بڑا لشکر لے کر آیا تھا تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں آپ کی کرامت ظاہر ہے کہ اگر اصحاب فیل غالب آ جائے تو آپ ﷺ کی قوم کو قید کر لیتے اور غلام بنا لیتے۔ اس طرح قوم قریش پر اسیری اور غلامی کا دھبہ لگ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے آپ کی قوم اور بیت اللہ کی عظمت برقرار رکھی۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا پھر بھی کبھی ایسا عظیم دن آئے گا جس میں ان چار اطوار کا اجتماع ہو گا۔ (۱) پیر کا دن (۲) موم بہار (۳) ماہ ربیع الاوّل (۴) ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ۔ ہاں ضرور ۳۶ سال کے بعد۔ مگر ہمیں ادراک نہیں۔ قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن کم ہوتا ہے۔ قمری مہینے بدل بدل کر شمسی مہینوں میں سے گزرتے ہیں۔ مثلاً رمضان المبارک کا مہینہ کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی موسم بہار میں کبھی موسم خزاں میں آتا ہے۔ دس دن کے تفاوت کے باعث چہار[1]

---

[1] (۱) تاریخ ۱۲ (۲) مہینہ ربیع الاوّل (۳) موسم بہار (۴) دن پیر کا۔ ۳ مئی ۲۰۰۶ء کو ربیع الاوّل تاریخ ۱۲۔ موسم بہار دن پیر تھا۔ مگر ہمیں ادراک نہ ہوا۔

اطوار کا اجتماع، دانشوروں اور حساب دانوں کے نزدیک ہر ۳۶ سال بعد ہوتا ہے۔ سن ۲۰۰۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۵ مئی بروز جمعرات کو میلاد کا دن تھا۔ گو موسم بہار تھا مگر پیر کا دن نہ تھا۔ تین مئی ۲۰۰۴ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ موسم بہار اور پیر کا دن تھا۔ یکم مئی مزدوروں کا دن۔ دو مئی اتوار کی تعطیل تھی۔ ۳ مئی پیر کا دن عید میلاد النبی کی تعطیل تھی۔ یعنی ۳ مئی ۲۰۰۴ء میں جو میلاد النبی کا دن آیا اس کا وہی کیف اور سرور تھا جو اس دن تھا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک دنیائے ہست و بود میں تشریف آوری کے ایک روز کی تھی۔ ۳ مئی ۲۰۰۴ء والے عید میلاد النبی کے دن کو وہی مماثلت، وہی موافقت، وہی مطابقت، وہی مناسبت تھی جو اس دن سے تھی جب سرور کائنات دنیا رنگ و بو میں جلوہ گر ہوئے۔ لیکن ہمیں ادراک نہ ہوا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے بلا ادراک ہی اس عظیم دن (۳ مئی ۲۰۰۴ء ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ) عید میلاد النبی کی خوشی میں عبادت کی۔ صدقات، خیرات کئے، میلاد النبی کی محافل میں شریک ہوئے۔ جلوسوں کا انتظام کیا۔ گلی کوچوں، دکانوں اور گھروں کو بجلی کے قمقموں سے بقعہ نور بنا دیا۔ یہ بابرکت دن عیدین کی خوشیوں کی طرح منائے ویسے تو ہر ۱۲ ربیع الاوّل مسلمانوں کیلئے خوشی کا دن ہوتا ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی بساط شوق و جذبہ محبت سے یہ دن رحمتوں کے خزینے حاصل کرنے کیلئے مختص کرتا ہے مگر وہ دن کتنا عظیم سے عظیم تر ہوگا جب اس تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل میں موسم بہار اور پیر کا دن بھی شامل ہو جائے۔ وہی کیف وہی سرور وہی جوش و خروش ظاہر ہو جو اس دن تھا جب آقائے نامدار کی عمر مبارک تو اس دنیائے ہست کے لحاظ سے ایک روز مبارک کی تھی اللہ اکبر۔

نوجوانوں کو چاہیے کہ اب اس دن کے انتظار میں ذوق شوق پیدا کریں تا کہ وہ عظیم دن غفلت میں نہ گزرے۔ ان شاء اللہ وہ مبارک دن ۲۰۴۰ء میں آئے گا۔

اُردو میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب

نظام مصطفیٰ ﷺ میں جہیز کا تصور

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 144 ہدیہ -/100

دنیائے عرب میں جشن میلاد

(عربی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کی نظر میں)

ایف بی شاہ

صفحہ 421 سے 463 تک

خاتم النبیین سیّد المرسلین حبیب رب العلمین سیّدنا و مولانا محمد بن عبداللہ ﷺ کی ولادت کا جشن آج کے عرب ممالک میں ماضی کی طرح بڑے اہتمام اور دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں بحرین، سوڈان، شام، کویت، متحدہ عرب امارات، مصر، یمن اور سعودی عرب وغیرہ ممالک میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منائے جانے کی کچھ تفصیلات راقم نے ان ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل نیز وہاں کی ٹیلیویژن نشریات کی مدد سے جمع کیں جو آئندہ سطور میں قارئین کی نذر ہیں۔

۱) بحرین

دیگر عرب ممالک کی طرح بحرین میں بھی جشن میلاد النبی ﷺ سرکاری و نجی سطح پر منایا جاتا ہے اس موقع پر وزارت اوقاف وسیع اہتمام کرتی ہے جس کے تحت منعقد ہونے والی مرکزی محفل میلاد بحرین ٹیلیویژن پر براہ راست نشر کی جاتی ہے۔

۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء بروز منگل بوقت اذان ظہر بحرین ٹیلیویژن پر ایک نعت خواں محمد قندیل نے مزامیر کے ساتھ ایک نعت پیش کی جس کا عنوان سکرین پر "یارسول اللہ" بتایا گیا اور نعت پڑھنے کے دوران ہر شعر کے بعد "یارسول اللہ" کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

۲) سوڈان

ربیع الاوّل کا چاند نظر آتے ہی سوڈان ٹیلیویژن نے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں روزانہ متعدد پروگرام پیش کرنے شروع کئے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۷ جولائی کو عصر و مغرب کے درمیانی اوقات میں سوڈان کے ایک شاعر امین

قریشی نے اپنا نعتیہ کلام ''شمس الکون'' کے عنوان سے پانچ ساتھیوں اور دف کی مدد سے ترنم سے پیش کیا۔ سوڈان ٹیلیویژن عرصہ دراز سے ہر شام کو مختلف موضوعات پر مبنی ایک مقبول عام پروگرام ''مشوار المساء'' نشر کرتا ہے۔ ۷ جولائی کو اس پروگرام میں ملک میں نکالے جانے والے میلاد جلوس کے چند مناظر دکھائے گئے جو پیر طریقت شیخ رفع اللہ کی قیادت میں رواں دواں تھا، شیخ موصوف سبز عبا اوڑھے ہوئے تھے اور جلوس کے شرکاء دف اور تالیوں کی گونج میں نعت رسول مقبول ﷺ سے پڑھتے ہوئے خراماں خراماں آگے بڑھ رہے تھے۔

۸ جولائی بوقت سہ پہر اس موضوع پر قرآن کریم و اسلامی یونیورسٹی کے شریعہ کالج کے صدر پروفیسر ڈاکٹر قریشی عبدالرحیم کی تقریر ''مولد الهدیٰ'' کے عنوان سے ٹیلی کاسٹ کی گئی۔ ڈاکٹر قریشی سوڈان کے جید علماء میں سے ایک ہیں آپ مذکورہ یونیورسٹی میں تدریس کے علاوہ دارالحکومت خرطوم کی مرکزی مسجد میں بالعموم خطبہ جمعہ دیتے ہیں جسے براہ راست ٹیلیویژن پر پیش کیا جاتا ہے۔

۹ جولائی بوقت عصر عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے ایک خصوصی پروگرام نشر کیا گیا جس میں پہلے شیخ صافی جعفر نے تقریر کی جس کا موضوع **فی رحاب مولد المصطفیٰ** ﷺ تھا۔ اس کے فوراً بعد استاد مزاج طیب نے ''الفاظ قرآن'' کے عنوان سے تقریر کی جس میں شان مصطفیٰ ﷺ سے متعلق دو آیات قرآنی **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم**۔ (سورۃ توبہ ۱۲۸)

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔ (سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

کی تفسیر بیان کی۔ پھر بارہ سوڈانی بچوں نے سازندوں کی ایک جماعت کے ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی بعد ازاں ڈاکٹر احمد حسن محمد نے ''**علی طریق**

الدعوۃ'' کے موضوع سے تقریر کرتے ہوئے اس میں محافل میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن مجید سے دلائل ذکر کرتے ہوئے ان کے انعقاد پر زور دیا نیز آپ ﷺ کی سیرت اپنانے کی تلقین کی اور پروگرام کے آخر میں ''دقائق الصوفیۃ'' کے زیر عنوان سوڈانی مشائخ عظام کے ساتھ عوام کے بڑے اجتماع کو ذکر بالجہر کرتے ہوئے دکھایا گیا۔

۱۲ جولائی بروز ہفتہ بوقت ظہر عربی نعت خوانی پر مشتمل ایک پروگرام ''مدائح مختارہ'' پیش کیا گیا جس میں پہلے چار نعت خوانوں نے مل کر دف کے ساتھ ایک نعت پڑھی پھر چار بزرگ سوڈانیوں نے دف پر دوسری نعت پیش کی اور آخر میں حاضرین کی بڑی تعداد نے آپ ﷺ پر سلام پڑھا جس کا مصرعہ یہ تھا'ملیون سلام خیر الانام۔ اسی روز مشوار المساء پروگرام میں چند سوڈانی بچوں نے مل کر نعت پڑھی جس کا مقطع یہ تھا''یارسول اللّٰہ یانبی اللّٰہ'' اور ان ایام میں سوڈان ٹیلیویژن اپنی دن بھر کی نشریات میں وقفہ وقفہ سے سلام بحضور سرور کائنات ﷺ ''ملیون سلام خیر الانام'' پیش کرتا رہا۔

۱۰ ربیع الاوّل بمطابق ۱۵ جولائی بروز منگل صبح سے ٹی وی اناؤنسر نے وقفہ وقفہ سے ناظرین کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارک باد پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا جو آئندہ تین دن جاری رہا۔ اسی روز عصر کے بعد شیخ محمد بخیت بشیر نے''مولد الھدی'' کے تحت اس موضوع پر مختصر تقریر کی جس کے فوراً بعد شعر''طلع البدر علینا'' بہت سی غائبانہ آوازوں میں سنایا گیا پھر اناؤنسر نے''مولد المصطفیٰ ﷺ'' پر گفتگو کی بعد ازاں سوڈان کے نامور نعت خواں عثمان یمنی اور ان کے سات ساتھیوں نے بلا مزامیر نعت پیش کی جس کا ہر شعر''یا نبی'' پر ختم ہوتا۔ اس کے فوراً بعد قرآن کریم واسلامی علوم کی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر احمد علی الامام نے''ربیع الخیر'' کے زیر عنوان تقریر کی

جس میں فرمایا کہ آپ ﷺ کی سیرت اور فضائل وکمالات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں آپ کے بیان پر ہزاروں کتب لکھی گئیں حتیٰ کہ آپ کتابوں کے ناموں کی فہرست مرتب کی گی جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے اور شعراء نے ہر دور میں نعتیہ قصائد لکھے جن میں قصیدہ بردہ شریف بطور خاص قابل ذکر ہے جو سینکڑوں برس سے زبان زد عام وخاص ہے۔ حق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن کے فضائل وکمالات پر قرآن کریم کی لاتعداد آیات شاہد ہیں آپ کے اوصاف کا کماحقہ بیان کرنا انسانی بس میں نہیں۔ ڈاکٹر علی کی اس تقریر کے بعد محمد عثمان یمنی اور ان کے ساتھیوں نے دف کے ساتھ نعت پیش کی۔ اس پروگرام کے دوران میزبان نے موضوع کی مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں سلام بعنوان **ملیون سلام خیر الانام** اجتماعی طور پر پڑھا گیا۔

۱۶ جولائی بروز بدھ صبح سوڈان ٹیلیویژن کی نشریات کا آغاز ہوتے ہی میزبان کی میز پر ایک خوبصورت تختی رکھی نظر آئی جو اگلے دو دن یعنی بارہ ربیع الاوّل کے مبارک دن کی اختتامی تقریبات تک اس میز پر سجی رہی اور اس پر کسی اہم خطاط کا لکھا ہوا امیر الشعراء احمد شوقی (۱۹۳۲ام) کی مشہور نعت کا یہ مصرعہ جگمگا تا رہا۔

ولد الھدیٰ فالکائنات الضیاء

اسی روز عصر کے بعد اسلامی یونیورسٹی ام درمان سوڈان کے لیکچرار ڈاکٹر ابراہیم علی کی تقریر ''میلاد المصطفیٰ ﷺ'' کے عنوان سے نشر کی گئی جس کے فوراً بعد ملک بوسنیا کے سات جواں سال نعت خوانوں نے مل کر دف کے ساتھ عربی میں نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی پھر ڈاکٹر احمد خالد بابکر نے **''الذکریٰ المیلاد المصطفیٰ ﷺ''** کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ آج کے دن جشن میلاد النبی کی مناسبت سے نعت وتقاریر، سوڈان ٹیلیویژن پر عصر ومغرب کے درمیان روزانہ پیش کئے جانے والے دینی پروگرام ''**دوحة الایمان**'' کے تحت نشر کئے گئے۔

۱۷ جولائی مطابق ۱۲ ربیع الاوّل بروز جمعرات دارالحکومت خرطوم میں واقع سینکڑوں نشستوں پر مشتمل ایک عظیم الشان ہال میں مرکزی عید میلاد النبی کانفرنس ملک گیر سطح کی منعقد ہوئی جس میں لاتعداد اکابر علماء کرام و مشائخ نے تقاریر کیں جن میں آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے واقعات بیان کئے اور سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا نیز اسرائیل کی طرف سے پیش آنیوالے تازہ واقعات کی بھرپور مذمت کی اور مسلمانان عالم میں اتحاد کی ضرورت و جہاد کی اہمیت پر زور دیا۔ اس شاندار کانفرنس کی جھلکیاں سوڈان ٹیلیویژن کی رات کی خبروں میں دکھائی گئیں۔

۳) شام

۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ بروز جمعرات کو دارالحکومت دمشق میں شام کے صدر حافظ الاسد کی صدارت میں خود انہی کے نام سے موسوم جامع مسجد میں ایک محفل بنام ''الاحتفال عید المولد النبوی الشریف'' منعقد ہوئی جسے شام ٹیلیویژن نے براہ راست نشر کیا۔ ظہر کی اذان سے قبل صدر حافظ الاسد اور ملک کے مفتی اعظم شیخ احمد کفتارو نقشبندی شافعی (پ ۱۹۱۲ء) مسجد میں حاضر ہوئے پھر اذان ہوئی جس کے بعد مؤذن نے مائیک میں ہی درود شریف ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یارسول اللّٰہ'' پڑھا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد سب حاضرین صفوں میں بیٹھے رہے پھر محفل میلاد کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے قاری عبدالباسط (شامی) مائیک پر تشریف لائے اور آیہ مبارکہ ''یاایھا النبی انا ارسلنك شاھداً ومبشراً ونذیراً''۔ (سورۃ الاحزاب ۴۵) سے تلاوت شروع کی جس کے بعد سب حاضرین نے فاتحہ پڑھی۔ یہ مبارک محفل وزارت اوقاف کے زیر اہتمام منعقد ہو رہی تھی لہٰذا فاتحہ کے بعد وزارت کے نمائندہ نے خطبہ استقبالیہ دیا پھر ملک کے معروف نعت خواں سیّد سلیم اور ان کے دیگر ساتھیوں نے مل کر نعت پڑھی جس کے فوراً بعد وزیر اوقاف نے

موضوع کی مناسبت سے خطاب کیا۔ بعدازاں سیّد حمزہ ایمان نے پچیس ساتھیوں کی ہمنوائی میں قصیدہ بردہ اور مولود برزنجی ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ مولود خوانوں کی اس معزز جماعت نے ایک جیسے لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ مولود برزنجی میں جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا ذکر آیا تو تمام شرکاء محفل اپنی جگہ پر مؤدب کھڑے ہوگئے اور قیام کی حالت میں سلام بحضور سرور کائنات ﷺ پیش کیا گیا پھر سب حضرات واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق مائیک پر تشریف لائے اور اجتماعی دعا مانگی۔ اسی کے ساتھ ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ محفل میلاد اپنے اختتام کو پہنچی جس میں ملک کے صدر کے علاوہ متعدد وزراء، سفراء، علماء و مشائخ اور دمشق شہر کی دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

شام ٹیلیویژن ہر جمعہ کو بعد دوپہر مختلف اسلامی موضوعات پر ملک کے اکابر علماء کرام کی تقاریر پر مبنی ایک پروگرام بنام ''حدیث الروح'' نشر کرتا ہے۔ جس میں تشریف لانے والے بعض علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- رقہ شہر میں محکمہ اوقاف کے مدیر فضیلۃ الشیخ عفتان علی
- فضیلۃ الشیخ عبدالحمید المہاجر
- فقہ اکیڈمی جدہ کے رکن پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللطیف فرفوز دمشقی حنفی
- شریعت کالج دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر وہبہ زحیلی
- شریعت کالج دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ البناء
- دارالافتاء شام کے رکن و حلب میں محکمہ اوقاف کے مدیر فضیلۃ الشیخ محمد صہیب شامی

۲۷ جولائی کو شیخ عفتان علی، حدیث الروح میں تشریف لائے اور جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر گفتگو فرمائی۔

۴) کویت

۱۶ جولائی ۱۲ ربیع الاوّل بروز بدھ عصر کویت ٹیلیویژن پر عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے ایک پروگرام ''ولد الھدیٰ'' پیش کیا گیا جس میں فضیلۃ الشیخ علی سعود کلیب نے تقریر کی اور اس میں آٹھ نکات کواجاگر گیا۔

اوّل یہ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے واقعات نیز اس موقع پر رونما ہونے والے معجزات کا مختصر ذکر کیا۔

دوسری حدیث مکارم الاخلاق کی تشریح کی تیسرا دور جاہلیت کے عرب معاشرے کے کفر و شرک کا ذکر کرتے ہوئے ناظرین کو بتایا کہ مبعوث ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کس طرح سے کی جس کے نتیجہ میں تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم انقلاب برپا ہوا۔

چوتھا یہ کہ شیخ کلیب نے اس بات پر زور دیا کہ آج کا مسلم معاشرہ آپ ﷺ کی صفات قبل بعثت' صادق و امین' پر عمل شروع کردے تو یہی اس کی اصلاح کی پہلی اور اہم منزل ہوگی۔ فاضل مقرر نے صدق و امانت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس ضمن میں حضرت سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لئے بغیر ان کے بچپن کا ایک مشہور واقعہ بطور مثال بیان کیا۔

پانچواں آپ نے مسلمانان عالم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ وہ دین اسلام کو غیر مسلموں تک پہنچانے کیلئے ہر سطح پر کام کریں اور اسلام کے فروغ کا باعث بنیں۔

چھٹے نکتہ میں شیخ کلیب نے آپ کے قول و عمل سے بچوں کی تربیت کے متعدد واقعات بیان کئے اور مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت میں آپ کے طریقہ پر عمل کریں۔

ساتویں میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے چند واقعات بیان کئے

اور آج کے انسان کیلئے سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا۔

آٹھویں میں آپ نے آج کے دور میں درپیش اقتصادی، سیاسی اور دیگر عالمی مسائل کا حل تعلیمات نبوی کو قرار دیتے ہوئے اس کی تائید میں آئرلینڈ کے مشہور مستشرق کے حوالے سے ناظرین کو بتایا کہ غیر مسلم مفکرین بھی اسلام کی تعلیمات کو عالمگیر اور بنی آدم کے مسائل کا واحد حل تسلیم کرتے ہیں۔

تقریر کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ حقوق مصطفیٰ ﷺ صرف اسی پر بس نہیں کہ ہم آپ کی یاد میں محافل منعقد کریں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی جان و مال اور اولاد سے بڑھ کر محبت کریں۔ شیخ کلیب نے تقریر کے دوران حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اور امیر الشعراء احمد شوقی کے نعتیہ اشعار بھی پڑھے۔

کویت ٹیلیویژن پر یہ پروگرام وزارت اوقاف کی طرف سے پیش کیا گیا جس میں مذکورہ بالا تقریر کے علاوہ میزبان نے آپ ﷺ کی ولادت سے متعلق چار سوالات ناظرین سے کئے اور کہا کہ ان کے جوابات بذریعہ ٹیلیویژن یا ڈاک ۳۰ جولائی تک وزارت اوقاف کویت کے نام ارسال کئے جائیں اور درست جوابات دینے والے تمام افراد کو وزارت کی طرف سے انعامات بھیجے جائیں گے۔ پروگرام کے آخر میں ایک نعت خواں نے احمد شوقی کی مشہور نعت ترنم سے پڑھی جس کا ایک شعر عرب دنیا میں زبانِ عام ہے۔

ولد الهدى فالكائنات ضياء

وفم الزمان تبسم وثناء

معلوم رہے شیخ علی سعود کلیب کویت کے اہم علماء اہلسنت میں سے ایک ہیں۔ آپ گاہے گاہے مسجد فاطمہ محلہ عبداللہ سالم میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں جسے ٹیلیویژن براہ

راست نشر کرتا ہے۔

۱۶ جولائی ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہی نماز مغرب کے بعد وزارت اوقاف کویت کے زیر اہتمام میلاد مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں کانفرنس بنام بمناسبة ذكرى المولد النبوى الشريف منعقد ہوئی جس میں وزراء، سفراء، علماء و مشائخ اور دیگر زعماء نے شرکت کی اس برس کانفرنس کا خاص موضوع مولده مولد قيم ونهوض حضارة مقرر کیا گیا تھا لہٰذا فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سیّد نوح اور فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اسماعیل عبدالرحمٰن نے اس موضوع پر مقالات پڑھے۔ قبل ازیں ۱۱ ربیع الاوّل کو وزارت اوقاف کی طرف سے ایک اشتہار کویت ٹیلیویژن پر بار بار دکھایا گیا جس کے ذریعے ناظرین کو اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت عام دی گئی اور جب اس کا انعقاد ہوا تو ٹیلیویژن نے اس کی تمام کارروائی براہ راست اپنے ناظرین تک پہنچائی۔

ہفت روزہ المجتمع کویت

یہ رسالہ عربی زبان کے اہم اور کثیر الاشاعت رسائل میں سے ایک ہے جسے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں ایک تنظیم جمعية الاصلاح الاجتماعي الكويتية نے جاری کیا۔ ان دنوں عبداللہ علی مطوع اس کے سرپرست اور محمد بصیری چیف ایڈیٹر محمد راشد معاون ایڈیٹر اور احمد منصور مینجنگ ایڈیٹر ہیں اور اس کا ہر شمارہ چونسٹھ صفحات کا ہوتا ہے۔ اس رسالے کے دو مختلف شمارے راقم کے پیش نظر ہیں جن میں ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے درج چند تحریریں قابل ذکر ہیں۔ تین ربیع الاوّل کو شائع ہونے والے المجتمع میں اسلامی ادب کی عالمگیر تنظیم رابطة الآداب الاسلامي العالمي کے رکن ابو علی حسن کا مضمون مطوله علی احمد باكثير فى سيرة المصطفىٰ ایک نعتیہ قصیدہ کے تعارف پر مبنی ہے۔

اس مضمون کا پس منظر یہ ہے کہ علی احمد باکثیر ماضی قریب کے نامور ادیب،

افسانہ نویس وڈرامہ نگار اور شاعر تھے جو جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت کے باشندے تھے لیکن انڈونیشیا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۹ء کو مصر میں وفات پائی۔ رجب ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے کہ باکثیر مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور مدینہ منورہ حاضری کا ارادہ کئے بیٹھے تھے کہ اسی دوران انہوں نے قصیدہ بردہ شریف کی تضمین موزوں کی جو ۱۲۵۵ اشعار پر مشتمل تھی۔ اسی برس مطبع' شباب قاہرہ نے کتابی صورت میں طبع کی اور عربی داں حلقوں میں مقبول عام ہوئی۔ یہ تضمین **نظام البردة او ذکری محمد** کے نام سے طبع ہوئی اور **مطوّله علی احمد باکثیر** کے طور پر مشہور ہوئی۔ ڈاکٹر حلمی محمد قاعود نے اس کا تجزیاتی مطالعہ قلمبند کر کے اسے تضمین کے ساتھ اپنی مرتب کردہ کتاب میں شامل کیا جو پیش نظر ہے۔

عرب دنیا کے ادبی حلقوں میں باکثیر کے مقام ومرتبہ کا کسی قدر اندازہ اس خبر سے ہوتا ہے جو روزنامہ الاھرام نے ۲۹ اگست کے شمارہ میں شائع کی جس میں اطلاع دی گئی کہ قاہرہ میں واقع نوجوان ادیبوں کی تنظیم کے صدر نامور مصری ادیب ابراہیم ازہری کی سرپرستی میں علی احمد باکثیر کے دوستوں اور شاگردوں نے "**جمعیة اصدقاء علی احمد باکثیر**" کے نام سے ایک ادبی تنظیم' سوشل ویلفیئر کی وزارت سے رجسٹرڈ کرائی ہے۔ جو اس عظیم ادیب کے علمی ورثہ کو منظر عام پر لانے کا کام کرے گی۔

اس کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیفات کو منظر عام پر لانے کے علاوہ اس کے ذاتی ذخیرۂ کتب کو طلباء و محققین کیلئے وا کرے گی نیز باکثیر کی یاد میں سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرنے کے علاوہ اس موضوع پر ایک رسالہ جاری کرے گی اور پوری عرب دنیا میں باکثیر پر کام کرنیوالے محققین کو اس تنظیم کی اعزازی رکنیت پیش کرنے کا شرف حاصل کرے گی جن میں سعودی عرب کے ڈاکٹر محمد ابوبکر حمید' صنعاء یونیورسٹی شمالی یمن کے ڈاکٹر عبدالعزیز مقالح' اُردن کے پروفیسر احمد جدع اور شام کے پروفیسر عبداللہ طنطاوی

کے نام اہم ہیں۔(جمعہ ایڈیشن ص ۸) المجتمع کے دوسرے شمارہ میں عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے متعدد مضامین موجود ہیں۔ نیز اس کا اداریہ بھی اسی موضوع پر ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

❀ ذکری مولدك یارسول اللّٰه' وما آلت الیه الامة (ص۹) اور دو مضامین یہ ہیں۔

❀ الرسول ﷺ بین الیهود والعلمانیین' شیخ علی تنی عجمی۔(ص۱۲)

❀ فی ذکری میلاد سیّدالخلق وحبیب الخلق ﷺ' شیخ محمود عبدالهادی مرسی۔(ص۵۸'۵۹)

ماہنامہ الخیریۃ کویت

یہ رسالہ نو برس سے شائع ہو رہا ہے اسے "الهیئة الخیریة الاسلامیة العالمیة" نامی تنظیم نے جاری کیا اور یوسف جاسم حجی اس کے سرپرست' ڈاکٹر عبدالرزاق ماص چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ چونسٹھ صفحات پر طبع ہوتا ہے۔ اس کے اداریہ کا موضوع جشن میلاد کو بنایا گیا جس کا عنوان یہ ہے۔ فی ذکری المولد النبوی الشریف' السخاء خلق من اخلاق الانبیاء۔(ص۱۰۔۱۱)

اور آئندہ صفحات پر اس مناسبت سے چند تحریریں حسب ذیل عنوانات کے تحت شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

❀ مولد النور' الحدث والصبرة' احمد عبدالخالق۔(ص۴۰۔۴۱)

❀ المنحج النبوی والتغیر الحضاری الامة' حدادنی من التکامل' شیخ یحییٰ سیّد بخار۔(ص۴۲۔۴۴)

❀ مولد النور' نعت' عبدالرحمن عوض۔(ص۵۸)

متحدہ عرب امارات

ابوظہبی

سات عرب ریاستوں کے اتحاد متحدہ عرب امارات کے دارالحکومت ابوظہبی کا ٹیلیویژن چینل شہر کی کسی اہم مسجد سے نماز جمعہ کی ادائیگی دیگر عرب ممالک کی طرح سال بھر ٹیلی کاسٹ کرتا ہے اس ریاست میں واقع ایسی چند مساجد کے نام یہ ہیں۔

- مسجد شیخ محمد بن زاید
- مسجد شیخ زاید اولی
- مسجد شخبوط بن زاید آل نھیان
- مسجد خلیفہ سویدی
- مسجد بلال بن رباح
- مسجد جبریل

ان مساجد میں خطبہ جمعہ دینے والے چند علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- فضیلۃ الشیخ حسن حفناوی
- فضیلۃ الشیخ عبدالحمید منصور
- فضیلۃ الشیخ محمد راشد ہاشمی
- فضیلۃ الشیخ محمد سلیمان حمودہ

۱۱ جولائی ۱۹۹۷ء کو ریاست کی ایک مسجد میں شیخ حسن حفناوی نے ''مولد مصطفیٰ ﷺ'' کے عنوان سے خطبہ جمعہ دیا جسے ابوظہبی ٹیلیویژن نے براہ راست نشر کیا۔ جس میں آپ نے رسول ﷺ کی ولادت کی یاد تازہ کی اور دوران خطاب حسب موقع امام بوصیری، شوقی اور دیگر معروف شعراء کے نعتیہ اشعار پڑھے نیز محبت

رسول ﷺ کی اہمیت و ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ آج کے دور کا یہ بڑا المیہ ہے کہ جب بھی توہین رسالت کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو عرب حکومتیں کوئی اجتماعی لائحہ عمل اختیار نہیں کرتیں اور مؤتمر عالم اسلامی، عرب یونیورسٹیاں نیز دیگر اہم مسلم ادارے کوئی ٹھوس کاروائی نہیں کرتے جبکہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور جان و مال سے بڑھ کر محبت کئے بغیر ہم مومن کامل نہیں کہلا سکتے۔ آپ نے اس ضمن میں سلمان رشدی کی کتاب کی مذمت کرنے کے علاوہ مسلمانان عالم کی توجہ اسرائیل کی تازہ مذموم حرکات کی طرف دلائی۔

۱۶ جولائی بروز بدھ بوقت ظہر، ابوظہبی کے وزیر اوقاف نے عید میلاد النبی کی مناسبت سے ٹیلیویژن پر من اخلاق الرسول کے زیر عنوان تقریر کی جس میں ضمناً قاضی عیاض اندلسی علیہ الرحمۃ کی مشہور تصنیف ''الشفاء'' کے حوالے سے چند معجزات بیان کئے۔ تقریر کے بعد بچوں کی بڑی تعداد نے مل کر نعت رسول ﷺ پیش کی۔

اس ریاست کے ٹیلیویژن چینل پر ہر بدھ اور اتوار کو مغرب و عشاء کے درمیانی اوقات میں دینی موضوعات کے سوالات و جوابات پر مبنی ایک پروگرام ''آفاق'' عرصہ دراز سے براہ راست نشر کیا جاتا ہے جو بالعموم سوا گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ نامور عالم دین، مفکر و مشیر شیخ حسن حفناوی اس پروگرام کے مستقل میزبان ہیں اور ملک کے دو یا تین جید علماء کرام اس میں تشریف لا کر کسی ایک موضوع پر گفتگو کرتے اور ساتھ ہی اس سے متعلق ناظرین کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون کئے گئے سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور ہر پروگرام کے آخر میں ناظرین کو اس کے آئندہ موضوع کی اطلاع دی جاتی ہے۔ یہ پروگرام مشرق وسطیٰ کے علاوہ یورپ و امریکہ میں دیکھا جانے والا مقبول دینی پروگرام ہے۔ متحدہ عرب امارات کے جو علماء کرام اس میں بالعموم تشریف لاتے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- فضیلۃ الشیخ ہلال سعید مبروک امام وخطیب ابوظہبی
- ڈاکٹر شیخ صبری عبد المعطی زغلول خطیب وزارت اوقاف ابوظہبی
- فضیلۃ الشیخ محمد عبد الفتاح اسماعیل خطیب افواج ابوظہبی
- فضیلۃ الشیخ عبد اللہ حمودہ سعیدی صدر شعبہ وعظ وزارت عدل ابوظہبی
- فضیلۃ الشیخ منصور صالح عیضہ صدر شعبہ وعظ افواج ابوظہبی
- فضیلۃ الشیخ ناظم عبد اللہ سالم رکن دائرۃ القضاء الشرعی ابوظہبی
- فضیلۃ الشیخ محمد سلیمان حمودہ خطیب مسجد شیخ محمد بن زاید ابوظہبی
- مفکر اسلام شیخ محمد سالم مقبل ریاست العین
- پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد عقلہ ابراہیم اسلامک سٹڈیز کالج دبئی
- فضیلۃ الشیخ حسن احمد حمادی جج متحدہ عدالت
- پروفیسر ڈاکٹر عبد الجبار احمد زیدی اسلامک سٹڈیز کالج دبئی
- فضیلۃ الشیخ محمد عبد الرزاق صدیق اسلامک لاء کالج امارات یونیورسٹی
- فضیلۃ الشیخ مفکر اسلام ڈاکٹر عبد الفتاح عاشور امارات یونیورسٹی
- ڈاکٹر شیخ محمد بسام زین صدر شعبہ تحقیق دار الفکر دمشق
- ڈاکٹر شیخ حمدی ششتاوی شلبی خطیب مسلح افواج

۱۶ جولائی بروز بدھ کی شام ''آفاق'' کا موضوع ''مولد المصطفیٰ ﷺ'' تھا جس میں حسب ذیل تین علماء کرام نے شرکت کی سعادت پائی۔

- فضیلۃ الشیخ ہلال سعید مبروک
- ڈاکٹر شیخ صبری عبد المعطی زغلول
- فضیلۃ الشیخ محمد عبد الفتاح اسماعیل

اور میلاد مصطفیٰ ﷺ کی یاد تازہ کی نیز اس موضوع پر مخصوص مکتب فکر سے

تعلق رکھنے والے بعض ناظرین کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون کئے گئے چند اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے۔ پروگرام کے میزبان شیخ حسن حفناوی نے اس مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کی۔ معلوم رہے کہ شیخ حفناوی ریاست کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں۔ ۲۲ شعبان ۱۴۰۸ھ/۹ اپریل ۱۹۸۸ء کو سلطنت عمان کے شہر مسقط میں واقع سلطان قابوس یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایک کانفرنس ندوۃ الفقہ الاسلامی منعقد ہوئی جس میں تمام اسلامی ممالک کے وفود شریک ہوئے اور اگست ستمبر ۱۹۹۷ء کو سلطنت عمان ٹیلیویژن نے اس کانفرنس کی کارروائی دوبارہ قسط وار نشر کی جس میں راقم السطور نے دیکھا کہ متحدہ عرب امارات کے علماء کے وفد کی قیادت شیخ حسن حفناوی نے کی۔

ماہنامہ منار الاسلام ابوظہبی

اسلامی موضوعات پر عرب دنیا کا یہ اہم رسالہ گزشتہ ۲۳ برس سے وزارت مذہبی امور ابوظہبی کی طرف سے شائع ہو رہا ہے جس کا ہر شمارہ ۱۳۰ صفحات کا ہوتا ہے اور ڈاکٹر علی محمد عجلہ اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ اس کے ربیع الاوّل کے شمارہ کا سرورق گنبد خضراء نیز مسجد نبوی کی تازہ ترین رنگین تصویر سے مزین ہے اور اندر کے صفحات پر عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے درج مضامین کے عنوانات یہ ہیں۔

❀ تأملات فی ذکری مولد رسول اللّٰہ، شیخ عبدالغنی احمد ناجی مصر کے علاقہ فیوم میں عربی لغت کے استاد۔ (ص ۶، ۷)

❀ رسول اللّٰہ فی بیتہ، شیخ حدیوی حلاوہ۔ (ص ۲۴، ۲۷)

❀ مولد خاتم الانبیاء والمرسلین، امیر الانبیاء فی شعر امیر الشعراء، شیخ صلاح حسین محمد شہاب الدین۔ (ص ۲۸، ۳۱)

❀ مساجد المدینۃ المنورۃ فی عصر النبوۃ، ساسیھا ودورھا التاریخی وتطورھا عبدالزمان، شیخ احمد موسیٰ۔ (ص ۳۷، ۶۲ با تصویر)

- التثنئة الالهية، شیخ محمد صابر بردیسی۔(ص ۶۸، ۷۳)
- الحديث الصحيح، مفهومه وحجيته، شیخ عبدالعزیز قریش۔ (ص ۸۲، ۸۹)
- الذكرى العطرة معين لاينضب، شیخ رضا ابراھیم محمد۔(۱۲۳)

ان مضامین کے علاوہ مصر کے ایک شاعر محمد یمانی ظواہری کے حمد ونعت پر مشتمل مجموعہ کلام فی رحاب الله وقصائد اخری مطبوعہ مصر کا تعارف بھی شامل اشاعت ہے جس میں بتایا گیا کہ بیالیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کی مزید اشاعت کیلئے قارئین کو شاعر کی طرف سے عام اجازت ہے۔علاوہ ازیں منارالاسلام کے اس شمارہ میں دیگر شعراء کی دو نعتیں درج ہیں جن کے کوائف یہ ہیں۔

- ازهار النبوة، شاعر ڈاکٹر ابوفراس نطافی۔(ص ۱۲۰، ۲۱)
- نغمۃ الی الرسول الانسان، شاعر ڈاکٹر مصطفیٰ رجب۔(ص ۱۲۳)

دبئ

متحدہ عرب امارات کی دوسری اہم ریاست دبئ میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کا جشن سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔وہاں کا ٹیلیویژن چینل سال بھر ریاست کی جن مساجد سے نماز جمعہ براہ راست نشر کرتا ہے ان میں حسب ذیل دو مساجد اہم ہیں۔

- مسجد ابی عامر عبیدہ بن الجراح
- مسجد راشدیہ

اوران مساجد میں خطبہ جمعہ دینے والے علماء کرام میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- فضیلۃ الشیخ احمد رفاعی
- پروفیسر ڈاکٹر شیخ عیاضہ کوس

- پروفیسر الشیخ احمد اسمٰعیل خطیب وزارت اوقاف دبئی
- پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبدالرحمٰن جرار خطیب وزارت اوقاف
- فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح شافعی خطیب وزارت اوقاف
- فضیلۃ الشیخ عیسٰی بن عبداللہ مانع حمیری مدیر وزارت اوقاف

۲۲ اگست کو مسجد ابی عبیدہ سے نماز جمعہ کی ادائیگی دکھائی گئی جس میں فضیلۃ الشیخ عیسٰی بن عبداللہ مانع حمیری نے ''بدعت حسنہ کے اصول اوران کی تشریح'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے یہ آیۃ مبارکہ تلاوت کی۔

یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللّٰہ والرسول۔ (سورۃ النساء ۵۹)

ترجمہ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذیشان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم' کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور اپنے رسول کے فرمان کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔ (جمال القرآن)

اوراس کی تفسیر امام رازی نے بیان کی پھر اس آیت کے تحت قرآن کریم' حدیث نبوی' اجماع اور قیاس کو اسلام کے بنیادی ماخذ بتایا بعد ازاں آپ نے امام سخاوی' ہیثمی' سیوطی' نووی' ابن تیمیہ' ابن قیم اور کاشمیری کی تحریروں سے قیاس کی شرعی حیثیت اور بدعت کی اقسام پر حاضرین و ناظرین کو مطلع کیا اور بدعت حسنہ کی چند مثالیں بیان کرتے ہوئے اذان فجر میں الصلاۃ خیر من النوم نماز تراویح نیز محافل عید میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا بطور خاص ذکر کیا۔

شیخ عیسٰی نے دوران خطبہ مسلک اہلسنّت و جماعت اور سلفی عقیدہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ سواد اعظم ہی اہلسنّت و جماعت اور سلفی العقیدہ کہلانے کے مستحق

ہیں اسلئے کہ اسلاف کا مسلک تھا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نیز امت اسلامیہ سے محبت کرتے اور درود شریف بکثرت پڑھتے تھے۔ لہٰذا آج کے دور میں بھی وہی لوگ یا جماعت، سلفی واہلسنّت کہلانے کے مستحق ہیں جن میں امت اسلامیہ سے محبت کا جذبہ اور دیگر اوصاف پائے جاتے ہوں۔ آپ نے اسلاف کی تحریروں کی روشنی میں محبت رسول اللہ ﷺ کو ایمان کی بنیاد اور بزرگوں کے آثار وتبرکات سے استفادہ کو اسلاف کا مسلک ثابت کیا۔

جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ موجودہ دور میں شیخ ناصر البانی اور ان کے ہم خیال علماء میں سے بعض نے کھجور وغیرہ کی گٹھلیوں اور تسبیح کے دانوں پر اوراد و وظائف گنتی کر کے پڑھنے کو ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری کر رکھا ہے۔ شیخ عیسیٰ حمیری نے خطبہ جمعہ میں اس فتویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آئندہ کسی موقع پر اسکی تردید میں خطبہ دوں گا۔

ریاض سے نجدی افکار کا ترجمان ایک عربی رسالہ ''الدعوۃ'' ۱۹۶۵ء سے شائع ہو رہا ہے شیخ عیسیٰ نے اس کے تازہ شمارہ میں توحید وشرک کے مسئلہ پر چھپنے والے ایک فتویٰ کا ذکر کیا اور اظہار تاسف کے ساتھ بے بنیاد اور جاہل مفتیوں کی حماقت کا شاخسانہ قرار دیا اور فرمایا کہ مفتیوں کو چاہیے کہ پہلے علم حاصل کریں پھر غور وفکر کریں اس کے بعد فتویٰ جاری کریں اور امت اسلامیہ سے محبت کرنا سیکھیں۔ الدعوۃ کے اس افسوسناک فتویٰ کے تعاقب میں آئندہ کسی جمعہ میں تفصیل سے گفتگو کروں گا۔

مزید برآں آپ نے فرقہ کرامیہ نیز شیخ ابن تیمیہ اور ان کے متبعین کے عقیدہ تجسیم جس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء لازم ہوتے ہیں اسے خلاف اسلام اور مذموم بتایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ دینا قرآنی احکامات کے قطعاً منافی ہے۔ آخر میں آپ نے حدیث مبارکہ ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ کی تشریح کی اور اس پر وارد اعتراضات کو رفع کیا۔

قسم کھائی جان عالیشان کی...... بیچ "لَعَمْرُكَ" کے اور تمام سورۃ والضحیٰ، بیچ تعریف آپ کی بھری ہے۔ خصوصاً وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

یعنی رب تمہارا ایسی عنایت فرمائے گا کہ تم خوش ہو گے۔ حضرت نے فرمایا: میں راضی نہ ہوں گا اگر ایک شخص بھی میری امت سے دوزخ میں رہے گا۔

سبحان اللہ کیا شفقت اور رحمت عام ہے...... اور...... سورۃ النجم اسرارِ معراج شریف پر مشتمل ہے پا کی حضرت کے دل اور زبان اور جوارح کی مذکور اس میں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى

یعنی آمیزش دروغ کی حضرت کے دل نے نہیں کی بیچ مشاہدات اپنے کے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

یعنی حضرت ﷺ کلام نہیں فرماتے ہیں۔ خواہش نفسانی سے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

یعنی کجروی نہیں کی چشم مبارک حضرت ﷺ نے اور مقصد سے تجاوز نہیں کیا۔

اور فرمایا: لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

یعنی تحقیق دیکھیں حضرت ﷺ نے بعض نشانیاں بڑی، پروردگار اپنے کی۔

اس میں اشارہ اجمالاً ہے، طرف دیکھنے حضرت حق سبحانہ، کے جبکہ۔ مشاہدات اور بشارات وہاں کے، بے انتہا تھے کہ تفصیل اس کی سے عبارت قاصر تھی۔ اس واسطے اشارہ فرمایا۔

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف، جو بھی فرمائی۔

اور سورہ "ن" میں کمال تعریف اخلاق حضرت محمد ﷺ کی فرمائی۔ ساتھ قول اپنے کے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔

شیخ عیسیٰ حمیری نعت گو شاعر، مصنف اور مسلک اہلسنّت کے بے باک ترجمان ہیں آپ کی تصنیفات میں **الاجھاز علی منکری المجاز** اور جشن میلاد کے جواز پر **بلوغ المأمول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول** اہم ہیں۔علاوہ ازیں وزارت اوقاف دبئ کا جاری کردہ ماہنامہ الضیاء (سن اجراء ۱۹۷۸ء) ان دنوں آپ کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے جو عرب دنیا کے اہم اسلامی رسائل میں بیشمار ہوتا ہے۔

دبئ ٹیلیویژن پر جو دینی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں ان میں "**افتاء علی الھواء**" نامی پروگرام بہت اہم ہے جو ہر پیر کو مغرب و عشاء کے درمیان نشر کیا جاتا ہے ملک کے جید علماء دین میں سے ایک عالم اس میں تشریف لا کر ناظرین کی طرف سے ٹیلیفون کے ذریعے کئے گئے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ پروگرام دنیا بھر میں مقبول ہے اور اس میں امریکہ، برطانیہ، جرمنی، اٹلی اور بلجئیم وغیرہ ممالک سے استفسار کرنے والوں کی بھیڑ جم جاتی ہے۔ عام طور پر ایک معمر عالم مصر کے سابق نائب مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ محمود عبدالمتجلی خلیفہ اسے رونق بخشتے ہیں۔

۱۷ جولائی کو مذکورہ پروگرام کا موضوع میلاد مصطفیٰ ﷺ کی مناسبت سے "**المولد النبوی الشریف**" تجویز کیا گیا تھا جس میں ریاست کے ایک اور سرکردہ عالم تشریف لائے اور مجالس میلاد کے انعقاد پر مختصر دلائل پیش کئے۔

۱۴ جولائی کو "**المولد النبوی الشریف**" کے نام سے ایک خصوصی پروگرام ٹیلیویژن نے نشر کیا جس میں الاستاذ الکبیر فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح شافعی نے تقریر کی اور جشن میلاد کے بارے میں اہلسنّت کا مؤقف دلائل و براہین سے بیان کیا اور آخر میں ناظرین کے سوالات اور بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ شیخ ممدوح کا نام پاک و ہند کے علمی حلقوں کیلئے اجنبی نہیں آپ کی ایک تالیف **تنبیہ المسلم الی تعدی الالبانی علی صحیح المسلم** خراج تحسین حاصل کر چکی ہے اور آپ کی

ایک اور اہم تصنیف **رفع المنار** کے باب زیارت روضۂ اقدس رسول ﷺ کی افادیت کے پیش نظر محدث و محقق مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند علامہ ممتاز احمد سدیدی متعلم جامعہ الازہر قاہرہ نے اُردو ترجمہ کیا جسے عربی متن کے ساتھ مفتی محمد خان قادری نے لاہور سے شائع کیا۔

ہفت روزہ الاصلاح دبئی

یہ دینی رسالہ ایک اصلاحی تنظیم "**جمعیة الاصلاح والتوجیه الاجتماعی**" نے جاری کیا جو انیس برس سے شائع ہو رہا ہے ان دنوں شیخ علی سعید فلاسی اس کے چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ عارضی طور پر ہر پندرہ دن بعد شائع ہوتا ہے اور اس کا ہر شمارہ چھیاسٹھ صفحات کا ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر شمارہ میں عید میلاد النبی کی مناسبت سے شیخ نبیل خولی کا مضمون بعنوان "**فی ذکری مولد البشیر النذیر' بعض افضال الرسول علی الیهود**" درج ہے۔ (ص ۴۸، ۴۹)

۶) مصر

آج عرب دنیا بیس سے زائد ممالک میں منقسم ہے جن میں آبادی کے لحاظ سے مصر سب سے بڑا ملک ہے جہاں اس وقت دس ٹیلیویژن چینلز کام کر رہے ہیں۔ جن میں ESC سب سے اہم ہے جو ملک بھر کی اہم مساجد میں سے خطبہ جمعہ براہ راست نشر کرتا ہے۔ راقم نے اس کے توسط سے مصر کی جن مساجد سے خطبات جمعہ سماعت کیے ان کے نام یہ ہیں۔

- مسجد سیّدہ نفیسہ قاہرہ' سیّدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا (م ۲۰۸ھ) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے ہیں اور یہ مسجد آپ کے مزار سے ملحق ہے۔
- مسجد سیّدہ عائشہ قاہرہ' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (م ۱۴۵ھ) حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ مسجد ان کے مزار کے ساتھ بنائی گئی ہے۔

❀ مسجد امام شافعی قاہرہ، یہ مسجد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) کے مزار پر واقع ہے۔

❀ مسجد سیّدی احمد رفاعی قاہرہ، صوفیاء کے سلسلہ رفاعیہ کے بانی حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ھ) کے بھانجے حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اس مسجد کے کونہ میں ہے۔

❀ مسجد محمد علی پاشا قاہرہ، یہ مسجد مصر کے حکمران محمد علی پاشا (م ۱۲۶۵ھ) نے بنوائی اور مسجد کے ایک گوشہ میں بانی کا مزار واقع ہے۔

❀ مسجد جامعہ الازہر الشریف۔

❀ مسجد سیّدی بدوی طنطا شہر، تاج الاولیاء سیّد احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۵ھ) کے مزار پر واقع ہے۔

❀ مسجد سیّدی مرسی اسکندریہ شہر، سلسلہ شاذلیہ کے قطب شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸۶ھ) کے احاطہ مزار میں واقع ہے۔ ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور (ضلع اوکاڑہ) کے مدیر اعلیٰ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری نے مذکورہ بالا تمام مساجد و مزارات پر حاضری دی پھر ان کے حالات اپنے سفرنامہ میں درج کئے۔

❀ مسجد زہر انصر ٹاؤن قاہرہ

❀ مسجد نور قاہرہ

❀ مسجد ریڈیو ٹیلیویژن اسٹیشن قاہرہ

❀ مسجد القوات المسلحہ نصر ٹاؤن قاہرہ

ان مساجد میں ملک کے جن اکابر علماء کرام نے مختلف موضوعات پر خطبہ جمعہ دیا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ڈاکٹر شیخ سیّد محمد طنطاوی شیخ الازہر
- پروفیسر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم رئیس الازہر
- فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن مشیر جامعہ الازہر
- پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسیمع جاد صدر دعوت اسلامی کالج جامعہ الازہر
- فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمود محمد عمارہ جامعہ الازہر
- فضیلۃ الشیخ محمود خطاب
- فضیلۃ الشیخ یحیٰی محمد وزارت اوقاف
- فضیلۃ الشیخ نبیل صادق وزارت اوقاف
- فضیلۃ الشیخ احمد تمیم مراعی مراغی
- فضیلۃ الشیخ غرباوی
- فضیلۃ الشیخ سیّد حجازی
- فضیلۃ الشیخ محمد حماد امام وخطیب مسجد سیّد بدوی

۶ ربیع الاوّل ۱۱ جولائی کو مسجد سیّد رفاعی میں رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے ''مولود مصطفٰی ﷺ'' کے عنوان سے خطبہ جمعہ دیا جسے مصر کے مذکورہ بالا ٹیلیویژن چینل نے براہ راست نشر کیا۔ آپ نے رسول ﷺ کی ولادت مبارکہ کی یاد تازہ کی اور آپ کے فضائل وخصائص پر دسیوں آیات قرآن اور احادیث نبویہ بیان کیں اور دوران خطبہ متعدد بار سیّدی یارسول اللہ، سیّدی یا حبیب اللہ کے الفاظ سے آپ کو ندا کیا۔

۱۶ جولائی بروز بدھ کو اس چینل نے اپنے معمول کے پروگرام صباح الخیریا مصر میں ملک کے نامور عالم دین، مبلغ اسلام سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۸ء) کی تقریر ذکری میلاد الرسول نشر کی جس میں آپ نے آیۃ مبارکہ ''انک لعلی خلق عظیم'' (سورۃ القلم ۴) کی تفسیر بیان کی اور تقریر

کے فوراً بعد ایک گروہ نے آلات موسیقی کے ساتھ نعت پیش کی' پھر اسلامک لاء کالج جامعہ الازہر کے استاد ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ عرجاوی کی تقریر نشر کی گئی۔ جس میں میزبان کی طرف سے کئے سوالات کے جواب میں آپ نے ناظرین کو عید میلاد النبی ﷺ منانے کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا اور ان محافل کو امت اسلامیہ کیلئے مفید سے مفید تر بنانے کیلئے تجاویز پیش کیں اور تقریر کے اختتام پر ڈاکٹر عرجاوی نے مصری باشندوں' صدر حسنی مبارک' تمام عرب دنیا اور مسلمانان عالم کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد پیش کی۔

اسی روز شام کی خبروں کے آغاز میں صدر مصر حسنی مبارک کی طرف سے تمام اہل مصر اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی آمد پر مبارکباد کا پیغام دیا گیا اور بتایا گیا کہ صدر کی طرف سے تمام ممالک کے سربراہان و دیگر اہم شخصیات کو تہنیت کے تار دیئے گئے۔

۱۱ ربیع الاوّل کو عشاء کے بعد وزارت اوقاف مصر کی طرف سے قاہرہ میں قومی عید میلاد النبی ﷺ کانفرنس بنام ''الاحتفال مصر بمناسبة ذکری المولد النبوی الشــریف '' منعقد ہوئی جس صدر جمہوریہ مصر حسنی مبارک' شیخ الازہر الامام الاکبر ڈاکٹر سیّد محمد طنطاوی کے علاوہ علماء و مشائخ' سفراء' وزراء' فوج کے اعلیٰ عہدیداران و اعیان مصر نے شرکت کی اور اس میں وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حمدی زقزوق نیز شیخ الازہر اور صدر نے خطاب کیا اور صدر نے طلباء کے علاوہ علماء و مشائخ کو ایوارڈ پیش کئے۔ ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ تقریب ESC نے ٹیلیویژن ناظرین تک پہنچائی۔

مصر میں اولیاء کرام کے عرس کی تقریبات عام طور پر ایک ہفتہ اور بعض مزارات پر دو ہفتے جاری رہتی ہیں۔ ملک کے عظیم صوفی عارف باللہ سیّدی ابوالعباس احمد بن عمر مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس اسکندریہ شہر میں آپ کے مزار پر ماہ ربیع الاوّل میں منعقد ہوا اور

۲۷ جولائی کو اس عظیم الشان عرس کی اختتامی تقریب قرار پائی۔ انہی ایام میں وزارت ثقافت کی طرف سے ''جشن اسکندریہ'' منایا جا رہا تھا چنانچہ حضرت مرسی کے عرس کی یہ آخری تقریب جشن عید میلاد النبی ﷺ اور جشن اسکندریہ کیلئے مختص کر دی گئی جس میں وزیر اوقاف ڈاکٹر حمدی زقزوق بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ یہ تقریب آپ کے مزار سے ملحق مسجد سے خطبہ و نماز جمعہ کی صورت میں ٹیلیویژن پر براہ راست دکھائی گئی۔ پہلے ایک خوش الحان قاری نے تلاوت کی سعادت حاصل کی جو سورۃ الم نشرح کی آیت ''ورفعنا لک ذکرک'' پر ختم ہوئی۔

اس کے بعد سب حاضرین نے اجتماعی فاتحہ پڑھی پھر مسجد کے خطیب فضیلۃ الشیخ سیّد حجازی نے قرآن مجید میں مذکور آپ ﷺ کی صفت رؤف رحیم کو خطبہ کا موضوع بنایا اور آخر میں اسکندریہ شہر کی تاریخی اہمیت نیز وہاں کے باشندوں کی علمی خدمات کا مختصر ذکر کیا۔

ماہنامہ البیان لندن

اسلامی موضوعات پر یہ عربی رسالہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ سے طبع ہو کر برطانیہ کے مرکزی شہر لندن میں واقع ایک رفاہی ادارے ''المنتدی الاسلامی وقف'' کے دفتر سے شائع ہوتا ہے۔ یہ اس کی اشاعت کا بارہواں سال ہے' ڈاکٹر عادل بن محمد سلیم اس کے چیئرمین اور احمد ابو عامر چیف ایڈیٹر ہیں اور اس کا ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات کا ہوتا ہے۔ اس کے زیر نظر شمارہ میں عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے درج ایک تحریر کا عنوان یہ ہے۔

بابی انت وامی یارسول اللہ' شیخ ترکی بن عیسیٰ غامدی۔ (ص ۱۰۹)

روزنامہ الاھرام قاہرہ

یہ اخبار مصر ہی نہیں پوری عرب دنیا کا سب سے قدیم اور کثیر الاشاعت اخبار ہے جو ۲۷ دسمبر ۱۸۷۵ء کو اسکندریہ سے جاری ہوا اور اس کا پہلا شمارہ ۵ اگست ۱۸۷۶ء کو شائع ہوا اور اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اب اس کے دفاتر قاہرہ میں واقع ہیں۔ عرب دنیا کے نامور ادیب عباس محمود عقاد (م ۱۹۶۴ء) جن کی متعدد تصنیفات کے اُردو تراجم شائع ہو چکے ہیں عرصہ دراز تک اس اخبار سے وابستہ رہے۔ یہ روزانہ چالیس صفحات پر شائع ہوتا ہے اور اس کا جمعہ ایڈیشن مزید چودہ صفحات کا ہوتا ہے۔ ان دنوں ابراہیم نافع اس کے چیف ایڈیٹر اور محمد صالح سب ایڈیٹر ہیں جبکہ شیخ محمود مہدی شعبہ مذہبی امور کے ایڈیٹر ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۸۸ء کو منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس لندن میں اپنے اخبار کی نمائندگی کی' اس اخبار کے چار مختلف شمارے اس وقت راقم کے سامنے ہیں اور ان میں عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر درج مواد کا تعارف حسب ذیل ہے۔

۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ھ بروز جمعہ کے الاھرام میں خبر دی گئی ہے کہ بریگیڈئیر (ر) حسن الفی نے پولیس ہسپتال کا دورہ کیا اور وہاں منعقد ہونیوالی محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک ہوئے اور حاضرین میں تحائف تقسیم کئے۔ (ص ۴۰)

اور اس کے جمعہ ایڈیشن میں شیخ فتحی ابوالعلاء کا مضمون "مولدہ کان بعثا حقیقیا الروح الامۃ" درج ہے جس کے آغاز میں لکھا ہے کہ آئندہ جمعرات کو خاتم الانبیاء سیّدنا محمد ﷺ کی ولادت کا دن ہے' وہ رسول الانسانیۃ والرحمۃ جو اللہ تعالیٰ کے کلام وانك لعلى خلق عظيم اور وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى کا مصداق ہے۔ آپ کی ولادت کے دن مسلمان محافل منعقد کرتے ہیں آیئے معلوم کریں کہ اس موقع پر علمائے امت آپ ﷺ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ (ص ۱۱)

اس تمہید کے بعد فاضل مرتب نے ملک کے دو جید علماء کرام سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ ابراہیم دسوقی اور جامعہ الازہر کے عربی لغت کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سعد ظلام کے ساتھ میلاد مصطفیٰ ﷺ پر کی گئی گفتگو کو مضمون کی صورت میں پیش کیا۔ جمعہ ایڈیشن میں اس موضوع پر درج کچھ خبریں یہ ہیں۔

جمعہ کا دن اور اس کی فضیلت پر وزارت اوقاف کے اہم عالم شیخ منصور رفاعی کی تصنیف ''خیر یوم'' ادارہ الاھرام کی طرف سے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر تقسیم کی جا رہی ہے۔

شہر بنی سویف میں سلسلہ طریقت خلوتیہ بکریہ کے شیخ جودۃ بکری کے زیر اہتمام عید میلاد النبی ﷺ کی پانچ روزہ محافل کا آغاز آج سے ہو رہا ہے۔

قاہرہ میں سلسلہ طریقت عزمیہ کے مشائخ کے زیر اہتمام ایک روزہ محفل میلاد کا انعقاد مسجد امام ابوالعزائم میں بدھ کو ہوگا جس میں تلاوت قرآن کریم، نعت خوانی اور خطاب ہوگا جس میں نوجوانوں کو سیرت مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنانے کی ترغیب دی جائے گی نیز انہیں دین کی صحیح معلومات فراہم کی جائیں گی۔ (ص ۱۱)

اور الاھرام کے شمارہ گیارہ ربیع الاوّل کے صفحہ اوّل پر صدر جمہوریہ مصر کی ان مصروفیات کی تفصیلات دی گئی ہیں جو کل کو وزارت اوقاف کی طرف سے منعقد ہونے والی عید میلاد النبی کانفرنس میں انجام دیں گے۔ مذکورہ وزارت نے دینی معلومات پر مبنی ایک انعامی مقابلہ ملک بھر کے طلباء کے درمیان کرایا جس میں پچاس ہزار سے زائد افراد نے حصہ لیا جس میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے والے دس طلباء کو صدر حسنی مبارک اس کانفرنس میں انعامات عطا کریں گے جس میں سے دو کو حج چار کو عمرہ اور چار کو ایک ایک ہزار مصری پونڈ دیئے جائیں گے۔

اس کانفرنس میں جن آٹھ علماء کرام کو ان کی خدمات کے اعتراف میں صدارتی

ایوارڈ پیش کئے جائیں گے ان کے اسماء گرامی بھی شامل اشاعت ہیں۔ (ص ۱۳)

اس شمارے میں متعدد کتب اور رسائل و جرائد کی فروخت کے اشتہارات دیئے گئے ہیں جن میں تین قابل ذکر ہیں' ایک اشتہار مصر سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار "الدستور" کے تازہ شمارہ کے بارے میں ہے۔ یہ ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے عصام اسماعیل فہمی اس کے چیئرمین اور ابراہیم عیسیٰ چیف ایڈیٹر ہیں۔ اس کا تازہ شمارہ عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے خاص نمبر **عدد خاص عن سیّدنا محمد** ہے اور اس کے مضامین کی دی گئی فہرست میں دو کے عنوانات یہ ہیں۔

- **اغثنا یارسول اللّٰہ**
- **رؤیا النبی فی المنام امن الشعراؤی الی شمس البارودی۔**

دوسرا اشتہار ابراہیم راشد کی ادارت میں شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار "**اللواء الاسلامی**" کے تازہ شمارے کے بارے میں ہے جس میں شامل مضامین میں سے ایک کا عنوان یہ ہے۔

- **فی ذکری المولد النبوی کیف نرد علی اھانات الیھود لشخصه؟**

تیسرا اشتہار امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۲ھ) کی تصنیف "**الزھور الندیة فی خصائص و اخلاق خیر البریه**" کے تازہ ایڈیشن کے بارے میں ہے جسے شیخ احمد بن محمد طاحون کی تحقیق وحواشی کے ساتھ مکتبہ تراث اسلامی قاہرہ نے شائع کیا۔ (ص ۲۳)

۱۲ ربیع الاوّل کے الاھرام کے صفحہ اوّل کی ہیڈ لائن گزشتہ شام مرکزی عید میلاد النبی کانفرنس میں کی گئی صدر حسنی مبارک کی تقریر کے اہم نکات سے مزین ہے اور اس کے صفحات کانفرنس کی تفصیلات نیز اس موضوع پر خبروں اور مضامین سے پر ہے' صدر کی تقریر کا مکمل متن (ص ۳) وزیر اوقاف اور شیخ الازہر کی تقاریر کے اقتباسات نیز انعام

پانے والوں کے ناموں کی فہرست دی گئی ہے۔ (ص ۵) اور اس میں درج تین اہم مضامین کے عنوانات یہ ہیں۔

❀ بشریات المولد' ام القریٰ' والبیت العقیق 'ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطی

❀ المولد النبوی الشریف' حادثتان من السیرة الحطرة 'ڈاکٹر انبایوحنا قلہ

❀ غیاب الخطاب الاسلامی فی البث المباشر' کریمان حمزہ

آخرالذکر مضمون میں اس موقع پر عرب ممالک کے ٹیلیویژن چینلو کے ذمہ داران پرزور دیا گیا کہ وہ اپنی نشریات میں دینی پروگرام کا دورانیہ بڑھائیں اور اس ذریعہ ابلاغ کو اسلامی تعلیمات کے فروغ کیلئے زیادہ سے زیادہ کام میں لائیں۔ (ص ۱۰)

ایک خبر ہے کہ صدر حسنی مبارک نے عید میلاد النبی کے موقع پر اسلامی وعرب ممالک کے بادشاہوں' صدور اور رؤسا کو مبارکباد کے تار ارسال کئے ہیں۔ (ص ۱۲)

ایک تنظیم ''نقابة اطباء القاهرة'' کی طرف سے اشتہار دیا گیا ہے جس میں اس کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر سعد زغلول عشماوی نے مسلمانوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے انہیں اپنی تنظیم کی طرف سے اٹھارہ جولائی کو بعد نماز مغرب دارالحکمہ نامی ہال میں ''الاتنصروه فقد نصره الله'' کے عنوان سے دیئے جانے والے لیکچرز سننے کیلئے شمولیت کی دعوت عام دی جس کے مقررین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

❀ ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ استاد تفسیر وحدیث

❀ ڈاکٹر محمد عمارہ استاد تاریخ اسلام

❀ مبلغ اسلام شیخ جمال قطب۔ (ص ۱۵)

ایک اور خبر ہے کہ آسٹریا کے شہر ویانا میں واقع ایک بڑے ہال میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں مصر کے سفیر ڈاکٹر مصطفیٰ فقی نے خطاب فرمایا' اس میں سوڈان کے سفیر ڈاکٹر احمد عبدالحلیم سمیت عرب وعجم کے بہت سے فرزندان اسلام شریک ہوئے۔ (ص۳۴)

الامام المجدد السید محمد ابو العزائم رحمۃ اللہ علیہ۔(م۱۹۳۷ء) مصر کے اہم عالم دین اور پیر طریقت تھے آپ کی متعدد تصنیفات ہیں۔ دارالکتاب الصوفی نے جشن میلاد پر آپ کی تصنیف "**بشائر الاخیار فی مولد المختار**" کا تازہ ایڈیشن شائع کیا جس کا اشتہار الاہرام کے اس شمارہ میں دیا گیا ہے۔(ص۳۶)

ایک اور مقام پر میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مناسبت سے سلوی عنانی کی مختصر تحریر "مولدالنور" کے عنوان سے جگمگا رہی ہے۔(ص۳۸)

اور۱۳ ربیع الاوّل کے شمارہ کی ایک اہم خبر یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر صدر حسنی مبارک کو بہت سی حکومتوں کے سربراہان کی طرف سے مبادکباد کے تار موصول ہوئے جن میں چند نام یہ ہیں۔ مراکش کے بادشاہ سیّد حسن دوم' شام کے صدر حافظ الاسد' تیونس کے صدر زین العابدین بن علی' یمن کے صدر جنرل علی عبداللہ صالح' کویت کے امیر جابر احمد صباح' قطر کے امیر حمد بن خلیفہ آل ثانی' لبنان کے صدر الیاس ہراوی' جزائر قمر کے صدر محمد تقی عبدالکریم' مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم' ابوظہبی کے ولی عہد خلیفہ بن زاید النہیان' فجیرہ کے حاکم حمد بن محمد شرقی اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عصمت عبدالمجید۔ علاوہ ازیں صدر مصر کو متعدد وزراء' یونیورسٹیوں کے سربراہان' سفراء نیز مختلف تنظیموں کے سربراہان اور عرب رؤساو دیگر اہم شخصیات کی طرف سے پیغامات تہنیت موصول ہوئے۔(ص۸)

ایک مقام پر احمد بہجت کی تحریر "نور الھدیٰ" کے عنوان سے درج ہے۔

(ص۲) اور آخری صفحہ پر خبر ہے کہ آج قاہرہ کے ایک ادبی کلب میں عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے ایک تقریب منعقد ہوگی۔

جس میں قرآن کریم کے موضوع پر کرائے گئے مقابلہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو انجینئر عادل طویری انعامات پیش کریں گے۔

اس کے جمعہ میگزین میں اس موضوع پر متعدد مضامین موجود ہیں۔ جن کا تعارف یہ ہے۔

- احب النبی ﷺ ' جاذبیہ صدقی
- میلاد النور سلاما ' ڈاکٹر مصطفیٰ سالم حجازی (ص۱)
- معها فی السبوع ' ام مصریہ
- محمد ' الزوج والأب والقدوة الحسنة ' منیٰ عبدالقادر
- نساء شهدت میلاد الرسول علیہ السلام ' نوراعبدالحلیم ' یہ مضمون ڈاکٹر سیّد رزق طویل اور جامعہ الازہر کی ڈاکٹر عفاف بخار کی گفتگو کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔ (ص۶)
- شرح البردة فی ذکری مولد الرسول ' رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم
- استکشاف معالم حکومة الرسول ' شیخ عبداللہ احمد عبید۔ (ص۸)
- عفوا رسول الله ' استاد محمود مہدی

اور دور حاضر کے مشہور شاعر حسن عبداللہ قریشی کا نعتیہ قصیدہ ''علی هامش المولد النبوی المبارك '' درج ہے۔ (ص۸)

مصر کے مشرقی صوبہ کے علاقہ بینا میں القمح میں مشہور ولی اللہ حضرت جودت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار واقع ہے اس شمارہ میں ان کے سات روزہ عرس کی تقریبات کی خبر دی گئی ہے جن کا آغاز آئندہ جمعہ کو ہو رہا ہے اور ان میں تلاوت' ذکر' تقاریر نیز نئی نسل کو دینی معلومات فراہم کرنے کے پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں۔ (ص۱۱)

روزنامہ الاخبار قاہرہ

یہ اخبار مصطفیٰ امین وعلی امین نے ۱۵ جون ۱۹۵۲ء کو جاری کیا اب ابراہیم سعدہ اس کے چیئرمین اور جلال دویدا چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ بالعموم اٹھارہ صفحات پر روزانہ شائع ہورہا ہے۔ اس اخبار نے صدر مصر کے اس خطاب کو صفحہ اوّل پر نمایاں جگہ دی جو انہوں نے گزشتہ شام منعقد ہونے والی مرکزی میلاد کانفرنس میں کیا اور اندر کے صفحات پر ان آٹھ علماء کرام کے مختصر حالات اور انٹرویوز دیئے گئے ہیں۔ جنہیں صدر نے اس کانفرنس میں ایوارڈ پیش کئے۔ یہ انٹرویو ہشام عجمی نے لئے۔ ان علماء میں چھ مصر کے باشندے اور ایک ایک کا تعلق مراکش و بوسنیا سے ہے اور ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- جامعہ الازہر کے نمائندہ فضیلۃ الشیخ سیّد احمد عطا سعود (پ ۱۹۲۸ء)
- وزارت اوقاف کے سابق نمائندہ فضیلۃ الشیخ جمال شناوی (پ ۱۹۳۶ء)
- وزارت اوقاف کے سابق نمائندہ فضیلۃ الشیخ احمد ابوالعلاء (پ ۱۹۲۵ء)
- وزارت اوقاف کے سابق مدیر فضیلۃ الشیخ احمد محمد عبداللہ رملی (پ ۱۹۲۴ء)
- جمعیت شرعیہ کے صدر عالم جلیل شیخ محمود عبدالوہاب فاید مرحوم (۱۹۲۲ء۔ جون ۱۹۹۷ء)
- مسجد خازندارہ قاہرہ کے امام فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن عبداللہ خلیفہ دبک۔ (پ ۱۹۲۵ء)
- وزیر اوقاف مراکش، ڈاکٹر عبدالکبیر مدغری
- مفتی اعظم بوسنیا فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ سرینتش۔ (ص ۴، ۵)

اس اخبار میں زیر قلم موضوع پر موجود تحریروں کے عنوانات ہیں۔

- فی مولد نبی الرحمۃ، شیخ علی عید صدر جمعیت شباب المسلمین منوفیہ شہر۔
- فی ذکراہ ﷺ ذکاء الرسول، نعیم باز (ص ۱۶)

❀ قضیة وادی، شیخ محمود حبیب، آپ نے ذکر میلاد کے بعد مسلمانوں کی توجہ حال ہی میں اسرائیل ٹیلیویژن اور کمپیوٹر انٹرنیٹ پر آپ ﷺ نیز قرآن مجید کے بارے میں دکھائی گئی ایک اہانت آمیز تصویر کی طرف دلائی اور مشرق و مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کو اسرائیل کی ان ناروا حرکات کیخلاف اٹھ کھڑے ہونے اور یہودیوں کی مذموم کاروائیوں پر عملی اقدامات کی ضرورت کو اجاگر گیا۔(ص۴)

علاوہ ازیں دو شعراء کا نعتیہ کلام بھی درج اشاعت ہے، جو یہ ہیں۔

❀ هارب اليك، شاعر عبدالحسیب خنانی

❀ رسول الانسانية، شاعر الفلاحین سلیمان غریب

شیخ محمود علی رفاعی کی جشن میلاد پر تصنیف سر الاسرار فی مولد المختار انہی دنوں منظر عام پر آئی جس کا اشتہار اس اخبار میں دیا گیا۔(ص۴) اور ان ایام کو مصر میں منعقد ہونے والی محافل میلاد کے بارے میں متعدد خبریں اس شمارہ میں درج ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۲۵ جولائی کو میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے جمعیت شان المسلمین قاہرہ کے زیر اہتمام ایک محفل منعقد ہوگی جس میں شاعرہ ذکیہ حجازی کا نعتیہ قصیدہ ''مولد الھدیٰ'' پیش کیا جائے گا۔

آج صبح قاہرہ میں بچوں کے باغ کلچرل گارڈن فار چلڈرن میں بچوں کیلئے میلاد کی ایک تقریب منعقد ہوگی جس کی صدارت نیشنل کلچرل سنٹر کے ڈاکٹر حمدی جابری کریں گے قارئین کو اس میں شمولیت کی دعوت عام ہے۔

۲۴ جولائی کو انڈین کلچرل سنٹر قاہرہ میں میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے شام منائی جائے گی۔ جس میں سولہ شعراء کرام اپنا نعتیہ کلام پیش کریں گے اور وزارت تعلیم مصر کے تحت غیر عربوں کو عربی سکھانے والے مرکز کے پرنسپل ڈاکٹر محمود غانم اس

میں شریک ہوں گے، قارئین کو دعوت عام ہے۔

جیزہ شہر میں مکتبہ ناھیا الثقافة نے میلاد نبوی شریف کے موقع پر جامعہ الازہر کے ڈاکٹر شیخ محمد طویل کے لیکچر کا اہتمام کیا ہے۔ (ص ۱۰)

الاخبار کے اس شمارہ میں زینب مصطفیٰ نے "احتفال المیکرفون و الشاشه بالمولد النبوی الشریف" کے تحت ان پروگرام کی مکمل تفصیل دی ہے جو بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر مصر کے مختلف ریڈیو اور ٹیلیویژن چینلز پر پیش کئے جائیں گے۔ (ص ۱۱)

اس اخبار کے مختلف صفحات پر متعدد تجارتی اداروں کی طرف سے صدر اور حکومت مصر، عوام اور اسلامی دنیا کے نام عید میلاد النبی کی مبارکباد کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔

۷) یمن

۱۴ جولائی بروز پیر مغرب سے ذرا پہلے یمن ٹیلیویژن پر پانچ یمانی نعت خوانوں نے مل کر مزامیر کے ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی جس کی ردیف "یا رسول اللہ" تھی۔

۱۲ ربیع الاوّل/۱۷ جولائی کو دار الحکومت صنعاء کی مسجد شہداء میں نماز عشاء کے بعد وزارت اوقاف کے زیر اہتمام مرکزی میلاد کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں فضیلۃ الشیخ محمد عتری، فضیلۃ الشیخ عبدالکریم مہرانی اور فضیلۃ الشیخ عیسیٰ وغیرہ کل چار علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ پھر وزارت اوقاف کے نمائندہ قاضی شیخ احمد محمد اکوع نے اختتامی کلمات ادا کئے۔ اس محفل کے تمام مقررین نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ اور سیرت طیبہ پر تفصیلی خطاب کیا نیز مسلمانان عالم پر زور دیا کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، باہم مدد کریں اور یہودی عزائم کا قلع قمع کرنے کی منصوبہ بندی کر کے عملی قدم اٹھائیں۔ محفل کے آغاز و اختتام پر قاری شیخ یحییٰ احمد نے تلاوت قرآن کریم کی

اور ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ محفل یمن ٹیلیویژن براہ راست نشر کی۔

۸) سعودی عرب ماہنامہ المنہل جدہ

یہ رسالہ عبدالقدوس انصاری مدنی نے ۱۹۳۷ء میں مدینہ منورہ سے جاری کیا جواب جدہ سے شائع ہو رہا ہے۔ ان دنوں نبیہ بن عبدالقدوس انصاری اس کے چیف ایڈیٹر اور زہیر بن نبیہ انصاری معاون ایڈیٹر جبکہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن انصاری مشیر خاص ہیں اور اس کا یہ شمارہ ۱۶۰ صفحات کا ہے جس کی ابتداء عبدالقدوس انصاری کے قلمبند کردہ اس اداریہ سے ہوتی ہے جو انہوں نے آج سے تقریباً ساٹھ برس قبل ربیع الاوّل ۱۳۵۷ھ کے المنہل میں ''ربیع الاوّل'' کے عنوان سے لکھا تھا اور اسے پھر سے شائع کیا گیا۔ آپ نے اس مختصر تحریر میں ماہ ربیع الاوّل کو حاصل ہونے والی سعادت، ولادت سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا انتہائی محبت بھرے انداز میں ذکر کیا۔

آئندہ صفحات پر عید میلاد النبی کی مناسبت سے مختلف اہل قلم کے مضامین کیلئے ''الرحمة المهداة'' کے عنوان سے گوشہ مخصوص ہے جس میں درج تحریروں کے کوائف یہ ہیں۔

- خاتم النبيين، پروفیسر ڈاکٹر یوسف کتانی قرویین یونیورسٹی مراکش (ص ۳۲، ۳۸)
- الايمان وكماله فى محبة النبى، شیخ عبداللہ محمد ابی بکر، جدہ (ص ۳۹، ۴۱)
- التوقير من معالم المجتمع الاسلامى، ڈاکٹر سیّد رزق طویل پرنسپل اسلامک سٹڈیز کالج جامعہ الازہر (ص ۴۲، ۴۳)
- الجدل النبوى، ادب و تربية، ڈاکٹر عبدالرحمٰن طالب اسلامی تہذیب نیشنل انسٹیٹیوٹ الجزائر (ص ۴۶، ۵۳)

❀ رثاء المصطفیٰ فی الشعر ' محمد جمعہ عودات اردن (ص ۵۴'۵۶)

❀ المزاح فی حیاۃ الرسول ﷺ ' شیخ ایاد شامی (ص ۵۸'۶۱)

❀ رحمۃ للعالمین 'نعت' شاعر ڈاکٹر محمد محسن رکن رابطہ عالمی ادب (ص ۴۴'۴۵)

اور اس شمارہ کے دیگر صفحات پر چند اور مضامین بھی لائق مطالعہ ہیں جن کے عنوانات یہ ہیں۔

❀ القصص النبوی' الجنۃ و نعیمھا 'ڈاکٹر عبدالباسط حمودہ مصر (ص ۶۲'۶۹ قسط وار)

❀ منطقۃ الجوف فی آثار عصور ما قبل الاسلام 'ڈاکٹر عبدالرحمٰن انصاری (ص ۸۴'۸۹)

❀ الآثار الاسلامیۃ فی منطقۃ الجوف 'ڈاکٹر خلیل ابراہیم معیقل ریاض (ص ۹۰'۹۶)

علاوہ ازیں ڈاکٹر ابوحسام مصری کے مضمون کے ضمن میں ایک اور نعت "یا رسول" موجود ہے۔ (ص ۱۵۷)

المنھل 'حجاز مقدس بلکہ پورے سعودی عرب سے شائع ہونے والا ایک منفرد و اہم ادبی رسالہ ہے۔ ڈاکٹر امین لکھتے ہیں کہ سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز السعود نے ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کو عبدالقدوس انصاری کو یہ رسالہ جاری کرنے کے اجازت ان شرائط کے ساتھ دی کہ اس میں سیاسی معاملات پر کچھ نہیں لکھا جائے گا نیز حکومت پر کسی بھی نوعیت کے اعتراضات کی اشاعت نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہ رسالہ ادب وثقافت کے میدان میں آگے بڑھتا گیا۔ پہلے پہل اس کی طباعت و اشاعت مدینہ منورہ سے ہوتی رہی پھر مکہ مکرمہ میں بہتر طباعتی سہولیات ہونے کے باعث یہ وہاں

منتقل ہو گیا اور آگے چل کر جدہ سے شائع ہونے لگا۔ اس کی اشاعت کی پابندی کا یہ عالم ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران پیش آمدہ نامساعد حالات اور کاغذ کی کمیابی کے باوجود یہ زندہ رہا اور اب اسے اعزاز حاصل ہے کہ یہ ملک کا سب سے قدیم رسالہ ہے اور جیسا کہ المنهل کے زیر نظر شمارہ کے صفحہ آخر سے معلوم ہوا' اس کے اجراء سے اب تک کے تمام شمارے بہتر خوبصورت جلدوں میں طبع ہو کر ان دنوں بازار میں دستیاب ہیں۔

المنهل کے بانی عبدالقدوس انصاری ۱۹۰۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے وہیں پر تعلیم پائی پھر سرکاری ملازمت اختیار کی آگے چل کر یہ رسالہ جاری کیا۔ آپ نے جدید عربی ادب کو نئے اسلوب سے روشناس کرایا جو سہل ترین اسلوب کہلایا۔ آپ ادیب' شاعر' مؤرخ حجاز' ماہر آثار قدیمہ اور نامور صحافی تھے' تیس سے زائد تصنیفات میں ہیں۔

روزنامہ الشرق الاوسط لندن

یہ اخبار ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ نے جاری کیا۔ اب عثمان عمیر اس کے چیف ایڈیٹر ہیں اس کا ہر شمارہ چوبیس صفحات کا ہوتا ہے اور یہ انیس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اخبار میں عید میلاد النبی کی مناسبت سے شاعر عبدالعزیز محی الدین خوجہ کی تازہ نعت بعنوان ''رحلة الشوق'' درج ہے۔ (ص ۱۰)

نیز اخبار کے بانی ہشام علی حافظ کا طویل نعتیہ قصیدہ ''فی ذکری مولد الحبیب'' پورے صفحہ پر آٹھ کالم کی صورت میں دیا گیا ہے۔ (ص ۱۱)

فرانس سے شائع ہونے والے عربی ہفت روزہ ''الوطن العربی'' میں عبدالعزیز محی الدین خوجہ کا انٹرویو شائع ہوا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مکہ مکرمہ کے باشندہ ہیں اور ۱۹۷۰ء میں برمنگھم یونیورسٹی انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کی بعد ازاں جدہ یونیورسٹی کے تربیت کالج کے پرنسپل رہے پھر وزارت اطلاعات میں سیکرٹری رہے جس کے بعد ترکی'

سابقہ سویت یونین اور پھر یوکرائن میں سعودی عرب کے سفیر تعینات رہے اور اب مراکش میں سفیر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالعزیز ملک کے منجھے ہوئے سفارت کار ہونے کے علاوہ عرب دنیا کے ممتاز شعراء میں سے ہیں آپ کی شاعری کے تراجم سابق سوویت یونین میں بولی جانیوالی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ عربی میں آپ کا کلام ''بـذرة الـمعنی'' کے نام سے کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔ آپ کی متعدد نعتیں مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکی ہیں جن میں دو نعتیہ قصائد ''لـو انهم جاؤك'' اور ''فی حضرة النور'' نے عالمگیر شہرت پائی۔

الشرق الاوسط کے بانیان ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ دونوں سگے بھائی اور مدینہ منورہ کے باشندے ہیں۔ ان کا تعلق ایک علمی ادبی اور صحافت سے وابستہ گھرانہ سے ہے ان کے والد علی حافظ (م ۱۹۸۸ء) اور چچا عثمان حافظ (م ۱۹۹۳ء) کا شمار مدینہ منورہ کے زعماء میں ہوتا تھا۔ علی حافظ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک مدینہ منورہ کے میئر اور عثمان حافظ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۶۶ء تک محکمہ حج مدینہ منورہ کے ڈائریکٹر رہے نیز دونوں نے مل کر ۱۹۳۶ء میں مدینہ منورہ سے اخبار ''الـمدینة المنورة'' جاری کیا جو بعد میں جدہ منتقل کیا گیا جہاں سے اب تک شائع ہو رہا ہے۔

محمد علی ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے اور صحافت میں بی اے کیا۔ ۱۹۶۲ء کو اخبار المدینۃ المنورۃ کے چیف ایڈیٹر اور پھر ۱۹۶۳ء کو اس کے مینجنگ ایڈیٹر ہوئے۔ جبکہ ہشام علی حافظ نے پولیٹیکل سائنس میں بی اے کیا اور ۱۹۶۳ء میں اسی اخبار کے چیف ایڈیٹر بنائے گئے۔ ہشام علی حافظ عرب دنیا کے نامور نعت گو شعراء میں سے ہیں ۱۹۹۴ء میں آپ کا نعتیہ مجموعہ ''احبك احبك یاحبیبی یارسول اللّٰہ'' کے نام سے مصر میں طبع ہوا۔

۸ نومبر ۱۹۶۳ء کو حکومت نے پریس کارپوریشن کا نظام جاری کیا تو اخبار المدینۃ

المنورۃ کارپوریشن کے تحت شائع ہونے لگا اس پر ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ نے جلد ہی اس اخبار سے علیحدگی اختیار کرلی اور آگے چل کر ''سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی'' کی بنیاد رکھی جس نے چند برس میں مشرق وسطیٰ کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے کی شکل اختیار کرلی۔ اس کا صدر دفتر لندن میں اور علاقائی دفتر جدہ میں واقع ہے اور یہ عربی اور انگریزی و اُردو میں سولہ سے زائد اخبارات و رسائل شائع کررہا ہے اور الشرق الاوسط انہی میں سے ایک ہے جو مصنوعی سیارے کے ذریعے دنیا بھر کے گیارہ شہروں دھران' ریاض' جدہ' کویت' کاسابلانکا' قاہرہ' بیروت' فرینکفرٹ' مارسلز' لندن اور نیویارک سے بیک وقت شائع ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ کے باشندہ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی (پ ۱۹۴۰ء) کا نام اُردو دان حضرات کیلئے اجنبی نہیں آپ کی متعدد تصنیفات کے اُردو تراجم لاہور اور جدہ سے شائع ہو چکے ہیں آپ سالہا سال سے الشرق الاوسط کیلئے بطور خاص مضامین لکھتے ہیں جیسا کہ چند سال قبل عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ان کا ایک مضمون ''السلام علیک یارسول اللہ'' کے عنوان سے اس اخبار میں تین اقساط میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر یمانی ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۲ء تک سعودی عرب کے وزیر اطلاعات رہ چکے ہیں۔ ضیائے حرم میں آپ کی بعض تحریروں کے اُردو تراجم شائع ہوئے۔

روزنامہ اُردو نیوز جدہ

عرب دنیا سے شائع ہونے والا یہ اخبار ۷ مئی ۱۹۹۴ء کو سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی نے جدہ سے جاری کیا۔ محمد مختار الفال اس کے ایڈیٹر انچیف' نصر الدین ہاشمی' سینئر ایڈیٹر' روح الامین کوارڈینیٹنگ ایڈیٹر اور اطہر ہاشمی میگزین ایڈیٹر ہیں۔ اس کے شمارہ ۱۳ ربیع الاوّل/۱۷ جولائی اور دوسرے شمارہ ۱۵ جولائی میں اُردن' سلطنت عمان' انڈیا' بنگلہ دیش اور پاکستان میں جشن میلاد منائے جانے کی خبریں شائع ہوئیں اوّل

الذکر شمارہ میں اُردن کے شاہ حسین کی ایک تصویر بچوں اور بچیوں کے ساتھ دی گئی جس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا۔

"اُردن کے شاہ حسین عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عمان کی عظیم الشان مسجد عبداللہ میں یتیم بچے بچیوں سے مصافحہ کر رہے ہیں"۔ (ص۲)

اُردو نیوز کے ثانی الذکر شمارہ میں اس موضوع پر درج خبروں کے متن یہ ہیں۔

سلطنت عمان میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات

مسقط (نمائندہ اُردو نیوز) سلطنت عمان میں عید میلاد النبی ﷺ عقیدت سے منائی گئی۔ سلطان قابوس نے صلالہ میں ایک خصوصی تقریب کی صدارت کی جس میں سیرت نبوی ﷺ پر روشنی ڈالی گئی، اس طرح کی ایک تقریب مسقط میں منعقد ہوئی جس کی صدارت سلطان قابوس کے ذاتی معاون سیّد تیوفی بن شہاب السیّد نے کی، عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد بن حماد الخلیلی نے سلطان قابوس مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاوّل کی اہمیت کو واضح کیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کریں اور رسول اللہ ﷺ کی مثالی زندگی کی پیروی کریں کیونکہ بنی نوع انسان کے مسائل کا حل اسی میں ہے۔

ڈاکٹر مبارک بن عبداللہ الراشدی نے مسلح افواج کی مسجد میں سیرت النبی ﷺ پر لیکچر دیا۔ (ص۲)

اسلامی اصول بہترین ہیں، پاسوان

بمبئی (راشد اختر) بمبئی میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن روایتی جوش وخروش سے منایا گیا۔ بمبئی کے مختلف علاقوں میں جلوس نکالے گئے سب سے بڑا جلوس خلافت ہاؤس سے نکالا گیا جس کی قیادت مرکزی ریلوے وزیر رام ولاس پاسواں نے کی۔ اس

موقع پر تقریر کرتے ہوئے پاسواں نے اسلامی اصولوں اور تعلیم کو دنیا کا بہترین اصول قرار دیا اور مسلمانوں سے کہا کہ اگر وہ ان اصولوں کو مضبوطی سے تھامے رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (ص ۱)

حیدر آباد دکن میں عید میلاد عقیدت و احترام سے منائی گئی

دار السلام اور نمائش میدان پر فقید المثال جلسوں کا انعقاد

حیدر آباد دکن (نمائندہ اُردو نیوز) عید میلاد النبی ﷺ یہاں انتہائی جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی۔ شہر کے مختلف مقامات پر میلاد النبی ﷺ کے موقع پر طعام عام کا اہتمام دار السلام کے وسیع و عریض میدان پر دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر شہری ہوابازی، سی ایم ابراہیم نے کہا کہ آج دنیا میں مسلمان محض سیرت طیبہ پر عمل نہ کرنے کے باعث مصائب کا شکار ہیں۔ صدر مجلس اتحاد المسلمین صلاح الدین اویسی نے جلسہ کی نگرانی کی۔ مجلس تعمیر ملت کے زیر اہتمام نمائش میدان پر جلسہ رحمت للعالمین ﷺ منعقد ہوا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، سرکاری طور پر عام تعطیل کے ساتھ تمام نجی ادارے، تجارتی و صنعتی مراکز بھی بند رہے۔

اسی شمارے میں بنگلہ دیش میں اس موقع پر لی گئی ایک بہت بڑے جلوس کی تصویر شائع کی گئی جس میں شرکاء پرچم اٹھائے اور سینوں پر بنگلہ زبان میں لکھے گئے بیز سجائے رواں دواں ہیں۔ اس تصویر کا تعارف یوں کرایا گیا۔

"بنگلہ دیش میں جشن میلاد جوش و خروش سے منایا گیا، ڈھاکہ میں ہزاروں مسلمانوں نے جلوس نکالا"۔ (ص ۳)

پاکستان میں جشن میلاد جوش وخروش سے منایا گیا چاروں صوبوں میں جلوس نکالے گئے، ہر طرف سبز پرچم لہرا رہے تھے

کراچی (اُردو نیوز بیورو) پاکستان کے تمام علاقوں میں نبی آخرالزماں محمد ﷺ کا جشن ولادت باسعادت پورے مذہبی جوش وخروش اور اس عزم کے ساتھ منایا گیا کہ انفرادی زندگیوں میں سنت طیبہ کی پیروی کی جائے گی اور پاکستان کے اجتماعی نظام کو شریعت مطہرہ کے تابع بنایا جائے گا۔ جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اس عہد کو تازہ کرنے کے سلسلے میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، کوئٹہ، حیدر آباد سمیت دیگر اہم بڑے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جشن میلاد کے جلوس نکالے گئے جن میں ہر طرف سبز پرچم لہرا رہے تھے اور شرکاء بلند آواز میں حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیج رہے تھے اور نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت مبارکہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالا رہے تھے۔ اس موقع پر ملک بھر میں عام تعطیل رہی اور اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے جبکہ ریڈیو ٹی وی سے خصوصی پروگرام نشر کئے گئے۔ متعدد گھروں اور محلوں میں بھی میلاد کی محافل کا اہتمام کیا گیا۔ چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں دن کا آغاز اکیس اکیس توپوں کی سلامی سے ہوا جس کے بعد نماز فجر میں امت مسلمہ کی سلامتی اور ملک وقوم کے استحکام، کشمیر، فلسطین، بوسنیا کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کیلئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ (ص ۳)

ربیع الاوّل کے ایام میں ہی عرب ممالک میں دیگر موضوعات پر تین اہم کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن کا ذرائع ابلاغ میں خوب چرچا رہا ان کا مختصر تذکرہ بھی معلومات کا باعث ہوگا۔

۱) اخبار المسلمون میں ہے کہ گزشتہ ہفتے قاہرہ میں ''اسلام اور مغرب'' کانفرنس

منعقد ہوئی جس میں ستر ممالک کے تقریباً دوسو علماء ودانشوروں نے شرکت کی جن میں تیئس ممالک کے وزراء اوقاف اور پندرہ ممالک کے مفتی اعظم شامل تھے۔

۲) الاصلاح میں ہے کہ قاہرہ میں ایک عالمی کانفرنس "مؤتمر الشوریٰ والدیمقراطیة فی الاسلام" کے نام سے منعقد ہوئی جس کا افتتاح شیخ الازہر کے نمائند ہرئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے کیا اور اس میں ستر محققین نے مقالات پیش کئے یہ کانفرنس تین دن جاری رہی اور اس کے دس اجلاس ہوئے۔

۳) ربیع الاوّل کے پہلے عشرہ میں شام کے دارالحکومت دمشق میں "شیخ ابن عربی کانفرنس" منعقد ہوئی اس میں شامل بعض محققین کے انٹرویوز شامی ٹیلیویژن نے نشر کئے۔

وضاحت

۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء میں ۱۲ ربیع الاوّل کا دن سعودی عرب میں ۱۶ جولائی بروز بدھ یمن، کویت، سوڈان اور مصر میں ۱۶ جولائی بروز جمعرات اور پاکستان میں ۱۸ جولائی بروز جمعہ کو تھا۔

بزرگان دین کے حالات پر مشتمل منفرد انداز کا ایک شاہکار

شخصیات اسلام

ترتیب وتدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

صفحات 272 ہدیہ -/200

تبصرہ

پروفیسر سیّد شبیر حسین زاہد (گورنمنٹ ڈگری کالج ننکانہ صاحب)

صلاح الدین سعیدی بڑے خوش چہرہ اور متاثر کن شخصیت کے مالک ہیں۔ لباس سادہ، رہائش سادہ، گفتگو سادہ، بڑے ماہر قلمکار، زیرک صاحب مطالعہ اور صاحب شعور شخصیت ہیں ان سے تعارف ۲۰۰۹ء کے اوائل میں ہوا۔ جب میں نے بازار سے آپ کی کتاب "باتوں سے خوشبو آئے" خرید کر پڑھی، رابطہ قائم کیا اور پھر آپ سے قربت بڑھتی گئی۔

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جان جاناں ہو گئے

آپ کے ذریعے مزید کئی خوش گماں و مہرباں حضرات سے بھی تعلق بنا۔

سعیدی صاحب کا قلم مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔ جس پر حرف گیری نہیں کی جا سکتی۔

۱) آپ کا انداز بیاں مکمل طور پر مطالعاتی اور نتیجہ جاتی ہوتا ہے۔

۲) آپ قرآن وحدیث سے مکمل طور پر استشہاد کرتے ہیں۔

۳) آپ شان رسالت کی علو و عظمت کے حق میں دلائل و براہین لاتے ہیں۔

۴) آپ علماء اہلسنّت کے حوالہ جات اور دیگر علماء و زعماء کے رشحات بھی حوالہ قرطاس کرتے ہیں۔

۵) آپکا مدلل انداز معترضین و مخالفین کو ساکت و صامت کرنے کو کافی ہوتا ہے۔

۶) آپ کے ہاں حوالہ جات کی کثرت اور انداز بیان میں ندرت ہوتی ہے۔

۷) عشق رسالت اور حب محمدی آپ کے انداز سے خوب جھلکتی ہے۔

۸) میلاد چونکہ آپ کا محبوب موضوع ہے آپ میلاد اور متعلقات میلاد کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں سے ان کو کوئی حوالہ، مسودہ، مبسوط یا منتشر تحریر اس موضوع پر ملے وہیں سے حاصل کرتے ہیں اور میلاد کے مجموعوں میں خوبصورتی سے سجا لیتے ہیں۔

۹) علماء اور دینی قلمکاروں کے رشحات سے خوشہ چینی کرتے ہیں۔ اپنی کتابوں کی زینت بناتے ہیں۔ خوب چھان بین اور تحقیق کر کے مواد کو منتخب کرتے ہیں۔

۱۰) یہاں پیار ہے نفرت نہیں، یہاں عقیدت ہے بیگانگی نہیں، یہاں امید ہے ناامیدی نہیں، یہاں دعوت ہے جھٹک نہیں، یہاں مسکراہٹ ہے بے ہودگی نہیں، یہاں اخلاق ہے بد مزاجی نہیں، یہاں صبر و ضبط ہے بے صبری اور جلد بازی نہیں، یہاں سکینت ہے انتشار و بے سکونی نہیں، یہاں دعا ہے بد دعا نہیں۔

یہ ہے "بارگاہِ سعیدی" جہاں عید میلاد کے زمزمے، نعت رسول کی نغمگی، اوصاف رسول کی ہماہمی، عظمت رسول کی ہمہ گیری، اور سلطنت رسول کی عالمگیری ہے۔ یہ سب کچھ آپ کو "رسائل میلاد" میں نظر آئے گا۔

صلاح الدین سعیدی نے "میلاد" کے موضوع پر چار مجموعے مرتب کر کے شائع کر دیئے جن کا مختصر عنواناتی تعارف درج ذیل ہے۔

رسائل میلاد النبی ﷺ

رسائل میلاد النبی (۱۴ رسائل)......۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ ناشر قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

مقدمہ......صلاح الدین سعیدی...... چھ صفحات

المیلاد الرضویہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ...... بائیس صفحات

میلاد شریف کے فیوض و برکات...... امام محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (شام)

...... ترجمہ و تخریج علامہ شہزاد مجددی...... ایک سو دو صفحات

میلاد النبی ...... امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ...... باسٹھ صفحات

جشن میلاد النبی ...... علامہ ڈاکٹر سیّد محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ)...... ترجمہ

علامہ یٰسین اختر مصباحی رحمۃ اللہ علیہ ...... چوبیس صفحات

جشن بہاراں ...... پروفیسر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ ...... چھبیس صفحات

میلاد نیر ...... علامہ اللہ بخش نیر رحمۃ اللہ علیہ ...... اڑتیس صفحات

حقیقت عید میلاد النبی ...... سیّد وجاہت رسول قادری...... تیئیس صفحات

حلیمہ کی گود کا پالا ...... عبد الحق ظفر چشتی رحمۃ اللہ علیہ ...... ستائیس صفحات

عید میلاد النبی کا پہلا جلوس ...... سعید بدر قادری...... چودہ صفحات

میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ ...... مفتی محمد خان قادری...... چوبیس صفحات

امارات میں عید میلاد النبی ...... ڈاکٹر اشرف آصف جلالی...... بیس صفحات

عراق میں عید میلاد النبی ...... ڈاکٹر اشرف آصف جلالی...... تینتالیس صفحات

برکات میلاد ...... مولانا تصدق حسین ...... اکتالیس صفحات

میلاد کے ترانے ...... صلاح الدین سعیدی...... ستاسی صفحات

۵٧٦ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''رسائل میلاد النبی'' واقعتاً ایک علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور عاشقانہ تالیف ہے جس میں جمع کئے گئے رسائل معروف، اور ان کے لکھنے والے معاشرے کی مستند و معتمد ہستیاں ہیں۔

رسائل میلاد الرسول ﷺ

میلاد پر دوسری کتاب ''رسائل میلاد الرسول'' کے نام سے منظر عام پر آئی مختصر

تعارفی معلومات درج ذیل ہیں۔

رسائل میلاد الرسول (۱۳ رسائل) ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

کتاب کے مشمولات کا عنواناتی تعارف ذیل میں دیا گیا ہے۔

تقدیم...... پروفیسر محمد اکرم رضا...... چھبیس صفحات

اثبات المولد والقیام...... شاہ احمد سعید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ...... ترجمہ مولانا رشید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ...... انیس صفحات

میلاد اکبر...... خواجہ محمد اکبر وارثی رحمۃ اللہ علیہ...... اکسٹھ صفحات

اسلامی بہنوں کی محفل میلاد...... سیّد ہدایت رسول رحمۃ اللہ علیہ...... چھتیس صفحات

مولود محمود...... مفتی محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ...... چھہتر صفحات

سرور العباد فی بیان المیلاد...... مولانا فیض محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ...... چوراسی صفحات

میلاد شریف کے تاریخی واقعات...... مفتی محمد امین نقشبندی...... چوبیس صفحات

محسن انسانیت کا میلاد...... پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ...... تیئس صفحات

میلاد النبی اور جمہور امت...... پروفیسر سیّد شبیر حسین (راقم)...... نوے صفحات

میلاد النبی یا وفات النبی...... مفتی محمد اشرف القادری...... پندرہ صفحات

جشن میلاد کا جواز...... مولانا نصیر الدین چشتی...... چودہ صفحات

میلاد النبی...... سیّد ارشد سعید کاظمی...... دس صفحات

میلاد مصطفیٰ سے پہلے انتظار مصطفیٰ...... ملک محمد محبوب الرسول...... دس صفحات

انوار میلاد...... علامہ غلام مصطفیٰ مجددی...... دس صفحات

''رسائل میلاد الرسول'' بھی ایک دقیع ورفیع کتاب ہے ۴۹۶ صفحات کی اس کتاب میں فاضل مؤلف صلاح الدین سعیدی نے اپنے شب و روز کی محنت، مطالعہ

کی وسعت اور عقیدہ و مسلک سے تعلق کو بڑی عقیدت و محبت سے نمایاں کیا ہے۔ جو آپ کے محقق و مدقق ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

رسائل میلادِ حبیب ﷺ

صلاح الدین سعیدی کا ''میلاد'' کے موضوع پر رسائل کا تیسرا مجموعہ ''رسائل میلادِ حبیب'' کے نام سے منصۂ شہود پر آیا۔ اس میں گیارہ علما وزعما کے علمی، تحقیقی و حوالہ جاتی رسالے دعوت مطالعہ دے رہے ہیں۔

رسائل میلادِ حبیب (۱۱ رسائل) ۲۰۱۰ میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

اس مکرم و محتشم اور نعت نبی سے معمور کتاب کا عنواناتی تعارف حسب ذیل ہے۔

تقریظ...... شیخ الحدیث علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

تقدیم...... علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی...... چودہ صفحات

راحۃ القلوب فی مولد المحبوب...... بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ...... چھہتر صفحات

الارشاد الی مباحث المیلاد...... مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ...... بہتر صفحات

مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام...... سیّد قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ...... اڑتیس صفحات

مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد...... حضرت علامہ سیّد محمد محدث اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ...... باون صفحات

آمنہ کا لعل...... علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ...... چھبیس صفحات

عظمت میلاد النبی...... علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ...... چھبیس صفحات

میلاد قرآن وحدیث کی روشنی میں...... پروفیسر محمد اکرم رضا...... بتیس صفحات

میلاد پر اعتراض۔ آخر کیوں؟...... پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی...... چھبیس صفحات

میلاد حبیب کبریا...... مولانا افتخار احمد حبیبی علیہ الرحمۃ...... چھیاسٹھ صفحات

پہلا قصیدہ میلاد...... صاحبزادہ منیر احمد عراقی...... اٹھارہ صفحات

التحقیقات لدفع التلبیسات...... پروفیسر سیّد اسد محمود کاظمی...... ساٹھ صفحات

۵۳۶ صفحات کی اس کتاب میں بھی فضیلت میلاد، اہمیت میلاد، عظمت میلاد، جلالت میلاد، اصالت میلاد اور روایت میلاد پر بڑی علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور وضاحتی گفتگو موجود ہے جو معزز بزرگ قلمکاروں کے گہرے مطالعہ، وسیع قلمی تجربہ اور عشق میلاد کا منہ بولتا ثبوت اور مؤلف کے حسن انتخاب کا شاہکار ہے۔

صلاح الدین سعیدی کی ان کتابوں کے بارے میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسائل میلاد، ایک شخص کے مذہب و مسلک کا ثبوت نہیں بلکہ بنظر غور دیکھا جائے تو یہ ثبوت ہے ان صاحبان علم و فضل کے معتقد ہونیکا جنہوں نے یہ رسائل لکھے۔

جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اجازت اور توفیق عطا ہوتی ہے تبھی کوئی بندہ سیرت و میلاد پر لکھ پاتا ہے اور پھر جو ایک دفعہ لکھے، دو دفعہ لکھے، سہ بار لکھے، چہار بار لکھے، پنج بار لکھے، لکھتا ہی جائے لکھتا ہی جائے اور اس کا رہوار قلم کہیں نہ رکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ بارگاہ رب کریم اور بارگاہ رسول کریم میں مقبول ہے۔

رسائل میلاد محبوب ﷺ

علامہ صلاح الدین سعیدی کے ''رسائل میلاد'' کے سلسلے کی چوتھی جلد بھی یاران ذوق و شوق کی قلبی تشنگی دور کرنے کیلئے منظر عام پر آ گئی ہے۔

رسائل میلاد محبوب (٦ رسائل) ۲۰۱۰ میں شائع ہوئی۔ ناشر مکتبہ فیضان ختم نبوت ڈھوڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

بزرگانِ دین کی تحقیقات سے مزین اور معمور اس کتاب کا عنواناتی تعارف حسب ذیل ہے۔

مقدمہ...... پروفیسر عون محمد سعیدی

سعید البیان فی مولد سیّد الانس والجان...... شاہ احمد سعید مجددی فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

رسول الکلام من کلام سیّد الانام فی بیان مولد والقیام ...... حضرت علامہ سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

صداقت میلاد...... مولانا غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مقیاس المیلاد فی مولد سیّد العباد...... چودھری نور احمد مقبول نقشبندی

جشن میلاد عربی میڈیا کی نظر میں...... صاحبزادہ عابد حسین شاہ ہاشمی

علامہ صلاح الدین سعیدی کی قلمی فنکاری اور بیان کی چابکدستی کا اس سے بڑا ناقابل تردید ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ سعیدی صاحب مختلف مصنفین کی نعتیہ اور سیرت کی کتب پر اپنی وقیع آرا' تقدیم اور پیش لفظ لکھتے ہیں۔ اخبارات' رسائل اور جرائد میں مضامین و مقالات لکھتے ہیں شاعری کا بھی شغف ہے اور آپ کی نعتیں اور غزلیں وزن پر پوری اور بندش کے لحاظ سے بہت مکمل ہوتی ہے۔ اللھم زد فزد

میں احباب علم وفن اور صاحبان مطالعہ و تحقیق اور متخصصین دین و سیرت سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ صلاح الدین سعیدی مدظلہ' کی مرتب کردہ رسائل میلاد کے تمام مجموعوں کا بالاستیعاب مطالعہ کریں۔ ان کے مندرجات سے روشنی حاصل کریں۔ ان کے حوالہ جات کو ازبر کریں۔ ان کے دلائل کو اپنے علمی سفر میں زادراہ بنائیں۔ ان کے نتائج اور ماحصل کو کبھی حافظہ کے گوشہ سے "ڈیلیٹ" نہ ہونے دیں۔

مسلمان بچے بچیوں میں صحیح اسلامی فکر پیدا کرنے والی مستند کتاب

اسلامی تعلیم

مفتی جلال الدین امجدی

کتب خانہ امام احمد رضا

جلوہ دست قدرت
رسائل میلاد مصطفیٰ (بارہ)
چار زندہ نبی
سیرت غوث اعظم
جہان انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شان حبیب الباری
قبروں کے حالات
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفر آخرت اور ہماری ذمہ داریاں











